سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، روایتِ صحابیاتؓ _ تخریج و تحقیق

مقالہ برائے پی ایچ ڈی علومِ اسلامیہ

۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء

مقالہ نگار

خاور سلطانہ ۰۶-۱۲

ایم-فل

نگرانِ مقالہ

ڈاکٹر شبیر احمد منصوری

پروفیسر مسندِ سیرت

تحقیقی مقام

شعبۂ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

پیش کردہ: ستمبر ۲۰۱۱ء

Telephone: 042-9231232

DEPARTMENT OF ISLAMIC STUDIES
UNIVERSITY OF THE PUNJAB
Quaid-i-Azam Campus, Lahore
E-mail: chairman@is.pu.edu.pk

Ref. No. D/1138/IS

Dated. 21-9-11

TO WHOM IT MAY CONCERN

It is certified that Khawar Sultana is a regular student in Department of Islamic Studies and she has completed her Thesis.

Titled: سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، روایتِ صحابیاتؓ_ تخریج وتحقیق

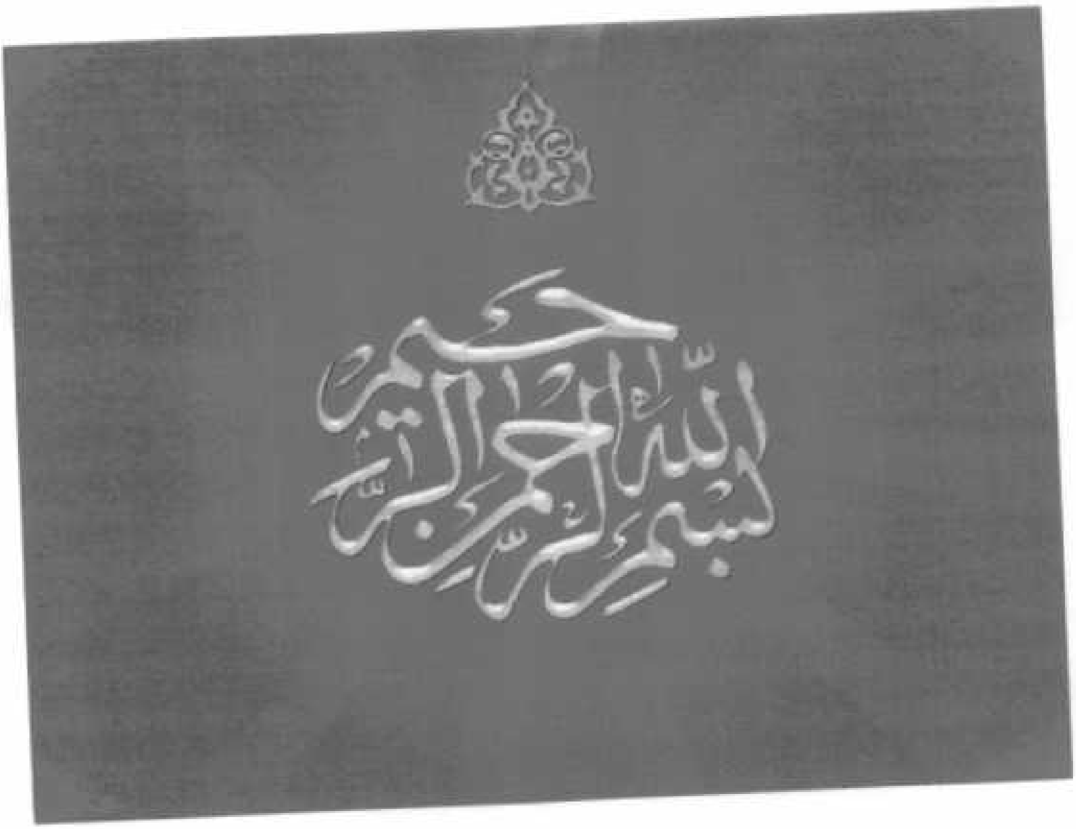
under my supervision for the award of Ph.D. degree Khawar Sultana is eligible for submission of thesis under the rules & regulation of the Department as well as of the University regarding Ph.D. The material used by her is original and she has shown creativeness in her work. The thesis presents work done by the candidate.

Prof. Dr. Shabbir Ahmad Mansoori
SUPERVISOR

DECLARATION CERTIFICATE

This thesis which is being submitted for the degree of Ph.D. in the University of the Punjab does not contain any material which has been submitted for the award of Ph.D. degree in any University and, to the best of my knowledge and belief, neither does this thesis contain any material published or written previously by another person, except when due reference is made to the source in the text of the thesis.

Khawar Sultana
Ph.D. Scholar
Deptcet. of Islamic Studies.


بسم الله الرحمن الرحيم


بسم الله الرحمن الرحيم
اللهم صل على محمد
وعلى آل محمد كما صليت
على ابراهيم وعلى آل ابراهيم
انك حميد مجيد
اللهم بارك على محمد وعلى
آل محمد كما باركت على
ابراهيم وعلى آل ابراهيم
انك حميد مجيد

انتساب

اللہ ربُّ العزّت کے نام

جس نے قلم کے ذریعے علم سِکھا کر تحقیق و جستجو کی راہیں

میرے لیے آسان کر دیں۔

اظہار تشکر

(﴿لئن شکرتم لأزیدنکم﴾) (ابراھیم، ۱۴:۷)

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے ہیں جس نے مجھے احسنِ تقویم کے اعزاز سے سرفراز کر کے نہ صرف علم کی روشنی سے میرے قلب کو منور کیا بلکہ مجھے تحقیق وجستجو کی راہوں کا مسافر بنا دیا۔ میں اپنے ربِ حقیقی کی بے حد ممنون اور مشکور اس لیے ہوں کہ اس نے مجھے یہ موقعہ فراہم کیا کہ میں سیرتِ طیبہ کے لا متناہی و بے کراں سمندر میں غوطہ زن ہو کر ''روایاتِ صحابیاتؓ کے دُرِ نایاب'' ڈھونڈ کر اپنے مقالے کی زینت بنا لوں۔ اَن گنت درود وسلام ہو۔ محبوب رب العالمین حضرت محمد ﷺ پر جن کی خاطر باری تعالیٰ نے بزمِ کائنات سجائی۔

آپؐ کے فرمان:

﴿من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ﴾ (الترمذی، السنن، کتاب البر والصلة، ۲/۸۹)

کی رو سے ناسپاس گزاری ہو گی اگر میں اپنے مہربان اساتذہ ڈاکٹر شبیر منصوری صاحب اور ڈاکٹر جمیلہ شوکت صاحبہ کا شکریہ ادا نہ کروں جنھوں نے اس تحقیقی کام کو مکمل کرنے میں قدم قدم پر میری رہنمائی کی۔ باری تعالیٰ ان کو زندگی، صحت اور آسانیوں سے نواز دے تاکہ وہ تحقیق کے مسافروں کی راہ میں رہنمائی کی قندیلیں روشن کرتے رہیں۔

میں اپنے قابلِ صد احترام والدین کی انتہائی شکر گزار ہوں جنھوں نے نہ صرف بچپن سے ہی میرے دل میں علم کی محبت ڈالی بلکہ حصولِ علم کے ہر مرحلے پر دعاؤں کا حصار میرے اردگرد باندھے رکھا۔ بنا بریں تشکر کا احساس اپنے مخلص جیون ساتھی راؤ افتخار احمد کے لیے بھی ہے کہ انہوں نے اعلیٰ تعلیم کے لیے میری علمی پیاس کی شدت کو محسوس کرتے ہوئے نہ صرف فراخدلانہ اجازت دی بلکہ ہر لمحے تعاون بھی کیا۔ انہی کے بے پناہ تعاون کی بدولت اس مقالے کی تکمیل ممکن ہو سکی۔

اظہارِ تشکر ادھورا رہ جاتا ہے اگر میں اپنے پیارے بچوں محمد شارف، محمد فائق عبداللہ اور میرب فاطمہ کا شکریہ ادا نہ کروں جنھوں نے میری اس طویل مصروفیت کو بہت صبر اور حوصلے سے برداشت کیا اور میری پیاری بہن طاہرہ جس نے میرے اس تحقیقی کام کو مکمل کرنے میں دوا اور دُعا دونوں سے میرا حوصلہ بڑھایا۔ اس کے علاوہ میں اپنے بہن بھائیوں ثمینہ، کوکب، گوشی اور حورب، شہزاد، مسعود، سمیع الرحمٰن، اطیب اور اپنی مخلص دوست صائمہ شمس کے لیے بھی جذباتِ تشکر رکھتی ہوں۔

مقالہ کی تیاری کے سلسلے میں شیخ زاید اسلامک سنٹر، مرکزی لائبریری، شعبہ علوم اسلامیہ لائبریری، محدث لائبریری، قائداعظم لائبریری، کے سٹاف ممبران کی بھی شکر گزار ہوں جنھوں نے تحقیقی مواد کی فراہمی میں بھرپور تعاون کیا۔ مقالے کی کمپوزنگ کے لیے میں عظیم بھائی کی مشکور ہوں جنھوں نے انتہائی محنت، توجہ اور لگن سے اس کام کو سرانجام دیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔

﴿اللھم احسن عاقبتنا فی الأمور کلھا واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرة﴾

مقالہ نگار

KSulli

خاور سلطانہ

مقدمہ

الحمد لله الكريم الوهاب، الرحيم التّواب، منزل الكتاب، سريع الحساب، غافر الذنب وقابل التوب، شديد العقاب، لا اله الا هو عليه توكلت واليه متاب وصلى الله على محمد نبيه ورسوله الاواب، وعلى آله وصحبه افضل الآل والاصحاب۔

رسول کریم ﷺ کی تعریف وتوصیف ایسا موضوع ہے جو ہمہ گیر بھی ہے اور وسعت پذیر بھی۔ ہر دور میں ان گنت انسانوں نے دربارِ رسالت میں اپنی عقیدت ومحبت کے گلدستے پیش کیے۔ آپ کی مقدس زندگی کے ہر پہلو سے اس طرح نقاب اٹھایا کہ سیرتِ نبوی کا ہر رُخ صفحۂ قرطاس کی زینت بنا۔ تصنیف وتالیف کا یہ سلسلہ پہلی صدی سے قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے لیے سیرتِ نبوی کا مطالعہ محض ایک علمی مشغلہ نہیں بلکہ ایک اہم دینی ضرورت ہے کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ (﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾) (الاحزاب، ۳۳: ۲۱) کے مطابق اسوۂ حسنہ معلوم کرنے کے لیے ہر مسلمان کو سیرتِ پاک ﷺ کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔

صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ وہ پُر نور ہستیاں ہیں جن کو آپؐ سے بالمشافہ اصولِ اسلام سیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی کیونکہ اسوۂ حسنہ ان کے سامنے تھا مگر آپؐ کے وصال مبارک کے بعد آپ کی سیرت مبارکہ، احادیث اور روایات ہی کی روشنی میں شمعِ ہدایت کا کام دے سکتی تھی۔ چنانچہ اس روشنی کو آیندہ آنے والی نسلوں تک منتقل کرنے میں صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے آپ کی معاشرت، زہد وعبادت، معمولات، اخلاقِ حمیدہ واوصافِ حمیدہ کا قریب سے مشاہدہ کیا اور پھر انتہائی ذمہ داری سے اپنے معلّم ومدرّس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے عالم کو روشناس کرا کے امتِ مسلمہ پر احسان فرمایا۔

موضوع کی ضرورت واہمیت:

نبی کریم ﷺ کو اس جہان رنگ وبُو سے رخصت ہوئے چودہ صدیاں بیت چکیں۔ اس دوران بے شمار تغیر وتبدل رونما ہو چکے ہیں اور ان تغیرات نے انفرادی واجتماعی زندگی کے تقاضوں کو بدل دیا ہے۔ مگر اس کے باوجود دورِ جدید میں بھی آپ کی ذاتِ طیبہ اسی طرح نمونہ کمال، قابلِ تقلید اور واجب الاطاعت ہے جیسے چودہ سو سال پہلے تھی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ:

۱۔ سیرتِ طیبہ شریعتِ اسلامی کا بنیادی ماخذ ہے۔ یہ نہ صرف حصولِ ہدایت کا ناگزیر ذریعہ ہے بلکہ انسانیت کے لیے اخلاقِ کمال کا ابدی نمونہ ہے۔

۲۔ قرآنِ مجید نے اطاعت اللہ کو اطاعتِ رسول ﷺ کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔ آپ کی سیرت طیبہ کی پیروی کے بغیر باری تعالیٰ کی اطاعت وبندگی کی کوئی صورت نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾) (النساء، ۴: ۸۰)

۳۔ تاریخی اعتبار سے بھی سیرت طیبہ بہت اہم ہے۔

الغرض ہر شعبۂ زندگی سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی قولی وعملی ہدایات سے واقف ہو کر اپنی زندگی کو بامقصد بنانا ہر

مومن اور مومنہ کا فرض ہے۔

سیرتِ طیبہ پر عمل پیرا ہونے کے لیے سب سے اہم یہ ہے کہ سیرتِ طیبہ ﷺ کی کامل صورت ہمارے سامنے ہو اور کاملِ صورت صرف اس وقت ہی سامنے آ سکتی ہے جب صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ صحابیاتؓ کی روایات سے بھی مستفید ہوا جائے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ:

۱- ازواج مطہراتؓ، بنات النبی ﷺ اور دیگر صحابیاتؓ سیرتِ طیبہ ﷺ کی عینی شاہدات تھیں۔ آپؐ کے ساتھ شب و روز کی مصاحبت کی وجہ سے وہ آپ ﷺ کے معمولاتِ عبادت، اکل و شرب، نشت و برخاست، مکارمِ اخلاق سے زیادہ واقف تھیں۔ چنانچہ انہیں سے روایت کردہ احادیث سے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے یہ سب پہلو اُجاگر ہوتے ہیں۔

۲- صحابیاتِ دینؓ کی راویات اوّل ہیں۔ یہ نبی کریم ﷺ اور اپنے بعد والوں کے درمیان لازمی واسطہ ہیں۔ اگر صحابیاتؓ کی مرویات میں سے پہلی کڑی کو نکال دیا جائے تو ہمارے ایمان کی بنیاد باقی نہیں رہتی۔

۳- صحابیاتؓ اگر آپؐ کے بعض اعمال کو آگے نہ پہنچاتیں تو آپؐ کے بہت سے اعمال اُمت کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے۔ کیونکہ سیرتِ طیبہ ﷺ سے متعلق بعض پہلوؤں پر روشنی ہی صحابیاتؓ کے بیان سے پڑتی ہے گویا کہ رسول اللہ ﷺ کی کتابِ زیست کے اوراق کی تکمیل صحابیاتؓ کی روایات کے بغیر ممکن نہیں۔ صحابیاتؓ کی انہیں مرویات نے سیرتِ طیبہؐ کے بے شمار گوشوں کو روشنی بخش کر امتِ مسلمہ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

مقالہ ھذا **"سیرتِ رسول ﷺ، روایاتِ صحابیاتؓ، تخریج و تحقیق"** میں کوشش کی گئی ہے کہ کتب احادیث، کتب سیر و تاریخ سے صحابیاتؓ کی روایاتِ سیرت کے آبدار موتی جمع کیے جائیں تا کہ اس دور فتنہ ساماں میں نئی نسل کو اسلامی اقدار کے سانچے میں ڈھالا جائے۔

اہداف و مقاصد:

حال اور مستقبل کی راہیں متعین کرنے کے لیے ماضی سے روشنی مستعار لینا بے حد ضروری ہے۔ خصوصاً اس دورِ پرفتن میں عشقِ رسول ﷺ سے سرشار ہو کر اور اطاعتِ رسول ﷺ کے راستے پر گامزن ہو کر ہی مسلمان اندرونی و بیرونی فتنوں سے بچ کر اپنے ایمان کو محفوظ کر سکتے ہیں۔ عشقِ رسول ﷺ سے سرشاری اور اطاعت رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ ہم سیرتِ طیبہ ﷺ کا مطالعہ کریں۔ چنانچہ اس موضوع پر تحقیق کے مندرجہ ذیل مقاصد تھے:

۱- حالات و زمانہ کے بدلتے تناظر میں سیرتِ رسول ﷺ کی اہمیت واضح کرنا۔

۲- روایاتِ صحابیاتؓ، سیرت رسول ﷺ کا اہم ترین حصہ ہیں۔ ان پر بتقاضائے محبت علیحدہ سے تحقیقی نظر ڈالنا اور ان روایات کی روشنی میں حیات طیبہ ﷺ کا حسن اجاگر کرتے ہوئے آپ ﷺ کے تمام آداب و فضائل اور سنتوں کو شعارِ زندگی بنانا تا کہ عند اللہ ہمارا ہر عمل مقبول ہو۔

۳- وہ تمام صحابیاتؓ جن کے بیان سے سیرتِ طیبہ وغیرہ نکھر کر ہمارے سامنے آئی انکے احوال وخدمات کا تجزیاتی مطالعہ کرنا۔

۴- ہر روایت کو بیان کرنے والے تمام راویوں کی سوانح حیات اور ہمعصروں کی نظر میں ان کا مقام معلوم کرنا۔

سابقہ کام کا جائزہ:

حضور اکرم ﷺ کی سیرتِ پاک پر بے شمار تحقیقی و تصنیفی کام ہو چکا ہے۔ تاریخ و سوانح کے میدان میں صرف آپ ہی وہ شخصیت ہیں جن کی ولادت سے وفات تک کے عرصۂ حیات کی ہمہ گیر تفصیلات کو اُس کی تمام تر جزئیات کے ساتھ تحقیقی و جامع اسلوب میں نہ صرف پیش کیا گیا بلکہ اُس کو محفوظ بھی رکھا گیا۔ محدثین کرام، مفسرین عظام، تاریخ و مغازی نگار اور خالص سیرت نگاروں نے رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال، تقاریر اور حیاتِ طیبہ ﷺ کے لحہ لحہ کو آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کیا۔ اس سلسلے میں لکھی جانے والی کتب احادیث (موطاء امام مالک، صحاح ستۃ، مسند امام احمد بن حنبل، مسند اسحاق بن راھویہ، مسند الحمیدی وغیرہ) میں سیرتِ طیبہ ﷺ کے موتی بکھرے ہوئے ہیں۔ احادیث کی انفرادیت، امتیاز و ثقاہت اور قطعیت ثابت کرنے والے دیگر علوم جیسے اسماء الرجال، طبقات، تاریخ، کتب جرح و تعدیل وغیرہ نہ صرف راویوں کی سوانح اور سیرت و کردار بیان کرتے ہیں بلکہ سیرتِ طیبہ سے متعلق حقائق و واقعات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

ان تمام کتب میں صحابہ کرامؓ و صحابیاتؓ کی روایات کے مشترکہ بیان سے سیرتِ پاک ﷺ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان کتب کے علاوہ صحابیاتؓ کی خدمات پر کچھ مقالات ایم۔اے کی سطح پر لکھے گئے جیسے ۱۹۶۶ میں ''صحابیاتؓ کی اسلامی خدمات''، ۱۹۸۷ میں ''تدوین حدیث میں صحابیاتؓ کی خدمات''، ۱۹۹۴ میں ''صحابیات کا طریق تعلیم و تربیت'' وغیرہ۔

مرویات صحابیاتؓ پر انفرادی طور پر بھی کام ہوا ہے۔ ۱۹۶۴ میں ''اُم المومنین حضرت عائشہؓ کی خدماتِ حدیث'' ۱۹۸۹ میں۔ ''حضرت عائشہؓ کی تفسیری روایات'' ۲۰۰۱ء میں ''ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کی سیرت و خدمات''، پی ایچ ڈی کی سطح پر ڈاکٹر جمیلہ شوکت صاحبہ کا مقالہ ''مسند عائشہؓ''، کلیہ اعداد المعلمات بالمدینة المنورہ کی استاد ڈاکٹر، صفیہ عبدالرحیم کا مقالہ، ''مرویات امہات المومنین فی شؤن النساء'' عائشہ مرتضیٰ شاہ کا مقالہ، ''حضرت عائشہؓ صدیقہ کی روایات کے موضوعات کا مطالعہ''، وغیرہ شامل ہیں۔

یہ سب تحقیقی کاوشیں قابلِ قدر ہیں۔ لیکن ضرورت اس امر کی تھی کہ سیرتِ رسول ﷺ کے حوالے سے صرف صحابیاتؓ کا بیان یعنی ان کی نگاہوں نے حیات رسول ﷺ کا نقشہ کیسا کھینچا؟ اس موضوع پر ابھی کام نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ اس ضرورت کو کسی حد تک پورا کرنے کے لیے مقالہ ہذا **''سیرت رسول ﷺ روایات صحابیات تخریج و تحقیق''** میں آپ ﷺ کی سیرت پاک کو روایت صحابیاتؓ کی روشنی میں واضح تر انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بارگاہِ خداوندی میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے اور روزِ محشر میرا نامۂ اعمال ان ''جگمگاتی سعید ساعتوں'' سے منور کر دے جو میں نے سیرتِ رسول ﷺ کے حوالے سے صحابیاتؓ کی روایات کی تلاش میں گزاریں۔

خاکہ تحقیق

باب اول- سیرتِ رسول اکرم ﷺ کی عظمت و اہمیت اور فضیلتِ صحابیاتؓ

یہ باب دو فصول پر مشتمل ہے- پہلی فصل میں سیرتِ رسول ﷺ کی عظمت و اہمیت بیان کی گئی ہے- سیرت کا معنی و مفہوم، صحابیاتؓ کا مقام و مرتبہ، انکی اطاعتِ رسول ﷺ، اتباع اور حبِ رسول ﷺ بیان کیا گیا ہے- جبکہ فصل دوم میں روایت صحابیاتؓ کی اہمیت بیان کی گئی ہے- نیز روایت صحابیاتؓ کے ماخذ، (کتبِ احادیث، تفسیر، تاریخ، کتبِ اسماء الرجال، کتبِ دلائل وشمائل) بیان کیے گئے ہیں نیز اس میں وہ جلد نمبر جن میں صحابیاتؓ کی روایات کی تعداد زیادہ ہے، کا تذکرہ بھی کر دیا گیا ہے-

باب دوم- راویاتِ سیرت النبی ﷺ صحابیاتؓ کے احوال و خدمات

اس باب میں ان تمام ''صحابیاتؓ مکرمات'' جن کے بیان سے سیرتِ طیبہ ﷺ پر روشنی پڑتی ہے- نام، نسب، احوال و خدمات، نیز ان سے مروی روایات کی تعداد، سالِ وفات وغیرہ کا ذکر ہے-

حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مکی و مدنی دور) کے اہم پہلو

اس باب میں آپ ﷺ کی زندگی کے اہم ادوار یعنی مکی و مدنی زندگی سے متعلق صحابیاتؓ سے مروی روایات کو مع سند بیان کیا گیا ہے- مکی دور میں اسلام سے قبل عرب کی مذہبی حالت، نسبِ اقدس، پیدائش، عہد شباب، آغازِ وحی، تبلیغِ اسلام، مشرکین مکہ کے مظالم، سفرِ طائف وغیرہ جبکہ مدنی دور میں ہجرت مدینہ، غزوات و سرایا، حجۃ الوداع اور وصال نبوی ﷺ سے متعلق روایات ایک ترتیب سے جمع کر کے انکی نہ صرف تخریج کی گئی ہے بلکہ ہر روایت کو سیاق و سباق سے مزین کر کے اس میں تشریح طلب باتیں حواشی میں بیان کر دی گئی ہیں اور ہر فصل کے اختتام پر تمام راویوں کے احوال مع سالِ وفات بیان کر دیے گئے ہیں-

باب چہارم- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شب و روز کے معمولات

یہ باب بھی دو فصول پر مشتمل ہے- فصل اول میں نبی کریم ﷺ کے صبح و شام کے معمولات- جن میں معمولاتِ عبادات، دعائیں، پسندیدہ طعام، پسندیدہ مشروب وغیرہ شامل ہیں- جبکہ فصل دوم مکارمِ اخلاق ﷺ پر مشتمل ہے-

باب پنجم- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنِ معاشرت

اس باب کی فصل اوّل میں ''آنحضور ﷺ بحیثیت سربراہِ خاندان'' سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہیں- ان میں بحیثیت شوہر، مشفق باپ اور بچوں سے آپؐ کے برتاؤ پر روشنی ڈالی گئی ہے- جبکہ دوسری فصل میں آپ کا خواتین اور غلاموں

سے حسنِ سلوک بیان کیا گیا ہے۔

آخری تینوں ابواب کی ہر فصل کے اختتام پر تمام راویوں کے احوال بیان کیے گئے ہیں اور ان ابواب کے بعد مقالہ کا خلاصہ تحریر کیا گیا ہے۔ نیز احادیث کے پیش نظر، فہرست مصادر و مراجع، مقالہ میں مذکور آیات، احادیث، اعلام، اماکن اور قبائل کا اشاریہ بھی مرتب کیا گیا ہے۔

اسلوبِ تحقیق

اس مقالہ میں تحقیقی اسلوب کو درج ذیل انداز میں آگے بڑھایا گیا ہے۔

۱۔ اس مقالے کے لیے بیانیہ طریقِ تحقیق اختیار کیا گیا ہے۔

۲۔ صحابیاتؓ سے مروی احادیث کی جمع و ترتیب کے لیے دستیاب کتب احادیث، کتب سیر و اسماء الرجال، کتب دلائل و شمائل وغیرہ سے مدد لی گئی ہے اور صرف سیرت سے متعلق روایات کی تلاش کے لیے ان کتب میں سے مستند ترین اور معتبر ترین ذخیرۂ کتب کا انتخاب کیا گیا ہے۔

۳۔ زیرِ نظر مقالے میں صحابیاتؓ کی مرویات منتخب کرتے ہوئے سب سے مشکل مرحلہ یہ تھا کہ سیرتِ طیبہﷺ کے معطر گلستان میں سے کس کس گلِ شگفتہ سے مقالے کو مزین کیا جائے۔ دل تھا کہ ہر روایتِ سیرت کے لیے مچلتا تھا کہ یہ بھی شاملِ کی جائے اور وہ بھی۔ مگر حدود و پابندیوں اور طوالت کے خوف سے صرف صحابیاتؓ کی وہی مرویات شامل کی گئی ہیں جن سے نبی کریمﷺ کے اقوال و افعال پر روشنی پڑتی تھی۔ گویا کہ دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔

۴۔ صحابیاتؓ کی حیات و خدمات پر چونکہ قبل ازیں بہت عمدہ کام ہو چکا ہے۔ اس لیے ان کی حیات و خدمات کا اجمالاً احاطہ کیا گیا ہے اور اس میں صرف انہیں "۶۲" صحابیاتؓ کو شامل کیا گیا ہے جن کے بیان سے سیرتِ طیبہؐ پر روشنی پڑتی ہے۔

۵۔ ہر باب کے آغاز میں مختصراً تعارفِ باب اور فہرست موجود ہے علاوہ ازیں روایاتِ سیرت پر مشتمل آخری تین ابواب کی ہر فصل کے اختتام پر ہر روایت کی سند میں موجود ہر راوی کا نام، کنیت، سالِ وفات، اس کے شیوخ، تلامذہ اور ہمعصروں کی نظروں میں اس کا مقام بیان کیا گیا ہے اس طرح تقریباً "۴۰۰" سے زائد راویوں کے احوال و مقام کا احاطہ کیا گیا ہے اور اس کے لیے کتب رجال سے مدد لی گئی ہے۔ راویوں کے احوال چونکہ حروف تہجی کے اعتبار سے موجود ہیں اس لیے فہارس میں ان کو شامل نہیں کیا گیا۔

۶۔ سیرت سے متعلق روایات میں اگر کہیں کسی شخصیت، مقام، واقعہ یا قبیلہ وغیرہ کا نام آیا ہے۔ اسکی تشریح حواشی میں

کر دی گئی ہے۔ نیز ہر روایت کا سیاق وسباق بھی بیان کر دیا گیا ہے۔

۷۔ مقالہ لکھتے ہوئے تمام کتب کے حوالوں سے پہلے مصنف کا نام، پھر کتاب کا نام، بعد ازاں جلد نمبر (اگر ہے تو) اور اس کے بعد صفحہ نمبر لکھا گیا ہے۔ جلد اور صفحے کو "۱/۸" کے انداز میں لکھا گیا ہے۔

۸۔ آیات کے حوالے کے لیے پہلے سورۃ کا نام پھر سورۃ نمبر اور پھر آیت نمبر دیا گیا ہے۔ مثلاً "البقرۃ،۲: ۱۵"

۹۔ کسی کتاب کا نام پہلی دفعہ آنے پر مصنف کا نام بھی لکھا گیا ہے جبکہ آئندہ ذکر آنے پر کتاب کا نام، جلد نمبر اور صفحہ نمبر بیان کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ مصنف کا نام دوبارہ نہیں لکھا گیا۔ البتہ مصادر و مراجع میں مصنف کا مکمل نام، کتاب کا مکمل نام، مطبع اور سالِ اشاعت تحریر کیا گیا ہے۔

۱۰۔ تکرار اور طوالت کے پیشِ نظر ترجمے میں مکمل سند کو بیان نہیں کیا گیا بلکہ ہر روایت کا آغاز صحابیہ کے نام سے کیا ہے اور سند میں محض صحابیہؓ کے نام کو ہی کافی سمجھا گیا ہے۔ جہاں سے صحابیہؓ کی روایت شروع ہوتی ہے۔ ﴿ ﴾ نشان سے اسکی وضاحت کر دی گئی ہے۔

۱۱۔ روایت کی تخریج کرتے ہوئے کتاب کا نام، کتاب، باب، حدیث نمبر اور صفحہ وجلد نمبر بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ اسکو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ "الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب، باب فضائل اصحاب النبی ﷺ (حدیث: ۳۶۴۱) ص، ۵۷۱

۱۲۔ فہارس میں "اشاریہ آیات" کو حروفِ تہجی کی بجائے قرآنی سورت نمبر سے ترتیب دیا گیا ہے۔

۱۳۔ اس تحقیقی مقالے میں کچھ رموز واختصارات استعمال کیے گئے ہیں جیسے آیات کے لیے(﴿ ﴾)، احادیث کیلئے ﴿ ﴾، ترجمے کے لیے" " صفحہ نمبر کے لیے "ص" اور حوالہ جات میں جن کتب کا ایک سے زائد مرتبہ تذکرہ آیا ہے ان کو مختصر نام دے دیا گیا ہے جیسے الجامع الصحیح المسند المختصر من الامور رسول اللہؐ...... کو الجامع الصحیح للبخاری، المستدرک علی الصحیحین کو "المستدرک" مجمع الزوائد و منبع الفوائد کو "مجمع الزوائد" الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ کو "الاصابۃ" وغیرہ جبکہ مصادر ومراجع میں کتاب کا مکمل نام واضح کر دیا گیا ہے۔

دستیاب سہولیات و وسائل

موضوع سے متعلق معلومات کے حصول کے لیے دستیاب سہولیات سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۔ مقالے کی تکمیل کے سلسلے میں مختلف لائبریریوں مثلاً جامعہ پنجاب، شیخ زائد اسلامک سنٹر لائبریری، شعبہ علوم اسلامیہ کی لائبریری اور مرکزی لائبریری، محدث لائبریری، قائدِ اعظم لائبریری، منہاج القرآن لائبریری

وغیرہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

ان سہولیات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میں نے اپنے تحقیقی کام کو تکمیلی مراحل تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ یہ تحقیقی کاوش عالمانہ نہیں بلکہ طالبعلمانہ ہے۔ اس مقالے میں جو خوبی ہے وہ رب رحیم کی عطا ہے اور جو خامی ہے وہ میری خطا ہے اور میں اللہ تعالی سے امید رکھتی ہوں کہ رب مہربان مجھے ناقص الاستطاعت انسان سمجھتے ہوئے ان غلطیوں سے درگزر فرمائے اور میں یہ بھی دعا کرتی ہوں کہ سید المرسلین خاتم الانبیاء رحمت دو جہاں کی سیرت کا یہ تذکرہ وتحقیق اللہ رب العزت کے حضور شرف یاب ہو۔ (آمین)

وما توفیقی الا باللہ

مقالہ نگار

خاور سلطانہ

فہرست ابواب

باب اول:

سیرت رسول اکرم ﷺ کی عظمت و اہمیت اور فضیلتِ صحابیاتؓ

فصل اوّل:

صفحہ نمبر

فصل دوم:

باب دوم:

راویاتِ سیرت النبی ﷺ صحابیاتؓ کے احوال و خدمات

باب سوم:

حیات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مکی و مدنی دور) کے اہم پہلو

فصل اول: مکی دور

فصل دوم: مدنی دور

باب چہارم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شب و روز کے معمولات

فصل اول:

فصل دوم:

باب پنجم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنِ معاشرت

فصل اول:

فصل دوم:

باب اوّل

سیرت رسول اکرم ﷺ کی عظمت واہمیت اور فضیلتِ صحابیاتؓ

تعارف باب اوّل

سیرت النبی ﷺ ایک ایسا سرچشمۂ ہدایت ہے جس کے سوتے تا قیامت خشک نہ ہوں گے۔ آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ تمام انسانیت کے لیے "اسوۂ حسنہ" ہے اور آپ ﷺ کی شان سب سے ارفع ہے کیونکہ باری تعالیٰ نے (ورفعنالک ذکرک) (الم نشرح، ۹۴:۴) کہہ کر آپ کا ذکر ہمیشہ کے لیے بلند فرما دیا۔ اس باب میں حضور اکرم ﷺ کی عظمت و رفعت بیان کی گئی ہے۔ "سیرت" کا مفہوم اور اسکی ضرورت و اہمیت کا بیان ہے۔ "صحابیاتؓ" جو صحبتِ پاک ﷺ سے مشرف ہوئیں اور جو آپ ﷺ کی صحبت کے نور سے اپنے ذہن و دل کو منور کر کے اپنی مرقع نور ہستیوں سے آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ بنیں۔ ان کی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے۔ نیز انکا عشق رسول ﷺ، اتباع سنت، اور اطاعتِ رسول کا تذکرہ ہے۔

فصل دوم میں "روایت صحابیاتؓ" کی اہمیت بیان کی گئی ہے کیونکہ انہیں سے مروی روایات نے آپ ﷺ کی ذاتِ کاملہ کے بے شمار گوشوں کو تب و تاب بخشی ہے۔ اس کے علاوہ "روایتِ صحابیاتؓ کے ماخذ" (کتب احادیث، کتب اسماء الرجال، کتب سیر و مغازی، کتب دلائل و شمائل) بیان کیے گئے ہیں اور اس میں خصوصاً ان جلدوں کا بیان ہے جن میں روایاتِ صحابیاتؓ بکثرت موجود ہیں۔

فصل اوّل:

- ☆ شرف و عظمتِ رسول اکرم ﷺ
- ☆ سیرت کا معنی و مفہوم
- ☆ سیرت رسول ﷺ کی ضرورت و اہمیت
- ☆ صحابیاتؓ: مقام و مرتبہ
- ☆ صحابیہؓ کا مفہوم
- ☆ صحابیاتؓ کی فضیلت
- ☆ اطاعت، اتباع اور حب رسول ﷺ

شرف و عظمتِ رسول اکرم ﷺ:

اقوام عالم کی تاریخ کے مطالعے سے بہت سی ایسی شخصیات سامنے آتی ہیں۔ جن کے نام ان کے کارہائے نمایاں کی بدولت سنہرے حروف میں لکھے گئے ہیں۔ ان شخصیات نے اپنے علم و تجربہ، کوشش و تدبر سے اپنی قوم میں ہم آہنگی پیدا کی ان کو سماجی شعور بخشا اور ملکی ترقی کے لیے وہ خدمات سرانجام دیں کہ قوم نے ان کو خراجِ تحسین پیش کرنے کی خاطر ان کے خوبصورت مجسمے بنوا کر شاہراہوں پر نصب کروا دیئے اور ان کی سوانح عمری اس طرح قلمبند کروائی کہ آئندہ نسلیں ان کی پیروی کرتے ہوئے بام عروج تک پہنچیں۔ یہ شخصیات ان ستاروں کی طرح ہیں جو اندھیروں میں رہنمائی تو کرتے ہیں مگر جونہی سپیدۂ سحر نمودار ہوتا ہے۔ ان کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔

ہدایت و رہنمائی کا سب سے معتبر ذریعہ انبیائے کرام ہیں۔ نبی مہربان ﷺ سے پہلے جتنے بھی انبیاء دنیا میں مبعوث کئے گئے وہ ایک محدود مدت کے لیے مخصوص اقوام کی طرف بھیجے گئے۔ ان سب کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ اپنی قوم کے لوگوں کو شرک کی تاریکیوں سے نکالیں اور ان کے دلوں کو توحید کے نور سے منور کر دیں۔ ان تمام انبیاء نے اس مقصد کے حصول کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دی مگر ان کی وفات کے بعد ان کے ربیوں اور احبار نے ان کی تعلیمات میں ردوبدل اور تحریف و تلبیس کر ڈالی۔ جب جب بھی ان انبیاء کی تعلیم اس کے پیروکاروں کے ہاتھوں تلبیس کا شکار ہوتی اور شرک کے اندھیرے زیادہ بڑھ جاتے تو خدائے لم یزل کی طرف سے توحید کا سبق پھر سے یاد دلانے کے لئے نیا رسول بھیج دیا جاتا جو پہلی شریعت منسوخ کر دیتا اور نئی شریعت کا اجراء کرتا۔

رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے رسول اللہ ﷺ کے درمیان پانچ، چھ صدیاں تاریخ انسانی کا پر آشوب دور ہیں اس دور تاریک میں روحانیت دم توڑ چکی تھی۔ گلستان خیر و خوبی کی رعنائیاں شر و فساد کی ظلمتوں میں بدل چکی تھیں۔ شمع توحید بجھ چکی تھی اور انسانیت شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں تھی۔ پھر مشیت ایزدی نے اس سسکتی ہوئی انسانیت پر رحم کیا۔ اس نے چاہا کہ نوع انسانی کو پھر سے شرف بخشا جائے۔ اس کو ایسے دستور زندگی اور مجموعہ قوانین سے نوازا جائے جو عالمگیر، دائمی اور پائیدار ہو۔ اس دستور زندگی کو اس عالم رنگ و بو میں لانے والا وہ نبی ہے جسکی آمد کے چرچے روز ازل سے تھے۔ یہی وہ باری تعالیٰ کا محبوب ہے جسے صحائف ربانی میں کبھی "فارقلیط (۱) کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور کبھی "منحمنا (۲) کے نام سے اور قرآن

---

۱. یوحنا، ۱۶:۷ (عربی بائبل مطبوعہ لندن، ۱۸۲۱ء، ۱۸۳۱ء اور ۱۸۸۴ء میں لفظ "فارقلیط" ہے۔ بعد میں اس لفظ کی جگہ "مددگار" "وکیل" یا "شفیع" لکھا جاتا رہا ہے۔)

۲. یحنس (یوحنا) ۱۶، ۱۵:۲۳-۲۷: الصالحی الشامی، محمد بن یوسف، سبل الھدی والرشاد، ۵۲۲/۱: ابی زید البلخی، احمد بن سہل، کتاب البدء والتاریخ ۱۱۹/۲،۱

[illegible] محمد ﷺ (۱) اور احمد ﷺ (۲) کے اسمائے گرامی سے یاد کیا گیا ہے۔ قرآن حکیم میں پکارے جانے والے ان ناموں کو باری تعالیٰ نے اپنے پیارے ناموں "حمید" اور "محمود" سے بنایا ہے۔

الخرکوشی نیشاپوری لکھتے ہیں۔

"ذکر الله انبیاء ہ علیہ السلام فلم یقسم لاحدمنھم اسماء مشتقا, من اسمائه تعالیٰ ذکرہ وشق اسم رسول الله صلی الله علیه وسلم من الحمید والمحمود: "محمد صلی الله علیه وسلم (۳)

آپ ؐ کے چچا ابو طالب نے آپ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

وشق له من اسمه لیجله

فذوالعرش محمود و ھذا محمد ﷺ (۴)

قرآن کریم میں فضیلت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان فضائل ومحاسن سے مزین کیا ہے کہ زبان وقلم اس کو احاطہ تحریر میں لانے سے قاصر ہیں۔ آپ ؐ کے فضائل میں سے بے شمار فضائل اللہ عزوجل نے قرآنِ حکیم میں تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ کہیں پر آپ کو رؤف اور رحیم کے لقب سے نوازتے ہوئے فرمایا۔

(﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ ﴾) (۵)

تمہارے پاس ایک رسول آیا ہے جو تم ہی میں سے ہے۔ تمہارا رنج وکلفت میں پڑنا اس پر بہت شاق گزرتا ہے۔ وہ تمہاری بھلائی کا بڑا ہی خواہشمند ہے۔ وہ مومنوں کے لیے شفقت رکھنے والا رحیم ہے۔

ایک اور آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل آپ ؐ کے اوصاف حمیدہ بیان فرما کر اس طرح سے آپ کی مدح سرائی کرتے ہیں۔

(﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

۱۔ الاحزاب، ۴۰:۳۳، الفتح، ۲۹:۴۸، آل عمران، ۱۴۴:۳، محمد، ۲:۴۷

۲۔ الصف ۶:۶۱

۳۔ الخرکوشی نیشاپوری، عبدالملک بن محمد، مناحل الشفاء ومناھل الصفا بتحقیق کتاب شرف المصطفیٰ، ۲۸/۴

۴۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، التاریخ الصغیر، ۴۰/۱

۵۔ التوبۃ، ۱۲۸:۹

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴾ (۱)

اللہ تعالیٰ کا مومنین پر بڑا ہی احسان ہے کہ اس نے ایک رسول ان میں بھیج دیا جو انہی میں سے ہے۔ وہ اللہ کی آیتیں سناتا ہے۔ ہر طرح کی برائیوں سے انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

ایک اور آیت مبارکہ میں اسی سے ملتی جلتی خصوصیات ان الفاظ میں بیان کی گئی ہیں۔

(﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴾) (۲)

وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں انہی کی قوم میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان پر اسکی آیات پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

قرآن پاک میں کئی مقامات پر آپ کو ''نور ﷺ اور ''سراجاً منیراً ﷺ کہہ کر پکارا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(﴿قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ﴾) (۳)

کہیں آپ کی ذات اقدس کو رشد وہدایت کا روشن چراغ قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

(﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيراً وَدَاعِياً إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجاً مُّنِيراً O﴾) (۴)

یعنی اے نبی ﷺ بے شک ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری سنانے والا، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے متنبہ کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اسکی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لیے بے شمار مراتب اور ہمہ جہت تعریفوں کو اکٹھا کر دیا ہے آپ کو امتِ محمدیہ پر گواہ ٹھہرایا ہے کہ آپؐ نے ان تک اللہ عزوجل کا پیغام من وعن پہنچا دیا۔ آپؐ کے دیگر خصائص میں سے اللہ عزوجل نے آپ کو اطاعت گزاروں کے لیے خوشخبری سنانے والا، نافرمانوں کو متنبہ کرنے والا قرار دیا۔

سورۂ احزاب میں فضیلت مصطفیٰؐ کو بیان کرتے ہوئے باری تعالیٰ نے ایمان والوں کو ترغیب دیتے ہوئے فرمایا۔

(﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً﴾) (۵)

۱۔ آل عمران، ۱۶۴:۳
۲۔ الجمعۃ، ۲:۶۲
۳۔ المائدہ، ۱۵:۵
۴۔ الاحزاب ۴۶،۴۵:۳۳
۵۔ الاحزاب ۵۶:۳۳

... میں حضور ﷺ کے خصائص اور فرائضِ رسالت کو بیان کرنے کے بعد احکاماتِ الٰہیہ کو امت تک پہنچانے کی سعی جمیلہ پر آپ کی گواہی کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

(﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيراً ○ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلاً﴾) (۱)

بے شک ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری سنانے والا، متنبہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے (اے لوگو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی صبح و شام بیان کرتے رہو۔

رسول پاک ﷺ کی شرف و عظمت کا ایک اور مظہر قرآن پاک میں موجود باری تعالیٰ کی وہ قسمیں ہیں جو آپ کی رسالت، محبت، ہدایت اور اخلاق کریمانہ کی گواہی کے لیے موجود ہیں۔

کہیں پر رسول ﷺ اللہ کی ہدایت کی قسم کھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى ○ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى ○﴾) (۲)

کہیں آپ کی رسالت پر قسم کھا کر گواہی دی:

(﴿يٰسٓ ○ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ○ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ○﴾) (۳)

قرآن پاک میں ایک مقام پر باری تعالیٰ نے آپ کی محبت کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا۔

(﴿وَالضُّحَى ○ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى ○ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى ○﴾) (۴)

اور کہیں آپؐ کے اخلاقِ کریمانہ کی قسم کھائی ہے:

(﴿ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ○ مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ○ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْراً غَيْرَ مَمْنُونٍ ○ وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ ○﴾) (۵)

رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا یہ عالم ہے کہ دیگر انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کے نام سے پکارا ہے۔ لیکن محبوبیت کی وجہ سے آپ کو کہیں پیار سے طٰہٰ کہا ہے۔ کہیں "یٰسین"، کبھی "مزمل" کہہ کر پکارا ہے اور کبھی "مدثر"، کسی مقام پر "رؤف" اور کہیں پر "رحیم" اور کہیں آپ کو وما ارسلنک الا رحمتہ للعالمین فرما کر کل عالم کے لیے رحمت قرار دیتے ہوئے آپؐ پر اپنی نعمتوں کا اتمام کر ڈالا۔

البیہقی لکھتے ہیں

سمّاہ اللہ تعالیٰ فی القرآن: رسولاً، نبیاً امیاً، وسمّاہ، شاھداً، ومبشراً، و نذیراً وداعیاً الی اللہ باذنہ، وسراجاً منیراً، وسمّاہ: رؤفاً، رحیماً، وسمّاہ: نذیراً، مبیناً، وسمّاہ مذکراً:

۱. الفتح، ۴۸:۸-۹
۲. النجم: ۵۳:۱،۲
۳. یٰسٓ، ۳۶:۱،۲
۴. الضحیٰ، ۹۳:۱-۳
۵. ن والقلم، ۶۸:۱-۴

وجعله رحمة، ونعمة وهاديا، وسماه، عبدا، صلی اللہ علیه وآله وسلم كثيراً (۱)

محبوب رب العالمین:

دنیا میں بھیجے گئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے کسی کو اللہ عزوجل نے "صفی اللہ" بنایا کسی کو "کلیم اللہ" اور کسی کو "خلیل اللہ" مگر رسول اللہ کو "حبیب اللہ" بنایا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ، ان کی آزمائشیں، ان کی دعائیں اور ان پر کیے گئے انعامات کا کئی مقامات پر ذکر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا خلیل بنایا ہے۔ جبکہ رسول اللہ کو اپنا "خلیل" بھی بنایا اور "محبوب" بھی۔ اور خلیل اور محبوب کا موازنہ کرنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ "دوست" کا درجہ اور ہوتا ہے اور "محبوب" کا مقام و مرتبہ کچھ اور کیونکہ:۔

"خلیل" وہ ہوتا ہے جو اپنے رب کا ذکر کرے جبکہ "حبیب" کا ذکر اسکا رب خود کرتا ہے۔ (﴿ان اللہ وملائکته یصلون علیٰ النبی﴾) (۲)

☆ "خلیل" "عطا" کا انتظار کرتا ہے جبکہ حبیب "لقا" کا منتظر ہوتا ہے۔

☆ خلیل کسی "واسطے" سے اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے۔ جبکہ حبیب "بلاواسطہ" باری تعالیٰ سے مل لیتا ہے۔

☆ خلیل باری تعالیٰ سے خود سوال کرتا ہے (﴿واجعل لی لسان صدق فی الآخرین﴾) (۳)

جبکہ حبیب سے باری تعالیٰ بغیر سوال کیے کہتے ہیں۔ (﴿وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾) (۴)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ دیگر انبیاء کو بھی جو چیزیں ان کے سوال کرنے کی بعد عطا کی گئیں آپ کو بنا سوال کئے ان سے نواز دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں۔ (﴿رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِی﴾) (۵) جبکہ رسول اللہ سے باری تعالیٰ نے بن مانگے ہی فرمایا (﴿ أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴾) (٦)

دیگر انبیاء علیہ السلام میں جتنی بھی صفات جمیلہ تھیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات اقدس کو ان تمام صفات سے مزین کر دیا۔ ابن عباس فرماتے ہیں:

اعطى الله محمداً صلی اللہ علیه وسلم خلق آدم علیه السلام، معرفة شیث علیه السلام و شجاعة نوح علیه السلام و صفوة ابراهيم علیه السلام ورضاء اسحاق علیه السلام و حسن يوسف علیه السلام، وشدة موسىٰ علیه السلام، وصبر ايوب علیه السلام، وطاعة يونس علیه السلام، و صوت داؤد علیه السلام وفصاحة صالحٌ وزهد يحيىٰ علیه السلام

۱۔ البیهقی، ابی بکر احمد بن الحسین، دلائل النبوة ۱/ ۱٦۰

۲۔ الاحزاب، ۳۳:۵٦ ۳۔ الشعراء، ۲٦:۸۴

۴۔ الم نشرح، ۹۴:۴ ۵۔ طٰه، ۲۰:۲۵

٦۔ الم نشرح ۹۴:۱

و عصمة عيسى عليه السلام ووقار الياس عليه السلام وحب دانيال عليه السلام وجهاد يوشع بن نون عليه السلام(۱)

ان انبیائے سابقین کے تمام شمائل، خصائص اور محاسن سے آپ کی ذاتِ جمال آرا کو مزین کر کے سب سے افضل و کامل قرار دے دیا۔

سورۃ انعام کی آیت (﴿أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ﴾) کی تفسیر میں علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

ويكون فى الآية دليل على انه صلى الله عليه وسلم افضل منهم قطعاً لتضمنها ان الله تعالىٰ هدى اولئک الانبياء عليهم السلام الى فضائل الاخلاق و صفات الكمال(۲)

مزید لکھتے ہیں

فاجتمع فيه من خصال الكمال ماكان متفرقاً فيهم، وحنيئذ يكون افضل من جميعهم قطعاً، كماانه افضل من كل واحد منهم (۳)

یعنی وہ تمام خصائص و کمالات جو دیگر انبیاء میں جدا جدا تھے آپؐ نے ان کو اپنی سیرتِ طیبہ کا حصہ بنا لیا۔ اس لیے حضور ﷺ جس طرح ہر نبی سے اس کے انفرادی کمالات کے اعتبار سے افضل ہوئے اسی طرح اجتماعی کمالات کے اعتبار سے بھی افضل ہوئے۔

اسی آیت کی تفسیر میں فخر الدین رازی لکھتے ہیں۔

احتج العلماء بهذه الآية على ان رسولنا صلى الله عليه وسلم افضل من جميع الانبياء عليهم السلام (۴)

اھل علم نے اس آیت مبارکہ سے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ہمارے رسول ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دھلوی آپؐ کے فضائل و خصائل کا موازنہ دیگر انبیاء سے کر کے فرماتے ہیں۔

"خلائق در كمالات انبياء عليهم الصلوة والسلام حيران، اُنبياء همه درذات و كمالات، انبياء ديگر محدود و معين است، اما اين جايقين و تحديد نگنجد و خيال و قياس رابدرک کمال دیے رانه بود (۵)

۱۔ شرف المصطفیٰ، ۲۸/۴

۲۔ آلوسی آفندی، شهاب الدین، روح المعانی ۲۱۷/۸،۷

۳۔ ایضاً ۴۔ الرازی، فخر الدین، تفسیر الکبیر، ۱۳-۷۰/۱۴

۵۔ بحوالہ طاہر القادری، شمائل مصطفےٰ، ص ۳۲، حسن سراپائے رسول ﷺ، ص ۲۶

اللہ تعالیٰ کی تمام کونات کمالات انبیاء حضور ﷺ کی ذات اقدس میں موجود ہیں۔

دیگر انبیاء و رسل کے کمالات محدود اور متعین ہیں۔ جبکہ حضور ﷺ کے محاسن و فضائل کی کوئی حد ہی نہیں بلکہ ان تک کسی کے خیال کی پرواز ہی نہیں۔

تمام صفاتِ جمیلہ سے مزین کر کے باری تعالیٰ نے آپ کو تمام عالم پر فضیلت دی۔

☆ پہلی فضیلت یہ ہے کہ آپؐ کے اخلاق کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(﴿وَإِنَّكَ لَعَلىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾)(۱)

☆ دوسرے یہ کہ آپ کی عصمت کی بارے میں (﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾) (۲) کہہ کر آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ کر دیا۔

☆ تیسرے آپ کو باری تعالیٰ نے (﴿وَيَنصُرَكَ اللّٰهُ نَصْراً عَزِيْزاً﴾)(۳) کہہ کر ہر مشکل گھڑی میں تسلی دی اور آپ کا ساتھ دیا۔

☆ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو (﴿ان فضله كان عليك كبيرا﴾)(۴) کہہ کر فضل عظیم سے نوازا۔

☆ پانچویں آپ کو اپنا محبوب قرار دیا اور اپنی محبت کو آپ کی محبت کے ساتھ مشروط کر دیا۔ قرآن حکیم کی یہ آیت گواہ ہے۔

(﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾) (۵)

☆ اور سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ آپ کو معراج میں بلند ترین مقام پر لیجا کر شرف ملاقات بخشا۔(۶)

انہیں فضائل کے بارے میں بعض عارفین کہتے ہیں:

"لكل نبى فى الأ نام فضيلة"

وجملتها مجموعة لمّحمدﷺ (۷)

عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

ہر رتبہ کہ بود در امکاں بروست ختم

ہر نعمتی کہ داشت خداشد بود تمام(۸)

---

۱. القلم، ۴:۶۸
۲. المائدہ، ۶۷:۵
۳. الفتح، ۳:۴۸
۴. بنی اسرائیل ۸۷:۱۷
۵. آل عمران، ۳۱:۳
۶. بنی اسرائیل، ۱:۱۷
۷. محمد عبدالحکیم شرف قادری، مقالات سیرت طیبہ، ص، ۹۲
۸. عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، ۳۶/۱

میں عالم امکان میں جو مرتبہ تھا وہ آپ پر ختم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے خزانہ قدرت میں جو بھی نعمت تھی وہ آپ پر مکمل ہوگئی۔

رسول اللہ ﷺ کو سارے جہاں میں ممتاز، احسن و اکمل اور شرف و امتیاز بخشنے کے لیے باری تعالیٰ نے بہترین قبیلہ اور بہترین خاندان میں پیدا فرمایا۔ آپؐ کے نسب کی شرافت، وطن کی حرمت اور مقام پیدائش (مکہ مکرمہ) کی اہمیت سب پر عیاں ہے۔ والدین کی طرف سے آپؐ کا نسب شریف ترین ہے۔ وطن کے اعتبار سے آپ اُم القریٰ (مکہ معظمہ) کے رہنے والے ہیں۔ جو باری تعالیٰ اور اس کے بندوں کے ہاں تمام شہروں سے زیادہ عزت والا شہر ہے اور پھر آپ کو بہترین زمانے میں مبعوث کیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔

''رسول ﷺ اللہ نے فرمایا: اولادِ آدم پر جتنے زمانے گزر چکے ہیں ان سب سے بہتر زمانے میں مجھے مبعوث کیا گیا۔''(۱)

حضرت عباسؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

﴿انا محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب. ان الله خلق الخلق فجعلني في خيرهم ثم جعلهم فرقتين فجعلني في خيرهم فرقةً، ثم جعلهم قبائل فجعلني في خيرهم قبيلةً ثم جعلهم بيوتاً فجعلني في خيرهم بيتاً وخيرهم نفساً﴾ (۲)

اس حدیث سے خود بخود وضاحت ہو جاتی ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ کو مخلوق میں سب سے بہترین بنایا۔ پھر قبائل بنائے تو سب سے بہترین قبیلے (قریش) میں آپ کو پیدا کیا اور پھر قریش کے سب سے بہترین گھرانے میں پیدا کیا۔

حضرت واثلہ بن الاسقع نبی رحمت ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

﴿ان الله اصطفىٰ كنانة من ولداسماعيل واصطفى قريشاً من كنانة، واصطفى هاشماً من قريش، واصطفاني من بني هاشم﴾ (۳)

یعنی اللہ عزوجل نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کا انتخاب کیا۔ پھر کنانہ میں سے قریش کو چنا اور قریش میں سے ھاشم کو پسند کیا اور پھر بنو ھاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔

۱۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب: صفة النبیؐ (حدیث:۳۵۵) ص۔ ۷۳۰

۲۔ الترمذی، محمد بن عیسیٰ الجامع، ابواب المناقب، باب: ماجاء فی فضل النبیﷺ (حدیث:۳۶۰۸) ص ۸۲۵؛ الکلاعی الاندلسی، سلیمان بن موسیٰ، الاکتفاء بما تضمنه من مغازی رسول الله۔ ۱/۱۱

۳۔ مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب الفضائل، باب: فضل نسب نبیﷺ (حدیث:۲۲۸۶) ص، ۱۷۸۲، الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب: ماجاء فی فضل النبیﷺ (حدیث:۳۸۰۵) ص: ۸۲۲

...ہیں کہ میں نے سنا نبی ﷺ فرمارہے تھے:

''میں مومنوں کا سردار ہوں گا جب وہ اٹھائے جائیں گے اور ان سے آگے ہوں گا جب وہ بارگاہ صمدیت میں پیش ہوں گے اور انہیں بشارت دوں گا جب وہ مارے دہشت کے خاموش ہوں گے۔ ان کا امام ہوں گا جب وہ سجدہ کریں گے اور سب سے زیادہ اللہ کے قریب میری جگہ ہوگی جب وہ اللہ کے ہاں اکٹھے ہوں گے۔ میں بات کروں گا تو اللہ میری تصدیق کرے گا۔ شفاعت کروں گا تو وہ قبول کی جائے گی اور سوال کروں گا تو وہ پورا کیا جائے گا''(۱)

آپؐ کے خصائل پر نظر ڈالنے سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی شرف وعظمت کا کما حقہ، احاطہ کرنا کسی ذی روح کے بس کی بات نہیں۔ عظمتِ باری تعالیٰ کے سامنے رسول مجتبیٰ کی عظمت ایسے ہے جیسے سورج کے سامنے چاند جو سورج سے روشنی منعکس کر کے سارے عالم کو منور کرتا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

لنا شمس ولافاق شمس — وشمسی خیر من شمس السمآ

فان الشمس تطلع بعد فجر — وشمسی طالع بعد العشآ (۲)

ہمارا بھی ایک سورج ہے اور آسمان کا بھی ایک سورج ہے اور میرا سورج آسمان کے سورج سے بہتر ہے۔ بے شک آسمان کا سورج فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے اور میرا سورج (حضرت محمد ﷺ) عشاء کے بعد طلوع ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ ان الفاظ میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں رطب اللسان ہیں۔

روحی الفداء لمن اخلاقه شهدت
بانه خیر مولود من البشر
عمت فضائله کل العباد کما
عم البریة ضوء الشمس والقمر
لولم یکن فیه ایات مبینه
کانت بدیهته تکفی عن الخبر (۳)

میری جان ان پر فداء کہ جن کے اخلاق گواہ ہیں کہ بنی نوع انسان میں وہ افضل ترین ہیں۔ بلا امتیاز ان کے

۱۔ ابونعیم الاصبہانی، دلائل النبوۃ، ۱۲/۱

۲۔ محمد صادق سیالکوٹی، جمال مصطفیٰ، ص،۲۸

۳۔ ایضاً

فضائل سب بندوں کے لیے عام ہیں۔ جیسے سورج اور چاند کی روشنی ساری خلقت کے لیے عام ہے اگر ان کی صداقت کو سچا ثابت کرنے والی نشانیاں نہ ہوتیں تو خود ان کی روشن شخصیت ان کی صداقت کے لیے کافی ہے۔

علامہ اقبالؒ ثنائے رسول کریم ﷺ کے موتی الفاظ کی لڑی میں یوں پروتے ہیں۔

ے وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ (۱)

۱۔ علامہ اقبال، بال جبریل، ص ۲۵

سیرت کا مفہوم:

''سیرت'' کی اصطلاح علوم اسلامیہ میں ایک خاص مقام اور متعین مفہوم رکھتی ہے۔ لفظ ''سیرت'' اپنے لغوی مفاہیم اور معانی کے لحاظ سے لغت العرب میں متعدد معانی رکھتا ہے۔ عربی زبان میں اسے ''سیرۃ یا السیرۃ'' لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''سیر'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ لغت کی ابجدی ترتیب میں سار، یسیر، سیراً و مسیراً سے تشکیل پانے والا یہ لفظ کئی معنوں میں مستعمل ہے۔ ظاہری معنوں کے اعتبار سے اس میں ''چال چلن، روش، مسافت، ہیئت اور گزشتہ لوگوں کے احوال و واقعات بیان کرنا'' جیسے مفاہیم شامل ہیں۔

قرآن پاک میں یہ لفظ ''ہیئت و حالت'' کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(﴿سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ﴾)(۱)

عنقریب ہم اس کو اسکی پہلی حالت میں لوٹا دیں گے

کتب تفاسیر میں بھی یہ لفظ ''ہیئت و حالت'' کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔(۲)

لغوی معنی:

ابن منظور ''سیرۃ'' کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والسیرۃ: الطریقۃ، یقال: سار بھم سیرۃ "حسنۃ"، والسیرۃ: الھیئۃ (۳)

المعجم الوسیط میں اس کے معنی کچھ یوں بیان کیے گئے ہیں۔

(السیرۃ): السنۃ و .الطریقہ.و .الحالۃ التی یکون علیھا الانسان وغیرہ

والسیرۃ النبویۃ وکتب السیر ماخوذۃ من السیرۃ بمعنی الطریقۃ، وادخل فیھا الغزوات

وغیرذلک. ویقال: قرات سیرۃ فلان. تاریخ حیاتہ (۴)

سیرت، سنت، طریقے اور انسان کے حالات وغیرہ کو کہتے ہیں۔ سیرت نبویہ ﷺ اور کتب سیرت میں سیرت سے مراد (طرز زندگی کا) طریقہ ہے اور اس میں غزوات وغیرہ شامل ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے فلاں کی سیرت بتائی گئی۔ یعنی اسکی زندگی کی تاریخ، معجم مقاییس اللغہ میں اس کے معنی ''الطریقۃ فی الشی والسنۃ'' بیان کیے گئے ہیں۔(۵)

۱۔ طٰہٰ، ۲۰:۲۱

۲۔ الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان ۱۶/۱۸۲، ۱۸۳: الشوکانی محمد بن علی، فتح القدیر، ۳/۳۸۹

۳۔ ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب، ۶/۴۵۳: الصنعانی حسن بن محمد، العباب الزاخر و اللباب الفاخر، ۳/۵۱۰

۴۔ زیات: احمد حسن واحبابہ، المعجم الوسیط، ۱/۴۶۷

۵۔ ابن فارس، ابی الحسین، معجم مقاییس اللغہ ص، ۴۷۸

مدنی تھانوی اس کے معنی تفصیلاً بیان کرتے ہیں۔

الطريقة "السير بكسر الاول و فتح الثانى جمع سيرة والسيرة معى اسم من السير ثم نقلت الى الطريقة" ثم غلبت فى الشرع على طريقة المسلمين فى المعاملة الكافرين والباغين وغيرهما من المستامنين والمرتدين واهل الذمه...... (۱)

"اصل میں سیر (بمعنی چلنا اور جانا) تھا اس سے طریقہ کی طرف انتقال معنی ہوا پھر شرع میں اس پر خاص معنی۔ یعنی کافروں، باغیوں، مستامنین، مرتدین اور اہل ذمہ سے معاملات میں مسلمانوں نے جو طریقہ اختیار کیا غالب آ گئے۔

اسی لفظ پر وہ مزید روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"قديرا دبها قطع الطريق، وقديرا دبها السنة فى المعاملات فقال سّار ابوبكر رضى الله عنه بسيرة رسول الله ﷺ وسميت المغازى سيراً. اوّل امورها السيرالى الغزو وان المراد بها فى قولنا. كتاب السير سير الامام ومعاملاته مع الغزاة والانصار والكفار. (۲)

اور اس کے عام معنی "قطع طریق اور السنۃ فی المعاملات" بھی ہیں۔ پس کہا جاتا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلے۔ مغازی کو سیَر اس لیے کہتے ہیں کہ سیرت میں سب سے پہلے غزوات کے متعلق لکھا گیا اور ہمارے قول کے مطابق کتاب سیر سے مراد مسلمان حاکم وقت کا غازیوں، مددگاروں اور کافروں کے ساتھ سلوک اور معاملات وتعلقات۔

مد القاموس میں بھی اسی سے ملتے جلتے معنی بیان کے گئے ہیں:۔

A mode or manner of going &c: (M,K) - and the former: A way, course, rule, mode, or manner of acting or conduct or life or the like; Syn.طریقہ (S. M. Mgh. Msb'. k) and سنۃ(M.K) and مذہب.(۳)

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

والسير جمع سيرة، واطلق ذالك على ابواب الجهاد لانها متلقاه من احوال النبى ﷺ فى غزواته (۴)

۱۔ محمد علی تھانوی، کشاف اصطلاحات الفنون، ۱/ ۶۶۳

۲۔ ایضاً

۳۔ Edward william lane. P. 484.

۴۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، کتاب الجهاد والسير بحواله، اطہر مبارکپوری تدوین سیر ومغازی، ص۱۳

کا یہ لفظ سیرت کی جمع ہے اور اسکا اطلاق جہاد کے ابواب پر ہوتا ہے کیونکہ وہ رسول ﷺ کے ان حالات سے ماخوذ ہوتے ہیں جو غزوات میں پیش آئے۔

امام ابن ہمام اسی مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

السیر جمع السیرۃ، وھی الطریقة فی الامورُ فی الشرع تختص بسیر النبی علیه الصلوۃ والسلام فی مغازیه لمن اهل الشرع علی الطرائق المامور بها فی غزوۃ الکفار۔ (۱)

سیر لفظ سیرت بمعنی طور طریقہ کی جمع ہے اور اسکا اطلاق شریعت میں مغازی میں رسول اللہ ﷺ کے احوال کے ساتھ خاص ہے مگر علمائے شریعت کے نزدیک اسکا اطلاق عام طور پر ان طریقوں پر ہوتا ہے جنکا حکم کفار سے جنگ میں دیا گیا ہے۔

الکرمانی لکھتے ہیں

(السیر) بکسر السین جمع السیرۃ وھی الطریقة یقال انها من ساریسیر، وترجموه بها لأن الاحکام المذکورة فیه متلقاه من سیرة رسول الله ﷺ فی غزواته وسیرا صحابه رضی الله عنهم ومانقل عنهم فی ذلک (۲)

بدر الدین عینی لکھتے ہیں۔

السیر .... جمع سیرۃ، وھی الطریقة ومنه: سیرۃ القمرین، ای: طریقتهما، وذکر السیرهنا لأنه، یجمع سیر النبی ﷺ و طرقه فی مغازیه(۳)

سیر سیرت کی جمع ہے اور وہ طریقہ کار ہے اور اسی سے سیرۃ القمرین یعنی (چاند اور سورج) دونوں کا (اپنے مدار میں گھومنے) کا طریقہ کار اور یہاں سیر سے مراد "نبی کریم ﷺ کا غزوات میں اختیار کردہ طریقہ کار" ہے۔

اردو لغت کی کتابوں میں اس کے معنی سوانح عمری (۴) طرز زندگی، (۵) عادت، گن وصف اور علمِ تاریخ، (۶) بیان کیے گئے ہیں۔

---

۱. ابن ہمام محمد بن عبدالواحد، شرح فتح القدیر، کتاب السیر، ۲۱۷/۵،

۲. الکرمانی، محمد ابن یوسف، شرح البخاری، ۹۲/۱۱

۳. العینی، بدر الدین، عمدة القاری، ۱۰۹/۱۴

۴. خواجه عبدالمجید، جامع اللغات، ۱۳۰۵/۲

۵. وارث سرہندی، علمی اردو اللغات، ص ۹۴۰

۶. فیروز اللغات، ص ۸۲۷

لفظ سیرت مسلمانوں کے ہاں نہایت وسیع معنوں میں مستعمل ہے اس کے اولین اصطلاحی معنی آنحضرت صلعم کے مغازی اور سوانح حیات ہیں۔ محدثین ''کتاب المغازی'' میں رسول اللہ ﷺ کے غزوات وسرایا اور کتاب الجہاد والسیر میں ان کے طور طریقے اور کفار کے ساتھ معاملات کو بیان کرتے ہیں اور فقہا ''کتاب السیر'' میں جہاد وغزوات کے فضائل، وسائل، احکام وقوانین اور اس سلسلہ کے جزئیات فقہی انداز میں لکھتے ہیں اور اہل اخبار وتواریخ کتاب السیرۃ میں رسول اللہ ﷺ کے عام حالات بیان کرتے ہیں۔ جن میں سیر ومغازی بھی شامل ہوتے ہیں۔

''اردو دائرہ معارف اسلامیہ'' میں ''سیرۃ'' کے مفہوم کو نہایت واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ:

''سیرۃ: (ع:ج:سیر) لفظ سیرۃ دراصل سار، یسیر، سیراً ومسیراً سے نکلا ہے اس کے معنی ہیں۔

۱۔ جانا، روانہ ہونا، چلنا
۲۔ طریقہ ومذہب
۳۔ سنت
۴۔ ہیئت
۵۔ حالت
۶۔ کردار
۷۔ کہانی، پرانے لوگوں کے قصے اور واقعات کا بیان
۸۔ خصوصیت سے آنحضرت ﷺ کے طریقے کا بیان جو غیر مسلموں کے ساتھ جنگ (اور صلح) میں آپؐ نے روا رکھا اور آخری صورت میں آپؐ کے تمام حالات کا بیان بمعنی ''سوانح عمری''۔(۱)

یورپ کے علماء اور مصنفین نے سیرت کے لیے Hagiology یا Hagiography کی اصطلاح وضع کی ہے۔ حقیقت میں یہ الفاظ ''سیرۃ الاولیاء'' کے مفہوم میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ یورپی اقوام چونکہ اپنے انبیاء ورسل کی پاکیزہ سیرتوں کی تفصیل یا تو گم کر چکی ہیں یا ان میں تحریف وتلبیس کر چکی ہیں۔ اسی لیے انہوں نے سیرۃ جیسے عظیم موضوع کو محض سیرۃ الاولیاء قرار دیا ہے۔ یورپی لٹریچر کے مغربی مصنفین نے اپنے مذہبی اکابرین کے لیے life یا Biography کی علمی اصطلاحات بھی وضع کی ہیں۔ مگر یہ بھی کسی شخصیت کے محض احوال وسوانح بیان کرنے کے لیے ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک سیرت ایک خاص اصطلاح اور ایک الگ فن ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ حدیث کی کتابوں میں آنحضور ﷺ کے اخلاق، عادات اور دیگر سوانح بکھری ہوئی صورت میں ملتے ہیں۔ ان میں کوئی تاریخی ترتیب نہیں ہوتی جبکہ سیرۃ میں ایک خاص ترتیب ملحوظ ہوتی ہے۔

اولین سیرت نگار ابن اسحٰق نے اپنی کتاب ''السیرۃ النبویۃ'' کے آغاز میں یہ لفظ استعمال کیا ہے۔

''ھذا کتاب سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''(۲)

۱۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۱/۵۰۵

۲۔ ابن اسحاق، (محمد بن اسحق) السیرۃ النبویۃ، ۱۲/۱،۲

سیرت ابن ہشام" کو بھی مغازی کی بجائے سیرۃ کہا گیا ہے۔ وستنفلٹ کے مرتبہ مطبوعہ نسخے کے سر ورق پر یہ الفاظ ملتے ہیں"

"هذا كتاب سيرة رسول الله صلى الله عليه وسلم" (۱)

شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی نے اپنی کتاب "عجالہ نافعہ" میں "سیرت" کو وسیع مفہوم میں بیان کیا ہے انکا کہنا ہے کہ

"آنچہ متعلق بوجود باجود پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام وآل عظام اوست، واز ابتدای تولدآں جناب تاغایت وفات، آں راسیرۃ نامند"(۲)

رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک سے متعلق جو کچھ بھی ہے آپ کے صحابہ کرام، اہل بیت اور آل عظام سے جو چیز بھی تعلق رکھتی ہے۔ آپ کی ولادت مبارکہ سے وفات تک ان سب کی تفصیل کو اسلامی علوم وفنون کی اصطلاح میں "سیرت" کہتے ہیں۔

سیرت رسول ﷺ کی ضرورت واہمیت:

انسان کو اپنے نفس کی اصلاح اور اخلاقی تربیت کے لیے کسی کامل سیرت کی ضرورت ہمیشہ رہی ہے۔ تاریخ عالم کے مطالعے کے بعد یہ بات مزید واضح ہو جاتی ہے کہ یہ کامل سیرت حضرت محمد ﷺ کی سیرت مبارکہ ہے جو انسانیت کی ایمانی، اخلاقی، روحانی اور مابعد الطبیعاتی ضرورتوں کو ہر سطح پر فطری اسلوب میں پورا کرسکتی ہے۔ دیگر مذہبی پیشواؤں کے حالات وسوانح پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

ہندومت اور جین مت کی تمام مذہبی شخصیات ایک افسانوی کردار اور طلسمات کا مجموعہ نظر آتی ہیں۔ زرتشت کے پیروکاروں کے پاس اپنی کتابیں "ژند" اور "پاژند" تک موجود نہیں۔ ان کے مذہبی پیشواؤں کی سیرت جاننے کا ماخذ صرف فردوسی کا "شاہنامہ" ہے۔ جس میں شاعرانہ خوبیاں تو موجود ہیں مگر اس میں ان کی مذہبی شخصیات مبالغہ آمیز روایات کی وجہ سے افسانہ وفسوں دکھائی دیتی ہیں۔ یہودیت کے پاس عہد نامہ قدیم کی حقیقی زبان تک محفوظ نہیں تو اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سیرت کے خدوخال کیسے محفوظ رہ سکتے تھے۔ یہی حال عیسائیت کا ہے۔ انسانیت کے پاس صرف رسول مجتبیٰ حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ ہی وہ واحد نمونہ عمل ہے جسکی ایک ایک تفصیل تمام تر جزئیات کے ساتھ محفوظ رکھی گئی ہے۔ قاضی عیاض اندلسی لکھتے ہیں۔

آپ کی سیرت پاک وہ گھنا جنگل ہے جہاں قطاء جیسی چڑیا (جو بہت تیز رفتار، تیز نگاہ ہوتی ہے) بھی

---

۱. ابن ہشام (عبدالملک بن ہشام) السیرۃ النبویۃ، ۱/۱

۲. شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، عجالعہ نافعہ، ص، ۱۸

حیران و سرگرداں رہ جائے اور عقل ہار جائے۔ آپ کی سیرت پاک کا صحرا وہ صحرا ہے جس میں روشن عقول والے بھی ششدر رہ جائیں البتہ جسے علم کی روشنی اور پاکباز نگاہ حاصل ہوتی ہے وہی کچھ جان سکتا ہے"(۱)

درحقیقت سرور کائنات، خاتم المرسلین، رحمت دو عالم ﷺ کی ذات اقدس جامع کمالات و صفات ہے۔ آپ کی سیرت طیبہ کے حسنِ ظاہری اور جمال معنوی کی وسعتیں اور پہنائیاں بیان سے باہر ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں (﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾) (۲) کہہ کر آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو اہل ایمان کے لیے بہترین دستورِ حیات اور مغفرت کی شاہراہ مستقیم قرار دیا ہے۔ قرآن حق وصداقت کا پیغام ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے داعی اور پیغامبر۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ قرآنِ حکیم کے بلاکم وکاست بیان ہی کا دوسرا نام ہے۔ آپ کی حیاتِ طیبہ قرآن پاک کی عملی تعبیر وتشریح اور مکمل طور پر قرآنی تعلیمات کی آئینہ دار ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔

"فان خلق نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القرآن (۳)

یعنی آپؐ کے اخلاق وہی ہیں جو قرآن پاک میں تحریر ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحکیم محمود لکھتے ہیں۔

"واذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد تحلی بالقرآن فکان سلوک تفسیراً لہ، واذا کان قد امتزج بالقرآن فکان نطقہ وماینطق عن الھویٰ. تفسراً لہ واذا کانت حیاتہ کلھا سلبا و ایجابا، قولا وصمتا، حرکۃ وسکونا وانماھی تفسیر القرآن (۴)

آنحضرت ﷺ کا رویہ اور طریقہ کار گویا قرآن مجید پر عمل کرنے کا طریقہ کار ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رحمت کاملہ سے قرآن کا عملی نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔ قرآن نے جو کہا وہ حضور ﷺ نے کیا اور جو حضور ﷺ نے کیا وہ قرآن نے کہا۔

عبدالحق محدث دھلوی لکھتے ہیں۔

"معنی قرآن غیر متناھی است ھمچنین آثار و انوار، اوصاف جمیلہ و اخلاق آنحضرت غیر متناھی" (۵)

۱۔ قاضی عیاض الاندلسی، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ۱/۱۱،۱۲

۲۔ الاحزاب، ۳۳:۲۱

۳۔ الحاکم نیشاپوری، محمد بن عبداللہ، المستدرک، ۲/۶۷۰، البخاری، الادب المفرد، (حدیث:۳۰۸) ص، ۱۱۵

۴۔ عبدالحکیم محمود، القرآن والنبی ﷺ، ص.۲۶

۵۔ مدارج النبوۃ، ۱/۳۳

جس طرح قرآن کے معانی غیر متناہی ہیں اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ جمیلہ اور اوصاف فاضلہ کے آثار و انوار غیر متناہی ہیں۔ ہر لمحہ میں اللہ تعالیٰ آپؐ پر علوم و معارف القا فرماتا ہے اور آپؐ کے اخلاق حسین سے حسین تر انداز میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ آپؐ کے اوصاف حمیدہ کی جزئیات کا احاطہ کرنا قدرت انسانی سے باہر ہے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی سیرت کی اہمیت ان الفاظ میں اجاگر کرتے ہیں۔

"سیرت ایک لامتناہی اور متلاطم سمندر ہے۔ علم سیرت محض ایک شخصیت کی سوانح عمری نہیں ہے بلکہ یہ ایک تہذیب، ایک تمدن، ایک قوم، ایک ملت اور ایک الٰہی پیغام کے آغاز اور ارتقاء کی ایک انتہائی مفید داستان ہے۔ سیرت ایک ایسا دریائے متلاطم ہے جس کے دریائے ناسفتہ لامتناہی ہیں۔(۱)

سیرت رسول ﷺ کے بارے میں جاننا ہر مسلمان کے لیے فرض اولین ہے کیونکہ سعادتِ دارین رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی ہدایت اور رہنمائی پر مشتمل ہے۔

مسلمان حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس کو ہی قانون اور شریعت کا ماخذ سمجھتا ہے اور اگر وہ ہدایت چاہتا ہے تو اسکا ذریعہ صرف اور صرف اطاعت نبوی ﷺ ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا واحد ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے۔ اسی اطاعت کے ذریعے ایک مومن صراطِ مستقیم پا سکتا ہے آپ کی سیرت پاک ہر طبقے کے انسان کے لیے اسکی زندگی کے ہر شعبے میں مشعلِ ہدایت کا کام دیتی ہے۔

۱۔ محاضراتِ سیرت، ص ۱۵

صحابیات کا مقام و مرتبہ:

سرورِ کائنات، فخرِ موجودات محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ پاک تمام کمالات و صفات کی جامعیت کا نور اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور اسی نور کی کرنوں سے منور و مزین صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ سیرت و کردار کے اعتبار سے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ یہ وہ پاک ہستیاں ہیں جنہوں نے رسول پاک ﷺ کے جمالِ جہاں آراء سے اپنے دل اور آنکھیں روشن کیں۔ اس صاحب خلقِ عظیم پر سچے دل سے ایمان لائیں اور آپ کی صحبتِ پاک سے فیض حاصل کر کے آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی کا شعار بنا کر آپ کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالیں۔ اسی وجہ سے صحابیاتؓ میں مرقعِ سیرت کے نمونے ملتے ہیں اور ان کے نقوشِ سیرت سے آج تک فوز و فلاح کے چراغ روشن ہیں۔

"صحابیہ" کا مفہوم:

"صحابیہ" کی جمع صحابیات ہے اور صحابیہ، صحابی کی مونث ہے صحابی، صحب: صحبہ یصحبہ صحبۃ سے مشق ہے۔ اسکا باب سلم ہے اور مصدر صحابۃ اور صحبۃ ہے، صحبت و صحابہ سے مراد ہم مجلسی، باہمی نشست اور ہم نشینی و ہمراہی ہے۔ قرآن پاک میں یہ لفظ انہیں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

(﴿إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾) (۱)

جب وہ اپنے ساتھی سے کہتا ہے کہ غم نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

احادیث میں بھی یہ لفظ انہیں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بارے میں فرمایا۔

﴿ولو کنت متخذاً من اھل الارض خلیلاً لا تخذت ابابکر خلیلاً: ولکن اخی وصاحبی.........﴾ (۲)

"یعنی اگر میں اہل ارض میں سے کسی کو دوست بناتا تو یقیناً حضرت ابو بکر (صدیقؓ) کو دوست بناتا لیکن وہ میرا بھائی اور میرا ساتھی ہے۔"

اہل سیر نے بھی اس کو انہیں معنوں میں لیا ہے جیسے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کفار مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر ہجرت کی اجازت آپ ﷺ سے طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

﴿لا تجعل، لعل اللہ یجدلک صاحبا﴾ (۳)

۱۔ التوبہ، ۴۰:۱۰

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب مناقب الانصار (حدیث:۳۹۰۴) ص ۴۳، الجامع الصحیح للمسلم، کتاب فضائل الصحابۃ (حدیث:۲۳۸۲) ص، ۵۲۱ (الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی (حدیث: ۴۰۹۳) ص، ۶۹۴، میں صحبت ہمراہی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۳۔ ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۲/۱۹۹، ۲۰۰

بعض نے کہا شاید اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کوئی ساتھی بنا دے

اور نبی اکرم ﷺ نے اذنِ ربی جب ہجرت کا ارادہ کیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو آگاہ کیا تو انہوں نے آپؐ سے عرض کیا: ''الصحبة یا رسول الله'' یعنی کیا میں آپ کا ساتھ دوں گا؟ آپؐ نے فرمایا: ''الصحبة'' یعنی ہاں تم بھی میرے ساتھ ہو گے۔(۱)

صاحب کی جمع صحب اور اصحاب آتی ہے جیسے راکب کی جمع ''رکب'' ہے اور فرخ کی جمع ''افراخ'' ہے۔(۲) صحابہ کا لفظ اصحاب کی کثرت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے(۳)۔ صاحب کی مونث ''صاحبہ'' ہے اور ''صاحبة'' کی جمع صواحب ہے جیسے راکبة کی جمع ''رواکب'' آتی ہے۔ حدیث میں ہے:

﴿انکن لانتن صواحب یوسف﴾ (۴)

لغویین کی ان تعریفات سے صحابی/صحابیہ کی جامع تعریف یہ ہو سکتی ہے'' صحابی/صحابیہ سے مراد ہم نشین، رشتہ یا رفاقت کی بناء پر قربت یا کسی کے ساتھ معاشرت اختیار کرنا''۔

اصطلاحی مفہوم:

اصطلاحی معنوں میں ''صحابی/صحابیہ سے مراد وہ بزرگ ہستیاں ہیں جنہوں نے حالت ایمان میں حضرت محمد ﷺ سے ملاقات کی اور اسلام کی حالت میں وفات پائی'' (۵)

محدثین کے نزدیک صحابی/صحابیہ کی تعریف:

محدثین نے مختلف الفاظ و اسالیب میں ''صحابی'' کی تعریف کی ہے محدثین کے نزدیک ہر وہ مسلمان جس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے وہ صحابی ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں۔

من صحب النبی صلی الله علیه وسلم اوراٰه من المسلمین فهو من اصحابه(۶)

۱۔ السیرة النبویة لابن ہشام، ۹۸/۲؛ ابی البقعا، محمد بن احمد، تاریخ مکة المشرفة والمسجد الحرام، ص۲۲

۲۔ لسان العرب، ۲۸۶/۷، الجوهری، اسماعیل بن حماد، الصحاح، ۱۳۵/۱، العباب الزاخر واللباب الفاخر، ۳۲۸/۱

۳۔ عبدالباقی بن نافع البغدادی، معجم الصحابة، ۵۷/۱

۴۔ الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب: مروا ابابکر فلیصل بالناس (حدیث:۳۶۷۲) ص، ۸۳۶

۵۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۵۴/۱۲

۶۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب، فضائل اصحاب النبی (حدیث:۳۶۴۹) ص، ۲۱۲

سے جس نے صحبتِ نبوی ﷺ کو پایا یا آپ کو دیکھا پس وہ صحابی/صحابیہ ہے۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

"من صحبه سنةً اوشهراً اويوماً اوساعة اورآه من المسلمين فهو من اصحابه" (۱)

جس نے ایک سال، ایک ماہ، ایک دن یا ایک گھڑی اُن ﷺ کی صحبت پائی یا اُن ﷺ کو دیکھا پس وہ صحابی/صحابیہ ہے

لیکن امام احمد بن حنبل نے شرف و امتیاز میں صحبت، سبقت اسلام، آپؐ سے روایات سننے اور آپؐ کے دیدار سے مشرف ہونے کے اعتبار سے ضرور فرق روا رکھا ہے۔

سعید بن المسیب کے نزدیک:

"الصحابی من اقام مع رسول الله سنة اوسنتين، و غزا معه غزوة أو غزوتين"(۲)

یعنی ان کے مطابق صحابی وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک یا دو سال مقیم رہا اور اس نے کسی ایک یا دو غزوات میں شرکت کی ہو۔

"المقدمة" میں ابن الصلاح صحابی/صحابیہ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

اصحاب الحديث يطلقون اسم الصحابة على كل من روى عنه حديثاً او كلمة، ويتوسعون حتى يعدون من رآه رؤية من الصحابة، وهذا شرف منزلة النبی ﷺ أعطوا كل من رآه حكم الصحابة (۳)

محدثین لفظ "صحابہ" کا اطلاق ہر اس شخص پر کرتے ہیں جس نے نبی اکرم ﷺ سے کوئی حدیث یا بات روایت کی ہو اور اس مفہوم کو مزید وسعت دیتے ہوئے وہ ان کو بھی صحابہ میں شمار کرتے ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہو اور نبی اکرم ﷺ کے مقام کی فضیلت یہ ہے کہ جس نے بھی نبی کریم ﷺ کو دیکھا اس کو صحابہ میں شمار کیا گیا۔

العراقی بھی اسی کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ان كل مسلم رای رسول الله صلی الله عليه وسلم فهو من الصحابة" (۴)

یعنی ہر وہ مسلمان جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پس وہ صحابہ میں سے ہے۔

۱۔ العراقی، عبدالرحیم بن الحسین، فتح المغيث شرح الفية الحديث، ص، ۳۲۵

۲۔ السیوطی، جلال الدین، تدریب الراوی، ۲/۳۰۴، الخطیب البغدادی، الكفاية فی علم الرواية، ص ۶۹

۳۔ ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمن، المقدمة فی علوم الحديث، ص ۱۴۶

۴۔ العراقی، عبدالرحیم بن الحسین، التقييد والايضاح، ص ۳۲۹

... الاصابہ کے آغاز میں "صحابی" کی لغوی واصطلاحی تعریف بہت جامع انداز میں کی ہے لکھتے ہیں۔

"الصحابی لغةً: مشتق من الصحبة، وليس مشتقاً من قدر خاص منها بل هو جارٍ علی کل من صحب غيره قليلاً أو كثيراً"

مزید وضاحت کرتے ہیں:

"من لقی النبی صلی الله عليه وسلم فی حياته مسلماً ومات علی اسلامه" (۱)

یعنی جس نے آنحضورﷺ سے بحالت ایمان ملاقات کی اور اسلام کی حالت میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرنے والوں میں وہ شخص بھی شامل ہے جو خواہ زیادہ دیر کے لیے بیٹھا ہو یا تھوڑی دیر کے لیے خواہ اس نے آپؐ کے ساتھ مل کر جنگ کی ہو یا نہ کی ہو اور جس شخص نے آپ کو دیکھا ہو خواہ وہ آپؐ کے ساتھ نہ بھی بیٹھا ہو اور وہ شخص جس نے آپ کو کسی وجہ (اندھے پن) سے نہ دیکھا ہو سب صحابہ/صحابیات کے زُمرے میں آ جاتے ہیں۔

حافظ ابن حجر نے صحابہ کرامؓ میں ان لڑکوں کو بھی صحابہ میں شمار کیا ہے جو عہد رسالت میں پیدا ہوئے اور آپؐ نے ان کی تحنیک فرمائی، نام رکھا، گھٹی دی یا ان کے حق میں خیر و برکت کی دعا کی۔ (۲)

اصولیین کے نزدیک صحابی/صحابیہ کی تعریف:

اصولیین کے مطابق صحابی/صحابیہ وہ ہے جس نے نبیﷺ مہربان کی طویل صحبت پائی ہو۔ کثرت سے آپ کی مجلس میں شریک رہا ہو اور کافی عرصے تک فیضِ نبویﷺ سے باریاب رہا ہو ان کا کہنا ہے:

"انه من طالت صحبة و كثرت مجالسته مع طريق التبع له: والآخذ عنه" (۳)

ابن حزم نے عہد رسالت کے مسلمانوں میں سے ہر چھوٹے بڑے کو "صحابی" تسلیم کیا ہے۔

"فهو كل من جالس النبی صلی الله عليه وسلم ولو ساعة، وسمع منه ولو كلمة فما فوقها، أوشاهد منه عليه السلام امراً يعيه" (۴)

صحابی وہ ہے جو نبی کریمﷺ کے پاس خواہ ایک لمحے کے لیے بیٹھا ہو اور خواہ آپؐ سے ایک جملہ ہی سنا ہو۔ یا آپؐ سے کوئی معاملہ دیکھا ہو پھر اس کو یاد رکھا ہو۔

امام ابونعیم الاصبہانی صحابی کی پہچان کا یہ طریقہ بتاتے ہیں:

۱. ان يثبت بطريق التواتر انه صحابی

۲. ان يثبت بطريق الاستفاضة والشهرة

---

۱. ابن حجر العسقلانی، الاصابة فی تميز الصحابة، ۱/۷

۲. الاصابة، ۱/۸

۳. عينی، بدر الدين، عمدة القاری، ۱۶/۲۲۵؛ التقييد والايضاح، ص ۲۲۳

۴. ابن حزم، علی بن احمد، الاحكام فی اصول الاحكام، ۵/۸۶

[illegible] الصحابة ان فلانا له صحبة و كذاعن احادالتابعين بنا على قبول التزكية من واحد

۴. ان يقول هواذاكان ثابت العدالة والمعاصرة أناصحابى (۱)

غرض یہ کہ محدثین واصولیین کی تعریفات کے مطابق کسی نے ایمان کی شرط لگائی ہے۔ کسی نے رؤیت نبوی ﷺ کی۔ کسی نے لقاء وصحبت کو ضروری قرار دیا ہے کسی نے طویل ومطلق صحبت کی۔ کسی نے غزوات میں شرکت اور کسی نے اتباع واخذ علم کو ضروری سمجھا ہے۔ بعض نے بلوغت کی شرط بھی عائد کی ہے۔ گویا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ صحابی/صحابیہ سے مراد رسول اللہ ﷺ کے وہ رفقائے کار ہیں جنہوں نے حالتِ اسلام میں صحبت وفیضِ نبوی پایا۔ کافر اور منافق اس میں شامل نہیں۔

صحبت نبوی ﷺ سے مشرف لوگوں میں مرد، عورت، آزاد یا غلام، بالغ اور نابالغ سب شامل ہیں۔ صحبت کی کم از کم تعداد ایک ''مرتبہ'' اور کم از کم مدت ایک ''ساعۃ'' ہے۔ صحبت کی زیادہ سے زیادہ مدت اور عدد کا کوئی تعین نہیں۔ البتہ غزوات میں شرکت، براہ راست تعلیمات کا حصول اور ان پر عمل، آپؐ سے روایات کرنا شرفِ صحابیت میں اضافہ کا سبب ہیں۔ اسی بناء پر محدثین اور آئمہ جرح وتعدیل نے شرفِ صحابیت سے متصف ہونے والے افرادِ اسلام کے طبقات مرتب کر کے کتب تالیف کی ہیں۔

۱- ابو نعیم الاصبہانی، معرفۃ الصحابہ، ۱/۵۹

صحابیات کی فضیلت:

صحبتِ رسول ﷺ ایک ایسا شرف ہے جس کے برابر کوئی شرف و بزرگی نہیں۔ اسی شرف کی وجہ سے صحابیاتؓ کا مقام و مرتبہ دنیا کی تمام خواتین سے بلند ہے۔ وہ بھی فضیلت کے اعتبار سے اسی مرتبے پر فائز ہیں جس پر صحابہ کرامؓ ہیں کیونکہ ان کے دل میں بھی ایمان کی وہی روشنی تھی جو صحابہ کرامؓ کے دل میں تھی۔ صحابیاتؓ کی وجۂ فضیلت یہ ہے کہ انہوں نے احکام شریعت، عقل، دانش، حکمت اور دانائی اسی ذات پاک سے حاصل کی جسکا منبعِ علم ذات باری تعالیٰ ہے۔ صحابیاتؓ عقل و فراست کے بلند مقام پر متمکن ہیں کیونکہ انکا ماخذِ علم صاحبِ وحی ہے۔ یہ وہ پاکیزہ ہستیاں ہیں جنھوں نے پیغام الٰہی سنتے ہی لبیک کہا۔ اسی وجہ سے انکا شمار بہترین لوگوں میں ہوا۔

عمران بن حصینؓ سے روایت ہے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿خیر امتی قرنی. ثم الذین یلونهم، ثم الذین یلونهم﴾ (۱)

میری امت میں بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد ہیں (یعنی تابعین کا) پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد ہیں یعنی تبع تابعین کا۔

اسی طرح عبداللہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

﴿خیر الناس قرنی، ثم الذین یلونهم، ثم الذین یلونهم﴾ (۲)

فضیلت کے اعتبار سے سرفہرست ازواج مطہرات ہیں۔ جو رحمت دارین کے فیضِ صحبت سے شرفِ انسانی کی جیتی جاگتی تصاویر بن گئی تھیں۔ ازواجِ مطہرات کو آپ کی صحبت سے مشرف ہونے کی وجہ سے وہ حق حاصل ہوا ہے جو اور تمام صحابہ کو ہے۔ لیکن انہیں صحبت میں بھی اختصاص وخصوصیت حاصل ہے۔

ابو محمد کہتے ہیں:

"فهذا فضل ظاهر و بيان لائح فى انهن افضل من جميع الصحابة رضى الله عنهم"(۳)

نبی ﷺ مہربان کے نزدیک ان کی وہ عزت ہے جو صحابہ میں سے کسی کی نہیں۔

ابن حزم الاندلسی لکھتے ہیں:

''صحبت میں انکا درجہ تمام صحابہؓ سے اعلیٰ ہے پھر ایک حق زائد کی وجہ سے انہیں تمام صحابہ پر فضیلت ہے

۱۔ الجامع الصحیح للبخاری، باب فضائل اصحاب النبی ﷺ، (حدیث:۳۶۵۰) ص، ۶۱۲

۲۔ ایضاً، (حدیث:۳۶۵۱)، ص ۶۱۲، ایسی ہی روایت حضرت ابو ہریرہؓ اور بنتِ ابی جہل سے مروی ہے، (الهیثمی، نور الدین،مجمع الزوائد، کتاب المناقب، ۹/۲۱-۲۲)

۳۔ ابن حزم الاندلسی، الفصل فی الملل والاهواء النحل، ۴/۴۴

بزرگوں کا حق ہے کہ ان کا احترام ان کے لیے واجب ہے" (1)

ازواج مطہرات اور دیگر صحابیاتؓ کے بے شمار فضائل ہیں:

ا۔ اللہ تعالیٰ صحابیاتؓ سے راضی ہے:

صحابیاتؓ کی فضیلت اس اعتبار سے اور بڑھ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا انہیں حاصل ہے۔ صحابہ کرامؓ کی طرح انہوں نے بھی خوشنودی خدا کی خاطر اپنے والدین اور اہل وعیال کی جدائی برداشت کی اور دینِ حق کی سربلندی اور کفر کا علم سرنگوں کرنے کے لیے ہر طرح کے مصائب و آلام برداشت کیے۔ مشرکین مکہ نے قبولِ اسلام پر جہاں صحابہ کرامؓ کو اپنی مشق ستم کا نشانہ بنایا وہاں صحابیاتؓ کو بھی انسانیت سوز تکالیف دی گئیں لیکن وہ دینِ اسلام پر قائم رہیں اور ہر طرح کی تکلیف صبر سے برداشت کی۔ ازواج مطہرات کے علاوہ ان صحابیاتؓ میں حضرت سمیہ بنت خباط رضی اللہ تعالیٰ عنھا سرفہرست ہیں جو اسلام میں درجہ شہادت پر فائز المرام ہونے والی پہلی خاتون ہیں۔ (۲) اسی طرح کی بے شمار صحابیاتؓ اور ہیں جنہوں نے جونہی اسلام کا اعلان کیا مصائب و آلام کے دروازے ان پر کھل گئے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے فاطمہ بنت خطابؓ کو اسلام قبول کرنے پر بے حد مارا مگر انہوں نے اسلام کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور ان کی یہی ثابت قدمی حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا سبب بن گئی۔ (۳)

ہجرتِ حبشہ میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ صحابیاتؓ بھی شامل تھیں اور آپ ﷺ کی پیاری صاحبزادی حضرت رقیہؓ وہ پہلی مہاجر خاتون تھیں جو اپنے شوہر حضرت عثمان بن عفانؓ کے ساتھ حبشہ ہجرت کے ارادے سے نکلیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شخص ہیں۔
جنہوں نے کفار کی ایذا رسانی کے باعث اپنی بیوی کے ساتھ وطن کو خیر باد کہہ کر ہجرت کی" (۴)

ایسے ہی مہاجرین و مہاجرات کے لیے باری تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں بہت بڑے اجر کا وعدہ کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(﴿وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۝﴾)(۵)

اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مظلوم ہو کر اپنے گھر چھوڑے۔ ضرور ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں

ا۔ ابن حزم الاندلسی، الفصل فی الملل والاھواء النحل، ۳۹/۲

۲۔ ابنِ سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲۸۱/۸

۳۔ الطبقات الکبریٰ، ۲۶۷/۸

۴۔ البلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف، ۲۲۵/۱؛ المستدرک، ۵۱/۴، ابن الاثیر، علی بن محمد، اسدالغابة، ۴۵۷/۵؛ الاصابة، ۳۰۴/۴

۵۔ النحل، ۴۱/۱۶

ہے اور بے شک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے کاش وہ جانتے!

اور ایسی ہی صحابیاتؓ سے باری تعالیٰ راضی ہوا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

(﴿ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴾)(۱)

اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

رحمت دارین کے فیض صحبت سے مشرف ہونے اور اسلام کی خاطر ہر طرح کی قربانیاں دینے کی وجہ سے باری تعالیٰ نے اپنی رضا اور جنت کی خوشخبری انہیں دنیا میں ہی سُنا دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ ﴾)(۲)

تم ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے دوستی نہ کرتے پاؤ گے۔ اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمایا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور وہ انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں ہیں اور یہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے خبردار اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

۲۔ قبولِ اسلام میں سبقت:

صحابیاتؓ کو اسلام میں خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ ان کے بعد کسی اور طبقے کو یہ مقام حاصل نہ ہوا ہو گا دینی اعتبار سے بھی صحابیاتؓ بعض خصائص و امتیازات سے بہرہ ور ہیں اسی لیے قرآن میں انہیں سابقون کہا گیا ہے اور قرب الٰہی کے ساتھ ان سے جنت النعیم کا بھی وعدہ کیا گیا ہے۔

(﴿ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۝ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ ﴾)(۳)

اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے۔ وہی مقرب بارگاہ ہیں چین کے باغوں میں

دنیا میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والی پہلی مومنہ **حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا** صحابیہؓ ہیں سب سے

۱۔ التوبۃ، ۹:۱۰۰

۲۔ المجادلۃ، ۵۸:۲۲

۳۔ الواقعۃ، ۵۶:۱۰-۱۲

پہلی شہادت کے رتبے پر فائز ہونے والی حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا بھی صحابیہ ہیں اور ہجرت حبشہ میں پہل کرنے والوں میں حضرت رقیہ بنت محمد ﷺ ہیں، دیگر صحابیات نے بھی راہِ حق میں بے شمار مصائب جھیلے۔ شعب ابی طالب کے محاصرے کے دوران صحابیات نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ اس دوران انہیں ایسی ایسی سختیاں جھیلنی پڑیں کہ مضبوط پہاڑ بھی لرز جائیں۔ بعض اوقات درختوں کے پتے کھا کر پیٹ کی آگ کو بجھایا جاتا اور بعض اوقات نوبت بالکل فاقوں تک آ پہنچتی مگر ان مشکل صبر آزما حالات میں بھی صحابیاتؓ مردوں کے شانہ بشانہ تھیں۔

حضرت عمارؓ فرماتے ہیں۔

﴿رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وما معه الاخمسة اعبدوامرأتان و ابوبكر﴾(۱)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپؐ کے ساتھ صرف پانچ لوگ تھے ایک غلام دو عورتیں اور حضرت ابوبکر صدیق

انہیں قربانیوں کے صلے میں ان کے مقام و مرتبے تک کسی اور کی رسائی ممکن نہیں۔

۳۔ کفر و فسق سے متنفر، راست رو صحابیاتؓ:

جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ایمان کے نور سے خود کو منور کرنے والی صحابیاتؓ کے دل کو باری تعالیٰ نے ایمان کی محبت سے سرشار کیا اور کفر و فسق اور نافرمانی سے ان کو متنفر کر دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ﴾)(۲)

اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں بہت سے معاملات میں اگر یہ تمہاری خوشی کریں تو تم ضرور مشکل میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے اور کفر اور حکم عدولی تمہیں ناگوار کر دی ہے ایسے لوگ سیدھی راہ پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام و صحابیاتؓ کے دلوں کو نا صرف نعمت ایمان سے آراستہ کیا بلکہ ان کو ہدایت یافتہ اور راست رو قرار دیا۔

۱۔ الجامع الصحيح للبخاری، كتاب فضائل الصحابة، باب: قول النبی ﷺ (حديث:۳۶۶۰) ص، ۶۱۴

۲۔ الحجرات، ۴۹:۷

[illegible]:

دنیا و آخرت میں کامیابی کی منازل طے کرنے والی اور بلندیٔ درجات کی حامل صحابیاتؓ ہی ہیں۔ کیونکہ ایمان لانے، ہجرت کرنے اور جہاد فی سبیل اللہ میں وہ صحابہ کرامؓ کے شانہ بشانہ تھیں۔

صحابیاتؓ نے نا صرف ہجرت کی بلکہ ہجرت کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی مدد بھی کی ان میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا اور حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنھا قابل ذکر ہیں۔ جس رات رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ غار ثور کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے اپنا کمر بند لے کر اسے بیچ میں سے پھاڑ دیا ایک ٹکڑے سے رسول اللہ ﷺ کا دستر خوان باندھا اور دوسرے ٹکڑے سے آپؐ کے مشکیزہ کا منہ کس دیا لہٰذا آپؓ کا لقب ''ذات النطاق'' پڑ گیا۔(۱)

روایاتِ سوانح، آثار سیرت اور احادیثِ نبوی ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ اول روز ہی سے صحابیات عصر میں روحِ جہاد موجود تھی۔ وہ اپنے مردوں کی طرح اسلامی خدمت، کلمہ الٰہی کی بلندی اور دین و معاشرت کی مدافعت کے لیے تلوار اٹھا سکتی تھیں۔ صحابہ کرام کی طرح دینِ اسلام کی سربلندی کی خاطر صحابیاتؓ بھی ہر میدان میں پیش پیش تھیں۔ بعض غزوات میں ان صحابیاتؓ نے بطور مجاہدات شرکت کا شرف پایا اور خاص مواقع اور بحرانی صورتوں میں انہوں نے اپنی موجودگی اور حاضری سے مجاہدین کے زخموں پر پھاہا رکھا اور مرہم ہمدردی اور دوائے تسلی کا نسخہ استعمال کیا۔ غزوۂ احد میں صحابیاتؓ پانی کی مشکیں اپنی پیٹھ پر لاد کر لاتیں اور پیاسے زخمی مجاہدین کو پانی پلاتیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر ہٹ گئے تو میں نے عائشہ بنت ابی بکر اور ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو دیکھا کہ یہ دونوں اپنا دامن سمیٹے ہوئے تھیں میں ان کے پیروں کی جانب دیکھ رہا تھا۔ یہ پانی کی مشکیں اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے لاتی تھیں۔ پیاسے لوگوں کے منہ میں ڈال دیتی تھیں اور پھر واپس چلی جاتی تھیں اور ان کو بھرتی تھیں۔ پھر لاتی تھیں اور ان کو پیاسے لوگوں کے منہ میں ڈالتی تھیں۔(۲)

اسی طرح ام سلیط انصاریہؓ کے متعلق روایات ملتی ہیں کہ غزوۂ احد کے دن مجاہدین کے لیے وہ میدان جنگ میں مشکیں بھر بھر کر لاتی تھیں۔(۳)

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی ﷺ واصحابہ الی المدینۃ (حدیث:۳۹۰۵) ص ۶۵۷، الطبقات الکبری، ۳۳۵/۸: الاصابۃ، ۱۳/۸: اسد الغابۃ، ۳۹۲/۵

۱۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب غزو النساء وقتالھن مع الرجال (۲۸۸۰) ص ۴۷۶: ابو نعیم الاصبھانی، حلیۃ الاولیاء، ۴۳/۲: احمد خلیل جمعہ، نساء ''من عصر النبوۃ'' ص ۳۷، ۳۸

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب حمل النساء القرب الیٰ الناس فی الغزو (حدیث:۲۸۸۱)

صحابیات نا صرف زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں بلکہ ان کی مرہم پٹی بھی کرتی تھیں ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کی روایت سے اسکی تائید ہوتی ہے وہ فرماتی ہیں۔

''ہم جہاد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جاتے تھے اور پانی پلاتے تھے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتے تھے اور زخمیوں اور مقتولوں کو اٹھا کر مدینہ لاتے تھے۔'' (۱)

رسول اللہ ﷺ کی پیاری صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے متعلق بھی روایات ملتی ہیں کہ:

''غزوۂ احد میں آپؐ کے چہرہ مبارک سے خون دھو رہی تھیں اور علی بن ابی طالبؓ مشک سے زخم پر پانی بہا رہے تھے۔ پس جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی سے خون بہنا بند نہیں ہو رہا تو انہوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر اسکی راکھ زخم میں بھر دی جس سے خون بہنا رک گیا''(۲)

غزوۂ خندق، خیبر اور حنین میں بھی کئی صحابیاتؓ کی شرکت کے شواہد ملتے ہیں۔ غزوۂ خندق میں حضرت سعدؓ کو زخم لگا تو کعیبہ بنت سعد اسلمیہ نے آپؓ کے زخم کا علاج کیا۔ (۳)

غزوۂ خیبر میں بہت سی صحابیاتؓ مثلاً ام سلیطؓ، ام سنانؓ، امیہ بنت قیسؓ ابوالصلت، کعیبہ بنت سعد اسلمیہ وغیرہ رسول اکرم ﷺ سے یہ درخواست کر کے شریک ہوئیں کہ وہ مجاہدین کے لیے مشکیزے بھریں گی، زخمیوں کی مرہم پٹی کریں گی اور مقدور بھر مسلمانوں کی مدد کریں گی۔ (۴)

اسی طرح غزوۂ حنین میں ام سلیم خنجر لے کر شریک ہوئیں تاکہ مشرکین کی گردنیں اڑا سکیں۔ (۵)

ایسی ہی مجاہدات کے لیے اللہ تعالیٰ نے بلندیٔ درجات اور کامیابی و کامرانی کا اعلان کیا۔

ارشاد خداوندی ہے۔

(﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ۝﴾) (۶)

وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے اللہ تعالیٰ کے ہاں

۱۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب مداوة النساء والجرح فی الغزو (حدیث:۲۸۸۲)

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، ما اصاب النبی ﷺ من الجراح یوم احد، (حدیث۴۰۷۵)، ص ۶۹۰

۳۔ الطبقات الکبری، ۸/ ۲۹۲

۴۔ الطبقات الکبریٰ، ۸/ ۲۹۱-۲۹۲

۵۔ الطبقات الکبریٰ ۸/ ۴۲۶، نساء "من عصر النبوة، ص ۳۸

۶۔ التوبة، ۹:۲۰

ان کا رتبہ بڑا ہے اور وہی مراد کو پہنچے۔

۵۔ روزِ قیامت رسوائی سے محفوظ:

صحابیاتؓ کے لیے نا صرف بلندی درجات کا اعلان کیا گیا بلکہ ان کو روز قیامت بھی ہر قسم کی رسوائی سے محفوظ کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوشخبری دی:

(﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحاً عَسَى رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾)(۱)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔ قریب ہے تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے دور کر دے اور تمہیں ایسے باغوں میں لے جائے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں جس دن اللہ تعالیٰ نبی ﷺ اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو رُسوا نہیں کرے گا انکا نور ان کے آگے اور دائیں طرف دوڑتا ہوگا۔

جس نور نے دنیا میں ان کے سینوں کو منور کیا وہی نور روزِ قیامت ان کے راستے کو منور کر کے ان کو جنت میں لے جائے گا۔

۶۔ صحابیاتؓ کی موافقت میں نزولِ وحی:

صحابیاتؓ کو یہ شرف بھی امتیاز بخشتا ہے کہ بعض صحابیاتؓ کی موافقت میں باری تعالیٰ نے وحی بھیجی۔ حضرت عائشہؓ کے ساتھ واقعہ افک پیش آنے پر باری تعالیٰ نے سورۂ نور کی آیاتِ مبارکہ کے ذریعے انہیں اس الزام سے بری کر دیا اور ان کی عفت وعصمت، پاکیزگی وطہارت کی وہ گواہی دی جس کو تمام مسلمان تا قیامت اپنی اپنی زبانوں پر دہراتے رہیں گے اور حضرت عائشہؓ کی طہارت کی تصدیق وتقدیس کرتے رہیں گے۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ ہی کی بابرکت ذات کے خوشگوار اثرات کی وجہ سے آیت تیمم نازل ہوئی جو امت کے لیے رحمت کا قانون بن گئی اسی سہولت کے نازل ہونے پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انہیں مخاطب ہو کر فرمایا۔

"انت المباركة، انت المباركة، انت المباركة" (۲)

امام ابونعیم الاصبہانی حضرت عائشہؓ کے انہیں فضائل کا تذکرہ بہت خوبصورت الفاظ میں کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الصديقة بنت الصديق، العتيقة بنت العتيق، حبيبة الحبيب واليفة القريب، سيد

۱۔ التحريم، ۸:۶۶

۲۔ الذهبي، محمد بن احمد بن عثمان، سير، اعلام النبلاء، ۱۸۱/۲

...، محمد الخطيب، المبراة من العيوب، المعراة من ارتياب القلوب لرويتها جبريل رسول علام الغيوب، عائشة ام المومنين (١)

صدیقہ صدیق کی بیٹی، عتیقہ (جہنم سے آزاد) عتیق کی بیٹی، اللہ کے محبوب کی محبوب، اللہ تعالیٰ کے مقرب کی مقربہ، تمام رسولوں کے سردار خطیب اعظم محمد ﷺ کی محبوب، عیوب سے بری، شکوکِ قلب سے صاف جس کے دیکھنے کو جبرئیل فرشتے کو علام الغیوب ہستی نے بھیجا۔ یہی ہے مومنین کی ماں حضرت عائشہ صدیقہؓ

اسی طرح قرآنِ پاک میں نازل شدہ کئی آیات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے فضائل ومناقب بیان کرتی ہیں۔

(﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝﴾)(٢)

کا نزول آپؓ کے مقام ومرتبے کی طرف اشارہ کرتا ہے اسی طرح سورۂ دہر کی آیت نمبر ٨ ويطعمون الطعام على حبه ...... کے بارے میں ابن عباسؓ کا قول ہے:

"نزلت هذه الآية فى على بن ابى طالب و فاطمة بنت رسول الله(٣)

"ظہار" کے بارے میں خولہ بنت ثعلبہؓ کے بار بار سوال کرنے پر سورۂ مجادلہ کی کئی آیات نازل ہوئیں اور حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کے بارے میں سورۂ احزاب (٣٣۔٣٧) میں حکم دیا گیا ہے۔

٧۔ صحابیاتؓ کی مغفرت کی قرآنی شہادت:

صحابیاتؓ کی بے شمار قربانیوں کے صلے میں باری تعالیٰ نے دنیا میں ہی ان کو مغفرت کی بشارت دی اور رزقِ کریم کا وعدہ ان الفاظ میں کیا۔

(﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝﴾)(٤)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے، ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنھوں نے انہیں جگہ دی اور مدد کی یہی لوگ سچے مومن ہیں اور انہیں کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

بعض صحابیاتؓ کو دنیا میں ہی جنت کی بشارت دی گئی مثلاً حضرت خدیجہؓ کو دنیا ہی میں جنت کے ایسے مکان کی خوشخبری سنائی گئی جو موتیوں کا بنا ہوگا اور اس میں کسی قسم کا کوئی شوروغوغا نہ ہوگا۔

١۔ ابو نعيم الاصبهانى، حلية الاولياء، ٢/٥٣، احمد خليل جمعه، نساء اهل البيت، ص، ١٥٦

٢۔ الاحزاب، ٣٣:٣٣

٣۔ السيوطى جلال الدين، الدر المنثور فى التفسير بالماثور، ٢/٤٨٥

٤۔ الانفال ٨:٧٤

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿بشروا خديجةٌ بيت من الجنة من قصب لاصخب فيه ولا نصب﴾ (۱)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

مجھے جتنا رشک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا پر آتا تھا اتنا نبی ﷺ کی کسی بی بی پر نہیں آتا تھا (حالانکہ) وہ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں اس وجہ سے کہ میں اکثر آپ کو انکا ذکر کرتے ہوئے سنتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا تھا کہ حضرت خدیجہؓ کو (جنت میں) موتی کے محل کی خوشخبری دیں اور آپ بکری ذبح کرتے تو حضرت خدیجہؓ کی ملنے والیوں کو اسمیں سے بقدر کفایت بطور تحفہ بھیجتے تھے۔ (۲)

حضرت فاطمہؓ کو جنت کی عورتوں کی سرداری کی خوشخبری سناتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿نزل ملک من السماء فاستاذن الله ان يسلم على لم ينزل قبلها فبشرني ان فاطمة سيدة نساء اهل الجنة﴾ (۳)

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿فاطمة سيدة نساء اهل الجنة﴾ (۴)

حضرت سمیہؓ (آل یاسر کو نبی ﷺ نے راہ حق میں مشکلات جھیلنے اور صبر کرنے کے نتیجے میں جنت کی خوشخبری دی۔ (۵)

۸۔ صحابیاتؓ کی توبہ کی فضیلت:

جس صحابیہؓ سے بتقاضائے بشریت کے تحت کوئی خطا ہوئی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی خطا پر توبہ کی اور معافی چاہی تو یہ توبہ اللہ تعالیٰ کی ہاں بہت فضیلت کی حامل ہوئی۔ جسے قبیلہ جہینہ کی ایک خاتون نے زنا کیا اور اپنے گناہ کا اقرار کیا

۱۔ السيرة النبوية لابن اسحاق ۲۷۱/۱: الحميدي، عبدالله بن زبير' المسند، ۳۱۴/۱، الجامع الصحيح للبخاري، كتاب العمره (حديث:۱۷۹۲) ص ۲۸۹، الازرقي، محمد بن عبدالله، اخبار مكه، ۲۰۵/۲: ابونعيم الاصبهاني، معرفة الصحابة، ۱۴۸/۵

۲۔ الجامع الصحيح للبخاري، كتاب مناقب الانصار، باب ترويج النبي صلى الله عليه وسلم خديجة وفضلها، (حديث:۳۸۱۷، ۳۸۱۸) ص ۶۴۰

۳۔ المستدرك، ۱۶۴/۳، معرفة الصحابة، ۱۳۶/۵: الشوكاني، محمد بن علي، در السحابة. ص ۲۷۳

۴۔ الجامع الصحيح للبخاري، كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ، ومبعثه فاطمه عليها السلام (حديث:۳۷۱۱)، ص ۶۲۶

۵۔ درالسحابة، ص، ۵۵۵

اس کو رجم کیا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے اسکی توبہ کے بارے میں فرمایا۔

﴿والذی نفسی بیدہ لقد تابت توبۃً لو قسمت علی سبعین من اهل المدینة لوسعتهم وهل وجدت توبة افضل من ان جات بنفسها الله عزوجل﴾ (۱)

قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر یہ ستر اہل مدینہ کے درمیان تقسیم کردی جائے تو کافی ہے۔

اسی طرح قبیلہ غامدیہ کی ایک عورت نے زنا کیا اور اس کو رجم کیا گیا تو اسکی توبہ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

﴿فوالذی نفسی بیدہ لقد تابت توبة لوتابها صاحب مکس تغفرله﴾ (۲)

اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ظلم کرنے والا اور لوگوں کے حقوق میں نقصان کرنے والا ایسی توبہ کرے تو اسکی بھی مغفرت ہو جائے گی۔

۱۔ الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الحدود، باب حدالزنا (حدیث: ۴۴۳۲)، السنن لابوداؤد، کتاب الحدود، باب فی المراة التی امرالنبی ﷺ برجمها من جهینة (حدیث: ۴۴۳۰)، ص ۶۲۵، السنن للنسائی، کتاب الجنائز، باب الصلوٰة علی المرجوم (حدیث:۱۹۵۹) ص، ۲۷۵

۲۔ السنن لابوداؤد، کتاب الحدود، باب فی المرأة التی امر النبی ﷺ برجمها من جهینة (حدیث:۴۴۴۲)

اطاعت، اتباع اور حبِّ رسول ﷺ:

اطاعت اتباع اور حُب رسول ﷺ ایک مومن اور مومنہ کا گراں بہا مایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد جو ذات ہماری محبت، اطاعت اور اتباع کی مستحق ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ رب کائنات نے بھی تمام محبتوں کا ذکر کرتے ہوئے اپنی اور اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کی محبت کے غلبے کو بالوضاحت بیان کیا ہے۔

(﴿قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ O﴾)(۱)

فرما دیجئے تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے خاندان اور مال جو تم نے کمایا اور تجارت جس کے جانے کا تمہیں اندیشہ ہے اور مکانات جو تمہیں پسند ہیں اگر یہ ساری چیزیں تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اسکی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ صادر کردے اور فاسقوں کو اللہ ہدایت نہیں دیتا

حضرت انسؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

﴿لا یومن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین﴾ (۲)

تم میں سے کوئی (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اس کے بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

حضرت انسؓ سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حلاوت ایمان کی شرائط بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

﴿ثلاث من کان فیہ وجدبھن حلاوۃ الایمان، من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مماسواھا.................. ﴾ (۳)

تین چیزیں جس میں ہونگی وہ ایمان کی حلاوت پائے گا وہ جس کو اللہ اور اسکا رسول ہر چیز سے محبوب تر ہو۔

۱۔ التوبۃ، ۹:۲۴

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول ﷺ من الایمان (حدیث:۱۵) ص، ۲: الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الایمان، باب وجوب محبۃ رسول اللہ ﷺ...... (حدیث:۷۰) ص، ۴۱

۳۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الایمان، باب حلاوۃ الایمان (حدیث:۱۶) ص ۲: الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال من اتصف بھن وجد حلاوۃ الایمان، (حدیث:۱۶۵) ص ۴۰

دنیا میں عموماً ہم اس چیز سے محبت کرتے ہیں جس کی خوبصورتی ہمیں متاثر کرتی ہے بعض دفعہ یہ قلبی میلان باطنی خوبیوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور بعض اوقات کسی کا احسان ہمیں اسکی محبت میں مبتلا کر دیتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک میں محبت کے یہ جملہ اسباب بدرجہ اتم موجود ہیں۔

امام قسطلانی لکھتے ہیں:

"واذا كان المرء يحب غيره على ما فيه من صور جميلة وسيرة حميدة، فكيف بهذا النبي الكريم والرسول العظيم الجامع المحاسن والتكريم.......... فقد اخرجنا الله به من ظلمات الكفر الى نور الايمان وخلصنا به من نار الجهل الى جنات المعارف والايقان"(۱)

یقیناً کفر کے اندھیروں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لانے والی، جہالت کی آگ سے خلاصی دلا کر علم و یقین کی دولت سے نوازنے والی ذات ہی ہماری تمامتر محبت کی مستحق ہے۔

قاضی عیاض بھی اسی کی تائید کرتے ہیں۔

"ان وجوہات کی بنا پر آپؐ اس بات کے مستحق ہیں کہ آپؐ سے شرعاً محبت کی جائے...... انسانی فطرت کی بنا پر آپؐ امت کی محبت کے مستحق ہیں کیونکہ آپؐ کے احسانات عام ہیں"(۲)

امام نووی آپؐ کو مجموعہ ظاہری جمال و باطنی فضائل و کمالات قرار دینے کے بعد آپؐ کے احسانات کی مزید وضاحت فرماتے ہیں۔

"تمام مسلمانوں پر آپؐ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ آپؐ نے انہیں صراط مستقیم پر چلایا۔ جنت کی ابدی نعمتوں کا مستحق ٹھہرایا اور جہنم کی آگ سے دور کرایا۔" (۳)

صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کو آپؐ سے والہانہ عشق تھا اور آپؐ سے بڑھ کر انہیں دنیا میں کوئی شے محبوب نہ تھی۔

ازواج مطہراتؓ اور حب رسول اکرم ﷺ

صحابیاتؓ میں سر فہرست ازواج مطہراتؓ ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی پہلی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ کی آپؐ کے ساتھ والہانہ محبت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں آنے کے بعد سیدہ خدیجہؓ نے اپنا سارا مال و اسباب آپؐ کے قدموں میں ڈھیر کر کے آپؐ کو فکرِ معاش سے آزاد کر دیا۔ بعثت کے بعد انہوں نے ہمیشہ آپؐ کی تشفی و دلجمعی کی اور اپنی وفا شعاری و محبت سے قدم قدم پر آپؐ کی ڈھارس بندھائی، خلوص و محبت سے آپؐ کے دل کو تسکین دی اور آپؐ پر اپنی

۱۔ القسطلانی، احمد بن محمد، المواہب اللدنیہ ۲/۲۷۳

۲۔ کتاب الشفاء، باب فی لزوم محبۃ، فصل فی معنی المحبۃ للنبی ﷺ و حقیقتہا، ۲/۲۰

۳۔ النووی، یحییٰ بن شرف، شرح صحیح مسلم، ۱/۱۳۲

[illegible] پیش کر دیں۔

حسین عبداللہ لکھتے ہیں:

"فکانت خدیجة، اعظم امراة عقلاً و درایة وحلماً و حکمةً وصبرةً وارادةً، کانت لرسول اللہ وزیرة، وصدیقه و مشیرة، وانسیة، فقد واسعةً بمالها وعطفت علیه بکلیتها وجزئیتها (۱)

حضرت خدیجہؓ الکبریٰ عقل، درایت، حلم، دانش، صبر و جرات اور ارادے کی پختگی کے اعتبار سے عظیم خاتون تھیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی وزیر تھیں اور دوست بھی، مشیر بھی تھیں اور مونس و غمخوار بھی، انہوں نے اپنے مال سے رسول اللہ ﷺ کو فراخی بخشی وہ کلی اور جزوی اعتبار سے رسول اللہ ﷺ پر مہربان تھیں۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد جب حضرت سودہؓ سے آپؐ نے نکاح کیا انہیں بھی رسول اللہ ﷺ سے والہانہ پیار تھا۔ اسی پیار کی وجہ سے انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی اور بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی باری کا دن عائشہؓ کو دیتی ہوں۔ (۲)

حضرت زینبؓ بنت جحش کے بارے میں جب سورۂ احزاب کی آیات نازل ہوئیں جس سے ظاہر ہوا کہ انکا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان پر حضرت محمد ﷺ کے ساتھ کروا دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے یہ خوشخبری سیدہ زینبؓ کو بھجوائی۔ ان کو اس سے بڑھ کر کوئی خوشی نہ تھی۔ انہوں نے پیغام خوشخبری لانے والی خادمہ سلمیٰ کو اپنی قیمتی پازیبیں اتار کر دے دیں پھر شکرانے کے طور پر سجدے میں گر گئیں اور پھر مزید شکرِ الٰہی کے لیے دو ماہ کے نفلی روزے رکھنے کی منت مان لی۔ (۳)

۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو اپنا وکیل مقرر کرتے ہوئے حضرت اُم حبیبہؓ کو پیغام نکاح دیا تو انہوں نے خوشی میں پیغام لانے والی لونڈی ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن، دو جھانجھریں جو آپؓ کے پاؤں میں تھیں اور پاؤں کی انگلیوں میں پہنی ہوئی چاندی کی انگوٹھیاں سب دے دیں۔ (۴)

۱۔ حسین عبداللہ بالسلامة، حیاة سید العرب و تاریخ النهضة الاسلامیه مع العلم والمدینة، ۲۔۱/۱۹۳، ۱۹۴

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الهبة فضلها والتحریض علیها، باب هبة المراة لغیر زوجها.......... (حدیث:۲۵۹۳)ص۔ ۴۱۹: الطبقات الکبریٰ، ۸/۲۶۹ ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ، الاستعیاب ۴/۴۳۲

۳۔ الطبقات الکبریٰ، ۸/۲۹۵، ۲۹۶: الاصابة ۸/۱۵۳: المستدرك، ۴/۲۵

۴۔ الطبقات الکبریٰ، ۸/۲۹۲: المستدرك ۴/۲۴، ابن قدامه المقدسی، محمد عبداللہ بن احمد، التبیین فی انساب القرشیین، ص ۸۱

...کرنے کے بعد ان کی والہانہ محبت میں مزید اضافہ ہوا۔ حبِّ رسول ﷺ کے سامنے ان کے نزدیک دنیاوی رشتوں کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ فتح مکہ سے قبل ان کے والد تجدیدِ صلح حدیبیہ کے لئے مدینہ منورہ آئے تو سب سے پہلے اپنی بیٹی سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے پاس گئے جب ابوسفیان سرکار دو عالم ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگے تو سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے فوراً بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے برہم ہو کر پوچھا، بیٹی! تم نے بستر کیوں لپیٹ دیا؟ کیا تم نے بستر کو میرے قابل نہ سمجھا یا مجھے بستر کے قابل نہ سمجھا؟ سیدہ ام حبیبہؓ نے جواب دیا یہ سرکار دو عالم ﷺ کا بستر ہے۔ اس پر ایک مشرک جو شرک کی نجاست میں ملوث اور آلودہ ہو نہیں بیٹھ سکتا۔ (۱)

ام المومنین حضرت صفیہؓ آپؐ پر جان بھی قربان کرنے کو تیار تھیں مرض الموت میں نبی ﷺ کے پاس امہات المومنین جمع ہوئیں تو حضرت صفیہؓ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم! اے اللہ کے نبی ﷺ کاش جو کچھ آپ کو ہوا ہے وہ مجھے ہوتا۔ (۲)

ام المومنین حضرت عائشہؓ بھی آپؐ کے عشق سے سرشار تھیں۔ کبھی راتوں کو بیدار ہوتیں تو آپؐ کو پہلو میں نہ پا کر بے قرار ہو جاتیں۔ ام المومنین ام سلمہؓ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ تبرک نبوی ﷺ کے حصول کے لیے بے تاب ہو جایا کرتی تھیں۔ ایک بار سفر کے دوران نبی ﷺ مہربان نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا۔ دونوں ہاتھ اور منہ اس میں دھوئے اور کلی بھی کی پھر بلالؓ اور ابوموسیٰ اشعریؓ سے فرمایا۔ دونوں یہ پانی پیو اور اپنے منہ اور سینوں پر ڈالو اور خوش ہو جاؤ۔ دونوں نے پیالہ لے کر ایسا ہی کیا۔ اتنے میں ام المومنین ام سلمہؓ نے پردے کے پیچھے سے پکارا کہ تھوڑا پانی اپنی ماں کے لیے بھی رہنے دو۔ انہوں نے پانی بچا کر ان کو بھی دیا۔ (۳)

بنات النبی ﷺ اور حبِ رسول ﷺ

امہات المومنینؓ کے علاوہ بنات النبی ﷺ کو بھی رسول اللہ ﷺ سے والہانہ محبت تھی۔ آپ کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب الکبریٰ کے بارے میں حضرت مدرک بن حارث الغامدی بیان کرتے ہیں:

> "ایک بار میں ایام جاہلیت میں اپنے باپ کے ہمراہ حج کو گیا تو مقامِ منیٰ میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے گرد لوگ جمع ہیں۔ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ وہ گمراہ اور بے دین شخص محمد ﷺ ہے جس نے اپنے خاندانی دین کو چھوڑ دیا ہے۔ یہ کہہ کر میرے والد اونٹنی پر سوار ہو کر اس مجمع کی طرف گئے۔ میں بھی اونٹنی پر ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ وہاں جا کر میں نے دیکھا کہ آپؐ ان لوگوں کو نصیحتیں فرما رہے ہیں اور وہ آپؐ پر پتھر پھینک رہے ہیں اور خاک ڈال رہے ہیں۔

۱۔ الطبقات الکبریٰ، ۸/۲۹۴، ابن الجوزی، صفة الصفوة، ۲/۴۲

۲۔ الطبقات الکبریٰ، ۸/۳۰۹

۳۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الطائف فی شوال سنة ثمان (حدیث:۴۳۲۸) ص، ۷۳۲

یہاں تک کہ ظالم ایذا رسانی کرتے کرتے تھک گئے اور دھوپ کی تپش سے گھبرا کر ہٹ گئے عین اس وقت ایک خوبصورت لڑکی بے قراری سے دوڑی آئی۔ اس کے ہاتھ میں پانی کا ایک پیالہ تھا۔ اس کے کُرتے کا گریباں کھلا تھا۔ اس معصوم لڑکی کو دیکھ کر لوگوں نے بتایا کہ یہ محمد ﷺ کی بیٹی ہے اور اس کا نام زینب ہے" (۱)

عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے:

ایک دفعہ آپؐ راستے میں جا رہے تھے کہ کسی شریر نے سر اقدس پر بہت سی مٹی ڈالدی، سر انور اور ریش مبارک کے تمام بال آلودہ ہوگئے۔ آپؐ اسی حالت میں گھر تشریف لائے تو آپ کی ایک بیٹی پانی لے کر آئی وہ آپ کا سر مبارک دھوتی جاتی تھی اور زاروقطار روتی جاتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بیٹی! رومت۔ پس اللہ تعالیٰ خود تیرے باپ کی حفاظت کرے گا۔" (۲)

حضرت فاطمہؓ کو رسول اللہ ﷺ سے بے حد پیار تھا رسول اللہ ﷺ جب بھی ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو آپؓ احتراماً کھڑی ہو جائیں۔ محبت سے ان کا ہاتھ چومتیں اور اپنی نشست پر بٹھاتیں۔ (۳)

دیگر صحابیاتؓ اور عشقِ رسول اکرم ﷺ

تمام صحابیاتؓ کو آپ کی ذات پاک سے والہانہ محبت تھی۔ غزوۂ احد کے دن جب یہ افواہ اڑادی گئی کہ حضور اکرم ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ تو انصار کی ایک عورت نکل کھڑی ہوئی۔ اسکا سامنا پہلے اپنے بھائی، بیٹے، شوہر اور باپ سے ہوا جو سب کے سب شہید ہو چکے تھے۔ اس نے بے تابی سے کہا کہ مجھے دکھاؤ حضور اکرم ﷺ کہاں ہیں؟ تاکہ میں آپ کو دیکھ تو لوں۔ جب اس خاتون نے حضور ﷺ کا دیدار کر لیا اور آپ کو بخیریت پایا تو اس کے منہ سے نکلا "کل مصیبۃ بعدک جلل" یارسول اللہ! اگر آپ بخیریت ہیں تو آپ کی سلامتی کے بعد کوئی مصیبت میرے نزدیک وقعت نہیں رکھتی۔" (۴)

حفاظت و دفاع رسول اکرم ﷺ

رسول اکرم ﷺ سے صحابیاتؓ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ غزوات میں حفاظت و دفاع رسول ﷺ کی خاطر جوانمردی سے میدانِ جنگ میں اتر آئیں۔ حضرت ام عمارہ (نصیبہ بنتِ کعب) غزوۂ احد میں اپنی شرکت کے حوالے سے بتاتی ہیں۔

۱۔ ابن ابی عاصم النبیل، الآحاد والمثانی، ۵/۳۷۲؛ الاستیعاب ۲/۳۲۷؛ اسد الغابۃ، ۴/۳۴۰

۲۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۲/۲۰؛ الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ۲/۲۵۱؛ السیوطی، جلال الدین، الخصائص الکبریٰ ص ۱۴۸

۳۔ الاجری، محمد بن الحسین، الشریعۃ، ۳/۲۷۸؛ الاستیعاب، ۴/۴۵۰، سیر اعلام النبلاء، ۲/۱۱۷

۴۔ سبل الھدیٰ، ۱۱/۴۳، کتاب الشفاء، ۲/۱۵

میں اس دن ان کی پانی کی مشک لے کر چلی اور میدانِ جنگ میں رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کے پاس پہنچ کر انہیں پانی پلاتی رہی۔ ابتداء میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی مگر بعد میں جب مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ کر خود بھی جنگ میں شریک ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی کا دفاع کرتے ہوئے تلوار سے دشمنوں کو وہاں سے ہٹانے لگی اور تیر پھینکنے لگی حتیٰ کہ اس دوران مجھے ایک زخم بھی لگ گیا۔" (۱)

۲۔ سالمیت کی فکر:

صحابیاتؓ کو ہر لحہ آپ کی سالمیت کی فکر رہتی تھی۔ بعض صحابیاتؓ آپکی جہاد سے بخیریت واپسی کے لیے نذر تک مان لیا کرتی تھیں۔

"بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی جہاد میں نکلے۔ جب واپس آئے تو ایک سیاہ فام (حبشی) لڑکی آئی اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ اللہ آپ کو صحیح وسالم لائے گا۔ تو میں آپؐ کے آگے دف بجاؤنگی اور گاؤنگی۔ سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تو نے نذر مانی ہے تو بجا، ورنہ نہیں اور وہ دف بجانے لگی" (۲)

۳۔ بارگاہِ رسالت میں تحائف پیش کرنا:

محبت کا فطری اور لازمی تقاضا ہے کہ اپنی پسندیدہ چیز محبوب کی خدمت میں پیش کر دی جائے۔ محبت کے اس لازمی تقاضے کے مطابق صحابیاتؓ وقتاً فوقتاً بارگاہِ رسول ﷺ میں مختلف ہدیے وتحائف پیش کر کے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کیا کرتی تھیں اسی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہوئے ام اوسؓ نے ایک مرتبہ گھی صاف کر کے ایک ڈبے میں ڈالا اور پھر ھدیۃ اسے بارگاہِ نبوی ﷺ میں شرفِ قبولت کے لیے بھجوا دیا۔

حضرت محمد ﷺ نے اس پرخلوص ہدیے کو قبول کرتے ہوئے ڈبے میں موجودہ گھی لے لیا اور ام اوسؓ کے لیے برکت کی دعا کرتے ہوئے گھی کا ڈبہ واپس بھجوا دیا۔ جب یہ ڈبہ ام اوسؓ کو واپس ملا تو برکت کی خصوصی دعا کی وجہ سے یہ جوں کا توں گھی سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے گمان کیا کہ شاید نبی اکرم ﷺ نے انکا ہدیہ قبول نہیں فرمایا۔ چنانچہ وہ فوراً بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں۔ ہدیہ قبول نہ ہوسکنے کے گمان کے باعث زار وقطار رو رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کی بیقراری و پریشانی کو دیکھا تو حاضرین سے فرمایا کہ اس بیچاری کو اصل واقعہ سے آگاہ کر دو۔ حاضرین نے اسے گھی کے ڈبے کے پہلے کی طرح بھر جانے کے معجزانہ سبب سے آگاہ کیا تو وہ مطمئن ہوگئیں۔ (۳)

۱۔ الطبقات الکبریٰ، ۸/۴۴۰، ۴۴۱: الاصابۃ، ۸/۴۴۲

۲۔ الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب، حفص عمر بن خطاب، (حدیث: ۳۹۵۵) ص، ۵۱۲

۳۔ اسد الغابۃ، ۵/۵۱۷: الاصابۃ ۸/۳۵۹

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے اپنی ایک بیوی سے نکاح کیا اور ان کے پاس تشریف لے گئے تو میری والدہ نے حیس (ایک قسم کا کھانا جو کھجور۔ پنیر گھی یا آٹا ملا کر تیار کیا جاتا تھا) بنایا اور اسے تانبے کے برتن میں ڈال کر دیا اور کہا کہ اسے حضورﷺ کے پاس لے جاؤ کہنا کہ میری اماں نے بھیجا ہے۔ وہ آپ کو سلام کہتی اور عرض کرتی ہیں کہ ہماری طرف سے یہ تھوڑا سا آپؐ کے لیے ہدیہ ہے۔ یا رسول اللہ! (۱)

اسی طرح انصار کی ایک خاتون (صحابیہؓ) نے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں آپؐ کے لیے کوئی چیز بنوا دوں جس پر آپؐ بیٹھا کریں کیونکہ میرا ایک بڑھئی غلام ہے۔ آپؐ نے فرمایا جیسا تم چاہو۔ (۲)

حبِّ رسولﷺ میں سرشار بعض صحابیاتؓ خود چیزیں بنا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا کرتی تھیں۔ ایک عورت ایک چادر لے کر خدمتِ رسولﷺ میں آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ! میں نے اس چادر کو اپنے ہاتھ سے بنا ہے۔ تا کہ میں اسے آپ کو پہناؤں پس رسول اللہ ﷺ نے وہ چادر اس سے لے لی۔ (۳)

ذاتِ نبویہﷺ سے برکت کا حصول:

صحابیاتؓ آپؐ سے وابستہ ہر چیز کو بابرکت سمجھتی تھیں ایک بار نبی کریمﷺ ام سلیم کے گھر میں دوپہر کو چمڑے کے ایک گدے پر سوئے۔ آپ کو سوتے میں پسینہ آیا پھر آپؐ اس حال میں بیدار ہوئے کہ ام سلیم آپ کا پسینہ پونچھ پونچھ کر جمع کر رہی تھیں۔ پوچھا: اسے کیا کرو گی؟ بولیں میں اس میں سے برکت حاصل کروں گی جو آپؐ سے نکلی ہے۔ (۴)

ایک بار آپؐ پھر ان کے گھر تشریف لے گئے۔ گھر میں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا جس میں پانی تھا۔ آپؐ نے اسے لے کر اس کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی پیا "ام سلیمؓ" نے مشکیزے کا منہ کاٹ لیا اور اسے اپنے پاس محفوظ کر لیا (کیونکہ رسول اللہﷺ کے مبارک ہونٹوں نے چھوا تھا) (۵)

صحابیاتؓ کا اتباع و اطاعت رسولﷺ

حبِّ رسولﷺ کا ایک اہم تقاضا اطاعت و اتباع ہے۔ قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر اطاعت اللہ کے ساتھ اطاعتِ رسولﷺ کو بھی لازم و ملزوم قرار دیا ہے کہیں پر مومنین کو (﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾) (۶) کا درس

۱۔ الجامع الصحیح للمسلم، کتاب، النکاح، باب زواج زینبؓ بنت جحش و نزول الحجاب، واثبات ولیمة العرس (حدیث:۳۵۰) ص ۶۱۷؛ الجامع للترمذی، ابواب التفسیر، تفسیر سورة احزاب (حدیث:۳۲۱۸)، ص، ۷۳۰

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب البیوع، باب النجّاری، (حدیث:۲۰۹۵)ص.۳۳۶

۳۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب البیوع، (حدیث:۲۰۹۳) ص، ۳۳۶

۴۔ الطبقات الکبریٰ، ۴۲۸/۸، الطبرانی، المعجم الکبیر، ۱۱۹/۲۵

۵۔ الطبقات الکبریٰ، ۴۲۸/۸

۶۔ محمد، ۳۳:۴۷

... اپنے اعمال صالح کرو گے۔ کہیں ﴿وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا﴾ (۱) اور کہیں ﴿مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (۲) کہہ کر خالقِ کائنات نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ صحابیات حضور اکرم ﷺ کی اطاعت واتباع کی ہر ممکن کوشش کیا کرتی تھیں۔ ان کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی تھی کہ کوئی سنت رہ نہ جائے اور کوئی کام حضور ﷺ کے فرمان اور عمل کے خلاف نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حضور ﷺ کے فرمودات غور سے سنتیں اور ان پر عمل فرماتی تھیں۔

ایک بار حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص دن رات میں بارہ رکعات پڑھ لے تو اللہ جل شانہ اس کو جنت میں محل عطا فرمائیں گے۔ اس ارشاد کے سننے کے بعد بعض صحابیاتؓ نے زندگی میں کبھی بارہ نوافل نہیں چھوڑے۔

حجۃ الوداع کے سال حضور ﷺ نے ازواج مطہرات کے ساتھ حج کیا۔ پھر فرمایا۔

"یہ حج ہے پھر بوریا پڑا رہنا ہے"

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:

"کہ (نبی ﷺ کی وفات کے بعد) تمام ازواج مطہرات حج کیا کرتی تھیں مگر حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنھا حج نہیں کیا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ "رسول اللہ" کے بعد کوئی جانور ہمیں حرکت نہ دے" (۳)

رسول اللہ ﷺ کی پسند و ناپسند کا خیال رکھنا:

صحابیاتؓ رسول اللہ ﷺ کی پسند و ناپسند کا بہت خیال رکھا کرتی تھیں۔ بنی اسد کی ایک خاتون بیان کرتی ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ محترمہ سیدہ زینبؓ کے پاس تھی اور ہم ان کے کپڑے گیرو سے رنگ رہی تھیں۔ تو اس دوران (جبکہ ہم کپڑے رنگ رہی تھیں) اچانک رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے مگر جب گیرو (سے رنگے کپڑے) دیکھا تو واپس تشریف لے گئے۔ یہ دیکھ کر سیدہ زینبؓ جان گئیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کام کو ناپسند فرمایا ہے۔ جو انہوں نے کیا ہے (یعنی گیرو سے کپڑے رنگے ہیں) تو انہوں نے وہ کپڑے پکڑے اور ان کو دھو ڈالا علاوہ ازیں ہر قسم کی سرخی چھپا دی پھر رسول اللہ ﷺ لوٹ کر تشریف لائے اور جھانک کر دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی لہٰذا اندر تشریف لے آئے۔" (۴)

حضرت عائشہؓ محض اس لیے مہندی نہیں لگایا کرتی تھیں کہ حضور ﷺ کو مہندی کی بو ناپسند تھی۔ چنانچہ ایک عورت نے جب حضرت عائشہؓ سے مہندی لگانے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا "لابأس بہ" (اسمیں کوئی حرج نہیں) مگر میں خود اس کو ناپسند کرتی ہوں جسکی وجہ یہ ہے کہ میرے محبوب (رسول اللہ ﷺ) اسکی بو ناپسند فرماتے تھے۔ (۵)

۱۔ النور، ۲۴:۵۴ ۲۔ النساء، ۴:۸۰

۳۔ الطبقات الکبری، ۸/۲۷۰، محمد سعید مبیض، موسوعۃ حیاۃ الصحابیات، ص ۲۰۹

۴۔ السنن لابوداود، کتاب اللباس، باب فی الحمرۃ (حدیث: ۴۰۷۱) ص ۵۷۰: الآحاد والمثانی، ص ۶۷۷

۵۔ السنن لابوداؤد، کتاب الترجل، باب فی خضاب النساء (حدیث:۴۱۶۴) ص ۵۸۵

... حضرت فاطمہ کو ایک بار حضرت علیؓ نے سونے کا ایک ہار دیا جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا!

"اے فاطمہؓ کیا تم لوگوں سے یہ کہلوانا چاہتی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی آگ کا ہار پہنتی ہے۔
حضرت فاطمہؓ نے اس کو فروخت کر کے اسکی قیمت سے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے فاطمہؓ کو آگ سے نجات دی۔" (۱)

صحابیاتؓ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک یا طرزِ عمل سے آپ کی ناپسندیدگی کا اندازہ لگایا کرتی تھیں اور پھر اسکا مداوا کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ اس طرزِ عمل سے باز رہتی تھیں۔ آپؐ ایک مرتبہ ایک غزوہ سے واپس آئے تو حسبِ عادت حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے انہوں نے دروازے پر بطور خیر مقدم عمدہ قسم کا پردہ لٹکا رکھا تھا اور دونوں بچوں کو چاندی کے کنگن پہنا رکھے تھے آپؐ اندر داخل ہوئے پھر واپس لوٹ گئے۔ حضرت فاطمہؓ فوراً سمجھ گئیں کہ آپ کس وجہ سے اندر تشریف نہیں لائے لہٰذا اسی وقت پردہ ہٹا دیا اور کنگن اتار لیے۔" (۲)

رسول اللہ ﷺ سے صحابیاتؓ کی والہانہ عقیدت:

نبی ﷺ مہربان کی ذاتِ پاک سے صحابیاتؓ کی والہانہ عقیدت و محبت ان کی رگ رگ میں سرایت کئے ہوئے تھی۔ مرض الموت میں رسول اللہ ﷺ کی تکلیف کی شدت محسوس کرتے ہوئے حضرت فاطمہؓ نے بے ساختہ کہا۔
"واکرب ابتاه" (ہائے اباجان کی تکلیف) اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آج کے بعد تیرے باپ پر کسی قسم کی تکلیف نہ رہے گی (۳) اور جب رسول اللہ نے وفات پائی۔ تو رونے لگیں اور فرمایا:

"یاابتاه! الی جبرائیل ننعاه! یا ابتاه! اجاب دعاه! یا ابتاه! جنة الفردوس ماواه" (۴)

آپؐ کی تجہیز و تکفین کے بعد جب صحابہ کرامؓ فارغ ہو کر حضرت فاطمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؓ کو تسلی دینے لگے۔ آپؓ نے بے قرار ہو کر حضرت انسؓ سے پوچھا اے انس! رسول اکرم ﷺ کے جسدِ اطہر کو مٹی میں دبا کر تمہارے دل کو کیسے قرار آ گیا۔" (۵)

حضور اکرم ﷺ کے ساتھ دیگر صحابیاتؓ کی والہانہ عقیدت اور شدتِ محبت کا یہ عالم تھا کہ وصالِ نبوی ﷺ کے بعد جب آپ کا پیارا نام ان کی زبان پر آتا یا آپ کا تذکرہ ہوتا تو وہ اپنے جذبات پر قابو نہ پاسکتیں اور آپ کی یاد میں زار و قطار رونے لگتیں۔ ام ایمنؓ نے رسول اللہ ﷺ کو گود میں کھلایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اکثر ان کے گھر تشریف لے جاتے

---

۱. المستدرک، ۱۶۵/۳، سیر اعلام النبلاء، ۱۳۳/۲
۲. سیر اعلام النبلاء، ۱۲۳/۲
۳. السنن لابن ماجه، (حدیث:۱۶۲۹) ص، ۲۳۳
۴. السنن لابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ذکرو فاته (حدیث:۱۶۳۰) ص ۲۳۳: ابن الجوزی، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ۲۸۳/۲
۵. المنتظم، ۲۸۳/۲، اسد الغابة، ۵۲۲/۵، صفة الصفوة، ۸۵/۱

آپ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی یہ روش قائم رکھی۔ چنانچہ ایک دن وہ اور حضرت عمرؓ وہاں پہنچے تو ام ایمنؓ ان کو دیکھتے ہی رونے لگیں۔ ان دونوں نے پوچھا؟ روتی کیوں ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ کے لیے بہتر یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ سے قرب ہو جائے۔ حضرت ام ایمنؓ نے کہا: یہ تو میں بھی جانتی ہوں۔ لیکن صدمہ اس بات کا ہے کہ اب وحی کا آنا بند ہو گیا ہے یہ سن کر حضرت ابوبکر وحضرت عمرؓ دونوں پر یہ اثر ہوا کہ بے ساختہ ان کے ساتھ رونے لگے۔ (۱)

بعض صحابیاتؓ ایسی بھی تھیں جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کا صدمہ برداشت نہ کر سکیں۔ ایک عورت حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: مہربانی فرما کر حضور اقدسؐ کے مزار مبارک سے پردہ ہٹا کر مجھے زیارت کروا دیجئے۔ حضرت عائشہؓ نے پردہ ہٹایا تو اس عورت پر گریہ طاری ہو گیا اور اتنا روئیں کہ روح پرواز کر گئی۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ کی محبت صحابیاتؓ کی رگ رگ میں سرایت کئے ہوئے تھی اور آپؐ کے رحلت فرمانے کے بعد بھی ان کے دل آپ کی یاد میں بے قرار رہتے تھے۔ زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت عمرؓ مدینہ کی گلیوں میں نکلے۔ ایک گھر میں چراغ جلتے دیکھا، وہاں ایک عورت اون دھن رہی تھی اور یہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

علی محمد صلاۃ الا برارِ — صلی علیہ الطیبون الاخیار

قد کنت قوا مابکاء بالاسحار — یالیت شعری والمنایا اطوار

هل تجمعنی وحبیبی الدار ...... (۳)

نیک اور پاک لوگوں کا درود وسلام حضور ﷺ پر ہو۔ پاک لوگ اور نیک لوگ اللہ تعالیٰ کے محبوب پر درود سلام بھیجتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ آپؐ ساری رات عبادتِ الٰہی میں کھڑے ہونے والے اور سحری کے وقت گریہ وزاری کرنے والے تھے۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ موتیں کس طرح مختلف ہوتی ہیں۔ کیا کوئی ایسا وقت آئے گا جب میں اور میرا محبوب (رسول اللہ ﷺ) ایک مکان میں جمع ہوں گے۔"

حضرت عمرؓ اس عورت کے اشعار سن کر رونے لگے۔

۱۔ السنن لابن ماجہ، ابواب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ (حدیث: ۱۳۳۵)

۲۔ کتاب الشفاء: ۱۲/۲

۳۔ کتاب الشفاء، ۱۵/۲: سبل ۴۳/۱۱، المواهب اللدنیہ، ۳۰۷/۲

فصل دوم:

☆ روایتِ صحابیاتؓ کی اہمیت

☆ مہبط وحی کی عینی شاہدات

☆ سیرتِ نبویہ کی عینی شاہدات

☆ دین کی راویات اول

☆ روایتِ صحابیاتؓ کے ماخذ (کتب احادیث، کتب اسماء الرجال، کتب سیر و مغازی، کتب شمائل، کتب دلائل، کتب تفاسیر، کتب تاریخ)

روایت صحابیاتؓ کی اہمیت

سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کو بزمِ کائنات سجائے چودہ صدیاں بیت چکی ہیں۔ اس دوران اس جہانِ رنگ و بو میں بے شمار تغیر و تبدل رونما ہو چکے ہیں اور ان تغیرات نے انفرادی و اجتماعی زندگی کے تقاضوں کو بدل دیا ہے مگر علوم و فنون اور نظریات و انکشافات میں ترقی کے باوجود آپ کی سیرت طیبہ اسی طرح قابلِ تقلید اور واجب الاطاعت ہے۔

تاریخ کا جائزہ لینے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ سیرتِ طیبہ سے مسلمانوں کو شروع دن سے ہی خصوصی شغف تھا۔ عہدِ نبوی ﷺ میں رسول اکرم ﷺ کی مبارک زندگی کے ہر پہلو اور گوشے سے عقیدت و محبت کے ساتھ جستجو اور روایت کے ثبوت ملتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ نا صرف آپؐ کے ہر عمل اور ہر ادا کر حرز جاں سمجھتے ہوئے اپنانے کی کوشش کرتے بلکہ آپؐ کے اخلاق حمیدہ کو تمام تر جزئیات کے ساتھ محفوظ کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ مجلس، مسجد، سفر، حضر، تبلیغ کے دوران کا کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جسے صحابہ کرام وصحابیاتؓ احاطہ تحریر میں نہ لائے ہوں۔ خصوصاً عائلی زندگی کے معمولات، محاسن اخلاق و اعمال ازواج مطہرات نے ملتِ اسلامیہ تک پہنچانے کا اہتمام کیا۔ ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ نے اپنے معلم و مدرس حضور ﷺ کی حیاتِ اقدس کے بارے میں ایک ایک حقیقت آنے والی نسلوں تک پہنچائی ہے۔ اسکی تصدیق ابنِ حجر عسقلانی کے اس قول سے ہو جاتی ہے۔

> "توفی النبی صلی الله علیه وسلم و من راه وسمع منه زیادة علی مائة الف انسان من رجل وامراة کلهم قدروی منه سماعا وروية" (۱)

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان لوگوں کی تعداد جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ کو سنا تھا ایک لاکھ سے زیادہ تھی ان میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔ سب آپؐ سے سن کر اور دیکھ کر روایت کرتے تھے۔

حاکم نیشاپوری لکھتے ہیں:

> قدروی عنه صلی الله علیه وسلم من الصحابة اربعة الاف رجل وامراة
>
> رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کی جماعت میں سے روایت کرنے والوں کی تعداد چار ہزار ہے۔ جن میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی۔ (۲)

ان بیانات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جہاں صحابہ کرامؓ نے آپؐ کے شمائل، خصائل اور فضائل کو بیان کیا وہاں صحبتِ رسول کے شرف سے فیض یاب ہونے والی صحابیاتؓ بھی پیچھے نہ رہیں۔

مہبط وحی کی عینی شاہدات:

روایات صحابیاتؓ کی اہمیت اس حوالے سے اور بڑھ جاتی ہے کہ سیرتِ طیبہ کے حوالے سے بعض اہم ترین مواقع تو

۱۔ الاصابة، ۱/۴

۲۔ المستدرك علی الصحیحین، ۱/۲۱

ایسے ہیں کہ صحابیات ہی کے بیان سے ان پر روشنی پڑتی ہے۔ جیسے غار حرا میں آنحضورﷺ کو پہلی مرتبہ جب تحفہ نبوت سے سرفراز کیا گیا اور آپؐ (نبوت کے بوجھ سے) لرزتے کانپتے گھر تشریف لائے تو سب سے پہلے آپؐ نے اپنی مونس و غمخوار بیوی حضرت خدیجہؓ کو ہی محرم بنایا۔ یہ اسلام میں پہلی مومنہ بھی ہیں اور صحابیہؓ بھی۔ وحی کے آغاز کے متعلق حضرت عائشہؓ کی روایت تقریباً تمام کتب سیرت و احادیث میں موجود ہے اور اس موقع پر حضرت خدیجہؓ کے وہ الفاظ جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف حمیدہ کے حوالے سے بیان فرمائے ان سے سیرت مطہرہ اور نکھر کر ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔ فرماتی ہیں:

﴿ابشر، فواللہ! مایخزیک اللہ ابدا، انک لتصل الرحم، وتصدق الحدیث وتحمل الکل، وتقری الضیف، وتعین علی نوائب الحق﴾ (۱)

آپ کو مبارک ہو۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بے آبرو نہیں کرے گا آپؐ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ ہمیشہ حق گوئی سے کام لیتے ہیں۔ کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی وجہ سے کسی پر کوئی مصیبت آ جائے تو آپؐ اس کی دستگیری فرماتے ہیں۔

آپؐ کی بعثت کے اولین زمانے کے متعلق برہ بنت ابی تجراۃ بیان فرماتی ہیں:

''آپؐ جب وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاشِ خلوت میں جاتے تھے تو جس پتھر اور درخت کے پاس سے گزرتے وہ آپ کو سلام پیش کرتا آپؐ دائیں اور بائیں اور پیچھے مڑ کر دیکھتے تو کچھ نظر نہ آتا۔'' (۲)

دیگر ازواج مطہرات نے بھی آپ کی معاشرت، زہد و عبادت اور معمولات کا نہایت قریب سے مشاہدہ کیا اور کمال دیانت اور انتہائی ذمہ داری سے آپ کی بے مثال اور پاکیزہ عائلی و خانگی زندگی کے پوشیدہ گوشوں سے تمام عالم کو روشناس کرا کے امتِ مسلمہ پر احسان فرمایا۔ تقویٰ و طہارت میں لاثانی بنات النبیﷺ نے رسول اللہﷺ کو مشفق باپ، عمات النبیﷺ نے بھتیجے اور دیگر صحابیاتؓ نے آپؐ کی ذاتِ کامل کو جس جس روپ میں دیکھا، بیان کیا ان روایات نے سیرتِ طیبہ کے بے شمار گوشوں کو تب و تاب بخشی ہے۔

مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں:

''راویوں میں صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورتوں کی بھی ایک بڑی جماعت شریک تھی اگر آنحضورﷺ کی زندگی کے مورخین صرف مرد ہوتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ ہم تک حضورﷺ کی سیرت طیبہ کے محض وہی واقعات پہنچتے جنکا تعلق گھر کے باہر کی زندگی سے ہے خلوت یا گھریلو زندگی کے حالات پر پردہ پڑا رہتا اور ایسے بہت سے مسائل جنکا تعلق صرف عورتوں سے ہے ان سے متعلق کوئی واضح ہدایت نامہ ہمارے پاس نہ ہوتا لیکن کون نہیں جانتا کہ محمدﷺ کی زندگی کا ہر پہلو خواہ جلوت کا ہو یا خلوت کا کسی راز میں نہیں رکھا گیا۔ (۳)

۱۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الوحی (حدیث:۳) ص، ۱

۲۔ الطبقات الکبریٰ، ۸/۲۴۲ ۳۔ محمد طفیل (مدیر) نقوش، رسول نمبر ۶/ ۴۲

ان سے یا سورۃ کہا کہا ہے:

یہاں پورے دن کی روشنی ہے جو ہر چیز پر پڑ رہی ہے اور ہر ایک تک پہنچ سکتی ہے۔ (۱)

سیرت نبویہ کی عینی شاہدات:

صحابیاتؓ نبی اکرم کی سیرت طیبہ کی عینی شاہد تھیں چنانچہ ان ہی کے بیان سے آپؐ کی ولادت، طفولیت، عہد شباب، ازدواجی زندگی، اسفارِ ہجرت، غزوات وسرایا، معاہدات اور مدنی دور کے بعض اہم واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔ ازواجِ مطہرات کی چونکہ آپؐ کے ساتھ شب وروز کی مصاحبت تھی اور وہ آپؐ کے روزمرہ کے معاملات سے زیادہ باخبر تھیں۔ آپؐ کے معمولاتِ عبادت، وضو کا طریقہ، مختلف (فرضی ونفلی) عبادات کی ادائیگی، رمضان المبارک کے معمولات، مناسکِ حج کی ادائیگی، دعا کا طریقہ کار، خشوع وخضوع آپؐ کا اکل وشرب، نشست وبرخاست، لباس، مکارمِ اخلاق، اپنوں بیگانوں سے رویے کے بارے میں انہیں کے بیانات سے روشنی پڑتی ہے۔ دراصل انہوں نے نبی اقدس ﷺ کی ذات پاک کا نہایت قریب سے مشاہدہ کیا تھا۔ شرعی نصوص کی عملی تطبیق، زمانہ امورِ حالت جنگ، فرحت وانبساط اور غم کی کیفیتوں میں تحمل، خانگی امور، ریاستی نظم ونسق، حالت نیند، عالم بیداری غرض یہ کہ صحابیاتؓ نے آپؐ کی حیاتِ پاک کے ہر پہلو کا قریب سے مشاہدہ کیا اور پھر ان معمولات کا اپنی زندگیوں میں التزام کیا۔

دین کی راویاتِ اوّل:

صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ نبی اکرم اور اپنے بعد والوں کے درمیان لازمی واسطہ ہیں ان کی شہادت اور روایتِ سیرت بعد والوں کے لیے ایمان کا ذریعہ بنی ہے۔ صحابیاتؓ کی مرویات میں سے اگر پہلی کڑی کو بیچ سے نکال دیا جائے تو ہمارے ایمان کی بنیاد ہی باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ قیامت تک کے لیے اسوۂ حسنہ ہیں۔ اگر صحابیاتؓ آپؐ سے سن کر، آپؐ کے عمل کو دیکھ کر ویسے ہی آگے نہ پہنچاتیں تو بہت سے عمل امت کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے کیونکہ آنحضور ﷺ کے بعض عمل تو ثابت ہی صحابیاتؓ کی روایات سے ہوتے ہیں۔ مثلاً

☆ آغاز وحی اور ابتدائے نبوت کے مفصل حالات، ہجرت کے تفصیلی واقعات، قرآن پاک کا نزول، آپؐ کے مرض الموت کی کیفیت، حضرت عائشہؓ سے معلوم ہوتے ہیں۔ بدر کے بعض واقعات، غزوۂ احد کی کیفیت، غزوۂ خندق کے بعض واقعات، غزوۂ بنی قریظہ کی بعض جزئیات، غزوۂ ذات الرقاع میں نماز خوف کی کیفیت، فتح مکہ میں عورتوں کی بیعت، حجۃ الوداع کے واقعات کے ضروری اجزاء بھی حضرت عائشہؓ نے ہی بتائے ہیں۔ (۲)

☆ نمازِ چاشت کے متعلق روایت صرف ام ہانی بنت ابی طالبؓ سے ہی مروی ہے۔ (۳)

☆ نمازِ برکت کا ثبوت ہمیں انس بن مالکؓ کی نانی حضرت ملیکہؓ کے بیان سے ملتا ہے۔ (۴)

۱۔ نقوش، رسول نمبر ۶/ ۷۲ ۔۔۔ ۲۔ المسند لامام، احمد بن حنبل، ۷/ ۴۷۸

۳۔ الاصابة، ۸/ ۳۲۰

۴۔ المسند احمد بن حنبل، ۷/ ۵۸۷؛ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الشمائل النبویه، ص ۲۷۳

☆ بیٹھ کر پانی پینے کی فضیلت کی احادیث سے ثابت ہے مگر بعض اوقات آپؐ نے کھڑے ہو کر بھی پانی نوش فرمایا۔ حضرت ام سلیمؓ اور کبشہؓ کی روایت کہ آپؐ نے ان کے گھر ایک آویزاں مشکیزے سے پانی کھڑے کھڑے نوش فرمایا۔ (۱)

☆ متعدد صحابیاتؓ کے ہاں آپؐ نے گوشت، خزیرہ، کھجور اور سبزیاں وغیرہ کھائیں اور ان کے آدابِ طعام بھی بتائے۔ جیسے ام المنذر کی روایت کہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو بیماری کی بنا پر کھجوریں نہیں تناول کرنے دیں البتہ کھانے میں شریک ٹھہرایا کہ وہ مفیدِ صحت تھا۔ (۲)

آدابِ معاشرت کے تعلق سے زیاراتِ خواتین نے بہت سی احادیث نبویہ کو تحریک دی اور وجود بخشا ہے۔

روایتِ صحابیاتؓ کے ماخذ

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کے بارے میں مستند معلومات کا سرچشمہ قرآن مجید ہے۔ آپؐ کی زندگی کے تمام تحقیق طلب امور اس کے ذریعے معلوم کیے جا سکتے ہیں۔ تمام سیرت نگار متفق ہیں:

"اگر دنیا سے تمام مصادرِ سیرت محو ہو جائیں اور صرف قرآن مجید کا ایسا ہی متن برقرار رہے تو آپؐ کی سیرتِ مطہرہ کا ہر پہلو اور ہر باب محفوظ چلے گا" (۳)

تمام مسلم اور غیر مسلم اس بات کی توثیق کرتے ہیں کہ محمد ﷺ کی سیرت اور ان کا کردار معلوم کرنے کے لیے قرآن ایک ایسا شفاف آئینہ ہے جس میں ہمیں سب کچھ صاف صاف نظر آ جاتا ہے۔ قرآن مجید میں آپؐ کی زندگی کے اہم پہلو، آپؐ کے اخلاق و کردار کی تمام خصوصیات اور آپؐ کے عہد کے بعض وقائع پر بحث موجود ہے۔ مگر قرآن کریم کیونکہ صرف تاریخ و سیرت ہی کی کتاب نہیں ہے اسی لیے آپؐ کی پیدائش سے وفات تک لحہ لحہ کی مکمل معلومات تسلسل کے ساتھ ہمیں فراہم نہیں ہوتیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ہمیں دیگر ذرائع سے بھی کام لینا پڑتا ہے اور اگر خصوصاً صحابیاتؓ کی روایات کو ہی زیر بحث لانا ہو تو اس کے لیے کتب احادیث، کتب شمائل، کتب دلائل، کتب اسماء الرجال، کتب سیر و مغازی، کتب تواریخ اور کتب تفاسیر کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

کتب احادیث:

روایات صحابیاتؓ کا سب سے بڑا ماخذ احادیث نبویہ ہیں جو دین میں بے حد اہمیت کی حامل ہے۔ قرآن مجید میں آپؐ کی ذاتِ پاک کو امت کے لیے (﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾) (۴) کہہ کر بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔

---

۱. الشمائل النبويه، ص ۲۳۹، ۲۴۰

۲. السنن لابوداؤد، كتاب الطب، باب فى الحمية (حديث:۳۸۵۶) ص، ۵۴۹

۳. تدوین سیر و مغازی، ص ط.

۴. الاحزاب، ۳۳:۲۱

گویا امت محمدیہ کو اکثر دین ازواج مطہرات اور صحابیات کی وساطت سے ملا ہے۔

قرآن کے مطابق آپ مبلغ قرآن بھی ہیں اور معلم کتاب وحکمت بھی۔ تحلیل وتحریم کا منصب بھی آپؐ کے پاس ہے اور امت کے تمام معاملات اور فیصلوں پر قاضی بھی آپؐ ہی ہیں۔ اسی لیے مسلمانوں کی ہدایت کو آپؐ کی اطاعت اور اتباع سے وابستہ کر دیا گیا ہے حکم ربی ہے:

(﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾) (۱)

جو کچھ رسول اللہ ﷺ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع فرمادیں اس سے باز آ جاؤ

رسول اللہ ﷺ کی اپنی بھی خواہش تھی کہ آپؐ کے ارشادات صحیح طریقے سے امت مسلمہ تک پہنچ جائیں۔ اسکی توثیق آپؐ کے اس قول سے ہو جاتی ہے۔

﴿.............. لیبلغ الشاهد الغائب﴾ (۲)

(چاہیے کہ جو موجود ہے وہ غیر موجود لوگوں تک پہنچا دے)

ایک اور حدیث سے اسکی مزید وضاحت ہو جاتی ہے فرمایا:

﴿نضر الله امرأ سمع مقالتی فوعوها فرب حامل فقه لافقه له ورب حامل فقه الی من هوا فقه منه﴾ (۳)

اللہ تعالیٰ اس شخص کو رونق وتابندگی عطا کرے جس نے میری بات سنی اور یاد رکھی یہاں تک کہ وہ بات اس شخص تک پہنچا دی جس نے اسے نہیں سنا۔

یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ جب گفتگو فرماتے تو آہستہ آہستہ اور خوب وضاحت کے ساتھ الفاظ کی ادائیگی فرماتے تاکہ سننے والا آپ کی بات اچھی طرح سمجھ لے اور اسکو یاد رکھ سکے۔ ضروری امور کو آپ تین تین بار دہراتے۔ تاکہ سامعین بخوبی ذہن نشین کر لیں۔

روایتِ حدیث کی ترغیب کے لیے آپؐ نے فرمایا:

﴿تسمعون ویسمع منکم ویسمع ممن سمع منکم﴾ (۴)

تم مجھ سے سنتے ہو دوسرے لوگ تم سے سنیں گے اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے۔

روایتِ حدیث کی ترغیب کے ساتھ ساتھ آپؐ نے ہر شخص کو حدیث روایت کرنے کی اجازت نہیں دی بلکہ تنبیہ فرمادی:

﴿من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعده من النار﴾ (۵)

---

۱. الحشر، ۵۹:۷

۲. الجامع الصحیح للبخاری، کتاب العلم باب قول النبی ﷺ (رب مبلغ اوعی من سامع) (حدیث: ۶۷) ص ۲۰

۳. مجمع الزوائد، کتاب العلم (حدیث:۵۸۳) ص، ۳۵۳

۴. السنن لابوداؤد، کتاب العلم، باب فضل نشر العلم (حدیث:۳۶۵۹)

۵. الجامع الصحیح للبخاری، کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی ﷺ (حدیث:۱۰۷) ص، ۲۹

جو کوئی جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اسی فرمان کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام وصحابیاتؓ احادیث کی روایت میں بے حد احتیاط سے کام لیتے تھے اور صحابہ کرامؓ نے آپؐ کے اقوال، اعمال اور احوال دورِ نبوی میں ہی جمع کرنا شروع کر دیئے تھے بعد میں آنے والے محدثین نے کتب احادیث کو بے حد محنت اور احتیاط کے ساتھ مرتب کر کے سیرت رسول ﷺ کے لیے ایسا بے مثال ریکارڈ قائم کیا جسکی نظیر دنیا میں ملنا مشکل ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے لے کر صحیح احادیث کے تمام مجموعوں میں جو مستند احادیث ہیں ان میں سیرتِ رسول ﷺ کے بارے میں اہم ترین واقعات موجود ہیں بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ سیرت کے اصل وقائع اور اساسی مسائل و معلومات ہمیں معلوم ہی کتب احادیث اور احادیث صحیحہ سے ہوتے ہیں۔

''روایت صحابیاتؓ'' کی روشنی میں ''سیرتِ رسول اکرم ﷺ'' معلوم کرنے کے لیے ویسے تو حدیث کی ساری کتب اپنے اپنے درجہ استناد کے مطابق مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں لیکن جو کتابیں روایتِ صحابیات کے دقیع مواد پر مشتمل ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ الجامع الصحیح:

یہ امام ''**ابو عبداللہ محمد اسماعیل بخاری**'' (م ۲۵۶ھ) کی وہ عظیم الشان تصنیف ہے جسے اہل اسلام کلام اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب کا درجہ دیتے ہیں اس کے بارے میں یہ مقولہ زبان زدِ عام ہو گیا:

اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری الجامع الصحیح للبخاری

چھ لاکھ احادیث کے عظیم مجموعہ کو کانٹ چھانٹ کر کڑی شرائط کے ساتھ یہ مجموعہ 16 سال میں مکمل کیا گیا۔ اس میں صحابیاتؓ کی مرویات کی تعداد ''**۱۳۵۲**'' ہے۔

۲۔ الجامع الصحیح:

اس کے مولف ''**امام مسلم بن حجاج قشیری**'' (م ۲۶۱ھ) ہیں صحیح بخاری کے بعد صحیح مسلم کو دوسرا درجہ حاصل ہے۔ اسکی تصنیف و تالیف میں امام مسلم نے حد درجہ کاوش اور عرق ریزی سے کام لیا اور تین لاکھ احادیث میں سے بارہ ہزار کا انتخاب کیا اور ۱۵ سال میں اسکو مکمل کیا گیا۔ اس میں صحابیاتؓ کی مرویات کی تعداد ''**۹۱۳**'' ہے۔

۳۔ السنن:

یہ کتاب ''**ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی**'' (م ۲۷۵ھ) کی تالیف ہے۔ اس کتاب میں فقہی احادیث کا

بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔صحابیات کی مرویات "۵۸۰" ہیں۔

۴۔ الجامع:

"الجامع" کے مولف کا اسم گرامی "ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی" ہے۔ یہ کتاب حدیث حسن کے لیے اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔اس میں صحابیات کی "۳۷۲" روایات موجود ہیں۔

۵۔ السنن:

یہ کتاب "ابوعبداللہ محمد بن قزوینی" (م۲۷۳ھ) جو ابن ماجہ کے نام سے مشہور ہیں۔انکی تصنیف ہے۔اس کتاب کی ترتیب فقہی ابواب کے مطابق نہایت حسن وخوبی کے ساتھ دی گئی ہے۔اس میں صحابیات کی "۵۵۴" روایات ہیں۔

۶۔ السنن:

یہ "ابوعبدالرحمٰن نسائی" (م۳۰۳ھ) کی تالیف ہے یہ کتاب صحیحین کے بعد بلحاظ صحت آتی ہے۔ اس میں صحابیات کی مرویات کی تعداد "۸۹۴" ہے۔

۷۔ موطا (امام مالک):

اس کتاب کے مصنف "امام مالک بن انسؒ" ہیں۔بعض علماء اسے صحاح ستہ میں شمار کرتے ہیں اس کتاب کی ترتیب ابواب فقہ کے لحاظ سے لکھی گئی ہیں۔اس میں صحابیاتؓ کی "۲۳۳" مرویات موجود ہیں۔

۸۔ المسند (امام احمد بن حنبل):

یہ مستند احادیث کا سب سے بڑا مجموعہ ہے اور تقریباً ۳۰ ہزار احادیث پر مشتمل ہے اسکی ساتویں جلد میں مرویاتِ صحابیاتؓ موجود ہیں۔

۹۔ مصنف عبدالرزاق:

یہ بہت مفصل اور جامع کتاب ہے۔اس میں بھی صحابیاتؓ کی مرویات موجود ہیں۔

۱۰۔ کتاب المصنف (ابن ابی شیبہ)

یہ بھی جامع اور مبسوط کتاب ہے او روایت صحابیاتؓ کے لئے معلومات کا خزانہ بھی ہے "محمد بن ابی شیبہ" (م۲۳۵ھ) نے تالیف کی۔اس میں "۶۲۷" مرویات صحابیاتؓ موجود ہیں۔

۱۱۔ السنن الدارقطنی:

اس کتاب کے مصنف امام **"علی بن عمر الدارقطنی"** (م ۳۸۵ھ) ہیں انہوں نے جو احادیث مختلف ابواب کے تحت جمع کی ہیں ان میں صحابیاتؓ سے مروی روایات بھی موجود ہیں۔

بعض اہل علم نے صحیحینؒ کی بنیاد پر سیرت کے مجموعے مرتب کیے ہیں۔ جیسے "فتح الباری" سے سیرت سے متعلق مواد نکال کر "السیرة النبویة فی فتح الباری" مرتب کی گئی ہے۔ اسی طرح اکرم ضیاء العمری کی کتاب "السیرة النبویة الصحیحة" اورڈاکٹر سلیمان بن حمد کی کتاب "السیرة النبویة فی الصحیحین و عند ابن اسحق"، اسی منہج پر مرتب کی گئی ہے۔

کتب اسماء الرجال:

روایات صحابیاتؓ کے حوالے سے سیرتِ رسول ﷺ کے لیے کتب اسماء الرجال کا عظیم الشان سرمایہ بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ قدیم محدثین اور مصنفین نے بے حد محنت کے بعد ان کو مرتب کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے حالاتِ زندگی، صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ نے روایت کیۓ۔ ان سے سن کر تابعین احاطۂ تحریر میں لائے۔ ان کے بعد تبع تابعین نے سن کر محفوظ کیا۔ اس لیے ضروری یہ تھا کہ سلسلہ روایت میں آنے والے اشخاص کی تحقیق کی جائے۔ ان کا سلسلہ نسب، مشاغل، چال چلن، حافظہ، سمجھ بوجھ، ثقاہت وعلم کے بارے میں معلومات اکٹھی کی جائیں۔

شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

> "سینکڑوں محدثین نے اپنی عمریں اسی کام میں صرف کر دیں۔ ایک ایک شہر میں گئے، راویوں سے ملے، ان کے متعلق ہر قسم کی معلومات بہم پہنچائیں۔ جو لوگ اس زمانے میں موجود نہ تھے۔ ان کے دیکھنے والوں سے حالات دریافت کیۓ۔ ان تحقیقات کے ذریعے سے اسماء الرجال (بیوگرافی) کا وہ عظیم الشان فن تیار ہو گیا۔ جس کی بدولت آج کم از کم لاکھوں اشخاص کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں اور اگر ڈاکٹر اسپرنگر کے حسنِ ظن کا اعتبار کیا جائے۔ تو یہ تعداد پانچ لاکھ تک پہنچ جاتی ہے۔" (۱)

جن کتب میں یہ حالات جمع کیے گئے ہیں انہیں کتب "اسماء الرجال" کا نام دیا گیا ان کتب میں صحابہ کرام و صحابیاتؓ کے ساتھ ساتھ آنحضور ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ اسماء الرجال، طبقات، تاریخ اور کتب الجرح والتعدیل کی چند مستند کتابیں جو روایت صحابیات کا بھی اہم ترین ماخذ ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ الطبقات الکبریٰ: (محمد بن سعد منیع الزہری (م ۲۳۰ھ)

یہ کتاب ۸ جلدوں پر مشتمل ہے اس کتاب کی پہلی اور دوسری جلد سیرت نبوی ﷺ پر مشتمل ہے۔ آٹھویں جلد میں

۱۔ علامہ شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ (مقدمہ) ۱/ ۳۷، ۳۸

صحابیات کے تذکرے میں سیرت رسول ﷺ کا ذکر موجود ہے۔ جو سیرت کے لیے اہم ترین مواد ہے۔

۲۔ **معرفۃ الصحابہ:** (حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی (م ۴۳۰ھ)

اسکی جلد نمبر ۵ میں صحابیات کی روایات موجود ہیں۔

۳۔ **کتاب الثقات:** (ابی حاتم محمد بن حبان احمد البستی (م ۳۵۴ھ)

اسکی جلد نمبر ۱ میں روایات صحابیات ہیں۔

۴۔ **المستدرک علی الصحیحین:** (حاکم نیشاپوری (م ۴۳۰ھ))

جلد نمبر ۴

۵۔ **الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب:** (ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ (م ۴۶۳ھ)

جلد نمبر ۴

۶۔ **اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ:** (ابن الاثیر، ابوالحسن علی بن محمد الشیبانی (م ۶۳۰ھ)

جلد نمبر ۵

۷۔ **تہذیب الکمال فی اسماء الرجال:** (المزی، ابوالحجاج جمال الدین یوسف (م ۷۴۲ھ)

جلد نمبر ۲۲

۸۔ **میزان الاعتدال فی نقد الرجال:** (الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان (م ۷۴۸ھ)

۹۔ **تذکرۃ الحفاظ:** (الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان (م ۷۴۸ھ)

۱۰۔ **سیر اعلام النبلاء:** (الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان)

جلد نمبر ۲

۱۱۔ **الاصابۃ فی تمییز الصحابہ:** (ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ)

جلد نمبر ۸

۱۲۔ **تہذیب التہذیب:** (ابن حجر عسقلانی)

جلد نمبر ۱۲

۱۳۔ تقریب التہذیب: (ابن حجر عسقلانی)

جلد نمبر۲

یہ تمام کتب سیرتِ رسول سے متعلق روایات صحابیاتؓ کا بیش بہا خزانہ ہیں۔ ان کتب میں صحابیاتؓ کے تذکرے کے ساتھ ساتھ بالواسطہ طور پر رسول اللہ ﷺ کے حالات و واقعات بھی موجود ہیں جو سیرت کا اہم ترین ماخذ ہیں۔

کتب سیر و مغازی

کتب سیر و مغازی روایات صحابیات کا اہم ترین ماخذ ہیں۔ تدوینِ سیرت کا آغاز تو نبی کریم ﷺ کی ولادت سے بہت پہلے "علم الانساب" کی صورت میں شروع ہو چکا تھا۔ آپؐ کے اجداد، خاندان، آپ کی امہات اور دادیوں، نانیوں کے متعلق معلومات جمع کرنے کا عمل آپؐ سے پہلے ہی جاری و ساری تھا اور صحابہ کرامؓ کی وفات تک جاری و ساری رہا۔

طبقۂ صحابہ میں عبداللہ بن عباس سیر و مغازی کے مشہور عالم و معلم تھے۔ ان کا بیان ہے۔

کنت الزم الاکابر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المھاجرین والانصار فاسالھم عن مغازی رسول اللہ صلہ علیہ وسلم وما نزل من القرآن فی ذلک (۱)

میں مہاجرین اور انصار میں سے رسول اللہ ﷺ کے اکابر صحابہؓ کی خدمت میں حاضر باش رہا کرتا تھا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے مغازی کے بارے میں اور ان کے بارے میں قرآن میں جو کچھ نازل ہوا ہے پوچھا کرتا تھا۔

کتب سیَر کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اس کا آغاز کتبِ مغازی سے ہوا۔ مدینہ منورہ میں عروہ بن زبیر، ابان بن عثمان، محمد ابن شہاب زہری نے اپنی صوابدید اور احوال وظروف کے پیش نظر اپنی کتاب "کتاب المغازی" لکھی۔ لیکن یہ کتابیں اپنی ابتدائی شکل میں باقی نہ رہ سکیں، البتہ انکی روایتیں حدیث اور سیر و مغازی کی کتابوں میں آ گئی ہیں۔

محمد بن شہاب زہری کی "کتاب المغازی" کا اکثر و بیشتر حصہ ان کے تلامذہ موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحٰق اور معمر بن راشد نے لے لیا۔

سیر و مغازی میں محمد بن اسحٰق (م ۱۵۱ھ) کی جامعیت اور شہرت کا یہ حال تھا کہ ان کے شیخ ابن شہاب زہری سے ان کے مغازی کے باری میں سوال کیا گیا۔ تو استاد نے یہ شہادت دی۔

ھذا اعلم الناس بھا (۲)

یعنی یہ مغازی کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

۱۔ الطبقات الکبریٰ، ۲/۳۷۱

۲۔ المزی، یوسف بن عبدالرحمن، تہذیب الکمال ۲۴/۴۱۳

عبدالملک بن ہشام (م ۲۱۸ھ) نے محمد بن اسحٰق کے شاگرد زیاد بن عبداللہ بکائی کوفی کی ابنِ اسحٰق سے روایت کردہ کتاب المغازی کو اصل قرار دے کر اس میں اضافہ کیا اور اسکی تنقیح کی۔

ذھبی لکھتے ہیں:

ابو محمد عبدالملک بن ھشام البصری النحوی صاحب المغازی الذی ھذب السیرة ونقلھا عن البکائی صاحب ابن اسحٰق (۱)

ابو محمد عبدالملک بن ہشام البصری، النحوی صاحب المغازی ہیں۔ جنھوں نے کتاب السیرۃ کو بہترین انداز میں مرتب کیا اور اس کو ابنِ اسحٰق کے شاگرد بکائی سے نقل کیا۔

ابن خلکان ابنِ ہشام کے بارے میں رقمطراز ہیں:

ھذا ابن ھشام ھو الذی جمع سیرة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من المغازی والسیر لابن اسحق وھذبھا والخصھا وشرحھا السھیلی، وھی الموجودة بایدی الناس المعروفة بسیرة ابنِ ھشام (۲)

یہی ابن ہشام ہیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی مغازی وسیر ابن اسحٰق کو جمع کر کے اسکو کانٹ چھانٹ کر اسکی تلخیص کی جس کی شرح سہیلی نے کی ہے اور یہی کتاب سیرت ابن ہشام کے نام سے لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔

گویا تدوین وترتیب کا مرحلہ تابعین اور تبع تابعین کے دور میں مکمل ہو چکا تھا اور یہ علم ایک فن کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ آپؐ کے خاندان، جغرافیہ اور قبیلے کے بارے میں دستیاب معلومات کو موضوع وار مرتب کرنا شروع کر دیا گیا تھا تاکہ آپؐ کی سیرتِ پاک مکمل طور پر ہمارے سامنے آ جائے۔ تصنیف وتالیف کے تیسرے دور میں جمع شدہ مجموعوں سے مفصل ومکمل کتب تیار کی گئیں یہ دور اسلامی علوم وفنون کے شباب کا دور ہے۔ اسی دور کا سرمایہ بعد کے علماء ومصنفین کا سرمایہ علم وفن ٹھہرا۔

روایت صحابیاتؓ کے لیے کتب سیرت بھی ایک اہم ماخذ ہیں۔ جن کتب سے ہم صحابیات کی روایات لے سکتے ہیں ان میں۔

۱۔ السیرۃ النبویۃ:

از "**محمد بن اسحٰق**" (م ۱۵۱ھ) یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

۲۔ السیرۃ النبویۃ:

از "**عبدالملک بن ہشام**" (م ۲۱۸ھ) یہ چار جلدوں میں ہے اور روایتِ صحابیاتؓ کا اہم ترین ماخذ بھی ہے۔

۱۔ الذھبی، محمد بن عثمان، کتاب العبر، ۲۹۵/۱

۲۔ ابن خلکان، احمد بن محمد، وفیات الاعیان، ۳۱۵/۱

۳۔ الروض الانف:

از "امام سہیلی" (م ۵۸۱ھ)

۴: صفة الصفوة:

"ابن الجوزی" (م ۵۹۷ھ)

۵۔ عیون الاثر:

"ابن سید الناس" (م ۷۳۴ھ)

۶۔ زاد المعاد:

"ابن قیم الجوزیہ" (م ۷۵۱ھ) ۵ جلدیں

۷۔ السیرۃ النبویہ:

"ابن کثیر" (م ۷۷۴ھ) ۴ جلدیں

۸۔ المواھب اللدینہ بالمنح المحمدیہ:

"القسطلانی" (م ۹۲۳ھ)

۹۔ السیرۃ الحلبیہ:

"علی بن برھان الدین، حلبی" (م ۱۰۴۴ھ)

بعض اہل علم نے حدیث یا اسماء الرجال کی کتب میں سے نبی کریم ﷺ کی سیرت کے واقعات کو نکال کر علیحدہ سے قلمبند کر دیا ہے جیسے ابن سعد کی الطبقات الکبریٰ سے عبدالسلام بن محمد بن عمر علوش نے "سنن النبی ﷺ وایامہ" کو مرتب کیا ہے شروع میں سیرت میں اصول حدیث کے کڑے اصولوں کی روشنی میں کام نہیں ہوا۔ مگر موجودہ دور میں بعض اہل علم نے "فقہ السیرۃ" کے نام سے اصول سیرت کو مرتب کرنے اور وقائع سیرت کا جائزہ لینے کی کامیاب کوشش کی ہیں ایسی کتابیں بھی روایت صحابیاتؓ کے سلسلے میں مدد دے سکتی ہیں۔ جیسے

۱۔ السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ — د۔ اکرم ضیاء العمری

۲۔ الرحیق المختوم — صفی الرحمٰن مبارکپوری

۳۔ السیرۃ النبویۃ — د۔ مہدی رزق اللہ

۴۔ السیرۃ النبویۃ فی الصحیحین وعند ابن اسحاق — الدکتور سلیمان بن حمد العردہ

۵۔ جوامع السیرۃ — ابن حزم

۶۔ مختصر سیرۃ النبی ﷺ — محمد بن عبدالوہاب

کتب شمائل:

رسول اکرم ﷺ کی تعریف وتوصیف ہر دور میں ہوتی رہی ہے۔ ان گنت انسانوں نے دربارِ رسالت میں اپنی عقیدت ومحبت کے گلدستے پیش کئے۔ مقدس زندگی کے ہر پہلو سے نقاب اٹھایا اور اس طرح شمائل کا ہر رخ صفحۂ قرطاس کی زینت بنا۔ شمائل نبوی کے بکھرے موتیوں کو نئے نئے انداز میں جمع کیا جاتا رہا اور اہل علم و دانش مختلف ومنفرد انداز میں یہ موتی پروتے رہے۔

کتب شمائل نبی ﷺ مہربان ﷺ کے بشری احوال کی تفصیلات کا ایک قیمتی ذریعہ ہیں۔ ان کتب میں رسول اللہ ﷺ کے احوال، افعال، وضع قطع، شکل و شباہت، رفتار و گفتار، مذاقِ طبیعت، اندازِ گفتگو، طرزِ زندگی، طریقِ معاشرت، کھانے پینے، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، ہنسنے بولنے، کی ہر ہر ادا محفوظ کی گئی ہے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں:

وهو موضوع اهم به علماء الاسلام منذ القدم، فقد كان أحد اغراض كتب الحديث التى تهتم فى المقام الاول باحوال الرسول العملية فى عبادته وخلقه وهديه و معاملة باعتبار الأسوة الحسنة، باعتبار صفاته واحواله جانبا من جوانب سنة الشريفة وفى هنا نجد كتب الصحاح والسنن والمسانيد تحوى شمائل الرسول منشورة بين ابواب العبادات والمعاملات واخلاق والآداب والزهد والرقاق ثم افرد المحدثون والعلماء موضوع الشمائل بكتب مستقلة (۱)

ابتدائی کتب احادیث مثلاً صحاح ستہ، السنن اور مسانید میں شمائل نبوی ﷺ کا علیحدہ سے باب موجود ہے مگر بعض کتب میں شمائل ہی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ان کتب میں آپؐ کے حلیہ مبارک (قد و قامت، رنگ، بال، بدن، سر، ناک، ہاتھ، پاؤں، چہرہ مبارک، دھانہ، چشم، ابرو، چال، مانگ داڑھی، دانت، رخسار، گردن وغیرہ) کی واضح تفصیلات ملتی ہیں۔ آپؐ کے خورد ونوش (مرغوب سالن، پھلوں، سبزیوں، جانوروں اور پرندوں کا گوشت، پسندیدہ مشروبات) آپؐ کے سونے، جاگنے کے معمولات، عادات و خصائل اور عبادت وغیرہ کے متعلق معلومات ملتی ہیں۔ کتب شمائل کی ابتداء امام عیسیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ) نے کی جب انہوں نے اپنی کتاب "الشمائل النبوية والخصائل المصطفوية" لکھی۔

۱۔ ابن كثير، اسماعيل، شمائل الرسول و دلائل النبوة و فضائله و خصائله، ص ب

بیان کیے ہیں۔

قد صنف الناس فی هذا قدیما و حدیثا، کتب مفرده و غیر مفردة ومن احسن من جمع فی ذلک ما جاء وافاد ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورة الترمذی رحمه الله، افردنی هذا المعنی کتابه المشهور بالشمائل (۱)

شمائل نبوی ﷺ پر ایک اور اہم کتاب ''کتاب الشفاء بعریف حقوق المصطفیٰ'' ہے۔ جو قاضی عیاض الاندلسی (م ۵۴۴ھ) کی تالیف ہے۔ جسکی شرح شہاب الدین خفاجی نے ''نسیم الریاض'' کے نام سے لکھی۔ الخرکوشی نیشاپوری کی ''شرف المصطفیٰ'' ابن العاقولی (م ۷۹۷ھ) کی کتاب ''الرصف مماروی عن النبی ﷺ من الفعل والوصف۔ ابن کثیر الدمشقی (م ۷۷۴ھ) کی کتاب ''شمائل الرسول و دلائل النبوة وفضائله وخصائصه'' وغیرہ اس موضوع پر اہم کتب ہیں اور روایت صحابیاتؓ کا ایک اہم ماخذ بھی ہیں۔

کتب دلائل:

روایتِ صحابیاتؓ کا ایک اہم منبع کتب دلائل النبوۃ ہیں۔ ان کتب میں رسول پاک ﷺ کے معجزات کو سیرت نگاری کا موضوع بنایا گیا ہے۔ ان کتب میں

۱۔ دلائل النبوۃ: حمیدی عبداللہ بن زبیر (م ۲۱۹ھ)

۲۔ دلائل النبوۃ: ابی اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی (م ۲۸۵ھ)

۳۔ دلائل النبوۃ: ابی زرعۃ الرازی (م ۲۶۴ھ)

۴۔ دلائل النبوۃ: ابی بکر الفریابی (م ۳۰۱ھ)

۵۔ دلائل النبوۃ: ابی القاسم الطبرانی، (م ۳۶۰ھ)

۶۔ دلائل النبوۃ: الخرکوشی نیشاپوری عبدالملک بن محمد بن ابراہیم (م ۴۰۷ھ)

۷۔ دلائل النبوۃ: ابونعیم الاصبہانی

۸۔ دلائل النبوۃ: البیہقی (م ۴۵۸ھ)

۹۔ دلائل النبوۃ: ابوالقاسم اسمٰعیل اصبہانی (م ۵۳۵ھ)

۱۰۔ اعلام النبوۃ: الماوردی، امام ابی الحسن علی بن محمد، (م ۴۵۰ھ)

۱۱۔ وفاء الوفا: السمہودی (م ۹۱۱ھ)

۱۲۔ الخصائص الکبریٰ: جلال الدین السیوطی (۹۱۱ھ)

زیادہ مشہور ہیں۔

۱۔ ابن کثیر، اسماعیل، شمائل الرسول و دلائل نبوة و فضائله و خصائله، ص ب

الخصائص الکبریٰ میں آنحضورﷺ کے ایک ہزار سے زائد معجزات جمع کیے گئے ہیں۔ امام سیوطی نے اس سلسلے میں دستیاب احادیث کو بلاتبصرہ راویوں کے حوالوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔

ان کتب دلائل میں صحابیاتؓ سے ملاقات کے دوران جو معجزات ان کے سامنے پیش آئے اور انہوں نے اسکو بیان کیا وہ موجود ہیں۔ جیسے ام معبدؓ کے خیمے میں بوڑھی بکری کو دوھنے سے دودھ کے برتنوں کا بھر جانا یا نبوت سے پہلے آپؐ کے سامنے ہر پتھرہ کا سجدہ کرنا وغیرہ۔

کتب تفاسیر

روایت صحابیاتؓ کا ایک اور اہم سرچشمہ کتب تفاسیر ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت محمدﷺ کے حالات جاننے کا سب سے مستند ذریعہ قرآنِ پاک ہے۔ چنانچہ وہ مقامات سیرتِ رسولﷺ کی نسبت زیادہ اہمیت کے حامل ہو جاتے ہیں جہاں باری تعالیٰ نے رسول اللہﷺ کو مخاطب کیا ہے یا آپ کی حیاتِ پاک کے مختلف واقعات کی طرف اجمالی اشارے کیے گئے ہیں۔ ان کتب تفاسیر سے رسول اللہﷺ کی حیات طیبہ پر روشنی پڑتی ہے۔ تفسیر قرآن کا سلسلہ تو نبی اکرمﷺ کی زندگی میں ہی شروع ہوگیا تھا۔ صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ رسول اللہﷺ کے ہم نشین تھے۔ آپؐ سے براہ راست استفادہ کرنے والے، وحی اور تنزیل کے شاہد، اسباب نزول کے عارف اور فصاحت و بیان کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے۔

مفسرین صحابہؓ اگرچہ زیادہ نہیں لیکن ان کی بیان کردہ تفسیری روایات اس وجہ سے بہت اہم ہیں کہ انہوں نے جو کچھ رسول اکرمﷺ سے سنا وہ اسے احاطہ تحریر میں لے آئے۔ مفسرین صحابہ کے علاوہ بعد میں آنے والے مفسرین نے اپنی کتب تفاسیر میں جہاں تفصیل وضرورت محسوس کی روایت صحابیاتؓ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ چنانچہ سیرتِ رسولﷺ جاننے میں کتب تفاسیر بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

کتب تاریخ

روایتِ صحابیاتؓ کا ایک اور ماخذ اسلامی کتب تاریخ ہیں۔ یہ کتب تاریخ سیرت رسولﷺ جاننے کا اہم ذریعہ ہیں۔ ان کتابوں میں اسلامی دنیا کے حکمرانوں، اہم شخصیتوں اور مسلمان ممالک کے احوال کے بیان کے ساتھ ساتھ بانی اسلام حضرت محمدﷺ کی حیاتِ طیبہ کا تذکرہ کہیں مختصراً اور کہیں تفصیلاً موجود ہے۔ ان قدیم اسلامی کتب تاریخ میں اکثر روایات تو وہی ہیں۔ جو کتب احادیث، مغازی وسیئر کی مشہور کتب میں محفوظ ہیں۔ لیکن ابتدائی دور کی تاریخی کتب میں بعض روایات ایسی ہیں جو صرف انہیں کتب میں موجود ہیں۔

ان کتب میں

۱۔ تاریخ خلیفہ بن خیاط (م ۲۴۰ھ)

۲۔ تاریخ ابو زرعۃ الدمشقی (م۲۸۱ھ)

۳۔ کتب البدء والتاریخ، ابی زید احمد بن سھل البلخی ، (م۳۲۲ھ)

۴۔ تاریخ الرسل والملوک، از ابن جریر طبری (م۳۱۰ھ)

۵۔ مروج الذھب، از المسعودی (م۳۴۵ھ)

۶۔ المنتظم فی تواریخ الامم والملوک، از ابن الجوزی (م۵۹۷ھ)

۷۔ الکامل فی التاریخ، از ابن الاثیر الجزری، (م۶۳۰ھ)

۸۔ البدایہ والنہایہ، از عماد الدین ابن کثیر (م۷۷۴ھ)

وغیرہ اہم ہیں۔

باب دوم

راویاتِ سیرت النبی ﷺ صحابیاتؓ کے احوال و خدمات

فہرست صحابیات (راویاتِ سیرت النبی ﷺ)

۱. ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

۲. ام المومنین حضرت ام سلمہؓ

۳. حضرت اسماءؓ بنت یزید بن السکن

۴. ام المومنین حضرت میمونہؓ بنت الحارث

۵. ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ

۶. ام المومنین حضرت حفصہؓ

۷. حضرت اسماءؓ بنتِ عمیس

۸. حضرت اسماءؓ بنتِ ابی بکر

۹. حضرت ام ہانیؓ بنت ابی طالب

۱۰. حضرت ام عطیہؓ انصاریہ

۱۱. حضرت فاطمہؓ بنت قیس

۱۲. حضرت ام الفضلؓ بنت الحارث

۱۳. حضرت ام قیسؓ بنتِ محصن

۱۴. حضرت ربیعؓ بنتِ معوذ بن عفراء

۱۵. حضرت فاطمۃ الزہراؓ

۱۶. حضرت خولہؓ بنت حکیم

۱۷. حضرت ام سلیمؓ بنت ملحان

۱۸. حضرت الشفاءؓ بنت عبداللہ العدویہ

۱۹. حضرت سبیعہ اسلمیہؓ

۲۰. ام المومنین سیدہ زینبؓ بنت جحش

۲۱. سیدہ ضباعۃؓ بنت زبیر

۲۲. حضرت بسرہؓ بنت صفوان

۲۳. ام المومنین حضرت صفیہؓ بنت حی

۲۴. حضرت ام کلثوم بنتِ عقبہ

۲۵. حضرت ام کرزؓ الخزاعیہ ثم الکعبیہ

۲۶. سیدہ ام ھشامؓ بنتِ حارثہ بن النعمان

۲۷. حضرت خدیجۃؓ بنتِ خویلد

۲۸. حضرت شفاؓ بنتِ عوف

۲۹. حضرت زینبؓ بنتِ ابی سلمۃ

۳۰. حضرت ام خالدؓ بنتِ خالد

۳۱. حضرت ام ایوبؓ

۳۲. حضرت ام معبدؓ خزاعیہ

۳۳. حضرت ام منذرؓ بنت قیس

۳۴. حضرت کبشۃؓ انصاریہ

۳۵. حضرت ام ایمنؓ

۳۶. حضرت حلیمہ سعدیۃؓ

۳۷. حضرت عزیزۃؓ بنتِ ابی تجراۃ

۳۸. حضرت ام الحصینؓ الاسلمیۃ

۳۹. حضرت عمرۃؓ بنت عبدالرحمن

۴۰. حضرت برۃؓ بنت ابی تجراۃ العبدریۃ

۴۱. حضرت حبیبۃؓ بنت ابی تجراۃ

۴۲. حضرت سراءؓ بنتِ نبہان

۴۳. حضرت الشموسؓ بنتِ نعمان

۴۴. حضرت ام الضحاکؓ بنتِ مسعود

۴۵. حضرت ام سلیمانؓ بنت عمرو بن الاحوص

۴۶. حضرت ام ابانؓ بنت الوداع بن زارع

۴۷. حضرت ام زیادؓ الاشجعیہ

۴۸. حضرت عائشۃؓ بنتِ طلحہ

۴۹. حضرت صفیہ بنت شیبہ

۵۰. حضرت فاطمہؓ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب

۵۱. حضرت معاذہؓ بنت عبداللہ العدویۃ

۵۲. حضرت سمعیۃؓ البصریۃ

۵۳. حضرت بنانۃؓ بنت یزید العبشیمۃ

۵۴. حضرت سلمیٰؓ ام رافعؓ

۵۵. حضرت ام عامرؓ والدہ ابی الطفیل بن واثلۃ

۵۶. حضرت ام مالک الانصاریۃؓ

۵۷. حضرت ام سعدؓ بنتِ سعد الربیع

۵۸. حضرت عمیرۃؓ بنت عبید اللہ بن کعب بن مالک

۵۹. حضرت نفیسۃؓ بنت منیہ

۶۰. حضرت جھدمۃؓ

۶۱. حضرت فاطمہؓ بنتِ عبداللہ

۶۲. حضرت ام سالمؓ الراسبیۃ

راویاتِ سیرت النبی ﷺ صحابیاتؓ کے احوال وخدمات

سیرت نگاری کی ابتداء قرآن کریم کی کتابت کے ساتھ ہوگئی تھی۔ کتابتِ قرآنِ حکیم کے ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن آپ ﷺ کے اقوال، افعال، تقاریر اور حیاتِ طیبہ کے لحہ لحہ کو آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کر رہے تھے ان اقوال وافعال کے ساتھ ساتھ سیرتِ طیبہ کے آبدار موتی کتب احادیث وسیرت میں بکھرے ہوئے ملتے ہیں اور کتب احادیث وسیر کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان اقوال، افعال اور سیرتِ طیبہ کے آبدار موتیوں کی لڑی صحابیاتؓ کی روایات کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ کی زندگی کے بے شمار گوشے ایسے ہیں جن سے صرف امہات المومنینؓ، بنات النبی ﷺ، عمات النبی ﷺ اور دیگر صحابیاتؓ واقف تھیں۔ نیز متعدد سنتیں، احکامِ شرعی اور لطائف زندگی صرف وہ ہی جانتی تھیں۔ ان صحابیاتؓ کی مرویات کو اگر کتب احادیث وسیر سے نکال دیا جائے تو نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے بہت سے گوشے نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں گے اور کامل سیرتِ طیبہ ہمارے سامنے نہیں آ سکے گی۔

صحابیاتؓ نے آپ ﷺ کے شمائل خصائل اور فضائل کو بیان کیا۔ ان میں آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات خصوصاً حضرت عائشہؓ حضرت ام سلمہؓ، حضرت میمونہؓ وغیرہ ہیں۔ جنھوں نے کمال دیانت اور انتہائی ذمہ داری سے نبی اطہر ﷺ کی مثالی عائلی وخانگی زندگی کے پوشیدہ گوشوں سے تمام عالم کو روشناس کروا کے امتِ مسلمہ پر احسان فرمایا۔

ان صحابیاتؓ کو محدثین کرام نے روایتِ حدیث کے لحاظ سے طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ ان میں سے کچھ صحابیاتؓ کثیر الروایۃ ہیں اور کچھ قلیل الروایۃ۔

۱۔ مکثراتِ صحابیاتؓ:

وہ صحابیاتؓ جن کی مرویات ایک ہزار یا اس سے زیادہ ہیں۔ انکا شمار "کثیـــر الـــروایۃ" میں کیا جائے گا۔ جیسے حضرت عائشہؓ، انکی مرویات ''۲۲۱۰'' ہیں۔

۲۔ بعض صحابیاتؓ جنکی مرویات ایک سو سے زیادہ مگر ۵۰۰ سے کم ہیں ان میں ام المومنین حضرت ام سلمہؓ شامل ہیں۔

۳۔ محدث صحابیاتؓ میں سے بعض صحابیاتؓ ایسی ہیں جن کی مرویات کی تعداد ''۵۰'' سے زائد مگر ایک سو سے کم ہیں۔ جیسے اسماء بنتِ یزید بن السکنؓ، ام المومنین حضرت میمونہؓ بنت الحارث، ام المومنین ام حبیبہؓ، ام المومنین حضرت حفصہؓ، حضرت اسماء بنت عمیسؓ، حضرت اسماء بنتِ ابی بکرؓ وغیرہ۔

۴۔ بعض صحابیاتؓ کی روایات ''۱۲'' سے زائد اور ''۵۰'' سے کم ہیں ان صحابیات کی تعداد ''۵۵'' ہے ان میں ام ہانی بنتِ ابی طالبؓ، ام عطیہ الانصاریہؓ، حضرت فاطمہ بنتِ قیسؓ، حضرت ام الفضلؓ، حضرت ام قیس بنت محصنؓ، حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراءؓ، حضرت خولہ بنتِ حکیمؓ، حضرت ام سلیم بنتِ ملحانؓ، حضرت شفاء بنتِ عبداللہ العدویہؓ، حضرت سبیعہ الاسلمیہؓ

وغیرہ شامل ہیں۔

۵. قلیل الروایۃ صحابیاتؓ:

اس میں وہ صحابیاتؓ ہیں جن سے "۱۲" سے کم روایات مروی ہیں۔ ان میں ام المومنین سیدہ زینب بنتِ جحشؓ، سیدہ ضباعۃ بنت الزبیرؓ، ام المومنین حضرت صفیہؓ، ام کلثوم بنت عقبہؓ، ام کرز الخزاعیہؓ، ام معقل الانصاریہؓ، حضرت امیمہ بنت رقیقہؓ، ام المومنین حضرت جویریۃ بنت الحارثؓ، حضرت ام العلاء انصاریہؓ، حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ، حضرت اُم خالد بنت خالدؓ حضرت صفیہ بنت شیبہؓ، حضرت خدیجہ الکبریٰؓ، وغیرہ شامل ہیں۔

کل رواۃ صحابہ کی تعداد ایک ہزار سات (۱۰۰۷) ہے جن میں "۱۲۵" صحابیاتؓ مکرمات ہیں۔ عہدِ رسالت کی خواتین کا روایتِ حدیث اور نشرِ حدیث میں کردار کا تناسب 1/8 (یعنی ہر آٹھ(۸) صحابہؓ میں سے ایک راوی صحابیہ ہیں) جبکہ شرح فیصد 12.41% ہے۔

اگر کتبِ احادیث میں مرویاتِ صحابیاتؓ کا جائزہ لیا جائے۔ تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ان مرویات کے بغیر سنت وسیرت کا ادراک ناممکن ہے۔

	کتاب کا نام	کل روایات	صحابیات کی مرویات	شرح فیصد
۱۔	الجامع الصحیح للبخاری	۷۵۶۳	۱۳۵۶	۱۸فیصد
۲۔	الجامع الصحیح للمسلم	۷۵۶۳	۹۱۳	۱۲.۷فیصد
۳۔	السنن للنسائی	۵۷۶۱	۸۹۰	۱۵.۴۸فیصد
۴۔	السنن لابوداؤد	۴۵۷۴	۵۸۰	۱۰.۹۹فیصد
۵۔	السنن للترمذی	۳۹۵۶	۳۷۲	۹.۸۰فیصد
۶۔	السنن لابن ماجہ	۴۳۴۱	۵۵۴	۱۲.۷۴فیصد
۷۔	الموطا	۱۶۲۳	۲۳۳	۱۴.۳۵فیصد
۸۔	السنن للدارمی	۳۵۰۴	۳۰۷	۸.۷۶فیصد
۹۔	المسند امام احمد بن حنبل	۲۷۷۱۶	۴۳۳۴	۱۵.۶۳فیصد
۱۰۔	مسند اسحٰق بن راھویہ	۹۸۰	۲۲۸	۲۳.۲۶فیصد
۱۱۔	مسند حمیدی	۱۳۰۰	۲۱۰	۱۶.۱۵فیصد
۱۲۔	مسند ابی یعلی	۷۵۵۵	۸۸۳	۱۱.۸۰فیصد

	کتاب کا نام	کل روایات	صحابیات کی مرویات	شرح فیصد
۱۳-	المستدرك على الصحيحين	۸۸۰۳	۷۷۷	۸.۸۲فیصد
۱۴-	سبل الهدى والرشاد	۱۱۷۸۱	۱۳۹۲	۱۱.۸۱فیصد

ان کتب میں موجود صحابیاتؓ کے بیان سے آپؐ کی حیاتِ طیبہ کے بارے میں بے شمار معلومات ملتی ہیں ان صحابیاتؓ نے آپؐ کے قول، فعل، تقریر غرض یہ کہ ہر گوشۂ زندگی کو اجاگر کیا مگر طوالت کی وجہ سے صرف انہیں "۶۲" صحابیاتؓ مکرمات کے احوال وخدمات کا بیان ہے۔ جنہوں نے آپؐ کی سیرت طیبہ خصوصاً (افعال) کو بیان کیا ہے۔

۱. اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ:

آپؓ کا نام "عائشہ"، لقب "صدیقہ"، خطاب "ام المومنین" اور کنیت "ام عبداللہ" تھی۔ نسب: "عائشہ بنت عبداللہ بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم"...... اور والدہ "ام رومان بنتِ عامر بن عویمر بن عبد شمس تھیں"۔ (۱) ہجرتِ مدینہ سے دو سال قبل ماہ شوال میں انکا نکاح نبی کریم ﷺ سے ہوا اور رخصتی ہجرتِ مدینہ کے بعد شوال ۱ھ میں ہوئی۔ حضور ﷺ آپؓ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ ان کی دلجوئی فرماتے۔ ایک ہی برتن میں کھانا تناول فرماتے، دوڑ میں ان کے ساتھ مقابلہ کرتے۔

واقعہ افک کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انکی برأت میں آیات نازل کیں جو قیامت تک انکی پاکدامنی کی گواہی دیں گی۔ آپؓ ہی کی وجہ سے آیاتِ تیمم نازل ہوئیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو مبارک قرار دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے انکو دوسری عورتوں پر ایسی فضیلت دی ہے جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر (۲) حضور اکرم ﷺ نے آپؓ کے حجرے میں آپؓ ہی کی گود میں انتقال فرمایا اور آپؓ کے حجرہ میں ہی مدفون ہوئے۔ (۳)

آپؓ کے دل میں خشیت الٰہی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ فصاحت و بلاغت اور خطابت و ذہانت میں بھی آپؓ دوسری تمام عورتوں سے افضل تھیں۔ علم القرآن، علم الفرائض، حلال و حرام کے علم میں فقہ، طب، شعر، حدیث اور انساب کے علم میں ان سے بڑھ کر کوئی عالم نہ تھا۔ (۴)

کثیر الرّوایۃ تھیں۔ آپؓ سے "۲۲۱۰" احادیث مروی ہیں۔ کیونکہ آپؓ نے آنحضور ﷺ کو جلوت وخلوت میں دیکھا اور آپ ﷺ کی ایک ایک ادا اور قول کو اپنی فطری ذہانت اور قوتِ حافظہ سے کوزۂ ذہن میں محفوظ رکھا تھا۔ اس وجہ سے

۱- مصعب زبیری، نسب قریش، ۸/۲۷۶، التبیین، ص ۷۳-۷۵، محمد بن حبیب، کتاب المحبر، ص - ۸۰، ۸۱: الطبقات الکبریٰ، ۸/۲۶۱-۲۸۴

۲- الجامع الصحیح للبخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب فضل عائشہ (حدیث: ۳۷۷۵) ص - ۱۰۷۳

۳- الجامع الصحیح للبخاری- کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاته، (حدیث: ۴۴۴۰) ص، ۷۵۵،

۴- المستدرك على الصحيحين، ۱۱/۴: الطبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، ۲۳/۱۸۳، ابن العماد الحنبلی، شذرات الذهب، ۱/۱۲۶

آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد زیادہ ہے۔ انھوں نے اپنے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فاطمۃ الزھرۃؓ، سعد بن ابی وقاص، اسید بن حضیرؓ وغیرہ سے روایت کیا اور ان سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زید بن خالد، سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ (۱)

۱۷ رمضان ۵۸ھ میں امیر معاویہ کے عہد میں وفات پائی۔ (۲)

۲۔ وہ صحابیاتؓ جنکی مرویات ایک سو سے زیادہ مگر ۵۰۰ سے کم ہیں

۲. ام المومنین حضرت ام سلمہؓ

نام ''ہند''، کنیت ''ام سلمہ'' ہے۔ نسب: ''ہند بنت ابی امیۃ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر''۔ جبکہ والدہ ''عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک'' تھیں۔ قریش کے مشہور خاندان ''بنومخزوم'' سے تعلق رکھتی تھیں (۳) پہلا نکاح عبداللہ بن عبدالاسد سے ہوا جو ''ابوسلمہ'' کے نام سے مشہور تھے اور دونوں السابقون الاوّلون میں سے تھے۔ اسلام لانے کے بعد دونوں میاں بیوی نے حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شرکت کی۔ پھر مدینہ ہجرت کی۔ یہ پہلی خاتون تھیں جو ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئیں۔ یہاں کچھ عرصہ اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ گزارا۔ غزوۂ احد میں ابوسلمہؓ کو زخم لگا اور زہر پھیلتا چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے وفات پائی۔ حضور ﷺ نے پیغام نکاح دیا اور شوال ۴ھ میں آپ ﷺ سے نکاح ہوا۔ (۴) اس کے بعد صلح حدیبیہ، غزوۂ خیبر اور حجۃ الوداع میں حضور ﷺ کے ہمراہ رہیں۔ حضور ﷺ کے آرام و آسائش کا بے حد خیال رکھتی تھیں۔

حضرت ام سلمہؓ نہایت فضائل و کمالات کی مالک تھیں۔ قرآنِ کریم نہایت اچھا پڑھتی تھیں۔ ان سے **''۳۸۷''** احادیث مروی ہیں۔ ان سے مروی احادیث سے نبی کریم ﷺ کی زندگی کے کئی پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔

ام المومنین ام سلمہؓ کامل العقل اور صائب الرائے تھیں۔ علمی ثقاہت و فقاہت کے علاوہ زہد و تقویٰ اور اخلاق و مروت کی اعلیٰ بلندیوں پر فائز تھیں۔ ہر وقت اجر و ثواب کی متلاشی رہتی تھیں۔

انکا انتقال ۵۹ھ میں یزید بن معاویہ کے عہدِ خلافت میں ہوا۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۸۴ سال تھی۔ (۵)

۱- تہذیب ۱۲/ ۳۸۲-۳۸۴، نساء ''اهل البیت فی ضوء القرآن و الحدیث ص، ۱۰۳

۲- سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۱۳۵-۲۰۱؛ حلیة الاولیاء، ۲/ ۵۴-۶۱، الاصابة-۸/ ۲۳۱-۲۳۵؛ مجمع الزوائد، ۹/ ۲۴۳

۳- ابن حزم الاندلسی، محمد علی بن احمد، جمهرة انساب العرب، ص ۱۴۶؛ التبیین، ص ۷۶، ۷۷

۴- الطبقات الکبریٰ ۸/ ۲۸۷-۲۹۲؛ المستدرك، ۴/ ۱۷

۵- کتاب المجر ص ۸۳، تاریخ الصحابة، ص ۲۵۹؛ مجمع الزوائد، ۴/ ۱۷: ابن عبدربه، العقد الفرید، ۴/ ۸۲، الیافعی الیمنی، عبدالله بن اسد، مرآة الجنان وعبرة الیقظان، ۱/ ۱۳

ان کی روایات پچاس سے زائد اور ایک سو سے کم ہیں

۳. حضرت اسماء بنت یزید بن السکن:

ان کا تعلق بنی عبدالاشہل سے تھا۔ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی زاد بہن تھیں، نسب: ''اسماء بنت یزید بن السکن بن رافع بن امری ءالقیس بن زید بن عبدالاشہل'' ....(۱)

یہ ''خطیبۃ النساء'' کے نام سے مشہور ومعروف تھیں۔ ان کی گفتگو بڑی جچی تلی اور کلام میں جادو سا اثر تھا۔ حضرت اسماء بنت یزید انصاری خواتین میں آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرنے والی پہلی خواتین میں شامل تھیں۔ غزوۂ خندق میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا جس میں باری تعالیٰ نے بے شمار برکت ڈال دی۔ صلح حدیبیہ میں شرکت کا اعزاز حاصل کیا۔ جنگ یرموک میں اپنی لاٹھی سے نو رومی فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا (۲) علم وفضل کے اعتبار سے بڑے ممتاز مقام پر فائز تھیں۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کے بعد روایتِ حدیث میں ان کا نام آتا ہے۔ ان سے **''۸۱''** احادیث مروی ہیں۔ یزید بن معاویہ کے عہد میں لمبی عمر پا کر وفات پائی۔ دمشق میں ان کو دفن کیا گیا۔ (۳)

۴. ام المومنین حضرت میمونہ بنت الحارثؓ

اصل نام ''برہ'' تھا حضور ﷺ نے ان کا نام ''میمونہ'' رکھا۔ نسب: ''میمونہ بنت حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن بلال بن عامر......'' اور والدہ کی طرف سے ''ہند بنتِ عوف بن زہیر بن الحارث بن حماط بن حمیر......'' ہے۔ (۴)

پہلا نکاح مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی سے ہوا۔ علیحدگی کے بعد ''ابورھم بن عبدالعزی بن ابی قیس بن عبدود'' سے دوسرا نکاح ہوا''۔ شوال ۷ھ میں سرکار دو عالم کے حبالہ عقد میں آئیں۔ (۵)

نبی کریم ﷺ کے احکام کی تعمیل ہر وقت ان کے پیشِ نظر رہتی تھی۔ یہ سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔ غلام آزاد کرنے کا انہیں بے حد شوق تھا۔

ان سے **''۷۶''** احادیث مروی ہیں ان سے روایت کرنے والوں میں ابراہیم بن عبداللہ بن معبد، عبداللہ بن سلیط، عبداللہ بن شداد، عبداللہ بن عباس، عمران بن حذیفہؓ، یزید بن الاصم وغیرہ شامل ہیں۔ ۵۱ھ میں مقامِ سرف پر انتقال ہوا۔ (۶)

۱- الطبقات الکبریٰ، ۸/۳۱۹؛ الاستیعاب، ۴/۳۵۰، نساء من عصر النبوۃ، ص ۷۷-۸۴، تاریخ الصحابۃ- ص - ۲۰

۲- اسد الغابۃ، ۷/۱۷، ۱۸؛ الاصابۃ، ۸/۲۱، ۲۲

۳- سیر اعلام النبلاء ۲/۲۹۶، ۲۹۷؛ مجمع الزوائد، ۹/۲۲۱؛ ابنِ حبان البستی، کتاب الثقات، ۱/۲۶۱

۴- جمہرۃ انساب العرب، ص، ۲۷۴؛ التبیین، ص ۸۴، ۸۵

۵- الطبقات الکبریٰ، ۸/۳۱۱-۳۱۲، مجمع الزوائد، ۹/۲۰۰-۲۰۱

۶- سیراعلام النبلا، ۲/۲۳۸-۲۴۵؛ مجمع الزوائد ۹/۲۰۰-۲۰۱، المزی، تہذیب الکمال ۲۲/۴۳۴، ۴۳۵؛ تہذیب، ۲/۴۰۲؛ ابن ابی حاتم الرازی، کتاب الجرح والتعدیل، ۴/۱۲۸۸، ۱۲۸۹

۵. ام المومنین ام حبیبہؓ:

نام "رملہ" کنیت "ام حبیبہ"۔ نسب: "رملہ بنتِ ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف......" والدہ کا نام "صفیہ بنتِ ابی العاص" تھا۔(۱)

بعثتِ نبوی ﷺ سے ۱۷ سال قبل پیدا ہوئیں۔ ابتداء ہی میں مسلمان ہوئیں۔ حبشہ کی طرف اپنے شوہر عبید اللہ بن جحشؓ کے ہمراہ ہجرت کی۔ شوہر کچھ عرصے کے بعد مرتد ہو کر عیسائی ہو گئے لیکن ام حبیبہؓ اسلام پر قائم رہیں۔ شوہر کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ الضمری کے ذریعے پیغام نکاح دے کر شاہ حبشہ نجاشی کے پاس بھیجا تو سیدہ حبیبہؓ نے اس پیغام کو بخوشی قبول کر لیا۔ نجاشی نے خود خطبۂ نکاح پڑھا اور آپ ﷺ سے نکاح کر دیا۔(۲) آپؓ بے حد خوبصورت اور نیک سیرت تھیں۔ دین سے بے پناہ محبت کرتی تھیں۔

آپؓ سے "۶۵" احادیث مروی ہیں۔ آپؓ سے حدیث کی روایت کرنے والوں میں مشہور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و صحابیاتؓ اور تابعین و تابعیات شامل ہیں۔ آپؓ کے تلامذہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زینب بنت ابی سلمہؓ، صفیہ بنت شیبہؓ، عروہ بن زبیرؓ، ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سالم بن شوال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شہر بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر لوگ شامل ہیں۔(۳)

ام حبیبہؓ نے ۴۴ھ میں مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا۔ وفات کے وقت عمر ۷۳ برس تھی۔(۴)

۶. ام المومنین حضرت حفصہؓ:

نام "حفصہ"، سلسلہ نسب: "حفصہ بنت عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح......" والدہ کا نام: "زینب بنت مظعون بن حبیب بن وھب" تھا۔

بعثت نبوی ﷺ سے ۵ سال قبل مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں، جب قریشِ مکہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔(۵) جوان ہونے پر خنیس بن حذافہ سہمی سے نکاح ہوا۔ جنہوں نے غزوۂ بدر میں کاری زخم کھانے کے بعد جامِ شہادت نوش کیا۔ شعبان ۳ھ میں نبی کریم ﷺ کے حبالہ عقد میں آئیں۔(۶) ان کے مزاج میں کچھ تیزی تھی اس لئے نبی کریم ﷺ نے ان کو طلاق دی۔

۱- التبیین، ص ۸۰، ۸۲: نسب قریش، ۱۲۲/۴

۲- السنن لابی داؤد، کتاب النکاح، باب: الصداق (حدیث: ۲۱۰۷) ص - ۳۰۴: الطبقات الکبریٰ، ۲۹۲/۸-۲۹۵: شذرات الذھب ۱۲۵/۱

۳- تھذیب الکمال، ۴۳۵،۴۳۴/۲۲

۴- سیر اعلام النبلاء، ۲۱۸/۲-۲۲۲: کتاب المحبر، ص ۸۸، خلیفہ بن خیاط، تاریخ خلیفہ بن خیاط، ص - ۷۹

۵- الطبقات الکبریٰ، ۲۸۴/۸-۲۸۷: التبیین، ص ۷۵، ۷۶

۶- سیر اعلام النبلاء، ۲۳۱/۲-۲۲۷: شذرات الذھب، ۱۱۹/۱

حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو حکم دیتے ہیں کہ حضرت حفصہؓ سے رجوع کرلیں۔(۱)

حضرت حفصہؓ نہایت عبادت گزار اور دینی امور کی سختی سے پابندی کرتی تھیں عبادت سے خاص شغف تھا۔ صائم النہار اور قائم اللیل تھیں۔

ان سے "۶۰" احادیث مروی ہیں۔ دین میں تفقہ کا انہیں خاص ملکہ حاصل تھا۔ آپؓ نے رسول اکرم ﷺ اور اپنے والد عمر بن خطاب سے روایت حدیث کی ہے۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے عبداللہ بن عمر، حمزہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حمزہ کی بیوی صفیہ بنتِ ابی عبید کے علاوہ تابعین میں سے میتب بن رافع، سواء الخزاعی، حارثہ ابن وھب اور ام مبشر انصاریہ وغیرہ شامل ہیں۔(۲)

۷. حضرت اسماءؓ بنت عمیس:

یہ صحابیہؓ "السابقون الاولون" کی مقدس جماعت میں شامل ہیں۔ سلسلۂ نسب: "اسماء بنت عمیس بن معد بن حارث بن تیم بن کعب بن مالک بن قحافہ......" والدہ کا نام: "خولہ بنت عوف بن زہیر" تھا اور قبیلہ "کنانہ" سے ان کا تعلق تھا۔(۳)

ان کا پہلا نکاح حضرت جعفر بن طیار بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دوسرا نکاح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکی وفات کے بعد تیسرا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہوا۔ "ذوالھجرتین" ہیں۔ ۶ء نبوی ﷺ میں انہوں نے حبشہ اور محرم ۷ھ میں مدینہ منورہ ہجرت کی۔(۴) تعبیر الرویا کا علم اللہ تعالیٰ نے انہیں ودیعت فرما رکھا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر ان سے تعبیر پوچھا کرتے تھے۔(۵)

ان سے "۶۰" احادیث مروی ہیں۔ حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپؓ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن عباسؓ جیسے عظیم محدث صحابہ آپؓ کے رواۃ میں سے ہیں اور آپؓ کے تلامذہ میں عبداللہ بن جعفر، قاسم بن محمد بن ابی بکر، عبداللہ بن شداد بن الہاد، ام عون بنت محمد جعفر اور عروہ بن زبیر وغیرہ شامل ہیں۔(۶) ۴۰ھ میں حضرت علیؓ کے انتقال کے بعد وفات پائی۔(۷)

۱- السنن لابوداؤد، کتاب الطلاق، باب المراجعة (حدیث:۲۲۸۳) ص - ۳۲۱: السنن للنسائی، کتاب الطلاق، باب: الرجعة (حدیث:۳۵۹۰) ص- ۵۰۱-۵۰۲

۲- تہذیب، ۱۲/۳۶۱، ۳۶۲: الاصابة، ۸/۸۲-۸۵، نساء اهل البیت فی ضوٗ القرآن و الحدیث ص،۱۹۸

۳- الطبقات الکبریٰ، ۸/۲۸۰، اسد الغابة، ۵/۱۲، ۱۳

۴- الطبقات الکبریٰ، ۸/۲۸۱-۲۸۵، الاستعیاب، ۴/۳۴۷، ۳۴۸

۵- الاصابة، ۸/۱۶، ۱۷

۶- تہذیب، ۱۲/۳۴۹: تاریخ الصحابه، ص، ۴۰: سیر اعلام النبلاء، ۲/۲۸۲-۲۸۷: کتاب الثقات، ۱/۲۶۲

۷- اسد الغابة، ۷/۱۲، ۱۳: نساء "من عصر النبوة، ص، ۳۷۳-۳۸۰

۸۔ حضرت اسماءؓ بنت ابی بکر:

نام "اسماء"، لقب: "ذات النطاقین" اور نسب: "اسماء بنت عبداللہ (ابوبکر صدیق) بن عثمان ابو قحافہؓ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ......" جبکہ والدہ کا نام "قتیلہ بنت عبدالعزیٰ" ہے جو بنی عامر بن لوئی سے تھیں۔(۱)

آپؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ہمشیرہ حضرت زبیر بن العوامؓ کی رفیقہ حیات اور جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ ہجرت سے ستائیس سال پہلے پیدا ہوئیں۔ ہجرت مدینہ کے موقع پر آپؓ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر غارِ ثور تک آپ ﷺ اور اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق کو کھانا پہنچانے جاتیں۔ اسی موقع پر جب انہوں نے کوئی کپڑا نہ ملنے پر ایک کمر بند سے توشہ دان باندھا۔ تو نبی کریم ﷺ نے ان کو "ذات النطاقین" کے لقب سے مشرف کیا۔(۲)

ہجرت مدینہ کے فوراً بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے تو رسول اکرم ﷺ نے اہل خانہ کو مبارکباد دی اور کھجور اپنے دہن مبارک میں چبا کر نومولود کو گھٹی دی۔ اور انکا نام "عبداللہ" تجویز کیا۔(۳)

حضرت اسماءؓ نہایت فیاض، ذی فہم و عقل، راست گو، باہمت اور مضبوط دل کی مالک تھیں۔ زہد و پارسائی میں مشہور تھیں۔ آپ ﷺ سے **"۵۸"** احادیث مروی ہیں۔ مسند احمد بن حنبل میں آپؓ کی ۸۶ اور ابن کثیر نے ۹۰ روایات جمع کی ہیں۔

آپؓ ایک عالمہ فاضلہ خاتون تھیں۔ آپؓ نے نا صرف آپ ﷺ کی احادیث یاد کیں بلکہ انہیں منتقل کرنے کا سامان بھی کیا۔ آپ ﷺ کے رواۃ میں عبداللہ بن زبیرؓ، عروہ بن زبیرؓ، عباد بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر، فاطمہ بنت المنذر بن زبیر، صفیہ بنت شیبہؓ، عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ شامل ہیں۔ آپؓ کی روایات اہم موضوعات پر مشتمل ہیں اور زندگی کے مختلف اسالیب پر روشنی ڈالتی ہیں۔(۴) سو سال عمر پانے کے بعد جمادی الاولیٰ ۷۳ھ میں وفات پائی۔(۵)

وہ صحابیاتؓ جن کی روایات ۱۲ سے زائد اور پچاس سے کم ہیں:

۹۔ حضرت ام ھانیؓ بنتِ ابی طالب:

انکا نام "فاختہ"، کنیت "ام ہانی"، تھی۔ آنحضور ﷺ کے چچا ابو طالب کی صاحبزادی تھیں۔ نسب: "فاختہ بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف......" جبکہ والدہ کا نام "فاطمہ بنت اسد بن ھاشم بن عبد مناف بن قصی......"

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ۲/۲۸۷-۲۹۲؛ الاستیعاب، ۴/۳۳۵،۳۳۶

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجھاد والسیر: باب: حمل الزاد فی الغزو (حدیث: ۲۹۷۹) ص، ۴۹۲؛ ابی البقا محمد بن احمد، تاریخ مکة المشرفة، ص ۲۰۰-۲۲۴

۳۔ الجامع الصحیح للبخاری، مناقب الانبیاء، باب ھجرة النبی واصحابه الی المدینة، (حدیث:۳۹۰۹)

۴۔ سیر اعلام النبلاء، ۲/۵۹۲؛ تھذیب، ۱۲/۳۴۸،۳۴۹، تاریخ الصحابة، ص، ۴۰

۵۔ الاستعیاب، ۴/۳۳۵،۳۳۶؛ الفاسی المکی، تقی الدین محمد بن احمد، العقد الثمین، ۶/۳۶۶،۳۶۷

آپ حضرت علیؓ اور حضرت جعفر طیارؓ کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ انکا نکاح "ہبیرہ بن عمرو بن عائذ مخزومی" سے ہوا۔ ۸ھ میں فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ فصاحت و بلاغت ان کو اپنے والد سے ورثے میں ملی تھی۔ (۲)

آپؓ سے کبھی کبھی مسائل دریافت کر لیا کرتی تھیں۔ آپ کو ان سے بہت محبت تھی۔ انؓ سے "۴۶" احادیث مروی ہیں۔ انکا اعزاز یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نمازِ چاشت پڑھنے کی روایت صرف انہیں سے مروی ہے اور تقریباً تمام محدثین نے اسکو بیان کیا ہے۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں آپؓ کے صاحبزادے، جعدہ المخزومی پوتے یحیٰ اور ہارون، آپ کے موالی ابو مرہ، ابو صالح علاوہ ازیں، عبداللہ بن عباسؓ، عروہ بن زبیرؓ، عطاء کریب وغیرہ شامل ہیں۔ (۳)

۵۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ (۴)

۱۰. حضرت ام عطیہ الانصاریہؓ:

نام "نسیبہ بنت حارث" تھا۔ انصار کے قبیلہ "ابی مالک بن النجار" سے تھیں۔ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں۔ عہدِ رسالت کے سات معرکوں میں شریک ہوئیں۔ ان غزوات میں وہ کھانا پکاتیں۔ سامان کی حفاظت کرتیں، مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ ۸ھ میں حضور ﷺ کی بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ کے انتقال پر حضرت ام عطیہؓ اور چند اور صحابیاتؓ نے ان کو غسل دیا۔ آخری عمر میں بصرہ سکونت اختیار کر لی۔ (۵)

آپؓ سے تقریباً "۴۰" احادیث مروی ہیں۔ آپؓ نے حضور ﷺ سے بلاواسطہ روایت کیا۔ آپؓ نے حضرت عمرؓ سے بھی روایت کی ہے۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں عبدالملک بن عمر، اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن عطیہ، انس بن مالک، محمد بن سیرین اور حفصہ بنت سیرینؓ شامل ہیں۔ (۶)

۱۱. حضرت فاطمہؓ بنت قیس:

آپؓ قبیلہ قریش کے فہری خاندان کی نامور خاتون ہیں۔ "السابقون الاولون" میں شامل ہیں۔ آپؓ حدیث اور فقہ میں ممتاز اہمیت کی حامل تھیں۔ آپؓ سے "۳۴" احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے "۳۱" احادیث آپؓ بلاواسطہ بیان فرماتی ہیں۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں ممتاز محدث شعبی، نخعی، ابو سلمہ، قاسم بن محمد بن ابوبکر، سعید بن المسیب اور عروہ

۱- نسب قریش، ۲/۳۹

۲- سیر اعلام النبلاء، ۲/۳۱۱-۳۱۴؛ العقد الثمین، ۴/۳۶۳

۳- تہذیب، ۱۲/۴۲۹

۴- کتاب المحبر، ص، ۴۰۶

۵- الطبقات الکبریٰ، ۸/۴۵۵، ۴۵۶، اسد الغابۃ، ۷/۳۵۶

۶- الاستیعاب، ۴/۵۰۱، ۵۰۲، ابن قدامہ المقدسی، الاستبصار، ص، ۳۵۵، نساء من عصر النبوۃ، ص، ۱۱۵، تہذیب الکمال، ۳۵/۳۱۶

بن زبیر وغیرہ شامل ہیں۔ آپ سے اہل مدینہ فتویٰ لیتے تھے۔(۱)

۱۲. حضرت ام الفضلؓ:

نام: "لبابہ" کنیت "ام الفضل" اور "کبریٰ" لقب تھا۔ نسب: "لبابۃ الکبریٰ بنت الحارث بن حزن بن بجیر بن الھرام بن رویبہ....." والدہ کا نام "ہندبنتِ عوف" تھا۔ انکا نکاح حضورﷺ کے عمِ محترم حضرت عباسؓ سے ہوا۔ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں۔ بے حد عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں۔ ہر دو شنبہ اور پنجشنبہ کو روزہ رکھتی تھیں۔ حضور اکرمﷺ سے بے حد محبت فرماتی تھیں۔ آپﷺ اکثر ان کے ہاں تشریف لے جاتے اور دوپہر کے وقت آرام فرماتے تھے۔(۲)

رسول اکرمﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع میں بھی شریک ہوئیں۔ انکا شمار قریش کی فصیح اللسان خواتین میں ہوتا ہے۔ حضرت خدیجہؓ کو ام الفضل نے ہی غسل دیا تھا۔ ذہبی کا کہنا ہے کہ "کانت ام الفضل من علیۃ النساء" فقیہ صحابیاتؓ میں سے تھیں۔ آپؓ کی مرویات کی تعداد "۳۰" ہے۔ یہ احادیث اہم احکام میں کلیدی حیثیت رکھتی ہیں۔(۳)

آپؓ نے نبی کریمﷺ سے روایت کی جبکہ آپؓ سے عبداللہ بن عباس، عمیر بن الحارث، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قابوس بن ابی المخارق، عبداللہ بن الحارث بن نوفل اور ابنِ عباس کے موالی کریب شامل ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکی نمازِ جنازہ پڑھائی۔(۴)

۱۳. حضرت ام قیسؓ بنت محصن:

اصل نام "آمنہ"، کنیت "ام قیس بنت محصن بن حرثان الاسدیہ"۔ قبیلہ "اسد" سے ان کا تعلق تھا۔ مشہور صحابی عکاشہ بن محصن کی بہن تھیں۔ ام قیس بنتِ محصن نے بہت جلد اسلام قبول کرلیا تھا اور رسول اللہ کی اجازت ملنے کے بعد اپنی قوم کے ہمراہ مدینہ منورہ ہجرت کرلی تھی۔(۵)

ان سے "۲۴" احادیث مروی ہیں۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں آپؓ کے موالی عدی بن دینار، ابوالحسن، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، وابصہ بن معبد الاسدی وغیرہ شامل ہیں۔ آپؓ رسول اللہﷺ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتی تھیں۔(۶)

۱- تہذیب، ۱۲/ ۳۹۳، ۳۹۴، الاصابۃ، ۸/ ۲۷۶

۲- الاستیعاب، ۴/ ۵۰۴، اسد الغابۃ، ۷/ ۲۴۶

۳- سیر اعلام النبلاء، ۲/ ۳۱۴، ۳۱۵

۴- تہذیب ۱۲/ ۳۹۹؛ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۳۱۴، ۳۱۵

۵- الاصابۃ، ۸/ ۴۵۳؛ نساء "من عصر النبوۃ" ص - ۹۶-۱۰۱

۶- ایضاً

۱۴. حضرت ربیع بنتِ معوذ بن عفراء:

نام ونسب: ''ربیع بنت معوذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد......'' والدہ کا نام ''ام تزید'' تھا۔ ''بنی عدی بن نجار'' سے تعلق تھا۔ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں۔ شادی ''ایاس بن بکیر لیثی'' سے ہوئی۔ جس میں نبی کریم ﷺ نے خود شرکت کی۔(۱) یہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں مرغوب کھانا پیش کیا کرتی تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے ان کو تحائف عطا فرمائے۔(۲)

آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے جاتے۔ وضو کرتے نماز ادا کرتے۔ کھانا کھاتے اور قدرے آرام فرمایا کرتے تھے۔ یہ کئی جنگوں میں رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ جنگ میں شریک ہوتیں۔ مجاہدین کو پانی پلاتیں۔ مقتولین اور زخمیوں کو میدان سے اٹھا کر مدینہ منورہ پہنچاتیں اور انکی مرہم پٹی کرتی تھیں بیعت رضوان کے تاریخی موقعہ پر بھی یہ موجود تھیں۔(۳)

آپؓ اہل مدینہ کی حدیث میں استاد تھیں۔ آپؓ سے بیان کردہ **"۲۱"** روایات بہت اہم مسائل پر مبنی ہیں۔ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے براہ راست روایت کی۔ مشہور محدثین وتابعین آپؓ کے تلامذہ رہے ہیں۔ ان میں عائشہ بنتِ انس بن مالک، خالد بن ذکوان، سلیمان بن یسار، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، نافع موٰلی ابن عمر، ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر، عبداللہ بن محمد بن عقیل وغیرہ نمایاں ہیں۔(۴)

طویل عمر گزارنے کے بعد ۴۵ھ میں امیر معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں وفات پائی۔(۵)

۱۵. حضرت فاطمۃ الزہراءؓ:

رسول اکرم ﷺ کی سب سے چھوٹی لاڈلی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، علم وفضل اور روایتِ حدیث میں اہم مقام رکھتی ہیں۔ نسب: ''فاطمہ بنت محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ....''(۶) اور والدہ کی طرف سے ''فاطمہ بنت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی''(۷) حضرت فاطمۃ الزہراؓ نے تقویٰ وطہارت کے گہوارے میں آنکھیں کھولیں اور بچپن ہی میں اپنی والدہ محترمہ اور بہنوں کے ہمراہ اسلام قبول کیا۔(۸)

۱- الاستیعاب، ۲۹۶/۴؛ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، ضرب الدف فی النکاح والولیمۃ (حدیث:۵۱۴۷) ص - ۱۱۱۷

۲- الشمائل النبویۃ، (حدیث:۲۰۲) ص - ۲۶۲

۳- سیر اعلام النبلاء، ۱۹۸/۳

۴- الاصابۃ، ۱۳۲/۸ ۵- نساء من عصر النبوۃ، ص ۱۴۹-۱۵۲

۶- نسب قریش ۲۱/۲، جمھرۃ انساب العرب، ۱۲/۱، محب الطبری، السمط الثمین: ص - ۲۵۸

۷- الطبقات الکبریٰ، ۲۵۲/۸؛ الاستیعاب، ۴۴۷/۱

۸- البدء والتاریخ ۱۱۲/۲؛ سبل الھدیٰ ۲۹/۱۱

آپؓ کا بچپن نہایت خطرناک ماحول اور اسلام کے ابتدائی زمانے میں گزرا۔ شعب ابی طالب میں گزارے گئے تین سال اور ان کے بعد والدہ کی وفات نے آپؓ کو بہت غمگین اور حساس بنا دیا۔ ہجرت نبوی ﷺ کے چھ ماہ بعد آپ نے بھی مدینہ منورہ ہجرت کی۔ (۱) ہجرت کے دوسرے سال آپؓ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ ان کے ساتھ حضرت فاطمہؓ نے بہترین ازدواجی زندگی بسر کی۔ آپؓ گھر کے تمام کام خود سرانجام دیتیں (۲) آپؓ کی اولاد۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زینبؓ، ام کلثومؓ اور محسن (جو بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے) شامل ہیں (۳) حضرت فاطمہؓ نہایت متقی، پرہیزگار اور دیندار خاتون تھیں۔ آپؓ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ آپؓ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ (۴) رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ کو عازم فردوس بریں ہوئیں۔ (۵) حضرت فاطمہؓ جنت البقیع میں دفن ہیں۔ (۶)

۱۶. حضرت خولہؓ بنت حکیم:

نام ''خولہ'' کنیت ''ام شریک'' قبیلہ ''بنو سلیم'' سے تعلق تھا۔ نسب: ''خولہ بنتِ حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص بن مرہ بن ہلال ......'' نکاح مشہور صحابی ابو السائب عثمان بن مظعون سے ہوا۔ (۷) ہجرت مدینہ کا شرف حاصل ہوا۔ خواتین میں اسلام کی تبلیغ کے لیے کوشاں رہتی تھیں۔ ۲ھ میں عثمان بن مظعون کی وفات کے بعد دوسرا نکاح نہیں کیا۔ قائم اللیل اور صائم النہار تھیں۔ (۸) زہد و تقویٰ میں بے مثال تھیں۔ قرآن میں ان کو ''وامراۃ مومنۃ'' کہا گیا ہے۔ (۹) شعر و شاعری میں بھی درک رکھتی تھیں۔

حضرت خولہ بنت حکیمؓ نے احادیث کو سنا، یاد رکھا اور آگے پہنچایا۔ آپؓ نے آنحضور ﷺ سے **''۱۵''** احادیث روایت کی ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، سعید بن المسیبؓ، ربیع بن مالک، عروہ اور بشر بن سعید جیسے جلیل القدر محدثین آپؓ کے شاگرد رہے ہیں۔ آپؓ سے مروی احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں۔ (۱۰)

۱- السیرة النبویة لابن ہشام، ۲۱۰/۴

۲- حلیة الاولیاء، ۵۱/۲: صفة الصفوة، ۵/۲

۳- انساب الاشراف، ۴۱۱/۲: سیر اعلام النبلاء، ۱۱۹/۲

۴- المستدرك، ۱۶۴/۳

۵- الطبقات الكبرىٰ، ۲۷۵/۸، ابن الجوزی، تلقیح فهوم الاثر، ص، ۳۲

۶- محمد الیاس عبدالغنی، بیوت الصحابة رضی الله عنهم حول المسجد النبوی الشریف، ص ۱۷۳

۷- اسد الغابة، ۹۳/۷

۸- كتاب المحبر، ص، ۴۰۷، الاصابة، ۱۱۲/۸، مجمع الزوائد، ۴۱۸/۹

۹- الاحزاب، ۵۰:۳۳

۱۰- تهذیب، ۴۱۵/۱۲، تاریخ الصحابة، ص ۹۲، نساء من عصر النبوة، ص ۱۶۵-۱۷۱

۱۷. حضرت ام سلیم بنت ملحان:

سہلہ یا رمیلۃ نام، "ام سلیم" کنیت، "غمیصا اور رمیصا" لقب ہے۔ سلسلہ نسب: "ام سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب......" والدہ کا نام "ملیکۃ بنتِ مالک" تھا۔ (۱) پہلا نکاح مالک بن نضر سے ہوا۔ ان کے بعد "ابوطلحہ" سے نکاح ہوا۔ مواخات مدینہ کا مجمع ان کے مکان میں ہوا۔ غزوۂ احد، غزوۂ خیبر اور غزوۂ حنین میں شریک ہوئیں۔ (۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ مشک خالی ہو جاتی تو پھر جا کر بھر لاتی تھیں۔ حضورﷺ سے بے حد محبت کرتی تھیں۔ (۳) آپﷺ اکثر ان کے مکان تشریف لے جاتے اور دوپہر کو آرام فرماتے۔ جب آپؐ بستر سے اٹھتے تو آپﷺ کے پسینے اور ٹوٹے ہوئے بالوں کو ایک شیشی میں جمع کرتی تھیں۔ (۴)

آپؓ محدثہ، فقیہ، عالمہ، فاضلہ، مبلغہ اور مجاہدہ تھیں۔ آپؓ سے کتب احادیث میں "۱۴" احادیث مروی ہیں۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں حضرت انس بن مالکؓ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمرو بن عاصم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن وغیرہ شامل ہیں (۵)۔ ان کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ میں جنت میں گیا تو مجھ کو آہٹ معلوم ہوئی۔ میں نے کہا کہ کون ہے؟ تو پتہ چلا کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ غمیصا بنت ملحان ہے۔ (۶)

۱۸. حضرت الشفاؓ بنت عبداللہ العدویہ:

حضرت شفا کا نام "الشفا بنت عبداللہ بن عبدشمس بن خلف بن شداد بن عبداللہ ہے" آپؓ سلیمان بن ابی حثمہ کی والدہ محترمہ ہیں۔ آپؓ کی والدہ فاطمہ بنت وہب، بنی مخزوم سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپؓ ہجرت سے قبل اسلام لائیں۔ مہاجرات اول ہیں۔ صاحب عقل وفضل ہیں۔ آپؓ سے آپ کے بیٹے سلمان کے علاوہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور ام المومنین حضرت حفصہؓ نے روایت ذکر کی ہے۔ (۷)

۱- الاستعیاب، ۴/۴۹۴، الطبقات الکبریٰ، ۸/۴۲۵-۴۵۱

۲- سیر اعلام النبلاء، ۲/۳۰۴-۳۳۱

۳- الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجهاد و السیر، باب غزو النساء وقتالهن مع الرجال (حدیث:۲۸۸۰)؛ الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب: غزوة النساء مع الرجال، (حدیث: ۴۶۸۳)

۴- الطبقات الکبریٰ، ۸/۴۲۵-۴۵۱؛ اسد الغابة، ۷/۲۰۷

۵- تهذیب، ۱۲/۴۱۹، الباجی، سلیمان بن خلف، التعدیل والجرح، ۳/۱۲۸۴

۶- الاصابة، ۸/۴۰۸-۴۱۰، کنز العمال، ۱۲/۶۶، ۶۷، مجمع الزوائد، ۹/۴۲۱-۴۲۳

۷- الاصابة، ۸/۲۰۱، ۲۰۲، محمد راجی حسن کناس، صحابیاتؓ حول الرسولﷺ، ص ۱۷۲، ۱۷۳

۱۹. حضرت سبیعہ اسلمیہؓ:

آپؓ بھی مہاجرات المبایعات کی فہرست میں شامل ہیں۔ پڑھی لکھی تھیں کتابت جانتی تھیں۔ آپؓ کی شادی سعد بن خولہؓ سے ہوئی۔ (۱) آپؓ سے "۱۲" احادیث مروی ہیں۔ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بلاواسطہ روایت کیا ہے۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں مدینہ اور کوفہ کے فقہا میں عمر بن عبداللہ بن ارقم، مسروق بن الاجدع، ازفر بن اوس وغیرہ شامل ہیں۔ (۲)

قلیل الروایہ صحابیاتؓ

اس میں وہ صحابیاتؓ شامل ہیں جن سے "۱۲" سے کم روایات مروی ہیں۔

۲۰. ام المومنین سیدہ زینبؓ بنتؓ جحش:

نام "زینب"، کنیت، "ام الحکم"، قبیلہ قریش کے خاندان "اسد بن خزیمہ" سے ہیں۔ سلسلہ نسب: "زینب بنت جحش بن ورِئاب بن یعمر بن مرہ بن کبیر......" والدہ کا نام "امیمہ بنت عبدالمطلب" تھا۔ نبی کریم ﷺ کی سگی پھوپھی تھیں۔ (۳) پہلے آپکا نام "برہ" تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے تبدیل کر کے "زینب" رکھا۔ (۴) آنحضور ﷺ سے نکاح سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان سے طلاق کے بعد عدت کی مدت پوری ہونے کے بعد ذی قعدہ ۵ ہجری میں اللہ تعالیٰ نے انکا نکاح حضور ﷺ سے کر دیا۔ ان کا ولیمہ رسول اللہ ﷺ نے اہتمام سے کیا اور اسی دعوتِ ولیمہ میں آیت حجاب اتری۔ (۵)

حضرت زینب بنت جحش بے حد دیندار، متقی، سچی، صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔ عبادت کا خاص ذوق تھا نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی تھیں اور بہت زیادہ روزے رکھتی اور تہجد گزار تھیں (۶) جو کماتی تھیں سارا مساکین پر خرچ کرتی تھیں۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کوئی عورت زینبؓ سے زیادہ دیندار، پرہیزگار، راست گفتار، فیاض، سخی، اور خدا کی رضا جوئی میں سرگرم نہیں دیکھی۔ (۷) صرف مزاج میں ذرا سی تیزی تھی۔ جس پر ان کو بہت زیادہ ندامت بھی

۱- الاصابة، ۱۷۱/۸ ۲- تهذيب، ۳۷۵/۱۲

۳- نسب قريش، ۱۹/۱، جمہرہ انساب العرب، ص ۱۹۱، التبيين، ص۷۷-۷۹

۴- الجامع الصحيح للمسلم، كتاب الآداب، باب: استحباب تغير الاسم، (حديث:۲۱۴۲)ص،۹۵۵: الادب المفرد، (حديث:۸۲۱)

۵- الجامع الصحيح للمسلم، كتاب النكاح، باب زواج زينب بنت جحش و نزول الحجاب، (حديث-۱۴۲۸) ص-۲۰۳، الجامع الصحيح البخارى، كتاب التوحيد، وكان عرشه على الماء (حديث-۷۴۲۰) ص-۱۲۸۷-

۶- سير اعلام النبلاء ۲/۲۱۱-۲۱۸: المستدرك، ۲۳/۴-۲۶، الطبقات الكبرىٰ، ۲۹۵/۸-۳۰۲

۷- اسد الغابة، ۱۲۸/۷، الاصابة، ۱۵۳/۸-۱۵۵: مراة الجنان ۱۵/۱

ہوئی تھی۔

ان سے کتب احادیث میں "۱۱" احادیث مروی ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں محمد بن عبداللہ بن جحش، زینب بنتِ ابی سلمہؓ، ام حبیبہ بنت ابوسفیانؓ وغیرہ شامل ہیں۔ (۱) سیدہ زینبؓ کا انتقال ۲۰ ہجری میں ہوا۔ اس وقت آپؓ کی عمر ۵۳ سال تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (۲)

۲۱. سیدہ ضباعةؓ بنت الزبیر:

یہ صحابیہ "بنو ہاشم" میں سے تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں۔ نسب: "ضباعة بنت الزبیر بن عبدالمطلب بن ہاشم......" جبکہ والدہ کا نام "عاتکہ بنت ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم" تھا۔ (۳)

ان کے والد زبیر بن عبدالمطلب کو ان سے بے حد پیار تھا۔ ظہور اسلام کے وقت ہی انہوں نے اسلام قبول کیا۔

انکا نکاح مقداد بن عمرو الاسود سے ہوا اور ان سے دو بچے ہوئے عبداللہ اور کریمہ۔ عبداللہ یوم الجمل کو حضرت عائشہؓ کے ہمراہ لڑتے ہوئے قتل ہوئے۔ (۴) رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف لے جاتے تو یہ آپ ﷺ کی خاطر مدارت کرتیں۔

آپؓ نے نبی اکرم ﷺ اور اپنے خاوند مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ جبکہ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں ابن عباسؓ، حضرت عائشہؓ، کریمہ بنت مقدادؓ، ابن مسیب، عروہ اور اعرج وغیرہ شامل ہیں۔ (۵) یہ عہد خلافتِ راشدہ تک زندہ رہیں اور ۴۰ ہجری میں وفات پائی۔ (۶)

۲۲. بسرةؓ بنت صفوان:

آپؓ قریش کے مشہور خاندان "بنواسد" سے تھیں۔ نسب: "بسرة بنتِ صفوان بن نوفل بن اسد بن عبدالعزی بن قصی"۔ (۷)

آپؓ ان مہاجرات صحابیاتؓ میں سے ہیں۔ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ آپؓ سے کتبِ احادیث میں "۱۱" احادیث مروی ہیں۔ آپؓ سے آپؓ کی بھتیجی۔ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیطؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، مروان بن حکم، عروہ بن زبیر اور حمید بن عبدالرحمن بن عوف وغیرہ نے احادیث بیان کی ہیں۔ (۸)

۱- تهذیب، ۱۲/۴۲۱: تاریخ الصحابة، ص، ۱۱۰، التعدیل و الجرح ۳/۱۲۸۵

۲- الطبقات الکبریٰ، ۸/۲۹۵-۳۰۲- الاصابة، ۸/۱۵۳-۱۵۵

۳- الطبقات الکبریٰ، ۸/۳۶۶- تاریخ الصحابة، ص-۱۴۳

۴- سیر اعلام النبلاء، ۲/۲۷۴،۲۷۵

۵- تهذیب، ۱۲/۳۸۳: کتاب الثقات، ۱/۳۵۳

۶- نساء من عصر النبوة- ص، ۳۴۸-۳۵۴

۷- تهذیب، ۱۲/۳۵۴،۳۵۵

۸- ایضاً

۲۳. ام المومنین حضرت صفیہؓ بنت حیی:

نام ''زینب''، کنیت، ''ام یحییٰ''، سلسلہ نسب: ''صفیہ بنت حی بن اخطب بن شعبة بن ثعلبہ بن عبید بن کعب الخزرج......'' والدہ کا نام ''ضرہ یا برہ بنت سموءل'' ہے۔(۱)

انکا پہلا نکاح سلام بن مشکم سے ہوا۔ اس نے طلاق دی۔ تو دوسرا نکاح کنانہ بن ابی الحقیق سے ہوا۔ جو جنگِ خیبر میں مارا گیا۔ خود گرفتار ہوئیں۔ حضورﷺ نے آزاد کر کے نکاح کر لیا اور ولیمہ کیا۔ واپسی پر آپﷺ نے سیدہ صفیہ کو اونٹ پر سوار کروایا اور اپنی عبا سے ان پر پردہ کیا تا کہ کوئی دیکھ نہ سکے۔(۲)

آپؓ نہایت بردبار، عقلمند، عالمہ و فاضلہ، محدثہ اور فقیہہ تھیں۔ آپؓ سے کتب احادیث میں ''۱۰'' احادیث مروی ہیں۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں کنانہ، یزید بن معتب، علی بن حسین بن علی، مسلم بن صفوان، اسحاق بن عبداللہ بن الحارث وغیرہ شامل ہیں۔(۳)

حضرت صفیہؓ بہت سلیقہ شعار تھیں۔ کھانا نہایت عمدہ پکاتی تھیں۔ آنحضورﷺ سے بے حد پیار تھا۔ امیر معاویہ کے عہد میں رمضان ۵۰ ہجری میں ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔(۴)

۲۴. حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ:

کنیت سے مشہور ہیں۔ قریش کے خاندان ''بنو عبد شمس'' میں سے تھیں۔ نسب: ''ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس'' ہے۔ والدہ کا نام ''اروی بنت کریز'' ہے جنکا پہلا نکاح ''عفان بن ابی العاص'' سے ہوا۔ ان سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ عفان کے انتقال کے بعد انکا نکاح ''عقبہ بن ابی معیط'' سے ہوا۔ حضرت ام کلثومؓ اسی کی صلب سے تھیں۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اخیافی بہن ہیں۔ نامساعد حالات میں اسلام قبول کیا۔ اور صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت کی۔(۵)

یہاں آنحضورﷺ نے ان کو حضرت زید بن حارثہؓ سے بیاہ دیا۔ انکی شہادت کے بعد بالترتیب، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور عمرو بن العاصؓ سے نکاح ہوا۔ اس نکاح کے ایک ماہ کے بعد انہوں نے وفات پائی۔(۶)

۱- التبیین، ص- ۸۳،۸۲: کتاب المحبر، ص ۹۰: سیر اعلام النبلاء، ۲/ ۲۳۱-۲۳۸

۲- الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی باب غزوه خیبر، (حدیث:۴۲۱۱)ص،۷۱۵، السنن، لابوداؤد، کتاب الخراج باب ماجاء فی سهم الصیفی (حدیث:۲۹۹۵-۲۹۹۸) ص، ۴۳۸، الطبقات الکبریٰ، ۸/ ۳۰۵-۳۱۰

۳- الاستیعاب، ۴/ ۴۲۶، ۴۲۷: تهذیب، ۱۲/ ۳۸۰-۳۸۱، تاریخ الصحابة، ص ۱۳۹: العقد الفرید، ۴/ ۸۳: الجرح والتعدیل ۳/ ۱۲۸۹

۴- کتاب المحبر، ص ۹۰: تاریخ خلیفه، ص، ۸۲، سیر اعلام النبلاء، ۲/ ۲۳۱-۲۳۸

۵- الاصابة، ۸/ ۴۶۲، ۴۶۳: اسدالغابة، ۷/ ۳۸۶ ۶- الاصابة، ۸/ ۴۶۲، ۴۶۳

[illegible] سے ۱۰ احادیث روایات کی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت متفق علیہ ہے۔ آپ سے آپؓ کے دونوں بیٹے حمید اور ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت بیان کرنے کی سعادت حاصل کی۔ (۱)

۲۵. ام کرز الخزاعیہ ثم الکعبیہؓ:

آپؓ محدثہ صحابیہؓ ہیں۔ آپ کا تعلق بنو خزاعہ اور بنو کعب سے ہے۔ اس لیے آپؓ کو ام کرز الخزاعیہ ثم الکعبیہ لکھا گیا ہے۔ (۲) آپؓ حدیبیہ کے دن مسلمان ہوئیں۔ آپؓ سے عبداللہ بن عباسؓ، عطا بن ابی رباح، طاؤس، مجاہد، سباع بن ثابت اور عروہ بن زبیر روایت کرتے ہیں۔ (۳)

۲۶. سیدہ ام ہشامؓ بنتِ حارثہ بن النعمان:

سیدہ ام ہشام بنت حارثہ حافظہ ہیں۔ انہوں نے انصاری خواتین کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ ان سے چند احادیث مروی ہیں۔ ان سے ان کی بہن عمرہ، محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد، یحییٰ بن عبداللہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ (۴)

۲۷. حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ:

نام ونسب: ''خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ'' (۵) تھا۔ والدہ کا نام: ''فاطمہ بنت زائدۃ بن الاصم بن رواحۃ ......'' تھا۔ (۶) آپؓ رسول اکرم ﷺ کی سب سے پہلی زوجہ ہیں۔ شادی سے قبل بھی آپؓ کا معاشرے میں بلند مقام تھا۔ آپؓ کی پہلی شادی ''عتیق بن عائذ مخزومی'' جبکہ دوسری شادی ''ابوھالہ مالک بن نباش'' سے ہوئی۔ (۷) شوہر کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں۔ اس وقت انکی عمر ۴۰ سال جبکہ رسول اللہ ﷺ کی عمر ۲۵ سال تھی۔ (۸) رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں آنے کے بعد آپؓ نے اپنا سارا مال واسباب رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔ تختہ نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے حضرت خدیجہ کو ہی محرمِ راز بنایا۔ (۹) انہوں نے آپ ﷺ کو تسلی وتشفی دی اور مزید تسلی کے لیے آپ

۱- الاصابۃ، ۸/ ۴۶۲، ۴۶۳

۲- ایضاً

۳- تہذیب، ۱۲/ ۴۶۵: العقد الثمین، ۶/ ۴۶۱

۴- الطبقات الکبریٰ، ۸/ ۴۵۴، تہذیب، ۱۲/ ۴۳۰

۵- نسب قریش، ۱/ ۲۱: انساب الاشراف، ۲/ ۵۲۵: کتاب المحبر، ص، ۷۷ السیرۃ النبویۃ لابن اسحاق، ۱/ ۱۲۹

۶- السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۱/ ۲۲۶: نسب قریش، ۱/ ۲۱، الروض الانف، ۱/ ۳۲۴

۷- الروض الانف، ۱/ ۳۲۸، ابن سید الناس، عیون الاثر، ۱/ ۶۴

۸- الطبقات الکبریٰ، ۱/ ۱۳۲، محمد الغزالی، فقہ السیرۃ، ص، ۸۰

۹- الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الوحی، باب: کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ، (حدیث:۳) ص ۱، محمد علی قطب، زوجات النبی ﷺ ص ۹

ﷺ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں: انہوں نے آپ ﷺ کے نبی ہونے کی تصدیق کی۔ (۱)

تمام محدثین اور اہل سیر متفق ہیں کہ عورتوں میں مشرف بہ اسلام ہونے والی پہلی خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں۔(۲)

رسالت کی عظیم ذمہ داری ملتے ہی آپ ﷺ کی مشکل ترین زندگی کا آغاز ہوا۔ حالات کی تیز آندھیوں اور مخالفت کے خطرناک طوفانوں میں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ آپ ﷺ کے شانہ بشانہ اور قدم بہ قدم ساتھ رہیں۔ (۳)

وقت کے ساتھ ساتھ قریش مکہ کی سختیاں اور مظالم بڑھتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ محرم الحرام ۷ نبوی میں قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے خلاف ایک معاہدہ کیا کہ نہ تو وہ ان سے کوئی خرید و فروخت کریں گے۔ نہ شادی بیاہ کے معاملات طے کریں گے۔(۴) چنانچہ بنو ہاشم اور بنی عبدالمطلب شعب بن ہاشم میں محصور ہو گئے۔ یہ محاصرہ تین سال تک جاری رہا۔ حصار سخت تکلیف دہ تھا۔ ۱۰ نبوی میں قریش کے اندرونی باہمی اختلافات کی وجہ سے اس محاصرہ کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن اس محاصرے کی تکالیف و مصائب نے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی صحت پر بڑے اثرات مرتب کئے اور نکاح کے ۲۵ سال بعد ماہ رمضان ۱۰ نبوی میں ہجرت مدینہ سے تین سال قبل انتقال فرمایا(۵) آپ ﷺ ان کی قبر میں خود اترے اور اپنی غمگسار بیوی کو قبر کی آغوش میں رکھا۔ آپؓ کی قبر جنت المعلیٰ حجون میں ہے۔(۶)

حضرت خدیجہؓ کا شمار عقل، بزرگی، عزت و پرہیزگاری کے حوالے سے کامل ترین خواتین میں ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی تعریف میں رطب اللسان رہتے اور تمام امہات المومنین میں سے ان کو سب پر فضیلت دیتے تھے۔(۷)

حضرت خدیجہؓ پر حضرت جبرائیلؑ نے سلام بھیجا۔ (۸)

۱۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الوحی، باب : کیف کان بدء الوحی الی رسول الله، (حدیث:۳) ص ا، محمد علی قطب، زوجات النبی ﷺ ص ۹

۲۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۱/۲۷۷: کنز العمال، ۱۳/۲۹۸: سیر اعلام النبلاء، ۲/۱۱۲

۳۔ مصطفیٰ محمد الطحان، امہات المومنین فی مدرسۃ النبوۃ، ص ۔ ۳۷

۴۔ التبیین، ص ، ۱۲

۵۔ انساب الاشراف، ۲/۳۵: سیر اعلام النبلا، ۲/۱۱۷

۶۔ الطبقات الکبریٰ، ۸/۱۸، انساب الاشراف، ۱/۲۷۳: عمر رضا کحالہ، اعلام النساء، ۱/۳۳۱، یاقوت الحموی، حجون کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ مکہ سے بلند ایک پہاڑی کا نام ہے۔ جہاں حضرت خدیجہؓ دفن ہوئیں۔ (المعجم البلدان، ۲/۲۶۰)

۷۔ سیر اعلام النبلاء، ۲/۱۱۰: السمط الثمین، ص ، ۲۹، الاستیعاب، ۲/۲۸۴

۸۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی ﷺ خدیجۃ وفضلها رضی الله عنها۔ ص ۶۲۱، امہات المومنین فی مدرسۃ النبوۃ، ص،۳۹

... خیر نسائها مریم بنت عمران وخیر نسائها خدیجة بنت خویلد ﷺ (۱) کہہ کرنا صرف امتِ محمدی کی تمام خواتین پر فضیلت بخشی گئی بلکہ دنیا میں ہی ان کو جنت کی خوشخبری دی گئی۔ (۲)

۲۸. شفاؓ بنتِ عوف:

نام: ''شفاء'' نسب: ''شفا بنت عوف بن عبد بن الحارث بن زھرۃ'' والدہ کا نام ''سلمیٰ بنت عامر'' تھا۔ عوف بن عبد عوف زہری سے نکاح ہوا۔ ان سے عبدالرحمٰن بن عوف پیدا ہوئے جو اصحاب عشرہ مبشرہ میں سے ہیں (۳) شفاءؓ سابقین اولین کی جماعت میں سے ہیں۔ ہجرت کرنے والوں میں شامل تھیں۔ ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت چند دوسری خواتین کے علاوہ یہ بھی حضرت آمنہؓ کے پاس موجود تھیں۔ آنحضور ﷺ کی زندگی میں ہی انہوں نے وفات پائی۔ (۴)

۳۰. زینبؓ بنت ابی سلمہ:

ام المومنین حضرت ام سلمہ کی صاحبزادی ہیں۔ سلسلہ نسب: ''زینب بنتِ ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم القرشی......'' حضرت ام سلمہؓ کو ۴ ہجری میں جب ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔ تو حضرت زینبؓ ابھی شیر خوار تھیں (۵) سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد انکی شادی عبداللہ بن زمعہ بن اسود سے ہوئی۔ ۶۳ ہجری میں اپنے دو لڑکوں یزید بن عبداللہ اور کثیر بن عبداللہ کی شہادت کا صدمہ جانکاہ جھیلا اور ۷۳ ہجری میں وفات پائی۔ (۶)

حضرت زینبؓ بہت عالمہ، فاضلہ اور فقیہہ تھیں۔ آپؓ سے کتبِ احادیث میں ''۷'' احادیث مروی ہیں۔ آپؓ اپنی والدہ محترمہ ام سلمہؓ، سیدہ عائشہؓ، سیدہ زینبؓ بنت جحش اور حضرت ام حبیبہؓ سے روایت کرتی ہیں اور آپؓ سے روایت کرنے والوں میں آپؓ کے بیٹے ابوعبیدہ، محمد بن عمرو، حمید بن نافع مدنی، عراک بن مالک، عروہ بن زبیر ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، کلیب بن وائل اور ابوقلابہ الجرمی وغیرہ شامل ہیں (۷)

۳۰. ام خالدؓ بنتِ خالد:

آپؓ کا نام ''امت'' ہے۔ آپؓ خالد بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبدشمس'' کی صاحبزادی ہیں۔ آپؓ کی والدہ

۱- الجامع الصحیح للمسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل خدیجه، ص - ۱۰۶۹

۲- الجامع للترمذی، کتاب المناقب، باب فضل خدیجةؓ، ص ۸۷۵: اخبار مکه ۲/۲۰۵

۳- اسد الغابة، ۷/۱۶۳

۴- الاستیعاب، ۴/۴۲۴، ۴۲۵: الاصابة، ۸/۲۰۳

۵- الطبقات الکبریٰ - ۸/۱۳۲'۱۳۳

۶- نساء ''من عصر النبوة، ص - ۳۶۷-۳۷۱

۷- تهذیب، ۱۲/۳۷۲

...یہ بنت خلف بن اسعد بن عامر (۱) ہیں۔ خالد بن سعید اپنی بیوی کے ہمراہ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ حبشہ ہی میں ان کے ہاں امت بنتِ خالد پیدا ہوئیں۔ یہ حبشہ ہی میں رہیں حتیٰ کہ مہاجرین دو کشتیوں میں واپس آئے۔ اس وقت یہ بالغ و عاقل ہو چکی تھیں۔ (۲)

آپؓ سے کتبِ احادیث میں "۷" احادیث مروی ہیں۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں موسیٰ بن عقبہ، ابراہیم بن عقبہ وغیرہ شامل ہیں۔ (۳)

۳۱. حضرت ام ایوبؓ:

انکا اصل نام معلوم نہیں۔ "ام ایوب" کے نام سے مشہور تھیں۔ نسب: "قیس بن سعید بن قیس بن عمرو بن امرئ القیس ......" "خزرج" سے تعلق تھا۔ (۴) میزبان رسول ﷺ ابو ایوب انصاریؓ کی اہلیہ تھیں۔ ہجرت نبوی ﷺ سے قبل اپنے شوہر کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا۔ نبی کریم ﷺ نے مدینہ تشریف لانے کے سات ماہ بعد تک حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر قیام فرمایا۔ اس دوران حضرت ام ایوبؓ ہی کھانا تیار کرتی تھیں اور آپ ﷺ کی خدمت کرتی تھیں۔ ان سے چند احادیث مروی ہیں۔ ان کے سالِ وفات کے بارے میں کتبِ سیر خاموش ہیں۔ (۵)

۳۲. ام معبد خزاعیہؓ:

انکا اصل نام "عاتکہ بنتِ خالد" تھا۔ مگر کنیت "ام معبد" سے مشہور تھیں۔ نسب: "عاتکہ بنت خالد بن خلیف بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس ......" شوہر کا نام اکثم بن ابی خزاعی ...... تھا۔ دونوں کا تعلق بنو خزاعہ کی شاخ "بنی کعب" سے تھا۔ (۶) ام معبد بہت عالی حوصلہ، شریف اور مہمان نواز تھیں سفرِ ہجرتِ مدینہ کے دوران نبی کریم ﷺ نے ان کے خیمے میں قیام کیا اور گھر میں کوئی اور چیز موجود نہ ہونے کی وجہ سے ایک مریل سی بکری سے آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے دودھ دوہا۔ اور سب نے سیر ہو کر پیا۔ حضور ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اسکا شوہر جب گھر آیا اور دودھ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے نہایت تفصیل سے تمام واقعہ اور نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کیا۔ جو تمام تر جزئیات کے ساتھ تاریخ نے اپنے صفحات میں محفوظ رکھا ہے۔ (۷) ایک روایت کے مطابق انہوں نے اسی وقت اسلام قبول کیا اور دوسری روایت کے مطابق دونوں میاں بیوی ہجرت مدینہ کے بعد مدینہ پہنچے اور سعادتِ ایمان سے بہرہ مند ہوئے۔ یہ حضرت عمر بن خطاب رضی

۱- الطبقات الکبریٰ، ۸/۲۶۷، المستدرک، ۴/۲۲۴

۲- اعلام النساء، ۱/۳۱۳: الاصابۃ، ۸/۳۸۸

۳- الاصابۃ، ۸/۳۸۸

۴- الاستیعاب، ۴/۴۷۹، اسد الغابۃ، ۷/۲۹۱

۵- الاصابۃ، ۸/۳۶۲: درالسحابۃ، ص - ۵۵۸

۶- اسد الغابۃ، ۷/۱۸۰: الاصابۃ، ۸/۴۷۶، ۴۷۷

۷- الآحاد والمثانی، ص، ۶۸۲، ۳۸۳، مجمع الزوائد، ۹/۲۲۶

اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے تک زندہ رہیں۔ (۱)

۳۳. حضرت ام منذرؓ بنت قیس:

نام "سلمیٰ بنی مازن بن النجار" سے تعلق تھا، آپؓ "قیس بن عمرو بن عبید بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار" کی دختر اور "سلیط بن قیس بدری"، شہید جنگ جسر ابی عبید کی سگی بہن ہیں۔ والدہ: "رغیبۃ بنتِ زرارہ بن عدس بن حبید بن ثعلبہ" ہیں۔ (۲) آپؓ نے "قیس بن صعصۃ بن وھب بن عدیؓ" سے شادی کی۔ جس سے منذرؓ پیدا ہوئے۔ ام منذرؓ نے بھی مسلمان ہو کر نبی کریم ﷺ سے بیعت کی۔ (۳)

۳۴. حضرت کبشہ الصاریہؓ:

نام: "کبشہ، کبیشہ"، کنیت، "ام ثابت"، نسب: "کبشہ بنت ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید بن مناۃ......" (۴) قبیلہ خزرج سے تھیں۔ شاعرِ رسول ﷺ حسان بن ثابت کی بہن تھیں۔ انکا تعلق بنی مالک بن النجار سے تھا۔ انہیں حضور ﷺ سے بے حد پیار تھا (۵) ان سے بھی چند احادیث مروی ہیں۔ (۶)

۳۵. ام ایمنؓ:

نام "برکۃ"، کنیت، "ام ایمن" سلسلہ نسب: "برکۃ بنت ثعلبہ بن عمرو بن حسن بن مالک بن سلمۃ"۔ ابتدائی وطن حبشہ تھا۔ رسول اقدس ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی کنیز تھیں۔ (۷) انکا پہلا نکاح "عبید بن زید خزرجی" سے ہوا۔ دوسرا "زید بن حارثہؓ" سے جن سے "حضرت اسامہ بن زیدؓ" تھے۔ آپؓ کو نبی کریم ﷺ احترام سے "میری ماں" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ (۸) آپ ﷺ ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو ام ایمنؓ بے حد خوشی کا اظہار کرتیں۔ یہ انتہائی پاکیزہ سیرت، خوفِ خدا کی خوگر، روزے دار اور شب زندہ دار خاتون تھیں۔ (۹) واقعۂ افک پر انہوں نے برملا حضرت عائشہؓ

۱- تاریخ الصحابۃ، ص ۲۰۲؛ نساء من عصر النبوۃ، ص - ۶۳-۶۹، تاریخ مکۃ المشرفۃ، ص ۲۲۶،۲۲۵

۲- الطبقات الکبریٰ، ۸/ ۴۴۴،۴۴۵؛ الاستیعاب، ۴/ ۵۱۶، اسد الغابۃ: ۷/ ۳۸۸

۳- الاصابۃ، ۸/ ۴۸۰، مجمع الزوائد، ۹/ ۴۲۲، المعجم الکبیر، ۲۵/ ۹۹

۴- الاستیعاب، ۴/ ۴۶۰

۵- اسد الغابۃ، ۷/ ۲۴۰، المعجم الکبیر، ۲۵/ ۱۵

۶- تہذیب، ۱۲/ ۳۹۷

۷- الطبقات الکبریٰ، ۸/ ۳۶۱-۳۶۳، اسد الغابۃ: ۷/ ۳۵

۸- الاستیعاب ۴/ ۳۵۶، ۳۵۷؛ المستدرک، ۴/ ۷۰

۹- سیر اعلام النبلا ۲/ ۲۲۳-۲۲۷

[illegible] حضور ﷺ کی وفات پر بے حد سوگوار ہوئیں کئی غزوات میں شریک ہوئیں اور مالِ غنیمت میں سے حصہ پایا۔(۱) ان سے "۵" احادیث مروی ہیں۔(۲)

ابن حجر اور ذھبی کے قول کے مطابق نبی کریم ﷺ کی وفات کے ۵ ماہ بعد انہوں نے وفات پائی۔(۳)

۳۶. حضرت حلیمہ سعدیہؓ:

نام "حلیمہ"۔ نسب: "حلیمہ بنت عبداللہ بن حارث بن شجنۃ ابن ازام بن ناصرۃ بن سعد بن بکر بن ھوازن"(۴) شوہر کا نام "الحارث بن عبدالعزی بن رفاعۃ السعدیؓ"(۵) تھا۔

علماء کے نزدیک ان کے اسلام لانے میں کوئی شک نہیں۔ انہوں نے نا صرف اسلام قبول کیا بلکہ ہجرت بھی کی اور مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہیں۔

بعض روایات کے مطابق وہ حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں ہی وفات پا گئی تھیں۔(۶)

بچپن میں رضاعت کے لیے حضور ﷺ کو ان کے حوالے کیا گیا اور آپ ﷺ نے تقریباً بچپن ان کے ساتھ گزارا۔(۷)

۳۷. حضرت عزیزہؓ بنت ابی تجراۃ:

یہ "برّہ" اور "حبیبہ بنتِ ابی تجراۃ" کی بہن تھیں۔ بلاذری نے انکا ذکر کیا ہے۔(۸)

۳۸. حضرت ام الحصین الاسلمیہؓ:

صحابیاتؓ میں سے ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے "۷" احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے عیزار بن حریث اور یحییٰ بن الحصین روایت کرتے ہیں۔(۹)

۳۹. حضرت عمرۃؓ بنتِ عبدالرحمن:

یہ "عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار" کی دختر ہیں۔ والدہ: "سالمہ

۱- الاصابة، ۸/۳۵۸-۳۶۰، نساء من عصر النبوة، ص ۲۳-۲۵ .

۲- تهذيب، ۱۲/۴۰۸، كتاب الثقات، ۱/۲۹۹؛ مجمع، ۹/۴۱۸، ۴۱۹

۳- الطبقات الكبرى، ۸/۳۶۱-۳۶۳، تاريخ صحابه، ص ۲۹، كنز العمال، ۱۲/۲۲

۴- التبيين ص ۵۸، ۵۹، الاصابة، ۸/۸۸، ۸۷

۵- مجمع الزوائد، ۹/۴۱۹

۶- نساء من عصر النبوة، ص ۱۷

۷- مجمع الزوائد، ۹/۴۱۹، ابن الوردی، عمر بن مظفر، تاريخ ابن الوردی، ۱/۹۵-۹۶

۸- الاستيعاب، ۴/۲۳۹

۹- الطبقات الكبرى، ۸/۳۰۵، اعلام النساء، ۱/۲۶۶

... ہیں۔ آپ سے "عبدالرحمن بن حارثہ بن نعمان بن نفع بن زید بن عبید" نے شادی کی۔ جن سے ابوالرجال محمد بن عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔(۱)

عمرہ صاحب علم تھیں اور یہ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ سے روایت کرتی ہیں۔ جبکہ ان سے زہری، عبداللہ بن ابی بکر بن حزم اور یحییٰ بن سعید انصاری وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ یہ "کثیر الحدیث اور ثقہ" ہیں۔ ۱۰۶ ہجری میں وفات پائی۔(۲)

۴۰+۴۱. برہ بنت ابی تجراۃ العبدریۃ+ حبیبہ بنت ابی تجراۃ:

یہ دونوں بہنیں برہؓ اور حبیبہؓ شرف صحابیات سے بہرہ ور تھیں۔ زبیر کا کہنا ہے کہ بنی تجراۃ "کندہ" کی قوم میں سے تھے جو مکہ آئے۔ یہ بنی عبدالدار کی مولاۃ ہیں۔ انہوں نے حبشہ ہجرت کی ان کے والد "ابو تجراۃ ابن ابی فکیھہ" تھے۔ جنکا اصل نام یسار تھا۔(۳) ان سے چند احادیث مروی ہیں۔(۴)

۴۲. سراءؓ بنت نبہان:

انکا شمار محدث صحابیاتؓ میں ہوتا ہے۔ ان سے بھی چند احادیث مروی ہیں۔(۵)

۴۳. الشموسؓ بنت نعمان:

نام شموس، نسب: "الشموس بنت نعمان بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعۃ بن زید"۔(۶)

انکا تعلق انصار قبیلے سے تھا، والدہ کا نام: "سالمہ بنت مطرف بن الحارث بن زید" تھا انکی شادی "ابوسفیان بن حارث بن قیس" سے ہوئی۔ یہ مسلمان ہوئیں اور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت لی۔(۷)

۴۴. ام الضحاکؓ بنتِ مسعود:

محدث صحابیہؓ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت کی تھی۔ غزوۂ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئیں اور مالِ غنیمت میں حصہ پایا۔(۸)

۱- تهذيب الكمال، ۳۵/۲۴۱، تهذيب، ۱۲/۴۳۸، ۴۳۹

۲- تهذيب، ۱۲/۴۳۹، الذهبي، محمد بن احمد، الكاشف، ۳/۴۳۱

۳- تاريخ الصحابة، ص ۴۹، ۸۳: اسد الغابة ۷/۶۱، ۷/۳۶، العقد الثمين، ۶/۳۷۶، ۶/۳۷۳

۴- المستدرك، ۴/۴۳۸

۵- محمد سعيد مبيض، موسوعة حياة الصحابياتؓ، ص ۴۴۸

۶- الاصابة، ۴/۳۴۳

۷- الاستبصار، ص: ۳۵۵

۸- الاستبصار، ص ۲۴۵: الاصابة، ۴/۴۶۹

۴۵. ام سلیمان بن عمرو بن الاحواص الازدیه:

انکی کنیت "ام جندب" تھی۔ محدث صحابیہ ہیں۔ ان سے انکا بیٹا سلیمانؓ روایت کرتا ہے۔(۱)

۴۶. ام ابانؓ بنت الوذاع بن زارع:

یہ بھی محدث صحابیہؓ ہیں۔ وہ اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتی ہیں اور ان سے ابو داؤد روایت کرتے ہیں۔(۲)

۴۷. ام زیاد الاشجعیهؓ:

صحابیہؓ ہیں۔ ان سے رافع بن سلمہ بن زیاد اور حشرج بن زیاد روایت کرتے ہیں۔(۳)

۴۸. عائشةؓ بنتِ طلحه بن عبید الله:

انکی والدہ "ام کلثوم بنت الصدیق" تھیں۔ انہوں نے اپنی خالہ حضرت عائشہؓ سے حدیث کی سماعت کی ہے۔ یحیٰ بن معین نے ان کی توثیق کی ہے۔

۱۱۰ ہجری تک مدینہ میں زندہ رہیں۔(۴)

۴۹. صفیةؓ بنت شیبه بن عثمان حاجب الکعبة:

انکا تعلق "بنی کندہ" قوم سے تھا جو حبشہ سے ہجرت کر کے مکہ آئے۔(۵)

"تابعہ اور ثقہ" ہیں۔ ابن حبان نے صحابیاتؓ میں انکا تذکرہ کیا ہے۔(۶)

۵۰. فاطمةؓ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب. الهاشیمه المدنیه:

انکی والدہ "ام اسحاق بنتِ طلحہ" تھیں۔ انکی شادی "حسن بن الحسن بن علیؓ" سے ہوئی اور ان کے بعد عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے۔ ابنِ حبان نے ثقات میں انکا تذکرہ کیا ہے۔(۷)

۵۱. معاذةؓ بنتِ عبدالله العدویه:

نسب: "معاذہ بنتِ عبداللہ بن عمرو بن مرۃ بن قیس بن عدی.................." اور انکی کنیت "ام الصہباء" تھی۔ یہ بصرہ

۱- اسد الغابة، ۳۳۴/۷، ۳۳۵: الاصابة' ۱۸۸/۱۳

۲- اعلام النساء: ۲۲/۱

۳- الاصابة، ۲۱۴/۱۳، تهذیب، ۲۱۷/۱۲

۴- الکاشف، ۴۳۰/۳، موسوعة حیاة الصحابیات، ص ۵۷۳

۵- الاستیعاب، ۴۲۸/۴، الاصابة، ۲۱۳/۸

۶- تاریخ الثقات، ص ۵۲۰

۷- الکاشف، ۴۳۲/۳، تهذیب، ۴۴۲/۱۲، ۴۴۳

... فصاحت و بلاغت، تفقہ فی الدین اور زہد میں لاثانی تھیں، تمام دن رات عبادت میں گزارتی تھیں۔ ۴۰ سال تک انہوں نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف نہیں اٹھائیں۔ معاذہؓ نے حضرت عائشہؓ، ھشام بن عامرؓ۔ ام عمر بنت عبداللہ بن زبیر وغیرہ سے روایت کی ہے۔ جبکہ ان سے ابوقلابہ، قتادہ، یزید ارشد، عاصم الاحول وغیرہ نے روایت کی ہے۔ ''ثقہ حجت'' تھیں۔ ۸۳ھ میں وفات پائی۔ (۱)

۵۲. سمعیۃ البصریۃؓ:

یہ حضرت عائشہؓ سے اور ان سے ثابت البنانی روایت کرتے ہیں۔

۱۲۷ یا ۱۲۳ ہجری میں وفات پائی۔ (۲)

۵۳. بنانۃؓ بنت یزید العبشمۃ:

ان کو ''نبالۃ'' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتی ہیں۔ جبکہ ان سے عاصم الاحول نے روایت کی ہے۔ ۱۴۲ ہجری میں وفات پائی۔ (۳)

۵۴. حضرت سلمیؓ ام رافع:

یہ ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی خادمہ تھیں۔ گھریلو کام کاج اور بچوں کی تربیت میں حضرت خدیجہؓ کی مدد کیا کرتی تھیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے پر بے حد خوش ہوئیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگایا کرتی تھیں۔ (۴) غزوۂ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھیں (۵)

۵۵. حضرت ام عامرؓ والدہ ابی الطفیل بن واثلۃ:

یہ ''عامر بن واثلہ'' کی والدہ اور مشہور صحابی ''واثلہ بن عبداللہ'' کی زوجہ تھیں۔ ان سے بھی چند احادیث مروی ہیں۔ (۶)

۵۶. ام مالک الانصاریہؓ:

ام مالک الانصاریہ صحابیہؓ تھیں اور نبی کریم ﷺ کو تحائف بھیجا کرتی تھیں۔ ان سے تین احادیث مروی ہیں۔ (۷)

۱- الطبقات الکبری، ۸/۳۶۵؛ اعلام النساء، ۵/۲۰،۲۱، موسوعۃ حیاۃ الصحابیات، ص-۷۰۳، الکاشف، ۳/۴۳۵

۲- اعلام النساء، ص، ۲۶۱

۳- تہذیب الکمال، ۳۵/۱۳۸؛ اعلام النساء، ۱/۱۴۹

۴- محمود طلحہ جلی، المائۃ الاوائل من صحابیات الرسول، ص، ۳۱۸،۳۱۹

۵- الاستعیاب، ۴/۱۸۶۲، ۱۸۶۳

۶- الاصابۃ، ۸/۴۲۷، تقریب، ۲/۶۴۳

۷- اسد الغابۃ، ۷/۳۷۹، الکاشف، ۳/۴۴۴؛ موسوعۃ حیاۃ الصحابیات، ص ۱۹۵

۵۷. حضرت ام سعد بنت سعد الربیع:

انکا اصل نام "جمیلہ" تھا۔ بنی حارث بن الخزرج سے تعلق تھا۔ صحابیہ تھیں..........نسب: "ام سعد بنت الربیع بن ابی زہیر بن مالک......" والدہ کا نام "خلادہ بنت انس بن سنان" تھا۔ (۱)

۵۸. حضرت نفیسہؓ بنت منیہ:

نسب: "نفیسہ بنت امیہ بن ابی عبید بن ہمام بن الحارث بن بکر بن زید.............." اور والدہ "منیہ بنت جابر بن وھب بن نسیب بن زید بن مالک" ہے۔ مشہور صحابی "یعلی بن امیہ" کی بہن ہیں۔ نفیسہ نے اسلام کی سعادت حاصل کی اور حضور ﷺ سے حضرت خدیجہؓ کا نکاح کروانے میں اہم کردار ادا کیا۔ (۲)

۵۹. حضرت عمیرہؓ بنت عبداللہ بن کعب:

یہ مشہور صحابی اور شاعرِ رسول ﷺ "کعب بن مالک" اور "صحابیہ عمیرہ بنت جبیر بن صخر بن امیہ" کی پوتی ہیں۔ نسب: "عمیرہ بنت عبیداللہ بن کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین الانصاری" ہے۔ (۳)

۶۰. حضرت جہدمہؓ:

انکا یہ نام نبی کریم ﷺ نے بدل کی "لیلیٰ" رکھ دیا تھا۔ یہ "بشیر بن خصاصیہ" کی بیوی تھیں اور "بنی شیبان" سے انکا تعلق تھا۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ۲ یا ۳ احادیث روایت کی ہیں۔ (۴)

۶۱. حضرت فاطمہؓ بنت عبداللہ:

حضرت فاطمہ بنتِ عبداللہ عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ کی والدہ ہیں اور وہ آنحضور ﷺ کی ولادت کے وقت حضرت بی بی آمنہؓ کے پاس موجود تھیں۔ (۵)

۶۲. ام سالم الراسبیہؓ:

ام سالم بنت مالک الراسبیہ البصریہ، صحابیہ ہیں۔ ان سے بھی چند احادیث مروی ہیں۔ (۶)

۱- الاستیعاب، ۴/۴۶۵؛ اسد الغابۃ، ۷/۳۲۷؛ الاصابۃ، ۸/۴۰۱

۲- الطبقات الکبریٰ، ۸/۳۷۱؛ الاستیعاب، ۴/۴۷۱؛ اسد الغابۃ، ۷/۲۷۲؛ الاصابۃ، ۸/۳۳۶

۳- الطبقات الکبری، ۸/۴۳۸، التاریخ الکبیر، ۷/۱۰۵؛ تہذیب الکمال، ۱۵/۴۰۲

۴- الاستیعاب، ۴/۳۶۶، الاصابۃ، ۸/۷۲

۵- موسوعۃ حیاۃ الصحابیات، ص ۲۵۱، المواھب اللدنیہ، ۱/۱۲۷، الاستیعاب، ۴/۴۵۳

۶- الکاشف، ۳/۴۳۱، تہذیب، ۴/۴۹۷

باب سوم

حیات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مکی و مدنی دور) کے اہم پہلو

فصل اول: مکی دور

☆ اسلام سے قبل عرب کی مذہبی حالت

☆ تورات وانجیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی پیشن گوئیاں

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کی شرافت

☆ نسب اقدس

☆ پیدائش

☆ رضاعت

☆ عہد شباب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆ معاشی جدوجہد

☆ حضرت خدیجہؓ سے شادی

☆ قبل از اسلام شرک سے دوری

☆ قبل از بعثت علامات نبوت

☆ آغاز وحی

☆ تبلیغ اسلام اور قریش کے مظالم

☆ سفرِ طائف

☆ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی

فصل دوم: مدنی دور

☆ ہجرتِ مدینہ

☆ مسجد قبا کی تعمیر

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی

☆ غزوۂ خندق

☆ غزوۂ بنو قریظہ

☆ غزوۂ خیبر

☆ فتح مکہ

☆ عام الوفود

☆ حجۃ الوداع

☆ مرض الموت

☆ وصال

تعارف باب سوم

باب سوم میں صحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض یاب ہونے والی صحابیاتؓ کی ان روایات کو جمع کیا گیا ہے۔ جن سے آپ کی مکی اور مدنی زندگی پر روشنی پڑتی ہے۔ ان روایات کا پس منظر، وضاحت طلب باتوں کی تشریح، تخریج اور فصل کے اختتام پر روایت بیان کرنے والے تمام راویوں کے مختصر احوال، سالِ وفات، اور ان کا علم اسماء الرجال وجرح وتعدیل کے مطابق متعین درجہ بیان کیا گیا ہے۔

فصل اول: مکی دور

☆ اسلام سے قبل عرب کی مذہبی حالت

☆ تورات وانجیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی پیشن گوئیاں

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کی شرافت

☆ نسب اقدس

☆ پیدائش

☆ رضاعت

☆ عہد شباب نبوی

☆ معاشی جدوجہد

☆ حضرت خدیجہؓ سے شادی

☆ قبل از اسلام شرک سے دوری

☆ قبل از بعثت علامات نبوت

☆ آغاز وحی

☆ تبلیغ اسلام اور قریش کے مظالم

☆ سفر طائف

☆ حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے شادی

اسلام سے قبل عرب کی مذہبی حالت:

عرب کے تمام لوگ پہلے پہل دین ابراہیمی کے پیروکار تھے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے تھے ان میں دین ابراہیمی کے شعائر باقی تھے۔ مگر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد عمرو بن لحیی (۱) ملک شام گیا۔ تو اس نے وہاں بتوں کی پوجا ہوتے دیکھی کیونکہ ملک شام پیغمبروں کی سرزمین اور آسمانی کتابوں کی نزول گاہ تھی۔ چنانچہ وہ اس سے متاثر ہوکر ''ہبل'' نامی بت اپنے ساتھ لایا اور اسے خانہ کعبہ کے اندر نصب کر دیا۔ اہل مکہ اس پر لبیک کہتے ہوئے اس کے نقش قدم پر چل پڑے (۲) اس طرح عرب میں بت پرستی کا آغاز ہوا۔ رفتہ رفتہ اس بت پرستی نے اس قدر مقبولیت حاصل کر لی کہ بہت سے جانوروں کو ان بتوں کی نذر کر کے آزاد چھوڑ دیا جاتا۔

حدثنی محمد بن أبی یعقوب أبو عبدالله الکرمانی حدثنا حسان بن ابراهیم حدثنا یونس عن الزهری عن عروه ﴿ان عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم: رأیت جهنم یحطم بعضها بعضا ورأیت عمراً یجر قصبه وهو اوّل من سیب السوائب﴾ ؎

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دوزخ کو دیکھا کہ اپنے آپ کو کچل رہی تھی اور میں نے اس میں عمرو بن لحیی کو اپنی آنتیں کھینچتے ہوئے دیکھا۔ اس نے سب سے پہلے بتوں کے نام پر سانڈ چھوڑے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر، باب ماجاء الله من بحیرة ولا سائبة (حدیث:۴۶۲۴)، ص ۷۹۱

دینِ حنیف:

اسلام سے قبل عرب میں اگرچہ ہر طرف شرک کی تاریکیوں کا راج تھا مگر اس ماحول میں کچھ لوگ ایسے تھے جو توحید کے پرستار اور شرک بت پرستی سے بیزار تھے۔ ان ہی خوش نصیبوں میں زید بن عمرو بن نفیل (۳) سر فہرست ہیں۔ یہ

۱۔ **''عمرو بن لحیی بن قمعۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان''**، اس کا اصلی نام ''ربیعہ ابن حارثہ'' تھا۔ عرب کا مشہور قبیلہ خزاعہ اسی کی نسل سے ہے (معجم البلدان ذکر اللات، ۴/۵، عمر رضا کحاله، معجم قبائل العرب، ۱/۳۳۸)

۲۔ لات اور منات نامی بتوں کی پوجا بھی اہل عرب نے اسی کے ایماء پر شروع کی تھی۔ لات کے معنی ''ستو گھولنے والا'' ہے۔ یہ وہ شخص تھا جو حاجیوں کو ستو پلایا کرتا تھا۔ طائف میں بنو ثقیف نے اس کا بت بنا کر پرستش شروع کر دی۔ اور ''منات'' قدیم ترین بت تھا۔ جو بحیرہ احمر کے ساحل پر قدید کے قریب مشلل میں نصب تھا۔ (معجم البلدان، ذکر مناة، ۵/۲۰۴، ڈاکٹر شوقی عبدالخلیل، اٹلس سیرت نبوی، ص ۵۹)

۳۔ **''زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی''**، مشہور صحابی سعید بن زید کے والد تھے اور قبل از اسلام دین حنیف پر قائم تھے اور بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل وفات پا چکے تھے۔ (جمهرة انساب العرب، ص ۱۵۰، ۱۵۱: اسد الغابة ۲/۳۰۶، سیر اعلام النبلاء ۱/۱۳۴)

... چچا زاد بھائی تھے۔ اور دین حنیف (جو حضرت ابراہیم کا دین تھا) پر قائم تھے۔ یہ علی الاعلان شرک، بت پرستی سے انکار اور جاہلیت کی مشرکانہ رسوم و روایات سے نفرت کا اظہار کرتے تھے۔ نبوت سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زید بن عمرو بن نفیل سے خاص تعلق تھا کبھی کبھی ملاقات بھی ہو جایا کرتی تھی۔(۱)

قال الليث كتب الى هشام عن ابيه ﴿عن اسماء بنت ابى بكر رضى الله عنها قالت: رايت زيد بن عمرو بن نفيل قائماً مسنداً ظهره الى الكعبة يقول: يا معاشر قريش! والله ما منكم على دين ابراهيم غيرى و كان يحيى الموءودة يقول للرجل اذا اراد ان يقتل ابنته لا تقتلها أنا اكفيكها مئونتها فياخذها فاذا ترعرعت قال لأبيها ان شئت دفعتها اليك وان شئت كفيتك مئونتها﴾

حضرت اسما بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کعبہ سے اپنی پشت لگائے کھڑا ہوا دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے: "اے جماعت قریش! میرے علاوہ تم میں سے کوئی بھی دین ابراہیم پر نہیں ہے" اور وہ موودۃ (یعنی وہ نوزائیدہ لڑکی جسے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا) کو بھی بچا لیتے تھے وہ اس آدمی سے جو اپنی لڑکی کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا یہ فرماتے کہ اسے قتل نہ کرو اور میں تمہارے بجائے اس کی خدمت کروں گا تو وہ اسے (پرورش کے لیے) لے جاتے۔ جب وہ بڑی ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتے اگر تم چاہو تو میں یہ لڑکی تمہارے حوالہ کر دوں اور تمہاری منشا ہو تو میں ہی اس کی خدمت کرتا رہوں۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب مناقب الانصار، باب حديث زيد بن عمرو بن نفيل (حديث:۳۸۲۸) ص، ۶۴۲، الاصابة ۱/ ۵۶۹

تورات و انجیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی پیشن گوئیاں:

تورات (۲) اور انجیل (۳) میں نبی موعود کا تذکرہ وضاحت کے ساتھ موجود تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اہل کتاب ہر دور

۱۔ الجامع الصحيح للبخارى، كتاب مناقب الانصار، باب حديث، زيد بن عمر و بن نفيل (حديث:۳۸۲۸) ص، ۶۴۲، جمهرة انساب العرب، ص ۱۵۰، ۱۵۱، سير اعلام النبلاء، ۱/ ۱۲۷: الاصابة، ۱/ ۵۶۹

۲۔ تورات میں آپ کا تذکرہ ان الفاظ میں ہے۔

"خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے، یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے، میری مانند ایک نبی تیرے لیے برپا کرے گا تم اس کی سننا" (کتاب استثنا ۱۸:۱۵) ص۔ ۲۰۰

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کئی علامات اور خصوصیات بیان کیں۔ مثلاً "اب سے میں تم سے بہت باتیں نہ کروں گا، کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور اس کا مجھ میں کچھ نہیں" (یوحنا ۱۴: ۳۰، ص۔ ۱۲۰)

"لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں یہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ وکیل تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر میں جاؤں تو میں اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور صداقت اور عدالت کے بارے میں تقصیر وار ٹھہرائے گا"۔ (یوحنا ۱۶: ۷، ۸، ص ۱۲۱)

[illegible] انتظار میں ہم براہ رہے اور جب قصرِ نبوت کی تکمیل کے لیے نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنی اسماعیل میں پیدا کیا گیا۔ تو یہودیوں کے لیے قریش میں نبی موعود کی بعثت کا معاملہ سوہانِ روح بن گیا۔

اخبرنا علی بن محمد عن ابی عبیدة بن عبدالله بن ابی عبیدة بن محمد بن عمار بن یاسر وغیرہ عن هشام بن عروة عن ابيه ﴿عن عائشة قالت: سكن يهودی بمكة (۱) يبيع بها تجارات، فلما كان ليلة وُلد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، قال في مجلس من مجالس قريش: هل كان فيكم من مولود هذه الليلة؟ قالوا: لا نعلمه، قال: أخطات والله حيث كنت اكره، انظروا يا معشر قريش واحصوا ما أقول لكم: وُلد الليلة نبی هذه الامة أحمد الآخر، فان اخطاكم فبفلسطين، به شامة بين كتفيه سوداء صفراء فيها شعرات متواترات، فتصدع القوم من مجالسهم وهم يعجبون من حديثه، فلما صاروا فی منازلهم ذكروا لاهاليهم، فقيل لبعضهم وُلد لعبد الله بن عبدالمطلب الليلة غلام فسمّاه محمداً، فالتقوا بعد من يومهم فاتوا اليهودی فی منزله فقالوا: اعلمت انه ولد فينا مولود؟ قال: ابعد خبری ام قبله؟ قالوا: قبله واسمه احمد، قال: فاذهبوا بنا اليه، فخرجوا معه حتى دخلوا على امه، فاخرجته اليهم، فرای الشامة فی ظهره، فغشی على اليهودی ثم افاق، فقالوا: ويلک! مالک؟ قال: ذهبت النبوة من بنی اسرائيل وخرج الكتاب من ايديهم، وهذا مكتوب يقتلهم ويبز اخبارهم، فازت العرب بالنبوة، افرحتم يامعشر قريش؟ اما والله ليسطون بكم سطوة يخرج نبوها من المشرق الى المغرب﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

”مکہ میں ایک یہودی رہتا تھا جو وہیں تجارت کرتا تھا۔ جب وہ شب ہوئی جس میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو اس نے قریش کی ایک مجلس میں کہا: کیا آج کی شب تم لوگوں میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہمیں اس کا علم نہیں ہے اس نے کہا: میں نے غلطی کی، واللہ جہاں میں ناپسند کرتا تھا (وہیں ولادت ہوئی) اے گروہ قریش! دیکھو جو میں تم سے کہتا ہوں اس کی جانچ کرو۔ آج کی شب کو اس امت کے نبی احمد، جو سب سے آخر میں پیدا ہوئے ہیں۔ اگر میں غلطی کرتا ہوں تو

۱۔ مکہ مکہ کا قدیم نام ”بکہ“ ہے۔ (آل عمران۔۳:۹۶) پہلا متبرک گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا وہ مکہ تھا۔ یہ شہر شام کے مشرق میں جدہ سے تقریباً ۶۴ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اس کو ”بلد الامین، بیت العتیق اور بیت الحرام“ بھی کہا جاتا ہے۔ (معجم البلدان، ۵/۱۸۱، ۱۸۲، اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۷۹)

"... میں (پیدا) ہوئے ہیں۔ ان کے دونوں شانوں کے درمیان ایک سیاہ و زرد مسا ہے۔ جس میں برابر بال ہیں" ساری قوم اپنی نشست گاہ سے منتشر ہوگئی اور وہ لوگ اس کی بات پر تعجب کر رہے تھے۔ جب یہ لوگ اپنے گھر گئے تو انہوں نے اپنے گھر والوں سے اس کا تذکرہ کیا۔ ان میں سے بعض کو کہا گیا کہ آج کی شب کو عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس کا نام انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا ہے۔ اس روز کے بعد یہ سب لوگ ملے اور اس یہودی کے پاس گئے۔ اس سے کہا "کیا تمہیں علم ہے کہ ہمارے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔" اس نے پوچھا میری خبر دینے سے پہلے یا بعد میں۔ انہوں نے کہا پہلے اور اس کا نام احمد ہے۔ اس نے کہا مجھے اس (بچے) کے پاس لے چلو۔ پس وہ سب اس یہودی کے ہمراہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کے پاس آئے۔ انہوں نے اس بچے کو ان لوگوں کے پاس باہر بھیج دیا۔ اس یہودی نے وہ مسا بچے کی پیٹھ پر دیکھا۔ تو اس پر غشی طاری ہوگئی۔ افاقہ ہوا تو لوگوں نے کہا کہ تیری بربادی تجھے کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا: بنی اسرائیل سے نبوت چلی گئی اور کتاب الٰہی (بھی) ان کے ہاتھوں سے نکل گئی۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کو قتل کرے گا اور ان کے احبار پر غالب آ جائے گا۔ عرب نبوت پر فائز ہوئے۔ اے گروہ قریش! کیا تم خوش ہوئے۔ خبردار! واللہ وہ تم کو ایسا غلبہ دے گا جسکی خبر مشرق سے مغرب تک جائے گی"۔

تخریج:

الطبقات الكبرى، ۱/۷۷-۷۸، المستدرك میں اس کی سند یہ ہے "ابو محمد عبدالله بن جعفر، ثناء يعقوب بن سفيان، ثناء ابو غسان محمد بن يحيىٰ الكنانى، حدثنى ابى، عن ابن احساق قال: كان هشام بن عروه يحدث عن ابيه عن عائشة" اور حاکم نیشاپوری آخر میں لکھتے ہیں۔ "هذا احديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه" (۲/۲۵۷) جبکہ ذھبی لکھتے ہیں: "صحيح (قلت) لا" تلخيص المستدرك ۲/۲۰۲، ابن الجوزى، الوفا باحوال المصطفىٰ، ص، ۵۰، سبل الهدىٰ، ۱/۳۳۹: المواهب اللدنيه، ۱/۱۳۰-۱۳۱، الديار البكرى، محمد بن الحسن، تاريخ الخميس، ۱/۱۹۷

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کی شرافت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باری تعالیٰ نے حسب ونسب کے اعتبار سے نجیب الطرفین اور شریف النسب پیدا

... مت اور عفت وعصمت کا بہترین نمونہ تھا۔ آپ کے ددھیال وننھیال کے آباؤ اجداد نیک نامی میں مراجع انام رہے۔ آپؐ کے والد محترم حضرت عبداللہ کے اخلاق حمیدہ، اوصافِ جمیلہ اور پاکبازی کا پورے مکہ میں شہرہ تھا۔

ں عمر بن محمد بن جعفر قال ثنا ابراهيم بن السندى ثناء النضر بن سلمة قال ثنا احمد بن محمد بن عبدالعزيز عن ابيه قال حدثنى ابن شهاب عن ابى بكر بن عبدالرحمن ﴿عن ام سلمة و عامر بن سعد عن ابيه سعد قال: اقبل عبدالله بن عبدالمطلب ابو رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم وكان فى بناء له وعليه اثر الطين والغبار فمر بامرأة من خثعم وقال عامر بن سعد عن ابيه فيحديثه فمر بليلى العدوية فلمارأته ورأت ما بين عينيه دعته الى نفسها وقالت له ان وقعت بى فلك مائة من الابل فقال لها عبدالله بن عبدالمطلب حتى اغسل عنى هذا الطين الذى على وارجع اليك فدخل عبدالله بن عبدالمطلب على آمنة بنت وهب فواقع بها فحملت برسول الله صلى الله عليه و آله وسلم الطيب المبارك ثم رجع الى الخثعمية وقال عامر الى ليلى العدوية فقال هل لك فيما قلت قالت: لا ياعبدالله قال: ولم قالت: لانك مررت بى وبين عينيك نورثم رجعت الى وقد انتزعته آمنة بنت وهب منك فحملت آمنة برسول الله صلى الله عليه و آله وسلم﴾

حضرت ام سلمہؓ اور عامر بن سعد اپنے والد سعدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد عبداللہ اپنا مکان تعمیر کر رہے تھے۔ آپ ادھر سے واپس آئے چہرے پر گردو غبار تھا (یمنی قبیلہ) بنوخثعم کی ایک عورت کے پاس سے گزرے اور روایت عامر بن سعد میں ہے کہ لیلیٰ عدویہ پر آپ کا گزر ہوا۔ اس نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور دیکھا۔ تو جنسی خواہش کی تکمیل کی دعوت دی اور کہا: ''اگر آپ میری خواہش پوری کر دیں تو میں آپ کو سو اونٹ دوں گی۔'' آپ نے کہا میں نے ابھی غسل کرنا ہے پھر تیری بات سنوں گا اس کے بعد حضرت عبداللہ اپنی زوجہ آمنہ بنت وہب کے پاس گئے اور ان سے مباشرت فرمائی اور یوں حضرت آمنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاکیزہ وجود سے حاملہ ہوگئیں۔ بعد ازاں حضرت عبداللہ کا اس خثعمی عورت پر اور بقول عامر بن سعد

... آپ فرماتے ہے: کیا تیری خواہش باقی ہے؟ کہنے لگی اے عبداللہ! نہیں!! فرمایا کیوں؟ کہنے لگی اس لیے کہ جب آپ پہلی مرتبہ میرے پاس سے گزرے تھے تو اس وقت آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان نورِ نبوت چمک رہا تھا اب جو آپ واپس آئے ہیں تو وہ نور آمنہ بنتِ وھب نے آپ سے لے لیا ہے۔ پس حضرت آمنہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ وجود سے حاملہ ہو گئیں۔" (۱)

تخریج:

دلائل النبوۃ (ابونعیم) ۱/۳۸، شرف المصطفیٰ ۱/۳۴۵ میں پوری سند موجود نہیں۔ بلکہ یہ روایت "رُوِی عن ام سلمۃ" (صیغہ مجہول) میں موجود ہے اور السیرۃ النبویۃ، ابن ہشام ۱/۱۶۵ میں یہ روایت ابن اسحاق بن یسار سے مروی ہے۔ تاریخ الخمیس، ۱/۱۸۴

نسب اقدس

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلۂ نسب شرافت، نجابت اور عزت و نیک نامی کا مظہر ہے۔ آپؐ کے سلسلۂ نسب میں وہ تمام محترم اور نامور بزرگ ہیں۔ جو اپنے اپنے دور میں قائد رہے۔ آپؐ کا نسب مبارک یہ ہے:

﴿محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ھاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ ابن کعب بن لؤی بن غالب بن فھربن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان﴾ (۲)

آپؐ کا تعلق قبیلہ مضر سے تھا جو مسلمان قبیلہ تھا۔ (۳)

۱۔ محمد ادریس کاندھلوی اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں "یہ روایت دلائل ابی نعیم میں چار طریقوں اور طبقات ابن سعد میں تین طریقوں سے مذکور ہے۔ جس کے بعض راوی ضعیف بھی ہیں۔ لیکن جو روایات اس قدر مختلف طریقوں سے مروی ہو بالفرض اس روایت کی ہر سند کا ہر راوی بھی فرداً فرداً ضعیف ہو تب بھی محدثین کے نزدیک مقبول ہے۔ مختلف طریقوں سے مروی ہونے کی وجہ سے حسن لغیرہ کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ چہ جائیکہ جس روایت کے صرف بعض راوی ضعیف ہوں اور روایت مختلف طریقوں سے مروی ہو۔ اس کے مقبول اور معتبر ہونے میں کیا تردد ہو سکتا ہے یہ روایات تاریخ طبری میں بھی سند کے ساتھ مذکور ہے (۲/۱۷۴) جس کے اکثر راوی بخاری کے راوی ہیں۔ (سیرت المصطفیٰ، ۱/۴۰، ۴۱)

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (باب ۲۸) ص، ۲۳۶: التاریخ الکبیر، ۱/۵، السیرۃ النبویۃ لابن اسحاق، ۱/۱۷: الطبقات الکبری، ۱/۲۳، ۲۴، البدء والتاریخ، ۲/۴۴ الاستیعاب، ۱/۱۳۳: التبیین ،ص ۵۵: الانساب للسمعانی، ۱/۲۴: شذرات الذھب، ۱/۱۵

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لا تسبوا مضرو ربیعۃ فانھما قد اسلما، یعنی مضر اور ربیعہ (قبیلے) کو برا بھلا مت کہو کیونکہ وہ دونوں مسلمان تھے۔ (انساب الاشراف، ۱/۳۷)

قیس بن حفص حدثنا عبدالواحد حدثنا کلیب بن وائل قال ﴿حدثتنی ربیبة النبی صلی الله علیه وآله وسلم زینبؓ بنت ابی سلمة قال: قلت لها أرایت النبی صلی الله علیه وآله وسلم أکان من مضر؟ قالت فممن کان انا من مضر من بنی النضر(۱) بن کنانة(۲)﴾

''کلیب بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے زینبؓ بنت ابی سلمہ ربیبہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا کہ میں نے ان سے دریافت کیا تھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مضر کے قبیلہ میں سے تھے یا کسی اور قبیلہ میں سے؟ انہوں نے کہا ہاں! قبیلہ مضر میں سے تھے جو نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہے''۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب، باب المناقب (حدیث:۳۴۹۱) ص، ۵۸۸: المستدرك، ۲/ ۶۶۱، میں ایسی ہی روایت محمد بن صالح بن مانی، سری ابن خزیمہ اور عفان سے مروی ہے۔ عبدالواحد سے آگے سند یہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب اقدس پر مزید روشنی ام سلمہؓ کی اس روایت سے پڑتی ہے۔

قال عبدالعزیز: وحدثنی موسیٰ بن یعقوب الزمعی. من بنی اسد بن عبدالعزی. قال: اخبرنی عمی ابولحویرث، عن ابیه، ﴿عن ام سلمة: زوج النبی صلی الله علم وسلم، قالت: سمعت رسول الله، صلی الله علیه وآله وسلم، یقول: "معد بن عدنان، بن أدد، بن زند بن یری، بن اعراق" فقالت ام سلمة، فمعد: معد، وعدنان: عدنان، وأدد: أدد، وزند: همیسع، ویری: نبت، واسماعیل بن ابراهیم: أعراق الثری﴾

''ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ معد بن عدنان بن ادد، بن زند، بن یری، بن اعراق، ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ معد کو معد، عدنان، عدنان اور ادد، ادد

۱۔ نضر، ان کے چہرے کی نضرت (تروتازگی) اور خوبصورتی کے باعث ان کا یہ نام پڑا۔

جمہور نسابین کا اعتقاد اس بات پر ہے کہ نضر بن کنانہ بن خزیمہ.......... معد بن عدنان ہی ابا قریش ہے اور نضر بن کنانہ کی والدہ کا نام ''برہ بنت مر بن اد بن طابخہ'' تھا۔ جو تمیم بن مر کی بہن تھیں۔ (نسب قریش، ص، ۱۰، الطبقات الکبریٰ، ۱/ ۶۶، معجم قبائل العرب القدیمة والحدیثة، ۳/ ۹۴۷ — ۹۵۰، محمد احمد جاد، ایام العرب فی الجاهلیة، ص ۳۲۳)

۲۔ کنانہ کے معنی ہیں ''ترکش'' کنانہ ترکش کی طرح اپنی قوم کے لیے پردہ اور مامن تھے۔ یہ بہت معزز اور علم وفضل والے تھے۔ (اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص، ۵۱)

... ابن ابراہیم و "اعرابی اعرابی" کہا گیا ہے۔

تخریج:

دلائل النبوۃ (البیہقی)، ۱/۱۷۷، ۱۷۸: الروض الانف، ۱/۳۲، میں یہ روایت موسیٰ بن یعقوب سے مروی ہے، آگے سند یہی ہے۔

پیدائش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے ساتھ بہت سے معجزات منسوب کئے جاتے ہیں۔ مثلاً

وروی ابو نعیم عن عبدالرحمن بن عوف (۱) رضی اللہ تعالیٰ عنہ ﴿عن امہ الشفاء بنت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: لما ولدت آمنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقع علی یدی فاستھل، فسمعت قائلاً یقول: رحمک اللہ او رحمک ربک فاضاء ما بین المشرق والمغرب حتی انی نظرت الی بعض قصور الروم. قالت: ثم ألبسته وأضجعته فلم أنشب أن غشیتنی ظلمة ورعب وقشعریرة عن یمینی فسمعت قائلاً یقول: أین ذھبت بہ. قال: الیٰ المغرب واسفر عنی ذلک ثم عاودنی ذلک الرعب والقشعریرة عن یساری فسمعت قائلاً یقول: أین ذھبت بہ؟ قال: الی المشرق. قالت: فلم یزل الحدیث منی علی بال حتی بعثہ اللہ تعالیٰ﴾

حضرت شفا بنت عمر بن عوفؓ فرماتی ہیں:

"جب حضرت آمنہؓ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنم دیا تو آپؐ میرے ہاتھوں پر تشریف لائے۔ آپؐ نے کچھ گریہ کیا۔ تو میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا کہ اللہ آپؐ پر رحمت کرے۔ یا تیرا رب تجھ پر رحمت کرے۔ پس اس وقت مشرق سے مغرب تک سب کچھ روشن ہوگیا اور میں نے روم کے محلات دیکھ لیے"۔

مزید فرماتی ہیں:

"پھر میں نے آپ کو لباس پہنایا اور بستر پر لٹا دیا۔ کچھ لمحوں کے بعد مجھ پر تاریکی اور رعب وخوف طاری ہوگیا۔ پھر میرے دائیں طرف روشنی ہوئی۔ پس میں سنا کوئی پوچھ رہا تھا "تم انہیں کہاں لے

۱۔ "عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زھرۃ بن کلاب"، (م ۳۲ھ) انکی کنیت "ابو محمد الزھری" تھی۔ انکی والدہ "شفا بنت عوف" تھیں۔ عام الفیل کے دس برس بعد پیدا ہوئے۔ دونوں ہجرتیں کیں۔ عہد جاھلیہ میں ان کا نام "عبدالکعبہ" تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ غزوات میں شریک ہوئے۔ عشرہ مبشرہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ (تھذیب الکمال، ۱۷/۳۲۴-۳۲۹)

... کر جب میں نے آپ کو قریب کر لیا تھا۔ پھر مجھ پر بائیں طرف سے تاریکی اور رعب طاری ہوا۔ پھر روشنی ہوئی اور میں نے کسی کی آواز سنی: تم انہیں کہاں لے گئے تھے؟ کہا: میں اسے مشرق لے گیا تھا۔ وہ فرماتی ہیں۔ یہ واقعہ ہمیشہ میرے دل میں تازہ رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا رسول بنا کر مبعوث فرمایا"۔

تخریج:

١. سبل الهدى، ١/٣٤٤، دلائل النبوة (ابونعيم)، ١/٤٠ (فكنت فى اول الناس اسلاماً) کا اضافہ ہے۔ اس میں سند اس طرح ہے "عمر بن محمد بن جعفر قال ثنا ابراهيم بن السندى قال ثنا النضر بن سلمة قال ثنا احمد بن محمد بن عبدالعزيز الزهرى عن ابيه محمد بن عبدالعزيز الزهرى و عبدالرحمن بن حميد بن عبدالرحمن بن عوف كلاهما يحدثان عن حميد بن عبدالرحمن بن عوف عن ابيه عبدالرحمن بن عوف"۔ الوفاء، ص ٩١، المواهب اللدنيه، ١/١٣٠

پیدائش سے متعلق معجزات میں سے ایک روایت حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہؓ سے مروی ہے:

واخبرنا محمد بن عبدالله الحافظ، قال: حدثنا محمد بن اسماعيل، قال: حدثنا محمد بن اسحاق، قال: حدثنا ابو [بشر] مبشر ابن الحسن، قال: حدثنا يعقوب بن محمد الزهرى، قال: حدثنا عبدالعزيز ابن عمران، قال: حدثنا عبدالله بن عثمان بن ابى سليمان بن جبير بن مطعم، عن ابيه، عن ابن ابى سويد الثقفى، عن عثمان بن ابى العاص(١)، قال: ﴿حدثتنى امى(٢): انها شهدت ولادة آمنة بنت وهب رسول الله، صلى الله عليه وآله وسلم ليلة ولدته، قالت: فما شى انظر اليه فى البيت الا نور، وانى

---

١. **"عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ"**، (م ٥١ھ) عثمان بن ابی العاص ثقفی وفد ثقیف کے ساتھ خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو طائف کا عامل مقرر فرمایا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت تک برابر طائف کے عامل رہے۔ پھر ۱۵ھ میں حضرت عمرؓ نے بجائے طائف کے عمان اور بحرین کا عامل مقرر فرمایا۔ قبیلہ ثقیف کو مرتد ہونے سے عثمان بن ابی العاصؓ نے بچایا اور اس وقت اپنی قوم کو مخاطب کر کے یہ فرمایا کہ اے ثقیف! تم سب سے آخر میں اسلام لائے۔ لہٰذا سب سے پہلے پھرنے والے نہ بنو۔ اخیر عمر میں عثمانؓ نے بصرہ کی سکونت اختیار کی اور حضرت معاویہ کے زمانے خلافت ٥١ھ یا ٥٥ھ میں بصرہ ہی میں انتقال فرمایا۔ (الاستيعاب، ٣/١٥٣ : اسدالغابة، ٣/٣٧٣)

٢. تمام کتب میں **"عثمان بن ابی العاص کی والدہ"** کا نام مذکور نہیں ہے۔ البتہ الاصابة (٤/٣٨٣) اور شرح مواهب اللدنيه (١/٢٧) میں ان کی والدہ کا نام **"فاطمہ بنت عبداللہ"** مذکور ہے اور موسوعة حياة الصحابيات، ص، ٦٥١ پر ان کا تذکرہ موجود ہے۔

النجوم تدنو حتی انی لاقول: لیقعن علی﴾

عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت ہے کہ مجھے میری والدہ نے بتلایا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی رات انکی والدہ آمنہ بنت وھب کے پاس موجود تھیں (جب ان پر ولادت کا وقت ہوا) وہ کہتی ہیں مجھے ہر طرف گھر میں نور ہی نور نظر آ رہا تھا۔ اور جب میں نے ستاروں کی طرف دیکھا تو وہ میری طرف جھکنے لگے۔ یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ یہ مجھ پر آ گریں گے"۔

تخریج:

"دلائل النبوة (البیهقی)، ۱/ ۱۱۰، ۱۱۱، "الآحاد المثانی، ص ۶۳۱: میں یہ حدیث محمد بن یحیٰ ابوعمرو الباھلی سے مروی ہے "دلائل النبوة (ابو نعیم) ۱/ ۴۰۔ اس میں "فلما وضعت خرج منها نور اضاء له البیت والدارحتی جعلت لااری الانور" کا اضافہ ہے: (تاریخ الخمیس، ۱/ ۲۰۳، سبل الهدی ۱/ ۳۴۔ میں بھی یہی اضافہ ہے، مجمع الزوائد، ۸/ ۲۰۳)

رضاعت

پیدائش کے بعد سب سے پہلے آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ نے تقریباً سات روز تک دودھ پلایا۔ اس کے بعد چند دنوں تک ابولہب کی لونڈی ثویبہ (۱) نے دودھ پلایا۔ اس وقت ثویبہ کی گود میں ان کا بیٹا مسروح تھا۔

اخبرنا محمد بن احمد بن الحسن قال ثناء الحسن بن الجهم قال ثنا الحسین بن الفرج قال ثناء محمد بن عمر الواقدی قال حدثنی موسی بن شیبة ﴿عن عمیرة بنت عبدالله بن کعب بن مالک عن عزیزة بنت ابی تجراة قالت: اول من ارضع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ثویبة مولاة ابی لهب بلبن ابن لها یقال له مسروح ایا ماقبل ان تقدم حلیمة وکانت قدار ضعت قبله حمزة بن عبدالمطلب وارضعت بعده اباسلمة بن عبد الاسد المخزومی﴾

"عزیزہ بنت ابی تجراۃ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا۔ کیونکہ وہ اپنے بیٹے مسروح کے پیدا ہونے کی وجہ سے اپنی چھاتی میں دودھ

۱۔ "ثویبہ" ابولہب کی لونڈی تھیں۔ قیامِ مکہ کے دوران جب بھی وہ آپؐ سے ملنے آتیں۔ تو آپؐ اور حضرت خدیجہؓ ان کی بے حد تکریم کرتے۔ ہجرت کے بعد بھی آپؐ اپنی اس رضاعی ماں کے بارے میں جو مکہ میں تھیں۔ اکثر دریافت فرماتے رہتے اور تحفے بھی بھیجتے۔ ۷ھ میں خیبر سے واپسی پر آپ کو ان کی وفات کی خبر ملی۔ ان کا بیٹا مسروح پہلے ہی وفات پا چکا تھا۔ ان کے اسلام لانے کے بارے میں اختلاف ہے۔ (الطبقات الکبریٰ ۱/ ۵۱، الاصابة ۸/ ۶۰)

... حلیمہ سعدیہ کے آنے سے چند دن پہلے کی بات ہے۔ ثویبہ نے آپ سے پہلے (آپؐ کے چچا) حضرت حمزہؓ کو بھی دودھ پلایا تھا اور آپؐ کے بعد ابو سلمہ بن عبدالاسد مخزومی کو پلایا''۔

تخریج:

دلائل النبوۃ (ابونعیم) ۱/۴۷؛ الطبقات الکبری، ۱/۵۱ (محمد بن عمر بن واقد، موسیٰ بن شیبہ سے روایت کرتے ہیں)؛ الاصابۃ، ۸/۲۰؛ انساب الاشراف، ۱/۱۰۲

عرب کے شہری باشندوں کا یہ دستور تھا کہ امراض سے دور رکھنے اور خالص عربی زبان سکھانے کی خاطر اپنے بچوں کو بدوی عورتوں کے سپرد کر دیا کرتے تھے۔ آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کو رضاعت کی خاطر حضرت حلیمہؓ بنت ابی ذویب کے حوالے کیا:

قال ابن اسحاق: وحدثنی جهم بن ابی جهم مولی الحارث بن حاطب الجمحی، عن عبدالله بن جعفر بن ابی طالب، اوعمن حدثه عنه (۱) قال: ﴿كانت حليمة بنت ابی ذويب السعدية. ام رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم التی ارضعته، تحدث: انها خرجت من بلدها (۲) مع زوجها، وابن لها صغير ترضعه فی نسوة من بنی سعد بن بكر، تلتمس الرضاء. قالت: وذلك فی سنة شهباء، لم تبق لنا شيئا. قالت: فخرجت علی أتان لی قمراء، معنا شارف لنا، والله تبض بقطرة، ومانتام لی لنا اجمع من صبينا الذی معنا، من بكائه من الجوع، ما فی ثدی ما يغنيه، وما فی شارفنا ما يغذيه. قال ابن هشام: ويقال: يغذيه. ولكنا كنا نرجو الغيث والفرج فخرجت علی اتانی تلك فلقد ادمت بالركب حتی شق ذلك عليهم ضعفا وعجفاً، حتی قدمنا مكه نلتمس الرضاء، فما منا امرأة الاوقد عرض عليها رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم افتاء باه، اذ قيل لها انه يتيم، وذلك انا انما كنا نرجو المعروف من ابی الصبی، فكنا نقول: يتيم! وما عسی ان تصنع امه وجده! فكنا نكرهه لذلك، فما بقيت امراة قدمت معی الا اخذت رضيعاً غيری، فلما أجمعنا الانطلاق قلت لصاحبی: والله انی لاكرة ان ارجع من بين صواحبی

۱۔ اس حدیث میں **''عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اوعمن حدثه عنه''** کے الفاظ قابلِ غور ہیں، جہم کا اس روایت کا خود عبداللہ بن جعفر سے سننا یقینی نہیں۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ عبداللہ بن جعفر یا کسی نے ان سے سن کر مجھ سے کہا، معلوم نہیں ''وہ'' کون تھا؟ اور کیسا تھا؟ جبکہ ذہبی ''جہم'' کے بارے میں لکھتے ہیں۔ **''لا یعرف''** (میزان الاعتدال، ۲/۱۵۹)

۲۔ حضرت حلیمہؓ کا تعلق **''شطمہ''** نامی پہاڑی گاؤں سے تھا۔ جو سڑک کے راستے مکہ سے تقریباً ۱۵۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ (اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص، ۹۸)

[illegible] والله لاذهبن الی ذلک الیتیم فلاخذنه: قال: لاعلیک ان تفعلی، عسی الله ان یجعل لنا فیه برکۃً، قالت: فذهبت الیه فاخذته وما حملنی علی اخذه الا انی لم اجد غیره. قالت: فلما اخذته، رجعت به الی رحلی، فلما وضعة فی حجری اقبل علیه ثدی ای بماشاء من لبن، فشرب حتی روی، وشرب معه اخوه حتی روی، ثم ناما، وما کنا ننام معه قبل ذلک، وقام زوجی الی شارفنا تلک، فأذا انها لحافل، فحلب منها ما شرب، وشربت معه حتی انتهینا ریا وشبعاً فبتنا بخیر لیلۃ، قالت: یقول صحبی حین اصحبنا: تعلمی والله یاحکیمۃ، لقد اخذت نسمۃ مبارکۃ. قالت: فقلت: والله انی لأرجو ذلک قالت: ثم خرجنا ورکبت (انا) أتانی، وحملته علیها معی، فوالله لقطعت بالرکب ما یقدر علیها/شیء من حمرهم، حتی ان صواحبی لیقلن لی: یابنۃ ابی ذویب، ویحک! اربعی علینا، ألیست هذه اتانک التی کنت خرجت علیها؟ فاقول لهن: بلی والله، انها لهی هی: فیقلن: والله ان لها لشاناً. قالت: ثم قدمنا منازلنا من بلاد بنی سعد وما اعلم ارضاً من ارض الله اجدب منها، فکانت غنمی تروح علی حین قدمنا به معنا شباعاً لبناً، لبناً، فنحلب ونشرب، وما یحلب انسان قطرۃ لبن، ولا یجدها فی ضرع، حتی کان الحاضرون من قومنا یقولون لرعیانهم: ویلکم اسرحوا حیث یسرح راعی بنت ابی ذویب، فتروح اغنامهم جیاعاً ماتبض بقطرۃ لبن، وتروح غنمی شباعاً لبناً، فلم نزل نتعرف من الله الزیادۃ والخیر حتی مضت سنتاه وفصلته، وکان شباباً لایشبه الغلمان، فلم یبلغ سنتیه حتی کان غلاماً جفراً. فکلمنا امه وقلت لها: لوترکتِ بنی عندی حتی یغلظ، فانی أخشی علیه وبأ مکه، قالت: فلم نزل بها حتی ردّته معنا.﴾

حضرت حلیمہ بنت ابی ذویب السعدیہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی والدہ فرماتی ہیں کہ وہ اپنے شوہر اور اپنے چھوٹے بچے جس کو وہ دودھ پلاتی تھی اور بنی سعد کی چند عورتوں کے ہمراہ اپنے شہر سے اس تلاش میں نکلی تھی کہ کہیں سے کوئی بچہ دودھ پلانے کے واسطے حاصل ہو اور وہ سال خشک سالی کا تھا۔ سب لوگ بارانِ رحمت کے منتظر تھے۔ حلیمہ فرماتی ہیں ”میں اپنی مادہ خر پر سوار ہوئی۔ وہ بھی بھوک پیاس سے اس قدر کمزور تھی کہ ایک قدم راہ طے نہ کر سکتی تھی اور میرے پستانوں میں دودھ بھی بالکل خشک ہو گیا تھا کہ میرا بچہ بھوک کے مارے سونے نہ دیتا تھا۔ اور ہمارے ساتھ جو دودھ دینے والا جانور تھا

سے ... دودھ نہ رہا تھا کہ اس کا دودھ ہی بچے کو پلاتی۔ غرض یہ کہ بہ ہزار خرابی مکہ میں پہنچی اور ساتھ کی جس قدر عورتیں تھیں وہ سب مجھ سے پہلے ہی جا کر بچوں کو لے آئیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی عورت نے قبول نہ کیا کیونکہ ان کو معلوم ہوا تھا کہ آپ یتیم ہیں اور یتیم کے سبب کچھ یافت کی امید نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ بچہ کا باپ مرضعہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ ماں یا دادا زیادہ بہتر سلوک نہیں کرتے۔ اسی سبب سے کسی عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی رضاعت میں نہیں لیا تھا۔ حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں بھی اسی خیال سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ آئی تھی۔ مگر رات کو میں نے اپنے شوہر سے مشورہ کیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ صبح کو ہمارا قافلہ جانے والا ہے۔ اور میرے ہاتھ کوئی بچہ نہیں آیا صرف ایک وہ یتیم بچہ باقی ہے تم کہو تو میں اسی کو لے آؤں تاکہ بغیر بچہ کے نہ رہوں جس کے سبب سے مجھ کو اپنے ہمراہیوں میں ایک قسم کی شرمندگی ہے۔ میرے خاوند نے کہا: ضرور جاؤ اور اس دریتیم کو لے آؤ۔ مجھ کو امید ہے کہ اس کے آنے ہمارے ہاں برکت ہو جائے۔ حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں اسی وقت گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی گود میں لے کر آئی۔ جس وقت میں نے آپ کو اپنی گود میں لٹایا اسی وقت میری چھاتیاں دودھ سے بھر گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا۔ آپ کا بھائی بھی آپ کی برکت سے ہی شکم سیر ہوا۔ اور دونوں نے خوب آرام فرمایا اور ہمارا جو دودھ دینے والا جانور تھا اس نے بھی اس قدر دودھ دیا کہ ہم دونوں میاں بیوی نے خوب پیٹ بھر کے دودھ پیا اور خیر و عافیت کے ساتھ ہم نے رات گزار دی۔

صبح کو جب میں چلنے کے واسطے اپنی مادہ خر پر سوار ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے اپنی گود میں لیا تو اس مادہ خر کو اس قدر تیز رو پایا کہ تمام قافلہ سے آگے آگے جاتی تھی۔ میری ہمراہی عورتیں یہ حالت دیکھ کر کہنے لگیں حلیمہ کیا یہ تیری وہ مادۂ خر نہیں ہے جو پہلے تھی۔ میں نے کہا: وہی ہے۔ وہ کہنے لگیں اب تو یہ بہت تیز ہو گئی ہے۔

حلیمہؓ کہتی ہیں۔ غرض یہ کہ اسی برکت اور فرحت کے ساتھ ہم اپنے وطن پہنچے۔ اور باوجود خشک سالی کے کہ جنگل میں گھاس کا پتہ نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بابرکت قدم سے ہماری بکریاں جنگل سے پیٹ بھر کے آتیں اور خوب دودھ دیتی تھیں۔ حالانکہ ہماری ساری قوم کی بکریاں بھوکی جنگل سے آتیں اور ایک قطرہ دودھ نہ دیتی تھیں۔ میری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ تم بھی اپنی بکریاں وہیں کیوں نہیں چراتے جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں۔ مگر پھر بھی ان کی بکریاں بھوکی اور

... غرض یہ کہ ہم نے اسی طرح کی برکتیں خدا کی طرف سے بہت سی مشاہدہ کیں۔ یہاں تک کہ دو سال پورے ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دودھ چھڑایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشوونما ایسی تھی کہ کوئی بچہ آپ کی برابری نہ کرسکتا تھا۔ جب آپؐ دو سال کے ہوئے تو ایک ہوشیار لڑکے جیسے تھے۔

حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر آپ کی والدہ شریفہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکتوں کو دیکھ کر مجھ کو یہی حرص تھی کہ آپؐ میرے پاس ہی رہیں۔ چنانچہ اسی واسطے میں نے آپ کی والدہ سے عرض کیا کہ اگر آپ اپنے فرزند کو میرے ہی پاس رہنے کی اجازت دیں تو بہتر ہے کیونکہ مجھے مکہ کی آب و ہوا سے ان کے واسطے اندیشہ ہے جب یہ خوب استوار ہو جائیں گے۔ اس وقت اندیشہ نہ رہے گا اور میں نے اس قدر بضد ہو کر ان سے یہ سوال کیا کہ آخر انہوں نے اجازت دے دی اور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ لے آئی۔

تخریج:

السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ۱/۱۹۹۔۲۰۱: السیرۃ النبویہ، لابن اسحاق ۱-۲/۱۰۰-۱۰۲، المسند (ابو یعلی الموصلی، ۲/۱۷۱، مجمع الزوائد، کتاب علامات النبوۃ، ۸/۲۰۳-۲۰۶. الھیثمی لکھتے ہیں۔ "فیہ انقطاع جہم بن ابی جہم لم یسمع عبداللہ بن جعفر و عبداللہ بن جعفر لم یدرک حلیمۃ وجہم لم یوثقہ غیر ابن حبان"، دلائل النبوۃ (ابونعیم)، ۱/۴۶،۴۷. "یہ سلیمان بن احمد سے روایت کرتے ہیں. علی بن عبدالعزیز. محمد بن سعید الاصبہانی، عبدالرحمن بن محمد المحاربی، محمد بن احمد، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، مسروق بن المرزبان اور زکریا بن ابی زائدہ سے آگے سند یہی ہے"۔

عہدِ شباب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت سے قبل بھی اپنی زندگی فطرتِ سلیم پر گزاری۔ اور شرک کے مرکز میں رہنے کے باوجود شرک کی پرچھائیں بھی آپؐ پر نہ پڑیں۔

اخبرنا محمد بن عمر قال: حدثنی ابو بکر بن عبداللہ بن ابی سبرۃ عن حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن العباس عن عکرمۃ عن ابن عباس قال: ﴿حدثتنی ام ایمن قالت: کان ببوانۃ صنم تحضرہ قریش تعظمہ، تنسک لہ النسائک، ویحلقون رؤوسھم عندہ،

... يعكفون عنده يوما الى الليل، وذلک يوما في السنة، و كان ابو طالب يحضره مع قومه، وكان يكلم رسول الله، صلى الله عليه وآله وسلم، ان يحضر ذلک العيد مع قومه فيابى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، ذلک، حتى رايت ابا طالب غضب عليه، ورأيت عماته غضبن عليه يومئذ اشد الغضب، وجعلن يقلن: انا لنخاف عليک مما تصنع من اجتناب الهتنا، وجعلن يقلن: ما تريد يا محمد ان تحضر لقومک عيداً ولا تكثر لهم جمعاً، قالت: فلم يزالوا به حتى ذهب فغاب عنهم ماشاء الله، ثم رجع الينا مرعوباً فزعاً، فقالت له عماته: مادهاک؟ قال: انى اخشى أن يكون بي لمم، فقلن: ماكان الله ليبتليک بالشيطان وفيک من خصال الخير ما فيک، فما الذى رأيت؟ قال: انى كلما دنوت من صنم منها تمثل لى رجل ابيض طويل يصيح بي وراء ک يا محمد لا تمسّه! قالت: فما عاد الى عيد لهم حتى تنبأ. ﴾

حضرت ام ایمنؓ سے روایت ہے: بوانہ (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بستی) میں ایک بت تھا۔ قریش اس کے پاس حاضر ہوتے اور اس کی تعظیم کرتے تھے۔ قربانی کرتے تھے اور وہیں اپنے سر منڈواتے تھے۔ ایک دن رات اسی کے پاس معتکف رہتے تھے اور یہ تمام رسمیں سال میں ایک دن ہوا کرتی تھیں۔ ابو طالب بھی اپنی قوم کے ہمراہ اس تقریب میں شریک ہوتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ آپ بھی اس تہوار میں شرکت فرمائیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکار ہی کرتے رہے۔ حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ ابو طالب آپؐ سے ناخوش ہو گئے اور آپ کی پھوپھیاں سخت غضبناک ہو کر کہنے لگیں: ''تو جو ہمارے دیوتاؤں سے اجتناب کر رہا ہے تو اس وجہ سے ہمیں خود تجھ پر خوف ہے''۔ یہ بھی کہنے لگیں اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ارادہ ہے؟ کہ تم اپنی قوم کے کسی میلے میں نہ شریک ہوتے ہو اور نہ انکی جمعیت بڑھاتے ہو''۔

ام ایمنؓ کہتی ہیں کہ سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درپے رہے۔ ناچار آپ ﷺ کو جانا پڑا۔ تو جب تک خدا نے چاہا انکی نظروں سے غائب رہے واپس آئے تو مرعوب و دہشت زدہ تھے۔ پھوپیوں نے پوچھا۔ تجھے کیا ہو گیا ہے آپؐ نے فرمایا۔ مجھے ڈر ہے کہ مجھے جنون نہ ہو۔ ان سب نے کہا۔ تم میں جو نیک خصلتیں ہیں ان کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ تمہیں شیطان کے ابتلاء میں نہ پھنسائے گا۔ آخر تم نے کیا دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا: ان بتوں میں سے جس بت کے پاس میں جاتا۔ ایک سفید رنگ بلند و بالا آدمی دکھائی دیتا۔ جو للکارتا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پیچھے ہٹ جا اسے نہ

[illegible] اس واقعے کے بعد قریش کے کسی تہوار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرکت نہ کی حتیٰ کہ نبوت سے سرفراز ہوئے۔

تخریج:

الطبقات الکبریٰ، ۱/۷۵: دلائل النبوة (ابونعیم) ۱/۵۹ الوفا ۱/۱۳۸،۱۳۹: سبل الهدیٰ، ۲/۱۴۹

معاشی جدوجہد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر جب معاشی جدوجہد میں باقاعدہ حصہ لینے کی ہوئی تو آپ نے بھی مضاربت کے اصول پر دوسرے کے سرمایہ کے ساتھ اپنی محنت شامل کر کے آغاز کیا۔ آپ قافلوں کے ساتھ شہر کے تاجروں کا مال لے کر دوسری منڈیوں میں جاتے اور مال بیچ کر منافع میں سے اپنا حصہ وصول کر لیتے۔ اس کام میں آپ کو معاملہ فہمی، صداقت، امانت اور دیانت کے باعث اتنی شہرت ملی کہ مکہ میں آپ کو "صادق" اور "امین" کہا جانے لگا۔ آپ ہر معاملہ پوری ذمہ داری سے طے فرماتے

اخبرنا محمد بن عمر، اخبرنا موسی بن شيبة عن عميرة بنت عبيد الله بن كعب بن مالك ﷺعن ام سعد بنت سعد عن نفيسة بنت منية اخت يعلى بن منية قالت: لما بلغ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، خمساً وعشرين سنة وليس له بمكة اسم الا الامين، لما تكامل فيه من خصال الخير، فقال له ابو طالب: يا ابن اخى انا رجل لا مال لى وقد اشتد الزمان علينا والحت علينا سنون منكره وليست لنا مادة ولا تجارة، وهذه عير قومک قد حضر خروجها الى الشام، وخديجة ابنة خويلد تبعث رجالا من قومک فى عيراتها، فلو تعرضت لها، وبلغ خديجة ذلک فارسلت اليه واضعفت له ما كانت تعطى غيره، فخرج مع غلامها ميسرة (۱) حتى قدما بصرى من الشام، فنزلا فى سوق بصرى فى ظل شجرة قريباً من صومعة راهب من الرهبان يقال له نسطور، فاطلع الراهب الى ميسر ة، وكان يعرفه قبل ذلک، فقال: يا ميسر ة! من هذا الذى نزل تحت هذه الشجرة؟ فقال ميسرة: رجل من قريش من اهل الحرم، فقال له الراهب: ما نزل تحت هذه الشجرة قط اِلانبى، ثم قال: فى عينيه حمرة؟ قال ميسرة: نعم لاتفارقه، قال

۱۔ ظاہر یہ ہے کہ میسرہ بعثت سے پہلے ہی وفات پا گئے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی "اصابہ" میں فرماتے ہیں کہ کسی صحیح روایت سے اب تک میسرہ کا صحابی ہونا ثابت نہیں ہوا۔ (۱۸۹/۶)

... الی امر ہ حین یومر بالخروج! ثم حضر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم، سوق بصری فباع سلعته التی خرج بها واشتری غیرها، فکان بینه وبین رجل اختلاف فی شیء، فقال له الرجل: احلف باللات والعزی، فقال رسول الله، ما حلفت بهما قط وانی لامر فاعرض عنهما، قال الرجل: القول قولک، ثم قال لمیسرة، وخلابه: یا میسرة هذا والله نبی! والذی نفسی بیده انه لهو تجده احبارنا فی کتبهم منعوتاً، فوعی ذلک میسرة، ثم انصرف اهل العیر جمیعاً، وکان میسرة یری رسول الل صلی الله علیه وآله وسلم، اذا کانت الهاجرة واشتد الحریری ملکین یظلانه من الشمس وهو علی بعیره (۱) قالوا: کان الله قد القی علی رسوله المحبة من میسرة، فکان کانه عبدالرسول الله صلی الله علیه وآله وسلم، فلما رجعوا فکانوا بمر الظهران (۲) قال: یا محمد انطلق الی خدیجة فاسبقنی فاخبرها بما صنع الله لها علی وجهک، فانها تعرف ذلک لک، فتقدم رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم، حتی قدم مکة فی ساعة الظهیرة وخدیجة فی علیة لها معها نساء فیهن نفسیة بنت منیة، فرأت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم، حین دخل وهو راکب علی بعیره وملکان یظلان علیه، (۳) فارته نسائها فعجبن لذلک، ودخل علیها رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم، فخبرهما بما ربحوا فی وجههم، فسّرت بذلک، فلما دخل میسرة علیها اخبرته بما رأت، فقال میسر ة: قدرأت هذا منذخرجنا من الشام، واخبرها بقول الراهب نسطور، ما قال الآخر الذی خالفه فی البیع وربحت فی تلک المرة ضعف ماکانت تربح، واضعفت له ضعف ماسمت له﴾ (۴)

۱۔ میسرہ کا بطور خرقِ عادت فرشتوں کو دیکھنا ممکن ہے۔ جیسے قرآن کریم میں مذکور ہے کہ حضرت مریم علیہ السلام نے جبریل امین اور دیگر ملائکہ کو دیکھا (سورہ مریم:۱۹:۱۷) حضرت ہاجرہؑ کا فرشتہ کو دیکھنا (الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الانبیاء، باب یزخون النسلان فی المشی (حدیث:۳۳۶۴)ص، ۵۶۱، عمران بن حصین کا اپنے کراماً کاتبین کو دیکھنا ،الاصابة، ۳/۵۸۵)

۲۔ **"مرالظہران"**۔ مکہ سے ایک مرحلے کے فاصلے پر ایک مقام ہے اصمعی کے بقول "مر" بستی ہے اور ظہران وادی ہے۔ اسمیں کئی چشمے اور نخلستان ہیں۔ (اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ص ۲۷)

۳۔ متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ پر ابر سایہ کرتا تھا۔ مگر ہمیشہ ایسا نہ ہوتا تھا۔ عز بن جماعہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ آپؐ پر ابر کا سایہ کرنے کی حدیث محدثین کے نزدیک درست نہیں تو ان کا یہ قول لغو اور باطل ہے۔

۴۔ ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں، یہ روایت محمد بن اسحاق اور واقدی دونوں سے مروی ہے اور محمد بن اسحاق کی روایت محدثین کے نزدیک معتبر ہے۔ حسن سے کم نہیں اور واقدی کی روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن حدیثِ حسن کے لیے بلاشبہ مؤید اور شاہد بن سکتی ہے۔ (سیرت المصطفٰے ۱/۹۷)

فرماتی ہیں:

"جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پچیس برس کے ہوگئے۔ تو (اپنی امانت کی وجہ سے) مکہ میں "امین" کے نام سے پہچانے جانے لگے۔ اور آپ تمام خوبیوں سے مزین تھے۔ پس ابو طالب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: اے بھتیجے! میں ایسا شخص ہوں۔ جس کے پاس مال نہیں، زمانہ ہم پر سخت گزر رہا ہے۔ اور ہم تنگی میں گزر بسر کر رہے ہیں۔ کیونکہ نہ مال ہے نہ تجارت۔ اور یہ تمہاری قوم کے قافلے ہیں۔ جن کے سفرِ شام کا وقت آ گیا ہے۔ خدیجہ بنت خویلدؓ اپنے تجارتی قافلوں میں تمہاری قوم کے کچھ لوگوں کو بھیجا کرتی ہیں بس تم اپنی خدمات انہیں پیش کر دو۔ یہ گفتگو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ ﷺ کے چچا کے درمیان ہوئی تھی۔ حضرت خدیجہؓ کو اس کی خبر پہنچی۔ تو انہوں نے آپ کو پیغام بھیجا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہلایا کہ آپ کی قوم کے کسی شخص کو میں جتنا (معاوضہ) دیتی ہوں آپ کو اس کا دوگنا پیش کروں گی۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے غلام میسرہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ملک شام کے شہر بصریٰ پہنچے۔ پس بصریٰ کے بازار کے قریب ایک درخت کے سائے میں قیام کیا جو نسطور راہب کی خانقاہ سے قریب تھا پس راہب میسرہ کے پاس جسے وہ پہلے سے جانتا تھا۔ آیا اور اس نے پوچھا: اے میسرہ! یہ کون ہے جو اس درخت کے نیچے اترا ہے۔ پس میسرہ نے کہا۔ اہل حرم کے قریش میں سے ایک فرد ہے۔ پس راہب نے اس سے کہا: اس درخت کے نیچے بجز پیغمبر کے اور کوئی نہیں اترا۔ پھر پوچھا کیا اس کی آنکھوں میں سرخی ہے؟ میسرہ نے کہا ہاں اور یہ سرخی کبھی اس سے جدا نہیں ہوتی۔ نسطور نے کہا۔ وہی خاتم النبیین ہے۔ کاش میں اس وقت ہوتا جب اس نبی کو نبوت سے سرفراز کیا جائے گا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بصریٰ کے بازار میں تجارتی مال و اسباب فروخت کیا۔ اس دوران ایک شخص سے کسی چیز میں اختلاف ہو گیا۔ اس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لات وعزیٰ کا حلف اٹھانے کو کہا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے کبھی ان دونوں کی قسم نہیں کھائی۔ اور میں تو ان سے منہ موڑ لیا کرتا ہوں۔ اس شخص نے کہا: بات تو وہی جو جو آپؐ نے فرمائی۔ پھر تنہائی میں میسرہ سے کہا۔ اے میسرہ! خدا کی قسم یہ تو وہی پیغمبر ہے۔ جکی صفت ہمارے علماء کتابوں میں مذکور پاتے ہیں۔ پس میسرہ نے یہ بات گرہ سے باندھ لی۔

پھر جب تمام اہل قافلہ واپس آنے لگے اور میسرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا تھا کہ سفر کے دوران جب دوپہر ہوتی اور گرمی بڑھتی تو دو فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دھوپ سے سایہ کر رہے ہیں۔ جبکہ آپؐ اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔

... اللہ تعالیٰ نے آپ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میسرہ کے دل میں ایسی ڈال دی۔ پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام بن گیا۔ واپس پہنچے تو مرالظہران میں پہنچ کر میسرہ نے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ حضرت خدیجہؓ کے پاس چل دیجئے اور آپ کے باعث اللہ تعالیٰ نے خدیجہؓ کو جو نفع پہنچایا ہے۔ اس کی اطلاع دیجئے۔ خدیجہؓ آپ کا یہ حق ہمیشہ یاد رکھیں گی۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ ظہر کے وقت مکہ میں پہنچے اور خدیجہؓ چند عورتوں کے ہمراہ جن میں نفیسہؓ بنت منیہ بھی تھیں۔ اپنے ایک بالا خانے میں بیٹھی تھیں۔ پس انہوں نے دیکھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اونٹ پر سوار تشریف لاتے ہیں اور دو فرشتے ان پر سایہ کیے ہوئے ہیں پس انہوں نے یہ نظارہ خواتین کو دکھایا تو انہیں تعجب ہوا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور منافع کا حال بیان کیا۔ تو خدیجہؓ خوش ہوئیں اور جو کچھ دیکھا تھا۔ میسرہ کے آنے پر ان سے بیان کیا تو میسرہ نے کہا میں تو ملک شام سے واپس آیا ہوں یہی دیکھتا آیا ہوں۔ میسرہ نے وہ باتیں بھی کہہ دیں جو نسطور راہب نے کہی تھیں اور اس شخص کی بات بھی بتا دی جس نے مال بیچنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی تھی اور اس دفعہ دوگنا منافع ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جو معاوضہ طے کیا تھا اسکو بھی خدیجہؓ نے دوگنا کر دیا

تخریج:

الطبقات الکبریٰ، ۱/۷۷،۷۸: السیرة النبویة لابن شام، ۱/۱۹۸-۲۰۰ (ابن اسحق سے روایت ہے): دلائل النبوة (ابونعیم)، ۱/۵۴ (محمد بن سعد، محمد بن عمر الواقدی سے روایت کرتے ہیں) السیرة النبویة (ابن کثیر): ۱/۲۱۲،۲۱۳،۲۱۴، عیون الاثر ۱/۶۰

حضرت خدیجہؓ سے شادی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک جب ۲۵ برس ہوئی اور آپ ایک تاجر کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں اپنا مقام بنا چکے تھے۔ اس وقت آپؐ نے قریش کی ایک معزز ترین خاتون ''خدیجہ الکبریٰ'' سے شادی کی۔

قال: اخبرنا محمد بن عمر بن واقد الاسلمی، اخبرنا موسی بن شیبة عن عمیرة بنت عبید الله بن کعب بن مالک ﴿عن ام سعد بنت سعد بن الربیع عن نفیسة بنت منیة قالت: کانت خدیجة بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی امرأة حازمة، جلدة، شریفة، مع ما أراد الله بها من الکرامة والخیر، وهی یومئذ اوسط قریش نسباً، واعظمهم

... وكل قومها كان حريصا على نكاحها لو قدر على ذلك، قد طلبوها وبذلوا لها الأموال، فارسلتني دسيساً الى محمد بعد ان رجع في عيرها من الشام، فقلت: يا محمد ما يمنعك ان تزوج؟ فقال: ما بيدى ما أتزوج به، قلت: فان كفيت ذلك ودعيت الى الجمال والمال والشرف والكفاءة ألا تجيب؟ قال: فمن هي؟ قلت: خديجة، قال: وكيف لي بذلك؟ قالت قلت: على، قال: فانا افعل، فذهبت فاخبرتها، فارسلت اليه ان ائت لساعة كذا وكذا، وارسلت الى عمها عمرو بن اسد لي زوجها، فحضر ودخل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، في عمومته، فزوجه احدهم، فقال عمرو بن اسد: هذا البضع لا يقرع أنفه، وتزوجها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وهو ابن خمس وعشرين سنة، وخديجة يومئذ بنت اربعين سنة، ولدت قبل الفيل بخمس عشرة سنة.﴾

حضرت نفیسہ بنت مینہ کہتی ہیں کہ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی اس بزرگی اور بھلائی کے ہوتے بھی جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے چاہی تھی۔ حقیقتاً ایک عاقبت اندیش، مستقل مزاج اور شریف خاتون تھیں۔ اور اس وقت تمام قریش میں بہ اعتبار خاندان کے سب سے زیادہ شریف، عزت وشرف کے اعتبار سے اور مال و دولت کے حوالے سے سب سے بڑھ کر تھیں۔ (یہی وجہ تھی کہ) انکی قوم کے سب افراد ان سے نکاح کے خواہشمند تھے۔ یہ سب درخواست بھی کر چکے تھے اور سب نے ان کے لیے مال و زر بھی پیش کیے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تجارتی قافلے سے شام سے واپس آئے تو چپکے سے خدیجہؓ نے مجھے ان کے پاس بھیجا اور میں نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو نکاح کرنے میں کیا امر مانع ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میرے ہاتھ میں وہ سامان نہیں جس سے نکاح کر سکوں'' میں نے عرض کی: اگر سامان ہو جائے اور آپ کو حسن و جمال، مال اور شرف کفأت کی جانب دعوت دی جائے تو کیا آپ قبول فرمائیں گے؟

آپؐ نے فرمایا: اچھا تو کون ہے؟

میں نے عرض کیا: ''خدیجہؓ ''۔فرمایا۔ وہ میرے لیے کیونکر (راضی ہوسکتی ہیں)؟ میں نے عرض کی۔ یہ میرا ذمہ ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ تو میں (یہ شادی) کروں گا۔ میں نے جا کر خدیجہؓ کو خبر دی۔ تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ فلاں وقت تشریف لائیں اور اپنے چچا عمرو بن اسد کو بلا بھیجا کہ وہ آ کر ان کا نکاح کر دیں چنانچہ وہ حاضر ہوگئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچاؤں کے ساتھ تشریف لائے جن میں سے ایک نے رسم نکاح ادا کی۔ عمرو بن اسد

[illegible] (یعنی دونوں ہم پلہ ہیں) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ نکاح کیا تو آپؐ ۲۵ برس کے تھے اور خدیجہؓ اس وقت چالیس برس کی تھیں۔ کیونکہ اصحاب الفیل کے واقعے سے ۱۵ سال پہلے وہ پیدا ہو چکی تھیں۔

تخریج:

الطبقات الکبری، ۱/۶۲، عیون الاثر، ۱/۶۲، (یہ ابن سعد سے روایت کرتے ہیں بقیہ سند وہی ہے۔ مگر "عمیرہ بنت عبید اللہ" کی بجائے "عمیرہ بنت عبداللہ" درج ہے) صفۃ الصفوۃ، ص، ۴۴، سند موجود نہیں۔ صرف نفیسہ بنت منیہ سے روایت بیان کی گئی ہے۔

قبل از اسلام شرک سے دوری

قبل از بعثت رسول اللہ شرک کی آلودگیوں سے پاک رہے اور آپؐ نے غیر اللہ کے نام پر ذبح شدہ گوشت کبھی نہ کھایا۔

محمد بن علی الفقیہ فی کتابہ قال ثنا عبداللہ بن أبی داؤد قال ثنا اسحاق بن وھب العلاف قال ثنا یعقوب بن محمد الزھری قال ثنا عبداللہ بن محمد بن یحیی بن عروۃ عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ ﴿عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمعت زید بن عمرو و ابن نفیل یعیب اکل ماذبح لغیر اللہ فما ذقت شیئا ذبح علی النصب حتیٰ اکرمنی اللہ عزوجل بما اکرمنی بہ من رسالتہ﴾

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے سنا تھا کہ زید بن عمرو بن نفیل غیر اللہ کے نام پر ذبح کیئے جانے والے جانور کا گوشت نہ کھاتے تھے۔ چنانچہ میں نے بھی ایسا گوشت کبھی نہ کھایا تا آنکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے مقامِ نبوت سے سرفراز کر دیا۔

تخریج:

دلائل النبوۃ (ابونعیم) ۱/۵۹، اس کی تائید میں "الخطابی" لکھتے ہیں۔ "وقد کان رسول اللہ لا یاکل من ذبائحھم (التی) کانوا یذبحونھا لأصنامھم" (الخطابی، حمد بن محمد، اعلام الحدیث فی شرح صحیح البخاری، ۳/۱۶۵۸)

قبل از بعثت علامات نبوت ﷺ

اللہ تعالیٰ نبوت کے اسرار و رموز سے انبیاء کرام کو مانوس کرانے کے لیے کچھ غیر معمولی حالات سے دوچار کرتا ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک کو وحی کے حصول کے لیے سازگار بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے خاص

اخبرنا محمد بن عمر قال: حدثني علي بن محمد بن عبيد الله بن عبدالله بن عمر بن الخطاب عن منصور بن عبدالرحمن عن امه ﴿عن برة ابنة ابي تجراة قالت: ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، حين أراد الله كرامته وابتداء ه بالنبوة، كان اذا خرج لحاجته أبعد حتى لا يرى بيتاً ويفضى الى الشعاب وبطون الاودية، فلا يمر بحجر ولا شجرة الا قالت: السلام عليك يا رسول الله، فكان يلتفت عن يمينه وشماله وخلفه فلا يرى احداً﴾ (۱)

حضرت برۃ بنتِ ابی تجراۃؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکرام اور نبوت کی ابتداء منظور ہوئی تو یہ کیفیت پیش آنے لگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے نکلتے۔ تو اتنی دور نکل آتے کہ کوئی گھر نظر نہ آتا۔ غاروں، دروں اور دیواروں میں چلے جاتے۔ مگر وہاں جس پتھر اور جس درخت کے پاس سے گزرتے وہ کہتا۔ "السلام علیک یا رسول اللہ"۔ داہنے، بائیں اور پیچھے دیکھتے تو کوئی نظر نہ آتا۔

تخریج:

الطبقات الكبرى، ۷۵/۱، المستدرك، ۷۹/۴، تلخيص المستدرك، ۷۰/۴

ابن ملقن اس حدیث پر حکم لگاتے ہیں کہ "الحديث ضعيف جداً بهذا الاسناد لشدة ضعف الواقدى" کیونکہ محمد بن عمر الواقدی کو "متروک الحدیث" کہا گیا ہے۔ (مختصر استدراك الحافظ الذهبى على مستدرك ان عبدالله الحاكم ۲۲۲۶/۵: الضعفاء والمتروكين، ص ۱۵۳)

ابتدائے نبوت کی دوسری نشانی یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو خواب دیکھتے وہ روزِ روشن کی طرح سچا ہو جاتا۔

حدثنا الانصارى اسحق بن موسىٰ حدثنا يونس بن بكير اخبرنا محمد بن اسحق حدثني الزهرى عن عروة ﴿عن عائشة انها قالت: اول ما ابتدى به رسول الله صلى الله عليه وسلم من النبوة حين أراد الله كرامته ورحمة العباد به ان لا يرى شيئا الا جاءت مثل فلق الصبح فمكث على ذلك ما شاء الله ان يمكث وحبب اليه الخلوة فلم يكن شئ احب اليه من ان يخلو﴾

۱۔ اس سے ملتی جلتی ایک حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لما اوحى الى، او: نبئت، او: كلمة نحوها، جعلت لا آمر بحجر ولا شجر الاقال: "السلام عليك يا رسول الله" (مجمع الزوائد، ۳۳۲/۸)

... رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ابتدائے نبوت میں جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرامت اور رحمت ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا تو ایسا ہوتا کہ آپؐ کا ہر خواب روزِ روشن کی طرح واضح اور سچا ہوتا اور پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا یہ حال رہا۔ ان دنوں آپ ﷺ خلوت (تنہائی) کو ہر چیز سے زیادہ پسند کیا کرتے تھے۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب: فی ذکر الرؤیا الصادقة عند بدء النبوة، (حدیث:٣٦٣٢) ص، ٨٢٨، (ابوعیسیٰ کے نزدیک یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔) السیرة النبویة لابن اسحٰق، ١/١٦٧

آغازِ وحی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک 40 سال ہوئی تو آپؐ خلوت نشینی کی طرف مائل ہو گئے۔

حدثنا یحیی بن بکیر قال اخبرنا اللیث عن عقیل عن ابن شهاب عن عروة بن الزبیر، ﴿عن عائشة ام المومنین رضی الله عنها انها قالت: اول ما بدی به رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من الوحی الرویا الصالحة فی النوم فکان لا یری رویا الا جاء ت مثل فلق الصبح ثم حبب الیه الخلای وکان یخلو بغار حرای فیتحنث فیه وهو التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع الی اهله یتزودلذلک ثم یرجع الی خدیجة فیتزود لمثلها حتی جائه الحق وهو فیغار حرای فجائه الملک فقال: اقرا! فقلت: ما أنا بقاری قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال: اقراء قلت: ما انا بقاری فاخذنی فغطنی الثانیة حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال: اقراء فقلت: ما انا بقاری قال فاخذنی فغطنی الثالثة ثم ارسلنی فقال اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرا وربک الاکرام، فرجع بها رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یرجف فواده فدخل علی خدیجة بنت خویلد رضی الله عنها فقال: زملونی زملونی فزملوه حتی ذهب عنه الروع فقال لخدیجة واخبرها الخبر لقد خشیت علی نفسی فقالت خدیجه: کلا والله! ما یخزیک الله ابدًا انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق فانطلقت به خدیجة حتی أتت به ورقة بن نوفل بن اسد

[illegible] (۱) ابن عم خديجة و كان امرا تنصر فى الجاهلية و كان يكتب الكتاب العبرانى فيكتب من الانجيل بالعبرانية ما شاء الله ان يكتب و كان شيخا كبيراً قد عمى فقالت له خديجة: يا ابن عم! اسمع من ابن اخيك فقال له ورقه يا ابن اخى ماذا ترى فاخبره رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خبر ما رأى فقال له ورقه: "هذا الناموس الذى نزل الله على موسى يا ليتنى فيها جذعاً يا ليتنى اكون حيا اذ يخرجك قومك فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: اومخرجى هم قال: نعم لم يات رجل قط بمثل ما جئت به الا عودى وان يدركنى يومك انصرك نصرا موزراً ثم لم ينشب ورقه ان توفى وفتر الوحى.﴾

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سب سے پہلی وحی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اترنی شروع ہوئی وہ اچھے خواب تھے، جو بحالت نیند آپؐ دیکھتے تھے، چنانچہ جب بھی آپؐ خواب دیکھتے تو وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جاتا، پھر تنہائی سے آپ کو محبت ہونے لگی اور غار حرا میں تنہا رہنے لگے اور قبل اس کے کہ گھر والوں کے پاس آنے کا شوق ہو وہاں تحنث کیا کرتے، تحنث سے مراد کئی راتیں عبادت کرنا ہے اور اس کے لئے توشہ ساتھ لے جاتے پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس آتے اور اسی طرح توشہ لے جاتے، یہاں تک کہ جب وہ غار حرا میں تھے، حق آیا، چنانچہ ان کے پاس فرشتہ آیا اور کہا پڑھ، آپ نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، آپؐ بیان کرتے ہیں کہ مجھے فرشتے نے پکڑ کر زور سے دبایا، یہاں تک کہ مجھے تکلیف محسوس ہوئی، پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ! میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، پھر دوسری بار مجھے پکڑا اور زور سے دبایا، یہاں تک کہ میری طاقت جواب دینے لگی پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ! میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ تیسری بار پکڑ کر مجھے زور سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ! اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا، پڑھ اور تیرا رب سب سے بزرگ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دہرایا اس حال میں کہ آپ کا دل کانپ رہا تھا چنانچہ آپ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اڑھا دو، تو لوگوں نے کمبل اوڑھا دیا، یہاں تک کہ آپ کا ڈر جاتا رہا،

۱۔ **ورقہ بن نوفل:** حضرت خدیجہؓ کے چچا زاد بھائی تھے ان کا سلسلہ نسب: "ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ" ہے۔ یہ دور جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے۔ اور عبرانی لکھنا جانتے تھے اور عبرانی زبان میں حسب توفیق انجیل لکھا کرتے تھے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول وحی کے وقت بہت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے کچھ ہی عرصے کے بعد یہ وفات پا گئے۔

(الاصابہ، ۶/۴۷۴،۴۷۶، فتح الباری، ۱/۳۳،۳۵)

حضرت خدیجہ سے سارا واقعہ بیان کرتے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، حضرت خدیجہؓ نے کہا: ہرگز نہیں، خدا کی قسم، اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا، آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، ناتوانوں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں، محتاجوں کے لیے کماتے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں مصیبتیں اٹھاتے ہیں، پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو لے کر ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ کے پاس گئیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے، زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور عبرانی کتاب لکھا کرتے تھے۔ چنانچہ انجیل کو عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے۔ جس قدر اللہ چاہتا، نابینا اور بوڑھے ہو گئے تھے، ان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے میرے چچا زاد بھائی! اپنے بھتیجے کی بات سنو۔ آپؐ سے ورقہ نے کہا: اے میرے بھتیجے! تم کیا دیکھتے ہو؟ تو جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تھا، بیان کر دیا، ورقہ نے آپ ﷺ سے کہا کہ یہی وہ ناموس ہے، جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا، کاش میں نوجوان ہوتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا، جب تمہاری قوم تمہیں نکال دے گی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے جواب دیا، ہاں! جو چیز تو لے کر آیا ہے اس طرح کی چیز جو بھی لے کر آیا اس سے دشمنی کی گئی، اگر میں تیرا زمانہ پاؤں تو میں تیری پوری مدد کروں گا، پھر زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ ورقہ کا انتقال ہو گیا، اور وحی کا آنا کچھ دنوں کے لیے بند ہو گیا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الوحی باب، کیف کان بدء الوحی الی رسول الله(حدیث۔۳) کتاب احادیث الانبیاء، باب واذکر فی الکتب موسیٰ، (حدیث:۳۳۹۲) ص، ۵۶۸، الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الایمان، باب بدء الوحی الی رسول الله (حدیث:۱۶۰)ص،۸۰، الطبقات الکبری، ۱/ ۹۳،۹۴، الطبری، تاریخ الامم والملوك، ۲/ ۲۱۸،۲۱۹، عمدة القاری، ۱/ ۸۸، جامع البیان، ۳۰/ ۲۵۱، الخازن، محمد بن ابراہیم: لباب التاویل فی معانی التنزیل، ۴/ ۴۴۶، عبدالرزاق، المصنف، ۵/ ۳۲۱، المقریزی، امتاع الاسماع ۳/ ۱۰۳، ابن کثیر، البدایة والنهایة، ۳/ ۲۰۵، الکامل فی التاریخ، ۱/ ۶۴۸/ ۶۴۹، الذهبی، تاریخ الاسلام ۱/ ۱۱۷، ابن الجوزی، المنتظم فی تواریخ الملوك والامم ۲/ ۱۱۰،۱۱۱، عیون الاثر، ۱/ ۱۰۲، الزرقانی، محمد، شرح العلامة الزرقانی، ۱/ ۳۹۰۔۴۰۱، علی بن بلبان الفارسی، الاحسان صحیح ابن حبان، کتاب الوحی، (حدیث:

... بن عبداللہ، مرویات ام المومنین فی التفسیر، ص۔ ۴۵۴

فترۃ الوحی

غار حرا میں پہلی وحی کے نزول کے بعد کچھ عرصے تک وحی کا سلسلہ رکا رہا(۱)۔ جس کا آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ ابن اسحٰق کی روایت ہے کہ اس موقعہ پر سورۃ الضحیٰ کی یہ آیات نازل ہوئیں۔ (۲)

حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب، ثناء احمد بن عبدالجبار، ثناء یونس بن بکیر عن هشام بن عروة، عن ابیه، ﴿عن خديجة رضى الله عنها انها قالت: لما أبطاعن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الوحى جزع من ذلک جزعاً شديداً / فقلت مما رأيت من جزعه: لقد قلاک ربک لما یری من جزعک فانزل الله: (﴿ما ودعک ربک وما قلى﴾)

حضرت خدیجہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی آنے میں دیر ہوئی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ بیقرار ہو گئے۔ پس میں نے جب ان کی بیقراری دیکھی تو کہا۔ ''یقیناً تیرا رب تیری بے قراری دیکھے گا تو کم کر دے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی کہ ''تم کو تمہارے رب نے نہیں چھوڑا اور نہ ہی تجھ سے اس نے اپنی محبت اٹھائی۔

تخریج:

المستدرک، ۲/۲۶۷: امام حاکم کہتے ہیں۔ ''هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه لارسال فيه'' جبکہ ذہبی تلخیص میں فرماتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح مرسل ہے۔

کیفیت وحی

وحی (۳) مکالمہ الٰہی کی متعدد صورتوں میں سے ایک اہم صورت ہے اسی لیے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب وحی آتی تھی تو آپؐ پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

۱۔ امام سہیلی کے مطابق یہ وقفہ اڑھائی سال تھا (الروض الانف، ۱/۲۰۳) جبکہ ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ عرصہ صرف ۴۰ دن کا تھا (المواهب اللدنيه، ۱/۲۱۲)

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر میں سورۃ والضحیٰ کا شان نزول یہ بتایا گیا ہے کہ آپؐ ایک بار بیمار تھے۔ چند روز راتوں کو اٹھ کر عبادت الٰہی میں مصروف نہ ہو سکے تو ایک ہمسایہ عورت نے طعن سے کہا۔ کہ ایسا معلوم ہوا ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا۔ میں نے اس کو تمہارے پاس دو یا تین راتوں سے آتے ہوئے نہیں دیکھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''ماودعک ربک وما قلی'' نازل فرمائی۔ (حدیث: ۴۹۵۰) ص، ۱۰۷۳

۱۔ **وحی** کے لغوی معنی خفیہ اشارہ کرنا۔ چپکے سے دل میں ڈال دینا۔ اصطلاحاً وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے اپنے انبیاء تک بھیجتا ہے وہ وحی ہے۔ (لسان العرب، ۱۵/۲۴۰)

...آپ پر سخت سردی کے دنوں میں بھی وحی آتی تو آپ کی پیشانی عرق آلود ہو جاتی تھی(۱) چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا اور جسم مبارک بھاری ہو جاتا۔

حدثنا فروہ حدثنا علی بن مسہر عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ ﴿عن عائشۃ رضی اللہ عنھا ان الحارث بن ھشام سال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کیف یاتیک الوحی؟ قال: کل ذاک یاتینی الملک احیانا فی مثل صلصلۃ الجرس فیفصم عنی وقد وعیت ما قال وھو اشدہ علی ویتمثل لی الملک احیاناً رجلاً فیکلمنی فاعی ما یقول﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے کہا کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپؐ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہر کسی وحی میں فرشتہ آتا ہے۔ کبھی گھنٹہ جیسی آواز میں۔ جب وہ وحی ختم ہوتی ہے تو میں اسے جو فرشتہ نے کہا یاد کر چکا ہوتا ہوں اور یہ وحی میرے اوپر بہت سخت ہے اور کبھی فرشتہ انسان کی شکل میں آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے تو میں اس بات کو یاد کر لیتا ہوں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ صلوات اللہ علیھم (حدیث:۳۲۱۵)ص،۲۵۸: الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الفضائل، باب:عرق النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی البرد، وحین یاتیہ الوحی (حدیث:۲۳۳۳) ص،۱۰۱۵: الجامع للترمذی، کتاب المناقب، باب: ماجاء کیف ینزل الوحی علی النبی (حدیث:۳۶۳۴) ص،۸۲۸،۸۲۹، اس میں ''یاتینی فی'' کا اضافہ ہے۔

تبلیغ اسلام اور قریش کے مظالم

۶۱۰ء میں آفتابِ نبوت کے نمودار ہونے کے بعد تبلیغ اسلام کا آغاز آپ ﷺ نے اپنے مبارک گھرانے سے کیا۔ آپ ﷺ کی بیوی حضرت خدیجہؓ اور بیٹیاں فوراً مشرف بہ اسلام ہو گئیں (۲)۔ دوستوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، بچوں میں حضرت علیؓ اور غلاموں میں زید بن حارثہؓ اسلام لائے۔ آپ ﷺ نے خفیہ تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری رکھا۔ مگر جب آیت (﴿وانذر عشیرتک الاقربین﴾) (۳) نازل ہوئی۔ تو آپؐ نے اعلانیہ تبلیغ کا آغاز کیا۔

۱۔ الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الفضائل باب: عرق النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی البرد و حین یاتیہ الوحی ،(حدیث: ۲۳۳۳) ص، ۱۰۲۸

۲۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ۲۰۶/۱، الاصابۃ، ۲۵۰/۲

۳۔ الشعراء، ۲۱۴:۲۶

... ان کے صدیوں کے عقائد و رسوم کو پاش پاش کر رہا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ہر طرح سے رسول اللہ ﷺ اور اسلام کا راستہ روکنے کی کوشش کی۔ ابولہب جو آپ ﷺ کا چچا تھا اور ہمسایہ بھی۔ انکی مخالفت و عداوت اپنی انتہا پر تھی۔

وروی ابن ابی زناد، عن هشام بن عروه عن ابيه، ﴿عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كنت بين شرجارين: بين أبی لهب وعقبه بن أبی معيط، ان كان لياتيان بالفروث فيطرحونها في بابی. قالت عائشة: فكان النبی صلى الله عليه وسلم يقول: يا بنی عبد مناف، أی جوار هذا؟ ثم يميطه عن بابه﴾

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں دو بُرے ہمسایوں کے درمیان گھرا ہوا تھا۔ ابی لہب اور عقبہ بن ابی معیط (یعنی ان دونوں کے درمیان میرا گھر تھا) یہ دونوں غلاظت لاتے اور میرے دروازے پر پھینک دیتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے۔ اے بنی عبد مناف! یہ کیسی ہمسائیگی ہے؟ پھر وہ اسے اپنے دروازے سے ہٹا دیتے۔

تخریج:

انساب الاشراف، (حدیث:۲۶۵)، ۳۱/۱

سفرِ طائف

مشرکین مکہ کا ظلم وستم روز بروز بڑھتا گیا۔ ان سے مایوس ہو کر ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ۲۰ شوال ۱۰ نبوت (جون ۶۱۹ء) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف (۲) تشریف لے گئے۔ یہ مکہ سے تقریباً ساٹھ میل

۱۔ اہل عرب نے آپ ﷺ کی دعوتِ دین کو روکنے کے لیے کئی حربے استعمال کیے۔ آہستہ آہستہ ان کا جور وستم اتنا بڑھا کہ انہوں نے آپ ﷺ کو مارنے تک کا ارادہ کرلیا۔ مگر باری تعالیٰ نے اس مشکل وقت میں اپنے محبوب ﷺ کی حفاظت خود کی۔ **ابیہ بنتِ ابی الحکم** فرماتی ہیں: ''میں نے اپنے دادا حکم سے کہا! اے گروہ بنو امیہ میں نے تم سے زیادہ عاجز تر کوئی قوم نہیں دیکھی اور نبی کریم ﷺ کے متعلق تمہاری رائے سے بدتر کوئی رائے نہیں پائی۔ دادا نے کہا: اے پوتی! ہمیں ملامت نہ کر، میں تجھے اپنی آنکھوں دیکھا واقعہ بتاتا ہوں: ہم قریش کو ایک عرصہ دیکھتے رہے کہ وہ اس مسجد میں نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر آپ ﷺ پر آوازیں کستے تھے پھر انہوں نے اتفاق کرلیا کہ آپ ﷺ کو پکڑ کر مارا جائے۔ ہم اتفاقِ رائے کرنے کے بعد آپ کو پکڑنے آئے ہم نے اچانک ایک دہشت ناک آواز سنی۔ ہمیں یوں لگا جیسے مکہ کا ہر پہاڑ پھٹ رہا ہے اور آتش فشاں بن گیا ہے۔ ہم پر بے ہوشی طاری ہوئی اور تب ہوش آیا جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر اپنے گھر جا چکے تھے۔ دوسری رات ہم نے پھر وہی مذموم ارادہ کیا۔ جب آپ ﷺ مسجد میں آئے تو ہم آپ ﷺ کو مارنے کے لیے لپکے۔ اچانک صفا اور مروہ دونوں پہاڑ آپس میں مل گئے۔ ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان حائل ہو گئے۔ خدا کی قسم! ہم نے اس واقعہ سے کچھ نفع نہیں اٹھایا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل سے دولتِ اسلام سے سرفراز کردیا۔ (دلائل النبوۃ، (ابو نعیم) ۶۷/۱)

۲۔ **طائف** وادی ''وج'' ہے۔ جو اہل ثقیف کا مرکز تھی اور مکہ اور اس کے درمیان ۱۲ فرسخ کا فاصلہ ہے۔ (معجم البلدان، ۹/۴)

... آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ تھے۔ یہاں ان دنوں عمرو بن عمیر ثقفی کے تین بیٹے عبدیالیل،(۱) مسعود اور حبیب برسرِ اقتدار تھے۔ آپؐ طائف میں دس دن قیام پذیر رہے۔ اس دوران آپؐ ان کے ہر سردار کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ مگر نا صرف ان کا حوصلہ شکن رویہ برقرار رہا۔ بلکہ انہوں نے اپنے شہر کے اوباشوں کو شہ دی۔ انہوں نے پتھر مار مار کر آپ کو زخمی کر دیا۔ کثرت سے خون نکلنے کی وجہ سے آپ ﷺ کے جوتے پاؤں کے ساتھ چپک گئے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے طائف سے تین میل دور ایک باغ میں پناہ لی جو فرزندان ربیعہ، عتبہ اور شیبہ کی ملکیت تھا۔ انہوں نے اپنے ایک غلام عداس (جو نینوئ کا رہنے والا ایک عیسائی تھا) کے ہاتھ ایک انگوروں کا گچھا بھیجا۔ وہ غلام آپؐ سے بے حد متاثر ہوا۔ کچھ دیر ٹھہر کر آپ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تو شدت غم سے نڈھال تھے۔ قرن الثعالب (۲) پہنچے تو باری تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام پہاڑوں کے فرشتے کے ساتھ تشریف لائے اور گزارش کی کہ اگر آپ حکم دیں تو وہ اہل مکہ کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس ڈالے۔ اس واقعے کی تفصیل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس بیان سے ملتی ہے۔

حدثنا عبدالله بن يوسف اخبرنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب قال حدثني عروه ﴿ان عائشة رضى الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وآله وسلم حدثته انها قالت للنبي صلى الله عليه وآله وسلم: هل اتى عليک يوم كان اشد من يوم احد، قال: لقد لقيت من قومک ما لقيت وكان اشد ما لقيت منهم يوم العقبة اذ عرضت نفسي على ابن عبد ياليل بن عبد كلال فلم يجبني الى ما اردت فانطلقت وانا مهموم على وجهي فلم استفق الا وانا بقرن الثعالب فرفعت راسي فاذا انا بسحابة قد اظلتني فنظرت فاذا فيها جبريل فناداني فقال ان الله قد سمع قول قومک لک وما ردوا عليک وقد بعث اليک ملک الجبال لتامره بما شئت فيهم فناداني ملک الجبال فسلّم علي ثم قال: يا محمد! فقال ذلک فيما شئت ان شئت ان اطبق عليهم الاخشبين(۳) فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم بل ارجو ان يخرج الله من اصلابهم من يعبد الله وحده لا يشرک به شيئا﴾.

۱۔ **ابن عبدیالیل بن عمرو بن عمیر الثقفی،** تبوک سے واپسی پر رمضان ۹ھ میں یہ اپنے قبیلے کے ۵ افراد کے ہمراہ قبول اسلام کے لیے آئے اور حبیب بن عمرو بن عمیر الثقفی اور مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفی بھی مسلمان ہو گئے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ، ۱/۳۱۳، الاصابة، ۱/۳۰۷، ۳/۳۱۲)

۲۔ **قرن الثعالب،** ان کو "قرن المنازل" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اہل یمن اور طائف کا میقات ہے۔ (معجم البلدان، ۴/۳۳۲)

۳۔ **اخشبین۔** مکہ کے دو مشہور پہاڑوں "ابوقبیس اور قیقعان" پر بولا جاتا ہے۔ یہ دونوں پہاڑ علی الترتیب حرم کے جنوب وشمال میں آمنے سامنے واقع ہیں۔ اس وقت مکہ کی عام آبادی ان ہی دو پہاڑوں کے بیچ میں تھی۔ (معجم البلدان ۱/۱۲۲)

زوجہ مطہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں:
انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا یوم احد سے بھی سخت دن آپؐ پر آیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے تمہاری قوم کی جو جو تکلیفیں اٹھائی ہیں وہ اٹھائی ہیں اور سب سے زیادہ تکلیف جو میں نے اٹھائی وہ عقبہ کے دن تھی جب میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یالیل بن عبدکلال کے سامنے پیش کیا تو اس نے میری خواہش کو پورا نہیں کیا پھر میں رنجیدہ ہو کر سیدھا چلا ابھی میں ہوش میں نہ آیا تھا کہ قرن الثعالب میں پہنچا میں نے اپنا سر اٹھایا تو بادل کے ایک ٹکڑے کو اپنے اوپر سایہ فگن پایا میں نے جو دیکھا تو اس میں جبرائیل علیہ السلام تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے آپؐ کی قوم کی گفتگو اور ان کا جواب سن لیا ہے اب پہاڑوں کے فرشتہ کو آپؐ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپؐ ایسے کافروں کے بارے میں جو چاہیں حکم دیں۔ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتہ نے آواز دی اور سلام کیا پھر کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سب کچھ آپؐ کی مرضی ہے اگر آپ چاہیں تو میں اخشبین نامی دو پہاڑوں کو ان کافروں پر لا کر رکھ دوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (نہیں) بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اسی کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ بالکل شرک نہ کریں گے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الخلق، باب: ذکر الملائکة صلوات الله علیهم (حدیث:۳۲۳۱) ص، ۲۲۰، ۲۲۱، الجامع الصحیح للمسلم، باب کتاب الجهاد والسیر، : مالقی النبی من اذی المشرکین والمنافقین (حدیث:۱۷۹۵) ص، ۳/ ۱۴۲۰

حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تزویج

شعب ابی طالب سے نکلنے کے چند روز بعد ماہ رمضان یا شوال ۱۰ نبوی میں ابو طالب نے اور پھر تین یا پانچ دن کے بعد حضرت خدیجہؓ نے انتقال فرمایا۔ ان دونوں کے انتقال کے بعد آپ کو کوئی تسلی دینے والا غمخوار نہ رہا۔ تو آپؐ نے حضرت سودہؓ سے شادی اور حضرت عائشہؓ سے نکاح کیا۔

حدثنا سعید بن یحیی بن سعید، نا ابی عن محمد بن عمرو عن یحیی بن عبد الرحمن بن حاطب ﴿عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: خولة بنت حکیم بن امیة ابن الأوقص امراة عثمان بن مظعون رضی الله تعالیٰ عنهما وذلک بمکة: ای رسول الله ألا تتزوج

قال: وممن؟ قالت: ان شئت بكرا ان شئت ثيبا، قال: فمن البكر؟ قالت: بنت أحب خلق الله اليك عائشة بنت ابى بكر رضى الله عنه، قال: ومن الثيب؟ قالت: سودة بنت زمعة بن قيس آمنت بك واتبعتك على ما أنت عليه، قال: فاذهبى فاذكريهما على قالت: فجاء ت فدخلت بيت ابى بكر رضى الله عنه فوجدت أم رومان ام عائشة قالت: اى أم رومان ماذا أدخل الله عزوجل عليكم من الخير والبركة؟ قالت: وما ذاك؟ قالت: أرسلنى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اخطب عليه عائشة، قالت: وددت انتظرى أبا بكر رضى الله عنه فانه آت فجاء ابوبكر رضى الله عنه فقالت: ياأبابكر ماذا أدخل الله عزوجل عليكم من الخير والبركة أرسلنى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اخطب عليه عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قال: وهل تصلح له انما هى ابنة اخيه؟ فرجعت الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فذكرت له فقال: ارجعى اليه فقولى له: أنت أخى فى الاسلام وأنا أخوك وابنتك تصلح لى فأتت ابابكر رضى الله عنه فقال لخولة: ادعى لى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فجاء ه فانكحه وهى يومئذ ابنة ست سنين.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: ''عثمان بن مظعونؓ کی اہلیہ محترمہ خولہ بنت حکیم بن امیہ بن الأوقصؓ مکہ میں فرماتی ہیں کہ (انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ آپؐ نے فرمایا: کس سے؟ انہوں نے عرض کیا۔ اگر آپ چاہیں تو کنواری سے اور اگر چاہیں تو بیوہ سے۔ آپؐ نے فرمایا: کنواری کون ہے؟ کہنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے آپؐ کے سب سے محبوب ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی۔ آپؐ نے فرمایا: اور بیوہ کون؟ کہنے لگیں: سودہ بنت زمعہ بن قیس جو آپؐ پر ایمان لا چکی ہیں اور آپ کی تعلیمات پر بھی۔ آپؐ نے فرمایا: پس جاؤ اور ان دونوں کو میرا پیام دو''۔

سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ابوبکر کے گھر گئی اور وہاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ام رومانؓ سے کہا: اللہ تعالیٰ نے کس قدر بھلائی اور بہتری کا سامان تم لوگوں کے لیے بہم پہنچایا۔ انہوں نے یہ سن کر کہا ''وہ کیا''؟ میں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا۔ ابوبکرؓ کا انتظار کرو۔ پس جب حضرت ابوبکرؓ آئے تو میں نے کہا: اے ابوبکرؓ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے خیر اور برکت کا سامان کیا ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رشتے کے لیے بھیجا ہے۔

[illegible] فرمایا: کیا [illegible] ہو؟ یہ تو انکی بیٹی ہے۔ پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئی اور انہیں اس جواب سے مطلع فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ابوبکرؓ سے جا کر کہو کہ تم میرے دینی بھائی ہو۔ اور تمہاری بیٹی بھی (دینی بھتیجی ہے نسبی نہیں)

پس وہ ان کے پاس آئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا اور اس دن انکی بیٹی کی عمر چھ سال تھی۔

تخریج:

الآحاد والمثانی، ص ۵۹۵، سیر اعلام النبلا ۱۴۹/۲، المسند لامام احمد بن حنبل، ۳۰۱/۷، (انہیں ابوسلمہ اور یحییٰ سے روایت بیان کی گئی ہے۔)

راویوں کے احوال

۲۔ ابی عبیدہ بن عبداللہ بن ابی عبیدہ بن محمد عمار بن یاسرؓ، یہ مشہور صحابی عمار بن یاسرؓ کی اولاد میں سے ہیں۔ محدثین نے ان کو "مقبول" کہا ہے ان کے دادا ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر تھے۔ (التاریخ الکبیر، ۳۶۳/۸، تھذیب، ۱۶۰/۱۲)

☆ ابراہیم بن السندی بن علی بن بہرام، (م۳۱۳ھ) کنیت، "ابو اسحاق" تھی، "کثیر الحدیث" تھے۔ "صاحب اصول اور ثقہ" تھے۔ محمد بن ابی عبدالرحمٰن المقری اور محمد بن زیاد الزیادی وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ (محمود مغراوی، منھج النقد عندالحافظ ابی نعیم الا صبھانی، ۳۹۸/۱، ابو نعیم الاصبھانی، کتاب تاریخ اصبھان، ۲۳۴/۱، محمد بن جعفر بن حیان، طبقات المحدثین باصبھان والواردین علیھا، ۱۴۰/۴)

☆ ابن ابی سوید الثقفی، ابن ابی سوید الثقفی کا اصل نام "محمد بن ابی سوید الثقفی" تھا یہ زیادہ تر عمر بن عبدالعزیز سے روایت کرتے ہیں۔ (تھذیب الکمال، ۴۵۰/۳۴)

☆ ابن شھاب زھری، (م۱۲۴ھ) ان کا نام "محمد بن مسلم" کنیت "ابوبکر" اور "اعلم الحفاظ" لقب تھا۔ ۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ان سے ۲۲۰۰ احادیث مروی ہیں ان میں سے نصف "مسند" ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں۔ "زہری سے بڑھ کر صحیح احادیث کو جاننے والا کوئی شخص باقی نہیں رہا" (الطبقات الکبریٰ، ۲۲۲/۵)

☆ ابو العباس محمد بن یعقوب الاصم، (م۳۴۶ھ) حاکم نیشاپوری کے شیوخ میں سے ہیں۔ ۲۴۷ھ میں پیدا ہوئے۔ "ثقہ" ہیں (سیر اعلام النبلاء، ۱۶۳/۱۷: تذکرۃ الحفاظ ۸۶۰/۳۔۸۶۴)

☆ ابو نعیم، احمد بن عبداللہ بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران الاصبھانی، (م۴۳۰ھ) رجب، ۳۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔ اعلام المحدثین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ کئی کتابوں مثلاً، حلیۃ الاولیاء، تاریخ اصبہان، معرفۃ الصحابۃ، دلائل النبوۃ، وغیرہ کے مصنف ہیں۔ (وفیات الاعیان، ۹۱/۱، ۹۲)

☆ ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرۃ بن ابی رھم بن عبدالعزی، اس کا نام "عبداللہ" تھا۔ ابو حاتم رازی نے اس کا نام "محمد" بتایا ہے۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں وفات پائی۔ احمد بن حنبل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر محمد بن عبداللہ احادیث گھڑتا اور جھوٹ بولتا تھا۔ علی بن المدینی نے کہا ہے "کان ضعیفاً فی الحدیث" انہیں "منکر الحدیث" بھی کہا گیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۸۶/۲۱۔۸۷، العلل، والمعرفۃ الرجال، ۵۱۰/۱، الضعفا والمتروکین، ص ۱۸۴، تھذیب، ۲۵/۱۲،۲۶)

☆ ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام، (م۹۳ھ) قریشی تھے۔ خلافتِ عمر میں پیدا ہوئے۔ (العلل ومعرفۃ الرجال: ۳۸۵/۲، القزوینی، احمد بن خلیل الخلیلی، الارشاد فی معرفۃ علماء

☆ احمد بن محمد بن عبدالعزیز، یہ محمد بن عبدالعزیز کے صاحبزادے ہیں۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور نامعتبر ہیں۔ (سیرت النبی، ۳۔۴/۴۱۹)

☆ اسحاق بن موسیٰ انصاری، ابوموسیٰ المدنی، نیشاپور کے ''قاضی'' رہے۔ ''ثقہ'' ہیں۔ (تقریب، ۱/۷۳)

☆ اسحاق بن وھب بن زیاد العلاف، (م۲۵۵ھ) کنیت ''ابویعقوب'' تھی یہ عمر بن یونس، ولید بن قاسم، یعقوب بن محمد الزہری وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے ''کتاب الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو حاتم نے ان کو ''صدوق'' کہا ہے۔ (تھذیب، ۱/۲۳۰، المقدسی، ابن القیسرانی، الجمع بین رجال الصحیحین ۱/۳۳)

☆ البیھقی، احمد بن الحسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ، (م۴۵۸ھ) شعبان، ۳۸۴ھ میں پیدا ہوئے۔ مختلف علوم وفنون کے ماہر تھے۔ مگر شہرت علمِ حدیث میں پائی۔ علمِ حدیث کی طلب میں عراق، حجاز اور خراسان کے علماء سے استفادہ کیا۔ نیشاپور میں وفات پائی۔ (وفیات الاعیان، ۱/۷۵، ۷۶)

☆ الحاکم نیشاپوری، (م۴۰۵ھ) ان کا نام ''محمد بن عبداللہ بن حمدویہ بن نعیم'' تھا۔ نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ اھل العلم والمعرفۃ اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں ''ثقہ'' ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ۱۷/۱۶۲۔۱۶۶، ذھبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳/۱۰۳۹)

☆ الحویرث، عبدالرحمٰن بن معاویۃ الزرقی بن الحویرث، (م۱۰۳ھ) انصاری تھے۔ مدینہ کے رہنے والے تھے اپنی کنیت ''ابوالحویرث'' سے زیادہ مشہور ہوئے۔ بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف تھے۔ کچھ محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار نہیں دیا۔ جبکہ یحیٰ بن معین لکھتے ہیں۔ ''ابوالحویرث لیس یحتج بحدیثہ'' (تھذیب الکمال، ۱۷/۴۱۴-۴۱۷: تقریب، ۱/۳۵۰، تھذیب، ۶/۲۷۲)

☆ النضر بن سلمہ بن شاذان، کنیت، ''ابومحمد'' تھی، مکہ کے رہنے والے تھے۔ ابوحاتم لکھتے ہیں ''کان یفتعل الحدیث ولم یکن بصدوق'' مدنی لکھتے ہیں: ''لا تحل الراویۃ عنہ الاعتبار'' ۔ (ابن ابی حاتم الرازی، الجرح والتعدیل، ۸/۴۸۰: الذھبی، میزان الاعتدال، ۴/۲۵۶، ۲۵۷)

☆ جھم بن ابی الجھم، مولی الحارث بن حاطب قرشی۔ ان کو ''ابن الجھم'' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اور مسور بن مخرمہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں۔ ان کا شمار ان صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سماعت کی ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۲/۲۱۱، الجرح والتعدیل ۲/۵۲۱)

☆ حسان بن ابراہیم بن عبداللہ الکرمانی، (م۱۸۶ھ) انکی کنیت ''ابوھشام'' تھی اور لقب ''الکرمانی'' تھا۔ کوفہ

... رہے۔ یحییٰ بن معین نے ان کو "ثقہ" جبکہ ابوزرعہ نے ان کو "لاباس بہ" کہا ہے۔(تھذیب الکمال، ۸/۶: تقریب، ۱/۱۱۲)

☆ حسن بن الجہم بن جبلۃ بن مصقلہ التیمی، (م۳۰۹ھ) کنیت "ابوعلی" تھی۔ اصبہان کے ایک قریہ کے رہنے والے تھے۔ واقدی سے مروی "کتاب المغازی" ان کے پاس تھی۔ (طبقات المحدثین، ۳/۱۵۲)

☆ حسین بن الفرج البغدادی، کنیت "ابوعلی" اور "ابو صالح"، تھی۔ "ابن خیاط" کے نام سے مشہور تھے۔ ابن معین نے انہیں "یسرق الحدیث" اور "کذاب" قرار دیا ہے۔ ابوزرعہ فرماتے ہیں۔ "ذہب حدیثہ" (طبقات المحدثین، ۲/۲۳۴، الذهبی، میزان الاعتدال، ۱/۵۴۵)

☆ حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن العباس، (م۱۴۱ھ) "ہاشمی تھے" ربیعہ بن عباد، عکرمہ، وغیرہ سے روایت کرتے ہیں جبکہ ان سے ھشام بن عروہ، ابن جریج، ابن اسحاق وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن معین اور ابو حاتم نے ان کو "ضعیف" قرار دیا ہے۔ جبکہ امام نسائی نے ان کو "متروک" قرار دیا ہے۔ (تھذیب، ۲/۳۴۱.۳۴۲، تقریب، ۱/۱۲۳)

☆ سعید بن یحییٰ بن سعید بن ابان بن سعید، یحییٰ بن سعید بن ابان بن سعید بن العاص بن امیہ: ان دونوں باپ بیٹوں کو علمائے اسماء الرجال نے "ثقہ" کہا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۲۰/۸۶، ۷/۳۲۲: تقریب، ۱/۳۱۴)

☆ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب، (م۸۰ھ) "ابوجعفر" کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ "قطب السخاء" کے نام سے مشہور تھے۔ حبشہ میں پیدا ہوئے اور ۸۰ھ میں وفات پائی۔ (التاریخ الکبیر، ۴/۳۲۷، تھذیب، ۵/۱۵۲، ۱۵۳)

☆ عبداللہ بن داؤد، "سندیلہ" کے نام سے مشہور ہیں۔ کنیت "ابو محمد" اور "عابد" کے لقب سے مشہور تھے۔ (کتاب تاریخ اصبہان. ۲/۹.۱۰، طبقات المحدثین، ۲/۳۳۰)

☆ عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن عروہ، ابن "زادان" کے نام سے مشہور تھے انہیں "صاحب مناکیر و بواطیل" کہا جاتا ہے۔(ابو نعیم الاصبهانی، کتاب الضعفا، ص، ۹۸.۹۷)

☆ عبداللہ بن یوسف دمشقی، (م۲۱۸ھ) کنیت "ابو محمد" تھی۔ بنوکلاع سے نسبت کی وجہ سے کلاعی کہلاتے ہیں۔ دمشق کے رہنے والے تھے۔ آئمہ حدیث نے آپ کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (عمر بن احمد بن عثمان، تاریخ اسماء الثقات، ص، ۱۹۳، تھذیب، ۶/۸۰)

☆ عبداللہ الحضرمی، انکی کنیت "ابوعمرو الکوفی" تھی۔ لقب "حتیمی"، "العاردی" اور "الکوفی" ہیں۔ محمد بن عبداللہ الحضرمی کہتے ہیں "کان یکذب" دارقطنی کہتے ہیں "لاباس بہ" (کتاب الضعفاء والمتروکین،

... موسوعة رجال الكتب التسعة، ۱/۳۱)

☆ عبدالعزیز بن عمران بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف، (م۱۹۷ھ) ان کی والدہ کا نام "امة الرحمٰن بن حفص بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف" تھا۔ وہ اپنے والد جعفر بن محمد، داؤد بن الحسین، عبداللہ بن المؤمل وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ محدثین نے ان کو "منکر الحدیث"، "متروک الحدیث" اور "ضعیف الحدیث" قرار دیا ہے۔ (الضعفاء والمتروکین، ص ۱۲۱، الکاشف، ۲/۱۷۷، تقریب، ۱/۳۶۰)

☆ عبدالواحد بن زیاد العبدی، (م۱۸۷ھ) کنیت "ابوبشر" ہے۔ ابن سعد نے ان کو "کثیر الحدیث" اور "ابوزرعہ"، ابو حاتم اور ابوداؤد نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ امام بخاری اور محمد بن محبوب ان سے روایت کرتے ہیں۔ (کتاب الثقات، ۷۳/۴، تهذیب، ۴۳۵/۶)

☆ عروہ بن زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزی: (م۹۴ھ) انکی کنیت "ابو عبداللہ" تھی اور قریش کے خاندان "بنو اسد" سے ان کا تعلق تھا۔ انکی والدہ "ذات النطاق" حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق تھیں۔ "ثقہ"، کثیر الحدیث اور مامون فقیہ تھے۔ (التاريخ الكبير، ۳۳۹/۹، ۳۴۰، الطبقات الکبریٰ، ۹۱/۵، ۹۳، تقریب، ۳۹۹/۱)

☆ عکرمہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام، کنیت "ابوعبداللہ" تھی۔ "قلیل الحدیث" اور "ثقہ" تھے۔ خلیفہ یزید بن عبدالملک کے عہد میں وفات پائی۔ (الطبقات الکبری، ۲۰۹/۵، تقریب، ۴۰۸/۱)

☆ علی بن محمد: یہ ابن سعد کے اساتذہ میں سے ہیں۔ محدثین نے ان کو "صدوق" کہا ہے۔ (تقریب ۴۱۹/۱)

☆ علی بن مسہر، (م۱۸۹ھ) انکی کنیت "ابوالحسن" تھی۔ عبدالرحمٰن کے بھائی تھے۔ ابن سعد، عجلی، نسائی، ابوزرعہ اور ابن معین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (التاريخ الكبير، ۲۹۷/۶، رجال صحيح البخاري، ۵۳۳/۲)

☆ عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف، یہ ابی الزناد، زہری، ھشام بن عروہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ محدثین نے ان کو "ضعفا الحدیث" کہا ہے۔ (الجرح والتعديل ۷/۸) امام بخاری نے ان کو "منکر الحدیث" اور نسائی نے ان کو "متروک الحدیث" کہا ہے۔ (الضعفا المتروكين ص ۱۴۸)

☆ عمر بن محمد بن جعفر، (م ۳۷۹ھ) کنیت، "ابوحفص"، تھی، انہوں نے حدیث کی سماعت شام، عراق اور اصبہان میں سے کی۔ (کتاب تاریخ اصبهان، ۴۲۲/۱)

☆ فروہ بن ابی المغراء الکندی الکوفی، (م۲۲۵ھ) کنیت "ابوالقاسم" تھی۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" اور ابو حاتم اور ابن حجر نے انہیں "صدوق" کہا ہے۔ (التاريخ الكبير ۱۲۸/۷: رجال صحيح البخاري ۲۱۱/۲)

(م ۲۱۲ھ) محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے یہ عبدالواحد بن زیاد، ھشیم و معمرو طالب، خالد بن حارث اور مسلمہ بن علقمہ سے روایت کرتے ہیں جبکہ ان سے امام بخاری، امام ابوداؤد وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ (التاریخ الکبیر، ۷/۴۰، تھذیب، ۸/۳۹۰)

☆ کلیب بن وائل بن ھبار التیمی البکری المدنی، یحییٰ بن معین نے ان کو "ثقہ" کہا ہے۔ جبکہ ابن حبان نے کتاب "الثقات" میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ قیس بن ھبار، ابن عمر، ھانی بن قیس اور زینب بنتِ ابی سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ (التاریخ الکبیر، ۷/۱۱۲، تھذیب، ۸/۴۴۶،۴۴۷)

☆ لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن الفھمی، مصر سے ۴ فرسخ دور ایک بستی "بقرقشندہ" میں پیدا ہوئے۔ امام احمد بن حنبل نے ان کو "ثقہ ثبت، کثیر العلم اور صحیح الحدیث" کہا ہے۔ بے شمار لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔ (تھذیب الکمال، ۱۵/۴۳۶-۴۴۹)

☆ محمد بن ابی یعقوب: ابوعبداللہ الکرمانی، (م ۲۴۴ھ) ان کا اصل نام "اسحاق" تھا، ابوعبداللہ الکرمانی کے نام سے مشہور ہوئے یہ بصرہ کے رہنے والے اور "ثقہ" تھے۔ (رجال صحیح البخاری، ۲/۶۳۸، الجمع بین رجال الصحیحین، ۲/۵۸)

☆ محمد بن احمد بن الحسن بن اسحاق بن صواف، (م ۳۴۹ھ) یہ ۲۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ امام ابونعیم کے شیوخ میں سے ہیں۔ انہوں نے امام ترمذی، اسحاق بن حسن، اور بشر بن موسیٰ وغیرہ سے حدیث سماعت کی۔ "ثقہ و مامون" ہیں۔ (منھج النقد، ۱/۸۱)

☆ محمد بن اسحاق، (م ۱۵۱ھ) کنیت "ابوبکر" تھی۔ ممتاز حافظ حدیث اور "مغازی" کے مستند مصنف ہیں۔ آپ کو خادم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت انسؓ کو دیکھنے کا فخر حاصل ہے۔ علم کا خزانہ تھے۔ امام یحییٰ نے ان کو "ثقہ" امام شعبہ نے ان کو "امیر المومنین فی الحدیث" قرار دیا ہے۔ (الکاشف ۳/۱۸)

☆ محمد بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف، یہ ابی الزناد اور زہری سے روایت کرتے ہیں ان کو بخاری نے "منکر الحدیث" امام نسائی نے "متروک الحدیث" قرار دیا ہے۔ جبکہ ابو حاتم فرماتے ہیں کہ یہ تینوں بھائی محمد، عبداللہ اور عمران ہیں۔ انکی حدیث مستقیم نہیں ہے۔ (الضعفا والمتروکین، ص ۱۴۸)

☆ محمد بن عبداللہ بن احمد البسطامی الزرھاجی، بہت بڑے علامہ، محدث، ادیب، "فقیہ" اور شافعی تھے۔ ابو بکر البیھقی کے اساتذہ میں سے تھے۔ (دلائل النبوۃ البیھقی، ۱/۱۰۸)

☆ محمد بن علی الفقیہ، (م ۳۲۵ھ) "کثیر الحدیث"، "ثقہ" اور صاحب اصول ہیں۔ اصبھان کے شیوخ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ (طبقات المحدثین . ۳.۴/۲۴۳)

☆ محمد بن عمر الواقدی: (م ۲۰۷ھ) تاریخ اسلام کے قدیم ترین مورخین میں سے ہیں حفاظ حدیث میں ان

ہے۔ یحییٰ ابن معین، ابو حاتم، ابن عدی وغیرہ نے ان کو ”ضعیف“ جبکہ امام بخاری نے ان کو ”متروک الحدیث“، امام شافعی اور امام احمد نے ان کو ”کذاب“ بتایا ہے جبکہ علماء کی ایک قلیل جماعت نے ان کو توثیق کی ہے۔ البتہ یہ سیرت اور مغازی کے امام ہیں۔ (الکاشف، ۳/۷۳: الضعفاء والمتروکین، ص، ۱۵۲)

☆ محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص اللیثی: ابو حاتم کے مطابق ”صالح الحدیث“ ہیں۔ نسائی نے ”لیس بہ بأس“، جبکہ ابن حبان نے ”کان یخطی“ لکھا ہے۔ (تہذیب الکمال، ۱۷/۱۱۴)

☆ معاویہ الزرقی بن الحویرث، یہ ابوالحویرث، عبدالرحمٰن کے والد ہیں۔ لیکن اسماء الرجال کی اہم کتب، التاریخ الکبیر، الکاشف، تہذیب التہذیب اور کتاب الجرح والتعدیل میں ان کا تذکرہ موجود نہیں۔

☆ منصور بن عبدالرحمٰن بن طلحہ بن الحارث بن طلحہ، (م۱۳۸ھ) محمد بن عبدالرحمٰن کے بھائی ہیں۔ والدہ کا نام ”صفیہ بنت شیبہ“ ہے۔ ابو حاتم نے انہیں ”صالح الحدیث“، جبکہ ابن سعد اور نسائی نے ان کو ”ثقہ“ قرار دیا ہے۔ (تہذیب الکمال، ۱۸/۳۹۵،۳۹۶: تقریب، ۲/۲۰۴)

☆ موسیٰ بن شیبہ بن عمرو بن عبداللہ بن کعب بن مالک، یہ عام طور پر اپنے والد، خارجہ بن عبداللہ بن کعب بن مالک، نعمان بن عبداللہ بن کعب بن مالک اور عمیرہ بنت عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو ”منکر الحدیث“ اور ابن حجر نے انہیں ”لین الحدیث“ اور ابو حاتم نے انہیں ”صالح الحدیث“ کہا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۷/۱۶۳، تہذیب الکمال، ۱۸/۴۷۳: تقریب، ۲/۲۱۰)

☆ موسیٰ بن یعقوب بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ، کنیت، ”ابومحمد“ تھی۔ یحییٰ بن معین نے ان کو ”ثقہ“، علی ابن المدینی نے ان کو ”ضعیف الحدیث“ اور ”منکر الحدیث“ کہا ہے۔ ابن حبان نے کتاب ”الثقات“ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ خلیفہ ابی جعفر منصور کے عہد میں وفات پائی۔ (تہذیب الکمال، ۱۸/۵۲۲،۵۲۳: تقریب ۲/۲۱۴)

☆ ھشام بن عروہ بن الزبیر بن العوام القرشی الاسدی، (م۱۴۶ھ) ان کی کنیت ”ابوالمنذر“ تھی۔ مدینہ کے رہنے والے ہشام ”ثقہ ثبت، کثیر الحدیث اور حجت“ تھے۔ انہوں نے ابن عمر اور ابن زبیر سے سماعت کی اور جابر بن عبداللہ اپنے والد زہری اور وھب بن کیسان کو دیکھا۔ (التاریخ الکبیر، ۸/۸۲،۸۳، تقریب، ۲/۲۳۶، تہذیب الکمال، ۱۹/۲۶۶-۲۷۰)

☆ یحیی بن عبدالرحمٰن بن حاطب بن ابی بلتعہ: (م۱۰۴ھ) ابومحمد/ابوبکر، ان کا تعلق ”مذحج“ سے تھا۔ اھل مدینہ میں سے تھے۔ محدثین نے ”ثقہ“ قرار دیا ہے۔ (تہذیب الکمال، ۲۰/۱۵۸: تقریب،

(۲/۲۲۲)

☆ یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر، (م۲۳۱ھ) ابوزکریا البصری مفتی تھے اور وسیع علم رکھتے تھے۔ امام نسائی نے ان کو "ضعیف" جبکہ ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (کتاب الضعفا والمتروکین، ۱۹۸/۳،۲: الکاشف، ۲۲۸/۳، تھذیب، ۳۶۸/۴)

☆ یعقوب بن محمد الزھری، امام یحییٰ بن معین نے ان کو "ثقات" میں شمار نہیں کیا۔ اور محدثین نے ان کو "کثیر الوھم" کہا ہے۔ (تقریب. ۶۸۱/۲، ابن عدی، الکامل فی ضعفا الرجال ۲۶۰۶/۷، ۲۶۰۷)

☆ یعقوب بن محمد بن عیسیٰ بن عبدالملک بن حمید...... الزھری، (م۲۱۳ھ) کنیت "ابویوسف" تھی۔ ابن حجر نے ان کو "صدوق" "کثیر الوھم والروایۃ عن الضعفاء" قرار دیا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۲۷۲/۸: تقریب، ۶۸۱/۲، تھذیب، ۳۴۵/۱۱)

☆ یونس بن بکیر، (م۱۹۹ھ) کنیت "ابوبکر" تھی۔ کوفہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث، نامور مؤرخ اور ممتاز عالم ہیں "کتاب المغازی" کے مصنف ہیں۔ آپ نے اعمش، ہشام بن عروہ، عمر بن ذر، ابن اسحٰق اور دوسرے لوگوں سے علم حدیث حاصل کیا۔ یحییٰ بن معین نے "صدوق"، ابو حاتم نے "راست گو" کہا جبکہ امام ابو داؤد کے مطابق "حجت" نہیں ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ ۳۲۶/۱، تھذیب، ۴۶۶/۴، ۴۶۷)

☆ یونس بن یزید بن ابی نجاد: (م۱۵۹ھ) انکی کنیت "ابویزید" تھی۔ انہوں نے زہری اور نافع سے حدیث کی سماعت کی۔ اور ان سے لیث بن سعد، ابن المبارک، سلیمان بن بلال اور حسان بن ابراہیم وغیرہ نے روایت کی ہے۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (رجال صحیح البخاری، ۸۱۹/۲)

فصل دوم: مدنی دور

- ☆ ہجرت مدینہ
- ☆ مسجد قبا کی تعمیر
- ☆ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی
- ☆ غزوۂ خندق
- ☆ غزوۂ بنو قریظہ
- ☆ غزوۂ خیبر
- ☆ فتح مکہ
- ☆ عام الوفود
- ☆ حجۃ الوداع
- ☆ مرض الموت
- ☆ وصال

ہجرت مدینہ

۱۲ھ نبوی میں بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد آپؐ نے مسلمانوں کو اجازت مرحمت فرمائی کہ وہ مدینہ منورہ (۱) کی جانب ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے ہجرت کی ابتداء کر دی۔ مشرکین مکہ میں انکی روانگی سے غم والم کے لاوے پھوٹ پڑے۔ چنانچہ انہوں نے دارالندوہ کے اجتماع میں یہ فیصلہ کیا کہ ہر قبیلہ کا ایک مضبوط جوان ملکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دے۔ چنانچہ قتل کی اس مجرمانہ قرارداد کے بعد آپ کو باری تعالیٰ نے بذریعہ وحی آگاہ کیا اور ہجرت کی اجازت دے دی۔

یثرب کے حالات

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ سے مدینہ ہجرت (۲) کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے مدینہ (یثرب) کے حالات پہلے سے آپؐ کے لیے سازگار کر رکھے تھے۔

حدثنا عبيد بن اسماعيل حدثنا ابو اسامة عن هشام عن ابيه ﴿عن عائشة رضى الله عنها قالت كان يوم بعاث(۳) يوماً قدمه الله لرسوله صلى الله عليه وآله وسلم فقدم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقد افترق ملوهم وقتلت سرواتهم وجرحوا فقدمه الله لرسوله صلى الله عليه وآله وسلم فى دخولهم فى الاسلام﴾

۱۔ مدینہ منورہ کا پرانا نام یثرب تھا "یثرب" دراصل سیدنا نوح علیہ السلام کی نسل میں سے ایک آدمی، "یثرب بن قانیہ بن مھلائل" تھا۔ جس نے اس شہر کی بنیاد رکھی۔ اس کے نام پر شہر کا نام بھی "یثرب" پڑ گیا۔ بطلیوس کے جغرافیہ میں یثرب کا نام یثربہ (Jathripa) آیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ہجرت فرمائی تو اس کا نام **"مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"** مشہور ہوا جو کثرت استعمال سے "مدینہ" کہلانے لگا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یثرب یا مدینہ کا نام "طیبہ" یا "طابہ" رکھ دیا۔ قرآن مجید میں یثرب اور مدینہ دونوں نام آئے ہیں۔ یہ مکہ سے ۳۰۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ (الدکتور جوادعلی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ۱۲۸/۴، ۱۲۹: اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص. ۱۵۴)

۲۔ **ہجرت:** ایک شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر میں چلے جانے کو ہجرت کہتے ہیں۔ (الزمخشری، اساس البلاغہ، ۳۶۲/۲) اصطلاحاً اس سے مراد وہ ہجرت ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی۔ البتہ فتح مکہ کے بعد جو لوگ مکہ مکرمہ آئے وہ مہاجرین میں شمار نہیں ہونگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ﴿لا هجرة بعد الفتح﴾ (الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجهاد و السير، (حدیث: ۲۶۳۱)

۳۔ **یوم بعاث:** ایام جاہلیہ میں ایک اہم دن تھا۔ اس روز اوس اور خزرج کے درمیان آخری جنگ ہوئی۔ اس دن خزرج کا سردار "عمر بن النعمان بن صلاۃ بن عمرو" جبکہ اوس کا سردار "حضیر الکتائب بن سماک بن عتیک" تھا۔ اس روز خزرج کو شکست جبکہ اوس کو فتح ملی تھی۔ ظہور اسلام کے وقت اوس کے سردار سعد بن معاذ تھے۔ (المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ۱۴۰/۴، اعلام الحدیث ۱۷۰۰/۳: ایام العرب فی الجاهلية، ص ۷۳-۷۶)

...رت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں کہ جنگ بعاث کا دن خدا تعالیٰ نے اپنے رسول (کی کامیابی) کے لیے پہلے سے مقرر کر رکھا تھا۔ چنانچہ جب (مدینہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو ان کی جماعتیں پراگندہ ہوگئی تھیں اور ان کے کچھ سردار زخمی اور کچھ مارے گئے تھے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لیے یہ دن پہلے سے ان جماعتوں کے اسلام میں داخل ہونے کے لیے جو بعد میں انصار(۱) کے لقب سے نوازی گئیں مقرر کر رکھا تھا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب الانصار۔ (حدیث:۳۷۷۷)، ص ۷۷۳

ہجرت مدینہ کی تیاری

جب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کی اجازت مل گئی۔ تو بہت سے لوگ مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت کی وجہ سے رک گئے اور سفر ہجرت کے لیے تیاری شروع کر دی۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔

﴿فقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم للمسلمین انی اریت دار هجرتکم ذات نخل بین لابتین وهما الحرتان فهاجر من هاجر قبل المدینة ورجع عامة من کان هاجر بارض الحبشه الی المدینة وتجهز ابو بکر قبل المدینة فقال له رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم علی رسلک فانی أرجو ان یوذن لی فقال ابو بکر: وهل ترجو ذلک بأبی أنت قال نعم فحبس ابو بکر نفسه علی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لیصحبه وعلف راحلتین کانتا عنده ورق السمر وهو الخبط أربعة أشهر.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ مجھے (خواب) میں تمہاری ہجرت کا مقام دکھایا گیا ہے کہ وہ کھجور کے درخت ہیں اور وہ دو سنگستانوں کے درمیان واقع ہے۔ پھر جس نے بھی ہجرت کی تو مدینہ کی طرف ہجرت کی اور جو لوگ حبشہ کو گئے تھے ان میں سے اکثر مدینہ لوٹ آئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی تیاری کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

۱۔ **انصار:** انصار اصل میں یمن کے رہنے والے اور قحطان کے خاندان سے تھے۔ یمن میں مشہور سیلاب ''سیل عرم'' کے بعد یمن سے نکل کر مدینہ میں آباد ہوئے۔ یہ دو بھائی تھے جو **''ثعلبہ بن عمرو''** کی اولاد تھے ان کی والدہ کا نام ''قیلۃ'' تھا۔ اوس اور خزرج تمام انصار ان ہی دو کے خاندان سے ہیں۔ (وفا الوفاء، ۱/۱۷۶، اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۱۵۵)

مل جائے کی

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (فرطِ مسرت سے) عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا آپ کو ایسی امید ہے؟ پھر حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت کی وجہ سے رک گئے اور دو اونٹنیاں جو ان کے پاس تھیں انہیں چار مہینہ تک کیکر کے پتے کھلاتے رہے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الانبیاء، مناقب الانصار، باب: ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ الی المدینۃ۔ (حدیث:۳۹۰۵) ص ۷۹۹۔۸۰۰)

اذن ہجرت

مشرکین مکہ کے مظالم جب حد سے بڑھ گئے اور مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جینا دوبھر ہو گیا۔تو باری تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ جسکا نام پہلے "یثرب" تھا۔ ہجرت کا حکم دے دیا۔

حدثنا ابراھیم بن موسی اخبرنا ھشام عن معمر وقال اللیث حدثنی عقیل قال ابن شھاب فاخبرنی عروہ بن الزبیر ﴿ان عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت: لم اعقل ابوی الا وھما یدینان الدین ولم یمر علیھما یوم الا یاتینا فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرفی النھار بکرۃ وعشیۃ فبینما نحن جلوس فی بیت ابی بکر فی نحر الظھیرۃ قال قائل ھذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی ساعۃ لم یکن یاتینا فیھا قال ابو بکر ما جای بہ فی ھذہ الساعۃ الا امر قال انی قد اذن لی بالخروج﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے والدین کو دیندار ہونے کے سوا کچھ نہیں پایا اور کوئی روز ایسا نہیں گزرتا تھا جس کے دونوں کناروں یعنی صبح وشام کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والدین کے پاس تشریف نہ لاتے ہوں، میں ایک دن ابوبکرؓ کے گھر عین ٹھیک دوپہر کے وقت بیٹھی ہوئی تھی کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت میرے پاس تشریف لا رہے ہیں کہ اس وقت کبھی نہیں آئے ہیں، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ایسے وقت میں آپ کسی اہم کام کی وجہ سے تشریف لا رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم مل گیا ہے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الادب، باب ھل یزور صاحبہ، کل یوم اوبکرۃ و

زادِ سفر

سفر کے لیے حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے کھانا تیار کیا اور اپنے کمر بند سے ناشتہ دان باندھا۔

حدثنا عبید بن اسماعیل حدثنا ابو اسامة عن هشام قال اخبرنی ابی وحدثنی ایضاً ﴿فاطمة عن اسمای رضی الله عها قالت: صنعت سفرة رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی بیت ابی بکر حین اراد ان یهاجر الی المدینة قالت: فلم نجد لسفرته ولا لسقانه ما نربطهما به فقلت لابی بکر: والله ما اجد شیئا اربط به الا نطاقی قال فشقیه باثنین فاربطیه بواحد السقای وبالآخر السفرة ففعلت فلذلک سمیت ذات النطاقین.﴾

حضرت فاطمہ الزہرہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حضرت صدیق اکبر کے گھر میں اس وقت کھانا تیار کیا جب آپؐ مدینہ کی جانب ہجرت کا ارادہ کر چکے تھے۔ مجھے آپ کے کھانے اور پانی کے برتن باندھنے کے لیے کوئی چیز نہیں ملی جس سے میں باندھ دیتی تو میں نے صدیق اکبرؓ سے کہا: اللہ کی قسم! اس کے باندھنے کے لیے سوائے میرے کمر بند کے اور کوئی چیز نہیں ملی تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم اس کمر بند کے دو ٹکڑے کر کے ایک سے پانی کا برتن اور دوسرے سے ناشتہ دان باندھ دو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور اسی لیے میرا نام ''دو کمر بند والی'' پڑ گیا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجهاد والسّیر، باب حمل الزاد فی الغزو (حدیث:۲۹۷۹) ص، ۴۹۲

روزِ ہجرت مدینہ

قال ابن شهاب: ﴿قال عروة: قالت عائشة: فبینما نحن یوما جلوس فی بیت ابی بکر فی نحرِ الظهیرة، قال قائل لابی بکر: هذا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم متقنعاً، فی ساعة لم یکن یاتینا فیها، فقال ابوبکر: فداء له ابی وامی، والله ما جاء به فی هذه الساعة الا أمر، قالت: فجاء رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فاستأذن، فاذن له فدخل، فقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم لابی بکر: (أخرج من عندک). فقال ابوبکر: انما هم اهلک، بابی انت یا رسول الله، قال: (فانی قد اذن لی فی الخروج). قال ابوبکر:

الصحبة بابی انت یا رسول الله؟ قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم: (نعم) قال ابوبکر: فخذ. بابی انت یا رسول الله. احدی راحلتی هاتین، قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم: (بالثمن) . قالت عائشة: فجهزنا هما احث الجهاز، وصنعنا لهما سفرة فی جراب، فقطعت اسماء بنت ابی بکر قطعة من نطاقها، فربطت به علی فم الجراب، فبذلک سمیت ذات النطاقین، قالت: ثم لحق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وابوبکر بغار فی جبل ثور، فکمنا فیه ثلاث لیال: یبیت عندهما عبدالله بن ابی بکر،(۱) وهو غلام شاب، ثقف لقن، فیدلج من عندهما بسحر، فیصبح مع قریش بمکة کبائت، فلا یسمع امراً یکتادان به الا وعاه، حتی یاتیهما بخبر ذلک حین یختلط الظلام، ویرعیٰ علیهما عامر بن فهیرة(۲) مولی ابی بکر منحة من غنم، فیریحها علیهما حین تذهب ساعة من العشاء، فیبیتان فی رسل، وهو لبن منحتهما ورضی فهما، حتی ینعق بها عامر بن فهیرة بغلس، یفعل ذلک فیکل لیلة من تلک اللیالی الثلاث، واستاجر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وابوبکر رجلاً (۳) من بنی الدیل، وهو من بنی عبد بن عدی، هادیاً خریتاً، والخریت الماهر بالهدایة، قد غمس حلفاً فی آل العاص بن وائل السهمی، وهو علی دین کفار قریش، فامنا، فدفعا الیه راحلتیهما، وواعداه غار ثور بعد ثلاث لیال، فاتاهما براحلتیهما صبح ثلاث، وانطلق معهما عامر بن فهیرة، والدلیل، فاخذ بهم طریق السواحل﴾

حضرت عروہ بن زبیر، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ ہم ایک دن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں ٹھیک دوپہر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک کہنے والے نے ابوبکر

۱۔ **عبداللہ بن ابی بکر:** یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صاحبزادے تھے اور حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے بھائی تھے ان کی والدہ کا نام "قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن عبدأسعد بن نصر بن مالک" تھا۔ ان کی شادی عاتکہ بنت زید بن عمرو سے ہوئی جو سعید بن زید کی بہن تھی۔ ہجرتِ مدینہ میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بے حد مدد کی۔ اپنے والد کی خلافت کے دوران شوال ۱۱ ھ میں وفات پائی۔ (نسب قریش، ص، ۲۷۵-۲۷۷، اسد الغابة، ۱۸۸/۳، الاصابة، ۲۸/۲)

۲۔ **عامر بن فہیرہ:** انکی کنیت "ابو عمر" تھی۔ طفیل بن حارث جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ماموں تھے ان کے مملوک تھے۔ اسلام لائے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کر دیا۔ عامر بن فہیرہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غار میں پناہ لی تو وہاں دونوں کو دودھ پلاتے رہے۔ سفرِ ہجرت میں وہ خدمت کے لیے ساتھ تھے۔ غزوۂ بدر و احد میں شریک رہے اور صفر ۴ھ میں بیرِ معونہ کے دن یہ شہید ہو گئے۔ (الطبقات الکبری، ۳۳۰/۳، ۳۳۱: انساب الاشراف، ۱۹۳/۱، ۱۹۴)

۱۔ **عبداللہ بن اسعط الدیلی: ان کا تعلق** "کنانہ ابن خزیمہ" سے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کے لیے روانہ ہوئے۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے راستہ بتانے کے لیے اجرت پر ان کو رکھا تھا۔ (انساب الاشراف، ۲۶۰/۱)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بتا دیکھو) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منہ پر چادر ڈالے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ آپ کی تشریف آوری ایسے وقت تھی جس میں آپ کبھی تشریف نہ لاتے تھے حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان بخدا ضرور کوئی بات ہے جبھی تو آپؐ اس وقت تشریف لائے ہیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور آپؐ نے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ کو اجازت مل گئی آپؐ اندر تشریف لائے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اپنے پاس سے اوروں کو ہٹا دو۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے (ماں) باپ آپؐ پر فدا ہوں، جائیں یہاں تو صرف آپ کی گھر والی ہیں آپؐ نے فرمایا: مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں مجھے بھی رفاقت کا شرف عطا ہو۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں (رفیق سفر تم ہو گے) حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے (ماں) باپ آپؐ پر قربان، میری ایک اونٹنی آپ ﷺ لے لیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم تو با قیمت لیں گے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے ان دونوں کے لیے جلدی میں جو کچھ تیار ہو سکا تیار کر دیا اور ہم نے ان کے لیے چمڑے کی ایک تھیلی میں تھوڑا سا کھانا رکھ دیا۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ازار بند کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اس تھیلی کا منہ اس سے باندھ دیا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب (ذات النطاق) ازار بند والی ہو گیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکرؓ جبل ثور کے ایک غار میں پہنچ گئے اور اس میں تین دن تک چھپے رہے۔ عبداللہ بن ابو بکر جو نوجوان ہوشیار اور ذکی لڑکے تھے۔ آپ حضرات کے پاس رات گزارتے اور علی الصبح اندھیرے منہ ان کے پاس سے جا کر مکہ میں قریش کے ساتھ اس طرح صبح کرتے جیسے انہوں نے یہیں رات گزاری ہے اور قریش کی ہر وہ بات جس میں ان دونوں حضرات کے متعلق کوئی مکر و تدبیر ہوتی یہ اسے یاد کر کے جب اندھیرا ہو جاتا تو ان دونوں حضرات کو آ کر بتا دیتے تھے اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ ان کے پاس ہی دن کے وقت بکریاں چراتے اور تھوڑی رات گئے وہ ان دونوں کے پاس بکریاں لے جاتے اور یہ دونوں حضرت ان بکریوں کا دودھ پی کر اطمینان سے رات گزارتے حتیٰ کہ عامر بن فہیرہ صبح اندھیرے منہ ان بکریوں کو ہانک لے جاتے اور ان تین راتوں میں ایسا ہی کرتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر نے (قبیلہ) بنو دیل کے ایک آدمی کو جو بنی عبد بن عدی میں سے تھا، مزدور رکھا۔ وہ بڑا واقف کار رہبر تھا اور آل عاص بن وائل سہمی کا حلیف تھا اور قریش کے دین پر تھا۔ ان دونوں نے اسے امین بنا کر اپنی دونوں سواریاں اس کے حوالہ کر دیں اور تین راتوں کے بعد صبح کو ان دونوں سواریوں کو

... پہنچا دیا جیسا کہ وعدہ کیا) اور ان دونوں حضرات کے ساتھ عامر بن فہیرہ بھی تھے اور رہبر ان کو ساحل کے راستہ پر ڈال کر لے چلا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، كتاب مناقب الانصار، باب: هجرة النبی صلی الله عليه وآله وسلم واصحابه الی المدينة (حديث:۳۹۰۵) ص ۸۰۰۔۸۰۱

سفرِ ہجرت

قریش کے منصوبہ قتل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ غارِ ثور میں پناہ لی اور تین راتیں وہاں گزاریں۔ ربیع الاول ۱ھ (بمطابق ۱۶ ستمبر ۶۲۲) عبداللہ بن اریقط سواریاں لے کر آ گیا اور آپؐ نے وہاں سے کوچ فرمایا۔ عامر بن فہیرہ بھی ہمراہ تھے۔ رہنما عبداللہ بن اریقط نے ساحل کا راستہ اختیار کیا اور سفر کے مختلف مراحل طے کرتے ہوئے قبا پہنچے۔

اخبرنا ابو بكر احمد بن كامل بن خلف القاضی، ثنا موسی بن اسحاق القاضی، ثنا مسروق بن المرزبان، ثنا يحيی بن زكريا بن ابی زائدة قال: قال ابن اسحاق، حدثنی محمد بن جعفر بن الزبير، و محمد بن عبدالرحمن بن عبدالله بن حسين، عن عروة بن الزبير، ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: لما خرج رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم من الغارمها جراً ومعه ابوبكر و عامر بن فهيرة مردفه ابوبكر و خلفه عبدالله بن اريقط الليثی فسلك بهما اسفل من مكة ثم مضی بهما حتی هبط بهما علی الساحل اسفل من عسفان ثم استجاز بهما علی اسفل امج ثم عارض الطريق بعد ان اجاز قديد ثم سلك بهما الحجاز ثم اجاز بهما ثنية المرار ثم سلك بهما الحفياء ثم اجاز بهما مدلجة ثقف ثم استبطن بهما مدلجة صحاح ثم سلك بهما مذحج ثم ببطن مذحج من ذی الغضن ثم ببطن ذی كشد ثم اخذ الجاجب ثم سلك ذی سلم من بطن اعلی مدلجة ثم اخذ القاحة ثم هبط العرج ثم سلك ثنية الغائر عن يمين ركوبه ثم هبط بطن ريم فقدم قباء علی بنی عمرو بن عوف.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے بعد غار ثور سے نکلے تو ان کے ساتھ ابوبکرؓ اور عامر بن فہیرہؓ بھی تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ آگے تھے اور ان کے پیچھے عبداللہ بن اریقط تھے۔ پس وہ ان دونوں کے ساتھ زیریں مکہ سے چلے پھر ساحل کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے زیریں عسفان کے پاس سے گزرے پھر ان کے ساتھ زیریں امج سے گزرتے ہوئے

الرار سے گزرے پھر ھیا سے آگے بڑھتے ہوئے مدلجہ کی طرف بڑھے اور مدلجہ کے اندر داخل ہوئے پھر وہاں سے چلتے ہوئے مدلج اور پھر مدلج کی وادی سے ہوئے ہوئے ذی الغضن کے موڑ کے نشیب میں چلے پھر جاجب کا راستہ اختیار کرتے ہوئے مدلجہ وادی، ذی سلم سے گزرے۔ پھر قاحہ کا رخ کیا پھر عرج میں اترے۔ پھر رکوبہ کے داہنے ہاتھ ثنیۃ الغائر میں چلے یہاں تک کہ وادی ریم میں اترے۔ پھر قبا میں بنی عمرو بن عوف کے محلے میں پہنچ گئے۔

تخریج:

المستدرک، ۹/۳، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۱-۲/۲۹۲-۲۹۳

دوران ہجرت قیام

حدثنا احمد بن محمد ثنا عبدالرحمن بن محمد بن شعبة، ثنا حزام بن هشام ابن حبيش بن خالد بن خليد بن ربيعة الخزاعى، ثنا ابى عن جده ﴿عن اخته ام معبد واسمها: عاتكة بنت خالد الخزاعية قالت: لما ان هاجر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من مكة وخرج منها يريد المدينة ومعه ابوبكر الصديق ومولى لابى بكريقال له: عامر بن فهيرة وعبدالله بن الأريقط الليثى دليلهم، فمروا بنا فدخلوا خيمتى وانا مختبئة بفناء خيمتى اسقى واطعم المارين فقال: الاهل من لحم؟ فبعثت اليهم بشاة ذات لبن فردها، وبعثت اليه بعناق جذعته فقبلها وقال: انما رددنا الشاة لانها ذات لبن فهل عندک من تمر؟ فقلت: لا والله ولو كان عندى ما تطلبون ما جاوزتم خيمتى وكانوا مرملين مجهودين، فنظر النبى صلى الله عليه وآله وسلم فاذا شاة بالفناء فقال: ما هذه الشاة يا ام معبد؟ فقلت: شاة خلفها الراعى من الجهد ليس بها لبن ولا لحم، قال: تاذنين لنا ان ندنو منها ونحلب، قلت: نعم ان رأيت بها حلاباً بابى انت وامى فدعا بها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فمسح بيده ضرعها وقال: بسم الله ودعا ربه فتفاجت ودرت واجترت وكلفت، ثم دعا بالاناء فاتيته باناء لنا اذا ملأناه يربض الرهط فحلب منها حتى امتلأ وتدفق فسقانى حتى رويت، ثم سقى ابابكر، ثم رجلاً رجلاً ممن معه ثم شرب النبى صلى الله عليه وآله وسلم ثم ارتحل وارتحل اصحابه عنا وبايعه اهل الماء على الاسلام ثم جاء زوجى من الرعى يسوق اعنزاً لنا عجافاً، فقربت الى زوجى اللبن واخبرته خبر النبى صلى الله عليه وآله وسلم واخبرته ببركته فقال: صفيه لى قلت: نعم رجل ظاهر

... بسام وليس نحيلا ولا مدلما ولا مطهما ابيض وسيم ثقيل ادعج العينين، اهدب الاشفار منعطف، جهير الصوت كان عنقه سطح قمر، كث اللحية، ازج الحواجب مقرون اذا تكلم علاه البهاء، واذا سكت فعليه الوقار اجمل الناس واباه من بعيد، واحلى الناس واحسنه من قريب، شهي المنطق فضل لا فضول ولا هذرمة اذا تكلم نظم الدر والمرجان لانزر ولانقصان، رجل فوق الربعة غصن بين غصنين انظر الثلاثة واطراه احسنهم منظراً واتمهم جسماً اذا جلس حضوابه، واذا تكلم انصتوا، واذا قام قاموا حوله، واذا امربا مرابتدروه فيمايا مرهم محضود محشود يحسده قومه لما الله نوره لاعابس، ولايعتدى على احد بشر اطهر الناس خلقاً واكرمهم عوداً صلى الله عليه وآله وسلم. فقال لى زوجي: هذا والله صاحب قريش الذى ذكر لنا من امره كيت و كيت بمكة ولقد هممت ان آتيه فاصحبه، ولافعلن ان وجدت الى ذلك سبيلا ان شاء الله.

ام معبدؓ جنکا نام "عاتکہ بنت خالد الخزاعیہ" تھا۔ فرماتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ ہجرت فرمائی اور مدینہ کا ارادہ کرتے ہوئے وہاں سے نکلے تو آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ، اور ان کا غلام جنکا نام عامر بن فہیرہ تھا اور عبداللہ بن اریقط اللیثی بھی ساتھ تھے۔ پس ان کا گزر میرے خیمے کے پاس سے ہوا اور میں اپنے خیمے میں مسافروں کو کھلانے پلانے کے لیے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہتی تھی۔ پس انہوں نے کہا: کیا تمہارے پاس کچھ گوشت ہے؟ پس میں نے ان کی طرف ایک دودھ والی بکری بھیجی انہوں نے وہ واپس کر دی اور پھر میں نے ان کی خدمت میں ایک سال سے کم عمر کی بکری بھیجی تو انہوں نے فرمایا۔ ہم یہ بکری واپس لوٹا رہے ہیں کیونکہ یہ دودھ دینے والی ہے۔ پس کیا تمہارے پاس کھجور ہے؟ میں نے کہا۔ نہیں خدا کی قسم۔ اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جسکو تم میرے خیمے میں طلب کر رہے ہو تو میں تم سے نہ چھپاتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیمے کے گوشے میں ایک بکری کو دیکھا تو پوچھا: اے ام معبدؓ یہ بکری کیسی ہے؟ پس میں نے کہا کہ کمزوری کی وجہ سے چرواہے نے اسکو پیچھے رہنے دیا ہے۔ کیونکہ اس میں نہ دودھ ہے نہ گوشت۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہمیں اجازت دو گی کہ ہم اس کا دودھ دوھ لیں اور پی لیں۔ میں نے کہا: ہاں میرے ماں باپ تم پر قربان، اگر آپ کو اس میں دودھ دکھائی دے رہا ہے۔ تو ضرور دوھ لو۔ پس آپؐ نے اس بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرا۔ اللہ کا نام لیا اور دعا کی۔ بکری نے پاؤں پھیلا دیے۔ تھن میں بھرپور دودھ اتر آیا پھر آپ نے ایک برتن لیا پس میں برتن لائی۔ جب آپ نے اسکو دودھ

... آپ نے مجھے پلایا۔ یہاں تک کہ میں سیر ہوئی پھر حضرت ابوبکرؓ کو اور دونوں دوسرے ساتھیوں کو پلایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو پیا پھر آپؐ اور آپ ﷺ کے ساتھی مجھ سے رخصت ہو کر آگے چلے گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد میرا شوہر اپنی کمزور بکریوں کو ہانکتا ہوا لے کر آ گیا۔ میں نے اپنے شوہر کو دودھ دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی برکت کی خبر دی۔ پس اس نے کہا: ان کے اوصاف مجھ سے بیان کرو۔ میں نے کہا۔ چمکتا رنگ، تابناک چہرہ، خوبصورت ساخت، نہ توندلے پن کا عیب نہ گنجے پن کی خامی، جمالِ جہاں تاب کے ساتھ ڈھلا پیکر، سرگیں آنکھیں، لمبی پلکیں، بھاری آواز، لمبی گردن، سفید و سیاہ آنکھیں، سیاہ سرگیں پلکیں، باریک اور باہم ملے ہوئے ابرو، چمکدار کالے بال، خاموش ہوں تو باوقار، گفتگو کریں تو پرکشش، دور سے (دیکھنے میں) سب سے تابناک و پرجمال، قریب سے سب سے خوبصورت اور شیریں۔ گفتگو میں چاشنی، بات واضح اور دوٹوک' نہ مختصر نہ فضول، انداز ایسا کہ گویا لڑی سے موتی جھڑ رہے ہیں۔ درمیانہ قد نہ ناٹا کہ نگاہ میں نہ جچے، نہ لمبا کہ ناگوار لگے۔ دو شاخوں کے درمیان ایسی شاخ کی طرح ہیں جو سب سے زیادہ تازہ و خوش منظر ہے۔ رفقاء آپؐ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے، کچھ فرمائیں تو توجہ سے سنتے ہیں۔ کوئی حکم دیں تو لپک کر بجا لاتے ہیں، مطاع و مکرم، نہ ترش رو، نہ لغو گو۔

تخریج:

الاحادوالمثانی۔ ص،۲۸۳۔۲۸۴: دلائل النبوۃ (البیهقی) میں یہ روایت حبیش بن خالد سے مروی ہے۔ ۱/۲۷۸-۲۷۹، الطبقات الکبری میں ابن سعد، حر ابن الصباح سے اور وہ ابی معبد الخزاعی سے تمام واقعہ اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ (الطبقات الکبری ۱/۲۳۰،۲۳۱)

ہجرت مدینہ کے موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اہل وعیال کا ردعمل

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب، ثنا احمد بن عبدالجبار، ثنا یونس ابن بکیر، عن ابن اسحاق، عن یحیی بن عباد بن عبدالله بن الزبیر، عن اسماء بنت ابی بکر رضی الله عنهما قالت: لما توجه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من مكة الى المدينة و معه ابوبكر حمل ابو بكر معه جميع ماله خمسة الف اوستة الف درهم فاتاني جدى ابو قحافة وقد ذهب بصره فقال: ان هذا والله قد فجعكم بماله مع نفسه فقلت: كلايا ابت قد ترك لنا خيراً كثيراً فعمدت الى احجار / فجعلتهن فى كوة البيت و كان

... وغطیت علی الاحجار بثوب ثم جئت فاخذت بیده فوضعتها علی الثوب فقال: اما اذا ترک هذا فنعم قالت: وواللہ ما ترک قلیلاً ولا کثیراً

اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے مدینہ کی جانب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا تمام مال، متاع ۵۰۰۰ یا ۶۰۰۰ درہم اپنے ساتھ لے لیا۔ پس (ان کے جانے کے بعد) میرے دادا ابوقحافہ جنکی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ آئے اور کہنے لگے۔ خدا کی قسم ابوبکرؓ نے تمہیں اپنی ذات کے ساتھ ساتھ مال سے بھی محروم کر دیا ہے)۔ پس میں نے کہا ہرگز نہیں اے دادا جان ہمارے والد ہمارے لیے کافی مال چھوڑ گئے ہیں۔ پس میں نے چند پتھر جمع کئے اور ان کو مکان کے طاق میں رکھ دیا جہاں حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنا مال رکھا کرتے تھے اور پتھروں کو کپڑے سے ڈھانپ دیا پھر میں دادا کو لائی اور ان کا ہاتھ اس کپڑے پر رکھا۔ انہوں نے کہا اگر وہ اتنا مال چھوڑ کر گئے ہیں تو بہت اچھی بات ہے اور خدا کی قسم وہ ہمارے لیے کم یا زیادہ کچھ بھی نہ چھوڑ گئے تھے۔

تخریج:

المستدرك، ۳/۶، ۷، (امام نیشاپوری کے مطابق یہ حدیث مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے)، المسند، امام احمد بن حنبل، (حدیث:۲۶۴۱۷)، ۷/۴۹۰، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۲/۱۰۲/۲۹۱

مسجد قبا کی تعمیر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوشنبہ ۸ ربیع الاول ۱۴ نبوی (۲۳ ستمبر ۶۲۲ء) کو قبا(۱) میں تشریف لائے۔ مسلمانانِ مدینہ آپؐ کا بے قراری سے انتظار کر رہے تھے۔ آپؐ کی آمد کے بعد انہوں نے آپؐ کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا۔ آپؐ نے قبا میں کلثوم بن الھدم کے مکان میں قیام فرمایا۔ آپؐ نے قبا میں کچھ دن قیام فرمایا اور اسی دوران مسجد قبا(۲) کی بنیاد رکھی۔ یہ آپؐ کی نبوت کے بعد پہلی مسجد ہے جسکی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔

قال: ابو یحییٰ محمد بن عبدالرحیم، ثنا یعقوب بن محمد عن عاصم بن سوید بن عامر عن عتبہ بن ودیعۃ عن الشموس بنت النعمان قالت: رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

۱۔ **قبا:** یہ یثرب کی بیرونی بستی ہے جسے عالیہ بھی کہا جاتا تھا۔ قباء ایک کنویں کا نام تھا جسکی نسبت سے بستی کا نام قبا مشہور ہوگیا۔ یہ مدینہ منورہ سے تقریباً ۳ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ (اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص، ۱۵۱)

۲۔ **مسجد قبا:** احمد بن یحییٰ بن جابرؒ کہتے ہیں۔ پہلے پہل ہجرت کر کے آنے والوں میں سے جو قبا میں قیام پذیر ہوئے انہوں نے ایک مسجد بنائی جس میں یہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو قبا میں قیام فرمایا اور باقاعدہ مسجد کی تعمیر کی۔ یہ مسجد تقویٰ کہلاتی ہے۔ (اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص، ۱۵۱)

[illegible] وسلم يبنى [illegible] فرايته اخذ حجرا فصهده الى بطنه فجاء بعض اصحابه فقال: يا رسول الله! اعطنى احمله عنک، قال: (اذهب فخذ مثله)﴾

الشموس بنت نعمانؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت دیکھا جب وہ مسجدِ قبا کی بنیاد رکھ رہے تھے۔ پس میں نے دیکھا کہ آپؐ نے پتھر (تعمیر کے لیے) اپنے پیٹ پر اٹھائے ہوئے ہیں پس بعض صحابی آپؐ کے پاس آئے اور کہا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یہ پتھر) مجھے دے دیجئے۔ آپ کی بجائے میں اٹھالیتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ جاؤ (اور انکی بجائے) اسی طرح کے اور پتھر اٹھالاؤ۔

تخریج:

الآحاد والمثانی، ص۔ ۲۸۵: الاصابة، ۴/ ۳۴۳

مکہ اور مدینہ میں مدتِ قیام

حدثنا ابو نعيم حدثنا شيبان عن يحى عن ابى سلمه ﴿عن عائشة وابن عباس رضى الله عنهم ان النبى صلى الله عليه وآله وسلم لبث بمكة عشر سنين ينزل عليه القران وبالمدينة عشرا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں: کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت کے بعد دس سال مکہ معظمہ میں قیام پذیر رہے اور اس عرصہ میں قرآن کریم آپؐ پر برابر نازل ہوتا رہا، پھر ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے اور دس برس قیام فرمایا۔(۱)

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب: وفاة النبی صلی الله علیه وآله وسلم (حدیث:۴۴۶۵)ص ۹۲۰

ہجرتِ مدینہ کے بعد

مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت بلالؓ شدید بخار میں مبتلا ہو گئے اور دل ہی دل میں مکہ مکرمہ کی یاد بھی انہیں بے چین رکھتی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اور تمام مہاجرین کے لیے دعا فرمائی۔ کہ مدینہ منورہ میں دل لگ جائے۔

۱۔ ابن عباس کی روایت ہے کہ وحی کے بعد آنحضور ۱۳ برس مکہ میں رہے پھر انہیں ہجرت کا حکم ملا۔ (الجامع الصحیح للبخاری، کتاب مناقب الانصار، باب هجرة النبیﷺ...... (حدیث:۳۹۰۲)ص، ۷۹۹، الطبقات الکبری، ۱/ ۲۳۵)

بن یوسف حدثنا سفیان عن هشام بن عروة ﴿عن ابیه عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم: اللهم حبب الینا المدینة کما حببت الینا مکة او اشد وانقل حماها الی الحجفة اللهم بارک لنا فی مدنا وصاعنا.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یا اللہ ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت پیدا کر دے جیسا کہ تو نے مکہ کی محبت دی ہے اور اس کے بخار جحفہ کی طرف منتقل کر دے، یا اللہ ہمارے مد اور صاع میں برکت عطا فرما۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الدعا، باب، الدعا برفع الوباء والوجع (حدیث:۶۳۷۲) ص، ۱۳۴۷ ، کتاب مناقب الانصار، باب مقدم النبی صلی الله علیه وآله وسلم، اصحابه المدینة، (حدیث:۳۹۲۶) ص، ۸۰۶

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح مکہ مکرمہ میں کیا تھا۔ رخصتی ہجرت مدینہ کے بعد ہوئی۔

حدثنا موسی بن اسمعیل حدثنا حماد وحدثنا بشر بن خالد حدثنا ابو اسامة قالا حدثنا هشام بن عروة عن ابیه ﴿عن عائشة قالت: ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم تزوجنی وانا بنت سبع اوست فلماً قدمنا المدینة أتین نسوة وقال بشر فاتتنی ام رومان وأنا علی ارجوحة فذهبن بی وهیاننی وصنعننی فأتی بی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فبنی بی وانا ابنة تسع سنین﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں: کہ جب ہم مدینہ طیبہ آئے تو چند عورتیں میرے پاس آئیں میں اس وقت جھولا جھول رہی تھی، بال میرے چھوٹے چھوٹے سے تھے وہ مجھے لے گئیں، مجھے تیار کیا، بنایا سنوارا اور مجھے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں۔ آپؐ نے میرے ساتھ شب بستری فرمائی میں اس وقت نو برس کی لڑکی تھی۔

تخریج:

السنن (لابوداؤد) کتاب الادب،باب: فی الأرجوحه (حدیث:۴۹۳۳) ص، ۶۹۵

اس شادی کا مزید احوال اس روایت سے پتہ چلتا ہے۔

... بن ابی ... حدثنا علی بن مسهر عن هشام عن ابیه ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: تزوجنی النبی صلی الله علیه وآله وسلم وأنا بنت ست سنین فقدمنا المدینة فنزلنا فی بنی الحارث بن خزرج فوعکت فتمرق شعری فوفی جمیمة فاتتنی امی ام رومان وانی لفی ارجوحة ومعی صواحب لی فصرخت بی فاتیتها لا أدری ما ترید بی فاخذت بیدی حتی اوقفتنی علی باب الدار، وانی لانهج حتی سکن بعض نفسی ثم اخذت شیئا من ماء فمسحت به وجهی وراسی ثم ادخلتنی الدار فاذا نسوة من الانصار فی البیت فقلن علی الخیر والبرکة وعلی خیر طائر فاسلمتنی الیهن فاصلحن من شانی فلم یرعنی الا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ضحی فاسلمتنی الیه وأنا یومئذ بنت تسع سنین﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری عمر چھ سال کی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرا نکاح ہوا۔ پھر ہم (ہجرت کر کے) مدینہ آئے تو بنی حارث بن خزرج (کے مکان) میں اترے۔ پھر مجھے (اتنا شدید) بخار آیا کہ میرے سر کے بال گرنے لگے اور وہ کانوں تک رہ گئے پھر (ایک دن) میں اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ جھولے میں بیٹھی تھی کہ میری والدہ ام رومان میرے پاس آئیں اور مجھے زور سے آواز دی۔ میں ان کے پاس چلی گئی حالانکہ مجھے معلوم نہ تھا کہ انہوں نے کیوں بلایا ہے۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر ایک مکان کے دروازہ پر کھڑا کر دیا۔ میرا سانس پھول رہا تھا حتیٰ کہ ذرا دم میں دم آیا۔ پھر انہوں نے تھوڑا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر ہاتھ پھیر دیا۔ پھر مکان کے اندر داخل کر دیا تو میں نے کمرہ میں چند انصاری عورتوں کو دیکھا۔ انہوں نے کہا: ''خیر و برکت اور نیک فال کے ساتھ آؤ''۔ میری والدہ نے مجھے ان کے حوالہ کر دیا۔ پھر دوپہر کے وقت آنحضرت تشریف لائے تو انہوں نے مجھے آپؐ کے حوالہ کر دیا۔ اس وقت میری عمر نو سال کی تھی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الانبیاء، باب: تزویج النبی عائشه وقدومها المدینة وبنائه بها۔ (حدیث:۳۸۹۴) ص، ۶۹۷

شادی کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ۹ برس تھی

حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن هشام عن ابیه ﴿عن عائشة رضی الله عنها ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم تزوجها وهی بنت ست سنین وادخلت علیه وهی بنت تسع ومکثت عنده تسعا﴾

[illegible]: کہ آپ نے جب مجھ سے نکاح کیا تو اس وقت میں چھ برس کی تھی اور نو سال کی عمر میں مجھ سے خلوت کی گئی اور نو برس تک میں آپؐ کے نکاح میں رہی، پھر آپؐ کا وصال ہو گیا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، باب: النکاح الرجل ولده الصغار، (حدیث ۵۱۳۲)ص، ۱۱۱۵

شادی سے قبل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تصویر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دکھلائی جا چکی تھی۔

حدثنا محمد اخبرنا ابو معاویة اخبرنا هشام عن ابيه ﴿عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: اريتک قبل ان اتزوجک مرتين رأيت الملک يحملک فی سرقة من حرير فقلت له: اکشف، فکشف فاذا هي انت فقلت: ان يکن هذا من عند الله يمضه ثم أريتک يحملک فی سرقة من حرير فقلت: اکشف، فکشف فاذا هي انت فقلت: ان يک هذا من عندالله يمضه﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شادی سے پہلے تمہیں دو مرتبہ خواب میں دیکھا۔ میں نے فرشتے کو دیکھا کہ تم کو ریشمی کپڑے میں اٹھائے ہوئے تھا، میں نے اس سے کہا کہ اس کو "کھول"۔ اس نے کھولا تو تم تھیں۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اس کو ضرور پورا کرے گا، پھر مجھ کو تم دکھلائی گئی کہ تمہیں ریشمی کپڑے میں (فرشتہ) اٹھائے ہوئے ہے۔ میں نے کہا کہ "کھول"، اس نے کھولا، تو تم نظر آئیں۔ میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ضرور پورا کروں گا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التعبیر، باب ثیاب الحریر فی المنام (حدیث:۷۰۱۲) ص ۱۲۰۹

غزوۂ احد

غزوۂ بدر میں شکست فاش کے بعد قریش مکہ کے غیظ وغضب کی انتہا نہ رہی۔ چنانچہ شوال ۳ھ میں انہوں نے تین ہزار لشکر کے ساتھ مدینہ منورہ پر دھاوا بول دیا اور کوہ اُحد (۱) کے مغربی جانب خیمہ زن ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "۷۰۰" صحابہ کے ہمراہ جبل احد کے جنوب مغربی کونے کے قریب صف آرا ہوئے اور جبل الرماۃ پر ۵۰ تیر انداز حضرت عبداللہ بن جبیر (۲) کی قیادت میں متعین فرمائے اور حکم دیا کہ اپنی جگہ نہ چھوڑیں۔ مقابلہ میں پہلے پہل مسلمانوں کو فتح ہوئی تو عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے وہ درہ چھوڑ کر مالِ غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ خالد بن ولید (۳) نے اسی درے سے حملہ آور ہو کر جنگ کا پانسا پلٹ دیا۔

حدثنا زکریای بن یحیی حدثنا ابو اسامة قال هشام اخبرنا عن ابیه عن عائشة رضی الله عنها قالت: لما کان یوم احد هزم المشرکون فصاح ابلیس ای عباد الله اخراکم فرجعت اولاهم فاجتلدت هی واخراهم فنظر حذیفة(۴) فاذا هو بأبیه الیمان فقال ای عباد الله أبی أبی والله ما احتجزوا حتی قتلوه فقال حذیفة: غفر الله لکم قال: عروة فما زالت فی حذیفة منه بقیه خیر حتی لحق بالله عزوجل﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ انہوں نے فرمایا کہ احد کے دن جب کفار بھاگنے لگے تو ابلیس نے چلا کر کہا اے مسلمانو! اپنے پیچھے والوں کو مارو (کہ کافر ہیں حالانکہ پیچھے بھی مسلمان تھے) لہٰذا آگے والے پیچھے کی طرف لوٹ پڑے اور باہم لڑنے لگے۔ حذیفہؓ نے اپنے والد یمانؓ کو

۱۔ **کوہ احد:** اس پہاڑ کا نام ہے جس کے پاس غزوۂ احد ہوا۔ مدینہ منورہ سے ۵ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے یہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حمزہؓ اور ۷۰ مسلمان شہید ہوئے جو یہاں ہی دفن ہیں۔ احد پہاڑ حرم میں داخل ہے۔ (معجم البلدان ۱/ ۱۰۹)

۲۔ **عبداللہ بن جبیر بن النعمان بن امیہ بن امری ء القیس:** ان کا اوس کے قبیلہ بنو ثعلبہ سے تعلق تھا۔ بیعت عقبہ اور بدر میں شریک ہوئے اور احد کے دن شہید ہوئے (اسد الغابة، ۳/ ۱۹۴، الاستیعاب، ۳/ ۱۴)

۳۔ **خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم:** کنیت "ابوالولید" تھی۔ والدہ کا نام "لبابہ" تھا آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ "میمونہ بنت الحارث" کے بھانجے تھے۔ حدیبیہ کے بعد اور خیبر سے پہلے اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو "سیف اللہ" کا لقب دیا۔ ۲۱ھ میں وفات پائی۔ (اسد الغابة، ۲/ ۱۴۰-۱۴۴، معرفة الصحابه، ۲/ ۱۸۲)

۴۔ **حذیفہ بن الیمانؓ،** (م ۳۶ھ) انکی کنیت "ابوعبداللہ" تھی۔ والد کا نام "یمان حسیل بن جابر" تھا۔ جبکہ "یمان" لقب تھا۔ بنی عبس سے تعلق تھا۔ انکی والدہ انصاری تھیں۔ جنکا نام "رباب بن کعب" تھا۔ حذیفہ کا شمار کبار صحابہؓ میں کیا جاتا تھا۔ مختلف غزوات میں شریک ہوئے اور حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد حضرت علیؓ کے زمانے میں ۳۶ھ میں وفات پائی۔ (الاستیعاب، ۱/ ۳۹۳، ۳۹۴) النووی، یحییٰ بن شرف، تهذیب الاسماء واللغات، ۱/ ۱۵۸، ۱۵۹)

... مسلمان ان پر حملہ کرنا چاہتے ہیں حالانکہ وہ مسلمان تھے) تو کہنے لگے کہ اے مسلمانو! میرے والد میرے والد (مسلمان ہیں) مگر خدا کی قسم وہ نہ رکے حتیٰ کہ ان کے باپ کو قتل کر دیا۔ حذیفہ نے کہا اللہ تمہیں معاف فرمائے۔ عروہ کہتے ہیں کہ حذیفہ کو برابر اس بات کا رنج رہا حتی کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ ۷۰ مسلمان شہید ہوئے اور مسلمانوں کی شہرت اور ساکھ پر بہت بُرا اثر پڑا مخالفین کے دل سے مسلمانوں کی ہیبت جاتی رہی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الخلق، باب: صفة ابلیس و جنوده (حدیث ۳۲۹۰)ص، ۵۴۷

غزوۂ حمراء الاسد

اُحد کے روز جب مشرکین واپس چلے گئے۔ تو آپؐ نے شہداء کی تدفین اور اللہ عزوجل کی ثناء و دعا کے بعد مدینے کا رخ فرمایا۔ اور ۷ شوال ۳ھ کو سر شام مدینہ پہنچے۔ مسلمان زخموں سے چور چور ہونے کے باوجود مدینے کے راستوں پر پہرہ دیتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری رات جنگ سے پیدا شدہ صورتحال پر غور کرتے ہوئے گزاری۔ آپ کو اندیشہ تھا کہ کہیں مشرکین مکہ دوبارہ پلٹ کر مدینہ منورہ پر حملہ آور نہ ہو جائیں چنانچہ آپؐ نے فیصلہ کیا کہ مکی لشکر کا تعاقب کیا جانا چاہیے۔ چنانچہ آپ نے ۸ شوال ۳ ھ کو علی الصباح اعلان فرمایا کہ دشمن کے مقابلے کے لیے چلنا ہے۔ (۱)

حدثنا محمد حدثنا ابو معاوية عن هشام عن ابيه عن عائشة رضى الله عنها الذين استجالو لله والرسول من بعد ما اصابهم القرح للذين احسنوا منهم واتقوا اجر عظيم قالت لعروة يا ابن اختى كان ابواک منهم الزبير وابو بكر لما أصاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما أصاب يوم احد وانصرف عنه المشركون خاف ان يرجعوا قال من يذهب فى اثرهم فانتدب منهم سبعون رجلاً قال كان فيهم ابو بكر والزبير.

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جن لوگوں نے زخمی ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانا ان میں سے جو نیک پرہیزگار ہیں ان کو بہت ثواب ملے گا۔ اے میرے بھانجے! تمہارے والد زبیرؓ اور نانا ابوبکر صدیقؓ انہیں لوگوں میں سے تھے۔ بات یہ ہوئی کہ اُحد کے دن رسول ﷺ کو جو صدمہ پہنچا تھا، پہنچا اور کافر مکہ کو واپس گئے تو آپ ﷺ کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کافر کہیں

---

۱. الطبقات الکبری، ۲/۴۸، ۴۹

...ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کافروں کا تعاقب کون کرتا ہے؟ یہ حکم سن کر ستر حضرات نے اس حکم کی تعمیل منظور کی جس میں زبیرؓ اور ابو بکرؓ بھی شامل تھے۔

آپ مسلمانوں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور مدینہ سے آٹھ میل دور حمراء الاسد (۱) پہنچ کر خیمہ زن ہوئے اور تین دن ۹، ۱۰، ۱۱ شوال ۳ھ تک وہیں مقیم رہے۔ ادھر مشرکین مکہ جب مدینہ سے ۳۶ میل دور مقام روحاء پہنچے تو انہوں نے مسلمانوں پر دوبارہ حملہ ہونے کا سوچا کہ "معبد بن ابی معبد خزاعی" وہاں پہنچا اور اس نے ابو سفیان اور اس کے لشکر کی حوصلہ شکنی کر دی۔ اس سے ان کے حوصلے ٹوٹ گئے اور ان پر گھبراہٹ اور رعب طاری ہو گیا اور وہ مکہ واپس چلے گئے آپؐ وہاں تین دن قیام کے بعد مدینہ واپس آ گئے۔ (۲)

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب الذین استجابو لله والرسول (حدیث:۴۰۷۷) ص، ۸۳۹

غزوۂ خندق

غزوۂ خندق (۳) شوال ۵ ھ میں پیش آیا غزوۂ بدر غزوۂ احد میں شکست کھانے کے بعد یہودیوں کے بھڑکانے پر مشرکینِ مکہ نے تمام قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر مدینہ منورہ پر حملہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے مدینہ کے اردگرد خندق کھودی۔ خندق کی کھدائی کے دوران نبوت کی کئی نشانیاں بھی جلوہ فگن ہوئیں۔

حدثنا محمد بن ابی بکر المقدمی، ثنا الفضل بن سلیمان، حدثنی فائد مولی عبید الله بن علی بن ابی رافع، حدثنی عبید الله ﴿ان جدته سلمی اخبرته: ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم بعث الی ابی رافع بشاة وذلک فی یوم الخندق فیما اعلم فصلاها ابو رافع وجعلها فی مکتل ولیس خبز فلقیه النبی صلی الله علیه وآله وسلم راجعاً من الخندق فقال: ((یا ابا رافع ضع الذی معک فوضعه ثم قال: یا ابا رافع ناولنی الذراع فناولته، ثم قال: ناولنی الذراع فناولته، ثم قال یا أبا رافع ناولنی الذراع فقلت: یا رسول الله هل للشاة غیر ذراعین؟ فقال: لوسکت لناولتنی ما سألتک وانما صنعت لرسول الله صلی الله علیه وآله وسلم، فاکلها ومعه ناس من اصحابه وبقی منها قلیل، فمر بالنبی صلی الله علیه وآله وسلم أعرابی فاخذها الأعرابی فاکلها بیده فقال له النبی صلی الله علیه وآله

۱۔ **"حمراء الاسد":** ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے (عیون الاثر ۲/ ۵۲)

۲۔ الطبقات الکبری، ۲/ ۴۸، ۴۹

۳۔ **خندق:** خندق کی لمبائی ۵۵۴۴ میٹر، چوڑائی ۴۶۲ ۴ میٹر اور گہرائی ۳۲۳۴ میٹر تھی۔ (اٹلس سیرت نبویؐ، ص، ۲۷۸)

...: ... ثم قال: بسم الله وخذ من ادناها تشبع قال: فشبع منها وفضلت فضلة))

عبیداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ان کی دادی سلمیٰؓ نے انہیں خبر دی کہ ان کے علم کے مطابق یوم خندق کو نبی کریم ﷺ نے ابورافعؓ کو ایک بکری دے کر بھیجا۔ پس ابورافعؓ نے اس بکری کو ذبح کیا اور اس کو ہنڈیا میں پکایا جبکہ روٹیاں نہیں تھیں۔ پس خندق سے واپسی پر نبی کریم ﷺ اس کو ملے اور فرمایا: اے ابورافعؓ جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کو رکھ دو۔ پس انہوں نے اسے رکھ دیا پھر آپؐ نے فرمایا: مجھے دستی (کا گوشت) پکڑاؤ۔ پس میں نے ان کو پکڑا دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: مجھے دستی (کا گوشت) پکڑاؤ۔ پس میں نے ان کو پکڑا دیا۔ آپؐ نے تیسری بار پھر فرمایا: اے ابورافعؓ مجھے دستی (کا گوشت) پکڑاؤ۔ پس میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ کیا کسی بکری کے دو سے زیادہ بھی بازو ہوتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تم خاموش رہتے تو جو میں نے تم سے سوال کیا تھا (یعنی دستی کے گوشت کا) تم مجھے دیتے رہتے اور میں نے اس (سالن) کو نبی کریم ﷺ کے لیے رکھ دیا۔ آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہؓ میں سے جو لوگ تھے سب نے کھایا اور تھوڑا سا بچ رہا۔ اسی دوران نبی کریم ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا اس نے بھی وہ سالن لیا اور اپنے ہاتھ سے کھانے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو فرمایا: کہ اس کو رکھ دو جب اس نے اس کو رکھ دیا تو آپؐ نے فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر تھوڑا سا لو تم سیر ہو جاؤ گے۔ حضرت عبیدہؓ فرماتے ہیں کہ وہ اعرابی اس سے سیر ہو گیا اور پھر بھی کچھ سالن بچ گیا۔

تخریج:

الاحاد و المثانی، ص، ۲۷۱، مجمع الزوائد، کتاب علامات النبوۃ، (حدیث:۱۴۱۳۵) ۵/۵۴۶، ۵۴۷

غزوۂ بنی قریظہ

غزوۂ خندق کے دوران مسلمان محاذ جنگ پر مصروف تھے اور یہودی قبیلہ "بنوقریظہ" اپنی سازشوں میں مصروف تھا۔ ان کا سردار "کعب بن اسد قرظی" نے (جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاہدہ کر چکا تھا کہ جنگ کے موقع پر آپ کی مدد کرے گا) حیی بن اخطب سے عہد کیا کہ قریش اگر غزوۂ خندق میں "محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کو ختم کر کے واپس ہوئے تو وہ حیی بن اخطب کے ساتھ ملکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرے گا۔ اس عہد کے بعد قریظہ کے یہود عملی طور پر جنگی کارروائیوں میں مصروف ہو گئے حتی کہ "فارع" نامی قلعہ (جس میں مسلمان عورتیں اور بچے موجود تھے) پر بھی ایک یہودی نے معلومات حاصل کرنے کے لیے چکر لگایا۔ جنگِ خندق کے بعد آپ کو "بنوقریظہ پر" حملہ کرنے کا حکم دے دیا گیا۔(۱)

---

۱. السیرۃ النبویۃ (لابن ہشام)، ۱/ ۵۵۹-۵۶۴

حدثنا زکریای بن یحی حدثنا عبدالله بن نمیر حدثنا هشام عن ابیه ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: اصیب سعد یوم الخندق رماه رجل من قریش یقال له حبان بن العرفة وهو حبان بن قیس من بنی معیص بن عامر بن لوی رماه فی الاکحل فضرب النبی صلی الله علیه وآله وسلم خیمة فی المسجد لیعوده من قریب فلما رجع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من الخندق وضع السلاح واغتسل فاتاه جبریل علیه السلام وهو ینفض راسه من الغبار فقال: قد وضعت السّلاح والله ما وضعته اخرج الیهم قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم: فأین فأشار الی بنی قریظة – فاتاهم رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فنزلوا علی حکمه فرد الحکم الی سعد قال: فانی احکم فیهم ان تقتل المقاتلة وان تسبی النسای والذریه وان تقسم اموالهم قال هشام فاخبرنی ابی عن عائشة ان سعداً قال: اللهم انک تعلم انه لیس أحد أحب الی ان اجاهدهم فیک من قوم کذبوا رسولک صلی الله علیه وآله وسلم واخرجوه اللهم فانی اظن انک قد وضعت الحرب بیننا وبینهم فان کان بقی من حرب قریش شی فابقتنی له حتی اجاهدهم فیک وان کنت وضعت الحرب بیننا وبینهم فان کان بقی من حرب قریش شی فابقنی له حتی أجاهدهم فیک وان کنت وضعت الحرب فافجرها واجعل موتتی فیها فانفجرت من لبّة فلم یرعهم وفی المسجد خیمة من بنی غفار الا الدم یسیل الیهم، فقالوا یاأهل الخیمة ما هذا الذی یاتینا من قبلکم فاذا سعد یغدو جرحه دما فمات منها رضی الله عنه

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے: انہوں نے فرمایا کہ سعد کو جنگ خندق میں حبان بن عرفہ ایک قریشی نے تیر مارا جو کہ ہفت اندام کی رگ میں لگا۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے مسجد میں ایک خیمہ لگا دیا تا کہ انکی دیکھ بھال کر سکیں، پھر آپؐ جنگ خندق سے واپس آئے ہتھیار اتارے غسل کیا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آ گئے اور وہ اپنے سر سے گرد و غبار دور کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپؐ نے ہتھیار اتار دیے۔ خدا کی قسم! میں نے ابھی تک نہیں کھولے۔ چلئے! بنی قریظہ کی طرف چلیں۔ چنانچہ آپؐ نے جا کر بنی قریظہ کو گھیر لیا آخر آپؐ کے فیصلہ پر راضی ہو کر بنو قریظہ قلعہ سے اتر آئے آپؐ نے فرمایا: سعدؓ جو فیصلہ کر دیں منظور کر لو۔ پھر سعد آئے اور انہوں نے کہا کہ میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ جو لڑائی کے لائق ہیں ان کو قتل کر دیا جائے اور بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے انہیں لونڈی غلام

... ثالثوں میں تقسیم کردیا جائے(۱) ہشام کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زخمی ہونے کے بعد دعا کی کہ اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ مجھ کو کسی قوم سے اور خصوصاً اس قوم سے جس نے تیرے رسول کو جھوٹا کہا اور مکہ سے نکال دیا، لڑنے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ اے اللہ! میں جانتا ہوں کہ تو نے ہماری اور ان کی لڑائی ختم کردی پھر بھی اگر کوئی لڑائی باقی ہو تو مجھے تو زندہ رکھ تاکہ تیری راہ میں میں ان سے جہاد کروں اور اگر تیری طرف سے لڑائی کا سلسلہ بند کردیا گیا ہو پھر میرے زخم کو جاری رکھ تاکہ میں اسی میں شہید ہو جاؤں۔ چنانچہ ان کے سینہ سے خون جاری ہو گیا جو ڈیرہ سے بہہ بہہ کر مسجد میں آرہا تھا۔ لوگ ڈر گئے اور بنی غفار سے پوچھنے لگے کہ یہ تمہارے خیمہ سے کیا بہہ بہہ کر آرہا ہے؟ پھر معلوم ہوا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا ہے۔ آخر وہ اس میں فوت ہو گئے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی الله علیه وآله وسلم من الاحزاب ومخرجه الی بن قریظه و محاصرته ایاهم۔ (حدیث:۴۱۲۲) ص، ۸۴۹

غزوۂ خیبر

خیبر (۲) مدینہ کے شمال میں تقریباً ۲۰۰ میل کے فاصلے پر ایک بڑا شہر تھا۔ جہاں یہودیوں کے مضبوط قلعے اور کھیتیاں تھیں۔ خیبر سازشوں و دسیسہ کاریوں کا گڑھ تھا۔ اہل خیبر نے ہی جنگ خندق میں مشرکین مکہ کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا تھا۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ سے واپس آ کر محرم میں خیبر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس غزوۂ میں آپؐ کے ہمراہ ۱۴۰۰ صحابہؓ تھے۔ (۳)

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة، ثنا زید بن الحباب، ثنا رافع بن سلمة الأشجعی، ثنا حشرج

۱۔ اس غزوۂ میں مسلمان لشکر کی تعداد ۳۰۰۰ تھی۔ ۲۵ روز تک "بنو قریظہ" کی بستی کا محاصرہ جاری رہا۔ آخر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور مناسب فیصلے کے لیے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کردیا آپؐ نے سعد بن معاذؓ کو حکم بنادیا چنانچہ ان کے فیصلہ کے مطابق مدینہ کے بازار میں خندقیں کھود کر بنو قریظہ کے تمام یہودی مردوں کی گردنیں ماردی گئیں۔ (السیرة النبویة (لابن هشام)، ۱/ ۵۵۹-۵۶۴)

۲۔ خیبر عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی "قلعہ" کے ہیں۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے آٹھ منزل پر ہے۔ عرب میں یہودی قوت کا یہ سب سے بڑا مرکز تھا۔ یہ سطح سمندر سے ۲۸۰۰ فٹ بلند ہے۔ خیبر ایک حرہ (آتش فشانی چٹانوں کا) سلسلہ ہے خیبر میں "عنیزہ" قبیلے کے لوگ آباد ہیں۔ (معجم البلدان، ۲/ ۴۶۸، اٹلس سیرت نبوی، ص ۳۳۰)

۳۔ الطبقات الکبری، ۲/ ۱۰۶

بن زياد [illegible] الاشجعي عن جدته ام ابيه: انها غزت مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوم خيبر سادسة ست نسوة فبلغ النبي صلى الله عليه وآله وسلم فبعث اليها، فقال: باذن من خرجتن ورأينا فيه الغضب؟ فقلنا: يا رسول الله خرجنا ومعنا دواء نداوى به الجرحى ونناول السهام ونسقى السويق ونغزل الشعر ونعين فى سبيل الله، فقال لنا: أقمن فلما ان فتح الله عليه خيبر قسم لنا كما قسم للرجال، فقلت: وما كان ذلک؟ قالت: تمرًا

حضرت ام زیادہ الاشجعیہؓ سے روایت ہے: کہ یومِ خیبر میں چھ سات خواتین (اپنی خواہش سے) جہاد کیلئے فوج کے ہمراہ ہولیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے ان کو بلا بھیجا اور غضب کے لہجے میں فرمایا۔ کس کے حکم سے تم آئیں؟ پس ہم نے کہا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم اس لئے آئی ہیں کہ ہمارے پاس دوائیں ہیں۔ جو ہم زخمیوں کو پلائیں گی۔ ہم تیر اٹھا کر لائیں گی اور ہم ستو پلائیں گی اور چرخہ کات کر کچھ پیدا کریں گی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مدد کریں گی۔ آپؐ نے ہمیں ٹھہرنے کا حکم دے دیا۔ پس جب خیبر فتح ہوا(۱) تو آپؐ نے مالِ غنیمت میں ہمیں بھی مردوں کی طرح حصہ دیا۔ میں نے پوچھا۔ وہ حصہ کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا کھجوریں۔

تخریج:

الآحادوالمثانی، ص، ۶۳۵، المعجم الکبیر، ۱۴۷/۲۵، تہذیب الکمال، ۵۳۹/۴

غزوۂ خیبر سے متعلق ایسی ہی ایک رویات ام ضحاک بنت مسعودؓ سے مروی ہے۔

حدثنا محمد بن عبدالرحيم، ثنا كثير بن هشام، حدثنى يزيد المدينى، حدثنى رجل من بنى حارثة يقال له: عبدالله بن عبدالرحمن عن سهل بن أبى حثمة ﴿ان ام الضحاک بنت مسعود قالت: لما خرج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى خيبر، خرج معه من قومنا منهم أخواها حويصة ومحيصة فقالت: انى خارجة معكم، قالوا: اين تخرج معنا؟ فقالت: اسقيكم الماء وأقيم على جرحاكم ومعها امراة اخرى منهم فضرب لهما رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بسهم.﴾

حضرت ام ضحاک بنت مسعودؓ فرماتی ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو ہماری قوم میں سے ہمارے بھائی حویصہؓ اور محیصہؓ بھی آپؐ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ پس وہ کہنے لگیں۔ میں

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر پہنچ کر وہاں کا محاصرہ کیا وہاں کے مشہور قلعے آٹھ تھے۔ پہلے قلعہ ناعم پھر قلعہ صعب، قلعہ زبیر، قلعہ حصن ابی، قلعہ نزار اور نطاۃ اور شق کا علاقہ فتح کیا۔ اس کے بعد کچھ شرائط پر صلح ہو گئی۔ مسلمانون کو بے شمار مال غنیمت حاصل ہوا۔ (الطبقات الکبری، ۱۰۶/۲–۱۱۷)

... تم ہمارے ساتھ کہاں جاؤ گی؟ پس وہ کہنے لگیں۔ میں تمہیں میدان جنگ میں پانی پلاؤنگی اور تمہارے زخموں کی مرہم پٹی کروں گی۔ ان کے ساتھ ایک اور خاتون بھی تھیں پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کو مالِ غنیمت میں حصہ دیا۔(۱)

تخریج:

الآحاد والمثانی، ص،۲۸۱

صلح حدیبیہ کے بعد

محمد بن الحکم سے مروی ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذی الحجہ میں حدیبیہ سے واپس آئے اور محرم آگیا۔ تو یہود کے وہ روساء جو مدینے میں باقی تھے۔ ان لوگوں میں سے تھے جو اسلام ظاہر کرتے تھے مگر درحقیقت وہ منافق تھے۔ یہ لوگ عبید بن الاعصم یہودی کے پاس آئے جو بنی زریق کا حلیف اور سحر کا سب سے زیادہ جاننے والا تھا۔ ان لوگوں نے اسکو تین دینار دینا مقرر کیے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سحر کرے۔ اس نے آپؐ کے کنگھے کا اور ان بالوں کا جو کنگھا کرنے سے گرتے ہیں۔ قصد کیا گرہیں لگائیں تھوکا اور موئی کھجور کے نیچے دفن کیا پھر اسے لے جا کر ایک کنویں کے قریب حوض میں دفن کر دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اپنی ذات کے لیے بدلہ لینے سے گریز فرماتے تھے اور فساد بھڑکانے کی بجائے امن واشتی کو پسند فرماتے تھے۔

حدثنا أبو كريب حدثنا ابن نمير عن هشام عن ابيه ﴿عن عائشة قالت سحر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يهودى من يهود بنى زريق يقال "له لبيد بن الاعصم" قالت: حتى كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يخيل اليه انه يفعل الشى وما يفعله حتى اذا كان ذات يوم أو ذات ليلة دعا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ثم دعا ثم دعا ثم قال يا عائشة! اشعرت ان الله افتانى فيما استفتيته فيه جائنى رجلان فقعد احدهما عند راسى والاخر عند رجلى فقال الذى عند راسى للذى عند رجلى او الذى عند رجلى للذى عند راسى: ما وجع الرجل؟ قال: مطبوب قال: من طبّه قال: لبيد بن الأعصم قال: فى اى شى قال فى مشط ومشاطة قال وجف طلعة ذكر قال فاين هو قال فى بئر ذى أروان قالت: فاتاها رسول الله صلى الله عليه وسم فى اناس من اصحابه ثم قال: يا عائشة! والله بكان مانها نقاعة الحناى ولكان نخلها رؤس الشياطين قالت: فقلت يا رسول الله! افلاحرقته قال: لا عافانى اما انا فقد الله كرهت ان اثير على الناس شراً

۱۔ الطبقات الکبری، ۲/۱۰۶، ۱۰۷

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بنو زریق کے یہودیوں میں سے ایک یہودی نے جادو کیا۔ جسے "لبید بن اعصم" کہا جاتا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خیال آیا کہ آپ فلاں کام کر رہے ہیں حالانکہ آپؐ وہ کام نہ کر رہے ہوتے۔ یہاں تک کہ ایک دن یا رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی پھر دعا مانگی پھر فرمایا: اے عائشہ! کیا تو جانتی ہے کہ جو چیزیں میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھی اللہ نے وہ مجھے بتا دی ہیں۔ میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک آدمی میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس موجود تھا۔ ایک نے دوسرے کو کہا یا جو میرے پاؤں کے پاس تھا اس نے میرے سر کے پاس موجود سے کہا کہ اس آدمی کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا: یہ جادو کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا: اس پر کس نے جادو کیا؟ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے، اس نے کہا کس چیز میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کنگھی اور کنگھی سے جھڑنے والے بالوں اور کھجور کے خوشہ کے غلاف میں، اس نے کہا اب وہ چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرے نے کہا: ذی اروان کے کنویں میں۔ سیدہؓ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ میں سے چند لوگوں کے ساتھ اس کنویں پر گئے پھر فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اللہ کی قسم اس کنویں کا پانی مہندی کے رنگ دار پانی کی طرح تھا اور گویا کہ کھجور کے درخت شیطانوں کے سروں کی طرح دکھائی دیتے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ نے انہیں جلا کیوں نہ دیا؟ آپؐ نے فرمایا اللہ نے مجھے عافیت عطا کر دی اور میں نے لوگوں میں فساد بھڑکانے کو ناپسند کیا اس لیے میں نے حکم دیا تو انہیں دفن کر دیا گیا۔ (۱)

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب السلام، باب السحر، (حدیث:۲۱۸۹)،۴/۱۷۱۹، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابلیس وجنوده (حدیث:۳۲۶۸)، ص ۶۶۷، کتاب الطب، باب: هل یستخرج السحر (حدیث:۵۷۶۵) ص ۔ ۱۲۳۷

جادو کا اثر

حدثنی محمد بن المثنی حدثنا یحیی حدثنا هشام قال حدثنی ابی ﴿عن عائشة أن النبی صلی الله علیه وآله وسلم سحر حتی کان یخیل الیه انه صنع شیئاً ولم یصنعه﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ آپؐ پر جادو کیا گیا تھا اس کا اثر یہ ہوا تھا کہ آپ

۱۔ بعد میں حارث بن قیس اور ان کے ساتھیوں نے کنویں کو منہدم کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لبید بن الاعصم کو معاف کر دیا۔

... ہیں حالانکہ وہ کام آپ نے انجام نہ دیا ہوتا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجزیة والموادعة، باب. هل یعفی عن الذمی اذاسحر؟ (حدیث:۳۱۷۵) ص، ۲۴۸

فتح مکہ

فتح مکہ وہ فتح اعظم ہے۔ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عزت بخشی۔ قریش مکہ نے جب معاہدہ حدیبیہ توڑنے کا اعلان کیا۔ تو آپؐ ۱۰ رمضان المبارک ۸ ھ کو دس ہزار مجاہدین کے ہمراہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ ساتویں دن "مر الظهران" کے مقام پر ٹھہرے اور یہاں سے اسلامی لشکر چار حصوں میں تقسیم ہو کر مختلف سمتوں سے مکہ پر قبضہ کرنے کے لیے آگے بڑھا۔ خود آپ مکہ مکرمہ کے بالائی حصہ سے داخل ہوئے۔ (۱)

حدثنا الهیثم بن خارجة حدثنا حفص بن میسرة عن هشام بن عروة عن ابیه ﴿ان عائشة رضی الله عنها اخبرته أن النبی صلی الله علیه وآله وسلم دخل عام الفتح من کدای التی بأعلی مکه.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح (مکہ) کے دن کداء سے جو مکہ کے اوپر والے حصہ میں ہے داخل ہوئے۔ (۲)

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب دخول النبی صلی الله علیه وآله وسلم من اعلی مکة (حدیث:۴۲۹۰)ص، ۷۲۶۔ السنن لابوداؤد، کتاب الحج: باب دخول مکه، (حدیث: ۱۸۶۸) وہ ہارون بن عبداللہؒ ابو اسامہ سے روایت کرتے ہیں اور اضافہ ہے کہ "ودخل فی العمرة من کدی"

حدثنا مصرف بن عمرو الیامی حدثنا یونس یعنی ابن بکیر حدثنا ابن اسحق حدثنی محمد بن جعفر، بن الزبیر، عن عبید الله بن عبد الله بن ابی ثور ﴿عن صفیة بنت شیبة

---

۱. السیرة النبویة (لابن اسحاق)، ۱-۲/۵۲۱: الطبقات الکبری، ۲/۳۱۷-۳۲۲

۲۔ آپ تمام فوجوں کی کمان فرما رہے تھے۔ چاروں لشکر مکہ فتح کرتے ہوئے "کوہ صفا" پر رسول اللہ سے جا ملے۔ آپ مسجد الحرام میں تشریف لائے۔ حجر اسود کو چوم کر بیت اللہ کا طواف کیا اور وہاں موجود "۳۶۰" بتوں کو ٹھوکر مار مار کر گرا دیا۔ پھر خانہ کعبہ کھول کر اندر تشریف لائے اور موجود تصویریں مٹانے کا حکم دیا۔ خانہ کعبہ میں نماز پڑھی اور دروازے میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ خطبے میں تمام اہل مکہ کو معاف فرما دیا۔ فتح مکہ فیصلہ کن معرکہ اور فتح عظیم ہے۔ اس فیصلہ کن غزوہ کے بعد پورے جزیرہ العرب کے سیاسی و دینی افق پر مسلمانوں کا سورج چمکا۔ (الطبقات الکبری ۲/۳۱۷. ۳۲۲)

... رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم بمكة عام الفتح طاف على بعير يستلم الركن بمحجن في يده قالت وأنا انظر اليه﴾

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: کہ فتح مکہ کے بعد جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطمینان حاصل ہو گیا تو آپؐ نے ایک اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ آپؐ کے ہاتھ میں ایک ٹیڑھے سر کی لکڑی تھی جس سے آپ حجر اسود کو مس کر رہے تھے اور میں یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب المناسک، باب: الطواف الواجب، (حدیث:۱۸۷۷) ص، ۲۷۴

غزوۂ موتہ

غزوۂ موتہ(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں پیش آنے والا سب سے خونریز معرکہ تھا۔ جو جمادی الاولیٰ ۸ ھ میں پیش آیا۔ اس معرکے کا سبب یہ تھا کہ آپؐ نے حارث بن عمیر ازدیؓ کو اپنا خط دے کر حاکم بصریٰ کے پاس روانہ کیا۔ تو قیصر روم کے گورنر شرجیل بن عمرو غسانی نے ان کو قتل کر دیا۔ آپؐ نے اس علاقہ پر فوج کشی کے لیے تین ہزار کا لشکر تیار کیا۔ اس کا سپہ سالار زید بن حارثہؓ(۲) مقرر کیا اور فرمایا زید قتل کر دیئے جائیں تو جعفر طیار (۳) اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ(۴) سپہ سالار ہوں گے۔ یہ اسلامی لشکر شمال کی طرف معان (۵) پہنچا اور بلقاء کی ایک

۱۔ **موتہ:** یہ شام کی حدود میں بلقاء کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ اردن کے مشرق میں ایک زرخیز میدان ہے۔ بحیرہ مردار کے جنوبی کونے کے مشرق میں اور کرک کے مغرب میں دو گھنٹے کی مسافت پر واقع ایک مقام ہے۔ (معجم البلدان ۲۵۵،۲۵۴/۵)

۲۔ **زید بن حارثہ بن شراحیل الکلبی:** "ابو اسامہ" انکی والدہ، "سعدی بنت ثعلبۃ بن عبد عامر بن افلت" تھیں۔ حکیم بن حزام نے زمانہ جاہلیہ میں انہیں حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ کے لیے خریدا تھا۔ انہوں نے یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شادی کے بعد ہبہ کر دیا تھا۔ نبوت سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنا متبنیٰ بنایا ہوا تھا سفر طائف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک سفر تھے۔ غلاموں میں سب سے پہلے انہوں نے اسلام قبول کیا۔ ارض شام میں ۸ھ میں وفات پائی۔ (الاستیعاب، ۲/۵۴۲-۵۴۶)

۳۔ **جعفر طیارؓ بن أبي طالب:** حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے۔ کنیت "ابو عبداللہ" تھی۔ خَلق اور خُلق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے حد مشابہ تھے۔ حضرت علیؓ سے دس سال بڑے تھے۔ حبشہ ہجرت کرنے والوں میں اولین تھے۔ ۸ھ میں غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔ (الاستیعاب، ۱/۲۴۲)

۴۔ **عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبۃ بن امری القیس بن عمرو......:** کنیت "ابو محمد" تھی۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے اور غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔ (الاستیعاب، ۸۹۹،۸۹۸/۳)

۵۔ **معان:** یہ شام کی طرف ایک شہر کا نام ہے۔ جو بلقاء کے نواح میں واقع ہے۔ (معجم البلدان، ۱۷۹/۵)

... اس غزوہ میں تینوں سپہ سالار یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے۔ (۱)

حدثنا قتيبه حدثنا عبدالوهاب قال سمعت يحيى بن سعيد قال ﴿اخبرتنى عمرة قالت: سمعت عائشة رضى الله عنها تقول: لما جاى قتل ابن حارثه و جعفر بن ابى طالب و عبدالله بن رواحة رضى الله عنهم جلس رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم يعرف فيه الحزن قالت عائشة: وانا اطلع من صائر الباب تعنى من شق الباب فاتاه رجل فقال اى رسول الله ان نساى جعفر قال وذكر بكائهن فامره ان ينها هن قال: فذهب الرجل ثم اتى فقال قد نهيتهن وذكر انه لم يطعنه قال فامر ايضاً فذهب ثم اتى فقال والله لقد غلبتا فزعمت ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال فاحث فى افواههن من التراب قالت عائشة فقلت: ارغم الله انفک فو الله ما انت تفعل وما تركت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من العناى﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: کہ جب (زید) بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جعفر بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن رواحہ ؓ کی شہادت خبر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مسجد میں) تشریف فرما ہوئے اور آپ ؐ پر آثار حزن پائے جاتے تھے۔ حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ میں دروازہ کی جھریوں میں سے دیکھ رہی تھی کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جعفر کے گھر کی عورتیں رو رہی ہیں، آپ نے فرمایا انہیں منع کردے، وہ شخص گیا پھر آ کر کہا کہ میں نے انہیں منع کیا، مگر وہ مانتی ہی نہیں، آپ نے پھر منع کرنے کا حکم دیا، وہ گیا اور پھر آ کر کہنے لگا، بخدا (وہ تو مانتی نہیں ہیں بلکہ) ہم پر غالب آ گئی ہیں۔ حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، پھر ان کا منہ مٹی سے بھر دے، حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں میں نے اس سے کہا اللہ تیری ناک کو خاک آلود کرے۔ تو نہ تو وہ کر سکتا ہے، (کہ انہیں رونے سے روک دے) اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیچھا چھوڑتا ہے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب المغازى، باب غزوة موته من ارض الشام (حديث: ۴۲۶۳) ص۔ ۷۲۲

عام الوفود

۹ ھ میں فتح مکہ اور حنین سے واپسی پر اہل عرب کی سفارتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج

---

۱. الطبقات الكبرى: ۱/۳۱۴: ابن عبدالبر الدرفى اختصار المغازى والسير، ص ۲۲۲،۲۲۳ ايام العرب فى الاسلام، ص، ۹۴

... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ ان ہی وفود میں "قبیلہ عبدالقیس" بھی شامل تھا۔ اس وفد کا سردار عبداللہ بن عوف الاشج تھا۔(۱) یہ وفد رملہ بنت حارث کے ہاں ٹھہرا اور دس دن قیام کیا۔ اس دوران انہوں نے قرآن اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔(۲)

حدثنا محمد بن عیسی بن الطباع حدثنا مطر بن عبدالرحمن الاعنق ﴿حدثنی ام ابان بنت الوازع بن زارع عن جدها زارع وکان فی وفد عبدالقیس قال: لما قدمنا المدینة فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل یدالنبی صلی اللہ علیه وآله وسلم ورجله قال وانتظرا المنذر الاشج حتی اتی عیبته فلبس ثوبیه ثم اتی النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم فقال له ان فیک خلتین یحبهما اللہ "الحلم والاناة" قال: یا رسول اللہ! انا اتخلق بهما أم اللہ جبلنی علیهما قال بل اللہ جبلک علیهما قال: الحمد للہ الذی جبلنی علی خلتین یحبهما اللہ ورسوله﴾

حضرت ام ابانؓ بنت الوداع بن زارع اپنے دادا زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتی ہیں اور وہ عبدالقیس میں شامل تھے وہ کہتے ہیں۔"جب ہم مدینہ آئے تو ہم لوگ اپنی سواریوں سے جلدی جلدی اترنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے لگے اور منذ الاشج انتظار کرتے رہے اور اپنی گٹھڑی کے پاس آئے اور کپڑے پہن لیے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ بے شک تیرے اندر دو عادتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں"۔"بردباری اور متانت سنجیدگی"۔ منذرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ دو عادتیں میں نے خود اختیار کی ہیں یا اللہ نے میری جبلت میں یہ رکھی ہیں۔ فرمایا کہ بلکہ اللہ نے تمہاری سرشت میں یہ رکھی ہیں۔ منذرؓ نے کہا کہ تمام تعریف اللہ کے لیے جس نے میری سرشت میں یہ دونوں عادتیں رکھ دی ہیں جنہیں اللہ اور اللہ کا رسول محبوب رکھتے ہیں۔

تخریج:

السنن لابی داؤد، کتاب الادب، باب: قبلة الرجل (حدیث:۵۲۲۵)ص، ۸۳۳

---

۱. الاشج العصری کا اصل نام "المنذر بن الحارث بن عمرو بن زیاد بن عصر......" تھا۔ (الطبقات الکبریٰ ۵/۵۵۹)

۲. الطبقات الکبریٰ، ۵/۵۵۷-۵۵۹، ۱/۳۱۴، ۳۱۵

حجۃ الوداع

مکہ مکرمہ کو روانگی

عام الوفود کے بعد جب دعوت وتبلیغ کا کام پورا ہو گیا اور نئے اسلامی معاشرے کی تعمیر وتشکیل کا عمل مکمل ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاریخی حج مبرور کے لیے اپنے ارادے کا اعلان فرمایا اور ذی قعدہ ۱۰ھ میں سنیچر کے دن مکہ مکرمہ کوچ کی تیاری فرمائی۔

حدثنا عبدالله بن مسلمه حدثنا مالک عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير، ﴿عن عائشة رضى الله عنها زوج النبى صلى الله عليه وآله وسلم قالت: خرجنا مع النبى صلى الله عليه وآله وسلم فيحجة الوداع فاهللنا بعمرة ثم قال النبى صلى الله عليه وآله وسلم: من كان معه هدى فليهل بالحج مع العمرة ثم لا يحل حتى يحل منهما جميعا فقدمت مكة وانا حائض ولم أطف بالبيت ولا بين الصفا والمروة فشكوت ذلک الى النبى صلى الله عليه وآله وسلم فقال انقضى راسک وامتشطى واهلى بالحج ودعى العمرة ففعلت فلما قضينا الحج أرسلنى النبى صلى الله عليه وآله وسلم مع عبدالرحمن بن ابى بكر الى التنعيم فاعتمرت فقال هذه مكان عمرتک قالت: فطاف الذين كانوا اهلو بالعمرة بالبيت وبين الصفا والمروة ثم حلوا ثم طافوا طوافاً آخر بعد ان رجعوا من منى واما الذين جمعوا الحج والعمرة فانما طافوا طوافاً واحدًا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع میں ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نکلے۔ ہم نے عمرے کا احرام باندھا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس قربانی کا جانور ہو، وہ حج اور عمرے دونوں سے اس کا احرام باندھے، پھر احرام نہ کھولے، یہاں تک کہ ان دونوں سے فارغ نہ ہو جائے۔ میں مکہ پہنچی اس حال میں کہ میں حائضہ تھی- میں نے خانہ کعبہ کا طواف نہ کیا اور نہ صفا مروہ کے درمیان طواف کیا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی، تو آپؐ نے فرمایا: سر کھول ڈالو اور کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھو اور عمرہ کو چھوڑ دو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب ہم حج سے فارغ ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقام تنعیم کی طرف بھیجا، تو میں نے عمرہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ تمہارے عمرے کا بدلہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، خانہ کعبہ کا اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کیا اور پھر احرام کھول دیا، پھر منٰی سے لوٹنے کے بعد ایک دوسرا طواف کیا اور جن لوگوں نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا

تخریج:

مالک بن انسؒ، الموطا، کتاب الحج، باب دخول الحائض مكة (حديث:۹۴۰) ص، ۲۶۵، الجامع الصحيح للبخاری، کتاب الحج، باب: كيف تهل الحائض والنفساء (حدیث:۱۵۵۶) ص، ۲۵۲

احرام:

ذوالحلیفہ پہنچ کر آپؐ نے احرام کے لیے غسل فرمایا۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ہاتھ سے آپ کو خوشبو لگائی۔

حدثنا علی بن عبدالله حدثنا سفيان حدثنا عبدالرحمن بن القاسم انه سمع اباه و كان افضل اهل زمانه يقول ﴿سمعت عائشة رضي الله عنها تقول: طيبت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بيدى هاتين حين احرم ولحله حين أحل قبل ان يطوف وبسطت يديها﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی تھیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگائی جس وقت کہ آپؐ نے احرام باندھا اور احرام کھولنے کے وقت طواف کرنے سے پہلے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر بتایا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، باب الطيب بعد رمى الجمار والحلق قبل الافاضة (حدیث:۱۷۵۴) ص، ۲۸۳

سعی

اتوار ۴ ذی الحجہ ۱۰ھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ پہنچے۔ یہاں آپؐ نے مسجد حرام پہنچ کر پہلے خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔

حدثنا عبدالله حدثنی ابی ثنا سریج قال ثنا عبدالله بن المومل عن عطاء بن ابی رباح ﴿عن صفيه بنت شيبه عن حبيبه بنت ابی تجزئة قالت: رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يطوف بين الصفاء والمروة والناس بين يديه وهو وراء هم وهو يسعى حتى رأى ركبتيه من شدة السعي يدور به ازاره وهو يقول: اسعوا فان الله كتب عليكم

حضرت حبیبہ بنت ابی تجزیہؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ لوگ آپؐ کے آگے تھے اور آپؐ ان کے پیچھے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعی کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ تیز دوڑنے کی وجہ سے انہوں نے اپنے گھٹنوں کے گرد تہبند گھومتے ہوئے دیکھا اور وہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرما رہے تھے ''سعی کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے سعی تم پر فرض کر دی ہے۔''

تخریج:

المسند لامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۷۸۲۲) ۷/۵۷۲، اسد الغابة، ۷/۶۱

رمی جمرات

حجۃ الوداع میں ۱۰ ذی الحج کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ میں تشریف لائے۔ آپؐ کے پیچھے حضرت فضل بن عباس سوار تھے۔ آپؐ نے جمرۂ کبریٰ کو سات کنکریاں ماریں۔

حدثنا احمد بن حنبل حدثنا محمد بن سلمة عن ابی عبدالرحیم عن زید بن ابی انیسة عن یحیی بن حصین ﴿عن ام الحصینؓ حدثته قالت: حججنا مع النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم حجة الوداع فرایت اسامة وبلالا واحدهما اخذ بخطام ناقة النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم والآخر رافع ثوبه لیستره من الحر حتی رمی جمرة العقبة.﴾

حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج ادا کیا۔ میں نے دیکھا کہ اسامہؓ اور بلالؓ میں سے کوئی ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے ہے اور دوسرے نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک کپڑے کے ذریعے سے سایہ کر رکھا ہے یہاں تک کہ آپؐ نے جمرہ عقبہ کی رمی کر لی۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب المناسک، باب: فی المحرم یظلل (حدیث:۱۸۳۴) ص،۲۶۹

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ''رمی جمرات'' کی مزید وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیة، ثناء علی بن مسهر عن یزید بن ابی زیاد عن سلیمان بن عمرو بن الأحوص ﴿عن امه قالت: رایت رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم عند

[illegible] بغلة ورجل خلفه يستره من الناس، فسالت عن الرجل فقيل لى: هذا الفضل بن العباس فازدحم الناس عليه فقال: ((يايها الناس، لا يقتل بعضكم بعضاً، واذا رميتم الجمرة فارموها بمثل حصا الخذف، ثم استبطن الوادى فرمى الجمرة بسبع حصيات يكبر مع كل حصاة ثم انصرف))﴾

حضرت ام سلیمان بن عمرو بن الاحوصؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "جمرة العقبہ" کے قریب دیکھا۔ وہ اپنے خچر پر سوار تھے اور آپؐ کے پیچھے ایک شخص سوار تھا۔ جو آپ کو لوگوں سے چھپا رہا تھا۔ پس میں نے اس شخص کے بارے میں پوچھا، تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ "فضل بن عباس" ہیں۔ پس آپؐ نے فرمایا۔ اے لوگو! تم میں سے کوئی دوسرے کو قتل نہ کرے اور جب تم جمرہ کو کنکریاں مارو تو کنکریاں انگلیوں سے پھینکنا پھر آپؐ بطن وادی (محسر) میں پہنچے تو آپؐ نے سات کنکریاں جمرہ کو ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے جاتے تھے۔ پھر آپؐ واپس لوٹ گئے۔

تخریج:

الاحادوالمثانی، ص ۶۴۴۔۶۴۵، المسند لامام احمد بن حنبل، (حدیث: ۲۶۵۹۰) ۷/۵۴۴

قربانی

رمی جمرات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربان گاہ تشریف لے گئے اور اپنے دست مبارک سے ۶۳ اونٹ ذبح کیے۔ پھر حضرت علیؓ کو سونپ دیا انہوں نے بقیہ ۳۷ اونٹ ذبح کئے۔

حدثنا ابو النعمان حدثنا عبدالواحد حدثنا الاعمش حدثنا ابراهيم عن الاسود ﴿عن عائشة رضى الله عنها قالت: كنت افتل القلائد للنبى صلى الله عليه وآله وسلم فيقلد الغنم ويقيم فى اهله حلالا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: انہوں نے بیان کیا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہار بٹتی تھی تو آپ بکریوں کے گلے میں ہار ڈالتے اور اپنے گھر والوں کے ساتھ آپ احرام سے باہر رہتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب الحج، باب تقليد الغنم، (حدیث: ۱۷۰۲) ص، ۲۷۵

قربانی

حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھ ساتھ اپنی بیویوں کی طرف سے بھی قربانی کی۔

حدثنا عبداللہ بن یوسف اخبرنا مالک عن یحی بن سعید ﴿عن عمرۃ بنت عبدالرحمن قالت: سمعت عائشۃ رضی اللہ عنہا تقول: خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لخمس بقین من ذی القعدہ لانری الا الحج فلما دنونا من مکۃ أمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من لم یکن معہ ھدی اذا طاف وسعی بین الصفا والمروۃ ان یحل قالت: فدخل علینا یوم النحر بلحم بقر فقلت: ما ھذا؟ قال: نحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عن ازواجہ﴾

حضرت عمرۃؓ بنت عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کا قول نقل کرتی ہیں انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ذی قعدہ کے مہینہ میں نکلے، جب کہ اس مہینے کے پانچ دن باقی رہ گئے تھے۔ ہم صرف حج ہی کا خیال کر کے نکلے تھے۔ جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو، جب وہ طواف کر لے اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر لے تو احرام سے باہر ہو جائے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کا بیان ہے کہ ہمارے پاس قربانی کے دن گوشت لایا گیا تو میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے''۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الحج، باب ذبح الرجل البقر عن نسائہ من غیر امرھن (حدیث:۱۷۰۹) ص، ۲۷۶

خطبہ حجۃ الوداع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۲ ذی الحجہ ۱۰ھ یوم النحر کو چاشت کے وقت خطبہ دیا۔ اس وقت آپ ایک خچر پر سوار تھے اور حضرت علیؓ آپ ﷺ کے ارشادات صحابہؓ کو سنا رہے تھے۔ صحابہ کرامؓ کچھ بیٹھے اور کچھ کھڑے تھے۔

حدثنا محمد بن یحیی بن عبدالکریم ثنا أبو عاصم، ثنا ربیعۃ بن عبد الرحمن بن حصین، ﴿حدثتنی جدتی سراء بنت نبھانؓ وکانت ربۃ بیت فی الجاھلیۃ انھا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی حجۃ الوداع فی الیوم الذی یدعونہ یوم الرؤوس یقول:

قالوا: الله ورسوله اعلم، قال: هذا اوسط ايام التشريق قال: اى بلد هذا؟ قالوا: الله ورسوله اعلم، قال: هذا المشعر الحرام، قال: الا ان دماء كم واموالكم واعراضكم حرام بعضكم على بعض كحرمة يومكم هذا، فى بلدكم هذا الا انى لا ادرى لعلى لا ألقاكم بعد هذا اليوم فليبلغ ادناكم أقصاكم الاهل بلغت))؟ : فقالوا: نعم ثم رجع الى المدينة فتوفى بها صلى الله عليه وآله وسلم﴾

حضرت سراء بنت نبہانؓ جو زمانہ جاہلیہ میں بیت اللہ کے قریب رہتی تھیں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجۃ الوداع میں یوم الرؤس کے دن فرماتے سنا: یہ دن کونسا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ ایام تشریق (قربانی) کا درمیانی دن ہے۔ پھر فرمایا: یہ شہر کونسا ہے؟ صحابہؓ نے فرمایا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں: فرمایا: یہ مشعر الحرام ہے پھر فرمایا۔ خبردار تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری عزت ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہے۔ جیسے تمہاری اس شہر میں تمہارے آج کے دن کی حرمت ہے۔ خبردار! میں نہیں جانتا کہ اس دن کے بعد تم سے مل سکوں گا یا نہیں۔ پس چاہئے کہ جو شخص موجود ہے وہ غیر موجود تک (میری باتیں) پہنچا دے۔ کیا میں نے تم تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ صحابہؓ نے جواب دیا: ہاں۔ پھر آپؐ مدینہ منورہ لوٹ گئے اور وہاں وفات پائی۔

تخریج:

الاحاد و المثانی۔ ص، ۶۴۸، تہذیب الکمال ۹/۱۲۲،۱۲۳، السنن لا بوداؤد۔ باب ای یوم یخطب بمنی (حدیث:۱۹۵۳)

مرض الوفات کا آغاز

حجۃ الوداع کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبات و احساسات، احوال وظروف اور گفتار و کردار سے ایسی علامات ظاہر ہونا شروع ہو گئیں جن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ اس حیاتِ مستعار کو اور اس جہانِ فانی کے باشندگان کو الوداع کہنے والے ہیں۔ ۲۹ صفر ۱۱ھ روز دوشنبہ کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے میں بقیع تشریف لے گئے واپسی پر آپؐ کے سر میں سر میں درد شروع ہو گیا۔

اخبرنا الحكم بن المبارك ثنا محمد بن سلمة عن ابن اسحاق عن يعقوب بن عتبة عن ابن شهاب عن عبيد الله بن عبدالله بن عتبة ﴿عن عائشة قالت: رجع الى النبى صلى الله عليه وآله وسلم ذات يوم من جنازة من البقيع فوجدنى وانا اجد صداعاً وانا اقول واراساه قال: بل انا يا عائشة واراساه قال: وما ضرك لومت قبلى فغسلتك وكفنتك وصليت عليك ودفنتك فقلت: لكانى بك والله لو فعلت ذلك لرجعت الى بيتى

... قالت: فتبسم رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم ثم بدى في وجعه الذى مات فيه﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایک جنازے میں شرکت کر کے) بقیع قبرستان سے واپس میری طرف آئے۔ پس انہوں نے مجھے اس حالت میں پایا کہ میرے سر میں شدید درد تھا اور میں کہہ رہی تھی "ہائے میرا سر" نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عائشہؓ میں بھی سر میں درد محسوس کر رہا ہوں اور فرمایا: تمہیں کیا نقصان ہوتا اگر تم مجھ سے پہلے وفات پا جاتیں تو میں تمہیں غسل دیتا، کفن پہناتا، تمہاری نمازِ جنازہ پڑھاتا اور تمہیں دفناتا۔ میں نے کہا: خدا کی قسم! اگر آپؐ ایسا کرتے تو میں اپنے گھر لوٹ جاتی اور آپ کسی اور عورت سے شادی کر لیتے۔ فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) حضور ﷺ مسکرائے اور پھر وہ مرض شروع ہوا جس میں آپؐ نے وصال فرمایا۔

تخریج:

السنن للدارمی باب فی وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۱/۳۷،۳۸: تاریخ الخمیس ۱/۲۰۳

مرض الوفات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت جب روز بروز مضمحل ہوتی چلی گئی اور ضعف بڑھتا گیا تو اس کے باوجود آپؐ نے ازواج مطہرات کے گھروں میں باری کے مطابق جانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب چلنا پھرنا بالکل ہی دشوار ہو گیا۔ تو آپؐ نے کنایۃً حضرت عائشہؓ کے ہاں قیام کی اجازت چاہی۔

حدثنا حبان بن موسى ومحمد قالا اخبرنا عبدالله اخبرنا معمر و يونس عن الزهرى قال اخبرنى عبيد الله بن عبد الله بن عتبه بن مسعود ﴿ان عائشة رضى الله عنها زوج النبى صلى الله عليه و آله وسلم قالت: لما ثقل رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم استاذن أزواجه ان يمرض فى بيتى فاذن له﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرض شدید ہو گیا تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی ازواج مطہرات سے اس امر کی اجازت چاہی کہ آپ کا علاج معالجہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں کیا جائے۔ جس پر تمام ازواج مطہرات نے آپ کو اجازت دے دی۔

آپؐ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں تشریف لے آئے۔ جسکا دروازہ مسجد کی صف اول کے عین مقابل کھلتا تھا۔

[illegible] آپ نمازوں کی امامت فرماتے رہے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب فرض الخمس، باب: ماجاء فی بیوت ازواج النبیﷺ وما نسب من البیوت الیهن (حدیث:۳۰۹۹) ص۔ ۶۳۰

حالتِ نزع

حدثنا بشر بن محمد اخبرنا عبدالله اخبرنی معمر ویونس عن الزهری قال اخبرنی عبید الله بن عبد الله ﴿ان عائشة وابن عباس رضی الله عنهم قالا: لما نزل برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم طفق یطرح خمیصة علی وجه فاذا اغتم کشفها عن وجهه فقال: وهو کذلک لعنة الله علی الیهود والنصاری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد یحذر ماصنعوا.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حالت نزع شروع ہوئی تو آپؐ نے ایک چادر منہ پر ڈال لی۔ پھر جب بڑی معلوم ہوئی تو اسے چہرہ مبارک سے ہٹا دیا اور آپؐ نے اسی حالت میں فرمایا کہ یہود ونصاری پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔ آپؐ ان کے اس فعل سے (مسلمانوں کو) بچانا چاہتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل (حدیث:۳۴۵۳،۳۴۵۴) ص، ۵۸۱

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری زیادہ بڑھ گئی تو آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نماز کی امامت کا حکم دیا۔

حدثنا اسحق بن موسیٰ الانصاری حدثنا معن حدثنا مالک بن انس عن هشام بن عروة عن ابیه ﴿عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال مروا ابا بکر فلیصل بالناس فقالت عائشة: یا رسول الله أن ابا بکر اذا قام مقامک لم یسمع الناس من البکای فامر عمر فلیصل بالناس قالت: فقال مروا ابابکر فلیصل بالناس قالت عائشة: فقلت لحفصة قولی له ان ابا بکر اذا قام مقامک لم یسمع الناس من البکای فامر عمر فلیصل بالناس ففعلت حفصه فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انکن لانتن صواحبات یوسف

ابابكر فليصل بالناس فقالت حفصة لعائشة ما كنت لاصيب منك خيرا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کی نماز کی امامت کریں، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ابو بکرؓ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رو پڑیں گے، جس کی وجہ سے لوگ ان کی قراءت نہیں سن سکیں گے۔ لہٰذا عمرؓ کو حکم دیجئے کہ امامت کریں۔ آپؐ نے حکم دیا کہ ابو بکر کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں۔ اس مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ آپؐ سے کہو کہ ابو بکرؓ رو پڑیں گے۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا۔ آپؐ نے فرمایا: تم عورتیں ہی ہو جنہوں نے یوسف علیہ السلام کو قید خانہ جانے پر مجبور کر دیا۔ اور ابو بکرؓ کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں۔ پھر حفصہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگیں کہ تم سے مجھے کبھی خیر نہیں پہنچی۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب "مروا ابابکر فلیصل بالناس (حدیث:۳۶۷۲) ص،۸۳۶

حدثنا عبدالله بن يوسف حدثنا الليث قال حدثني ابن الهاد عن عبدالرحمن بن القاسم عن ابيه ﴿عن عائشة قالت: مات النبي صلى الله عليه وآله وسلم وانه لبين حاقنتي وذاقنتي فلا اكره شدة الموت لاحد ابداً بعد النبي صلى الله عليه وآله وسلم﴾

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب وفات پائی تو آپ کا سر مبارک میرے سینہ سے لگا ہوا تھا اور جب سے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نزع کو دیکھا ہے۔ کسی کے لیے موت کی سختی کو برا خیال نہیں کرتی ہوں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب "مرض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ووفاتہ (حدیث:۴۴۴۶)ص، ۷۵۵

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات سے پہلے مسواک کی

حدثنا محمد حدثنا عفان عن صخر بن جويرية عن عبدالرحمن بن القاسم عن ابيه ﴿عن عائشة دخل عبدالرحمن بن ابي بكر على النبي صلى الله عليه وآله وسلم وانا مسندته الى صدري ومع عبدالرحمن سواك رطب يستن به فابده رسول الله صلى الله عليه

وسلم بصره فاخذت السواك فقصمته ونفضته وطيبته ثم دفعته الى النبى صلى الله عليه وآله وسلم فاستن به فما رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم استنّ استناناً قط احسن منه فما عدا أن فرغ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم رفع يده أو أصبعه ثم قال: "فى الرفيق الاعلى" ثلاثا ثم قضى وكانت تقول مات بين حاقنتى وذاقنتى. ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری میں آپ ؐ میرے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر ایک ہاتھ میں ہری مسواک لئے داخل ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا تو میں نے ان سے لے کر دانتوں سے نرم کر کے دھو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دی۔ آپ ؐ نے اچھی طرح مسواک کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے اچھی مسواک کرتے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے فارغ ہوئے تو آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "اللھم فی الرفیق الاعلی" یہ آپ ؐ نے تین مرتبہ فرمایا اور آپ کی موت واقع ہوگئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس وقت آپ کا سر مبارک میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے قریب ٹکا ہوا تھا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب المغازى، باب: مرض النبى صلى الله عليه وآله وسلم ووفاته (حديث:۴۴۳۸) ص، ۹۱۵

وقتِ آخر

حدثنا زهير بن حزب واسحق بن ابراهيم قال اسحق اخبرنا وقال زهير واللفظ له حدثنا جرير عن الاعمش عنى ابى الضحى عن مسروق ﴿عن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا اشتكى منا انسان مسحه بيمينه ثم قال: اذهب الباس رب الناس واشف أنت الشافى لا شفاى الا شفاوك شفاى لا يغادر سقما فلما مرض رسول الله صى الله عليه وسلم وثقل اخدت بيده لاصنع به نحو ماكان يصنع فانتزع يده من يدى ثم قال: "اللهم اغفرلى واجعلنى مع الرفيق الاعلى" قالت: فذهبت انظر فاذا هو قد قضى﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہم میں سے جب کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے، پھر فرماتے: تکلیف کو دور کر دے، اے لوگوں کے پروردگار، شفاء دے

... والا ہے۔ تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں ہے۔ ایسی شفا دینے والا ہے تیری شفا کہ کوئی بیماری باقی نہ رہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے اور بیماری شدید ہو گئی تو میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا تا کہ میں بھی آپؐ کے ہاتھ سے اسی طرح کروں جس طرح آپ کرتے تھے تو آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے کھینچ لیا۔ پھر فرمایا: ''اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ کر دے'' سیدہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کی طرف دیکھنا شروع کیا تو آپؐ واصل الی اللہ ہو چکے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للمسلم، كتاب السلام، باب استحباب رقية المريض (حديث:۵۷۰۷) ص، ۹۷۲

آخری کلمات

بعض روایات میں وصال مبارک سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری الفاظ یہ بیان کیے گئے ہیں۔

حدثنا معلى بن اسد حدثنا عبدالعزيز بن مختار حدثنا هشام بن عروة عن عباد بن عبدالله بن الزبير ﴿ان عائشة اخبرته: انها سمعت النبى صلى الله عليه وآله وسلم واصغت اليه قبل ان يموت وهو مسند الى ظهره يقول: ''اللهم اغفرلى وارحمنى والحقنى بالرفيق''﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کا وقت قریب ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے تو میں نے سنا کہ آپؐ فرما رہے ہیں کہ ''اللهم اغفرلى وارحمنى والحقنى بالرفيق'' یا اللہ مجھے بخش دے، رحم فرما اور بلند رفیقوں سے ملا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب المغازى باب، مرض النبى ﷺ ووفاته (حديث:۴۴۴۰) ص، ۷۵۵، كتاب المرض، باب: تمنى المريض الموت (حديث:۵۶۷۴) ص، ۱۰۰۵

سالِ وفات

وحدثنی عبدالملک بن شعیب بن اللیث حدثنی ابی عن جدی قال حدثنی عقیل بن خالد عن ابن شهاب عن عروة ﴿عن عائشة ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم توفی وهو ابن ثلاث وستین سنة﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر مبارک میں وفات پائی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الفضائل باب: کم سن النبی صلی الله علیه وآله وسلم یوم قبض (حدیث: ۲۳۴۹) ص،۱۰۳۲، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب، باب: وفاة النبی صلی الله علیه وآله وسلم (حدیث:۳۵۳۶) ص،۷۲۷

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوموار کے دن پیدا ہوئے سوموار کے دن ہی آپؐ نے وصال فرمایا۔

حدثنا محمد بن حاتم، حدثنا عمار بن صالح، عن هشام بن عروه عن ابیه، ﴿عن عائشة، رضی الله عنها قالت: توفی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یوم الاثنین.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال دوشنبہ کے روز ہوا۔

تخریج:

الشمائل النبویة، (حدیث:۳۹۶) ص ، ۳۸۵

راویوں کے احوال

☆ ابراہیم بن موسیٰ، (م۲۲۰ھ) کنیت ''ابواسحاق'' تھی۔ نسب: ''ابراہیم بن موسی بن یزید بن زادان التمیمی'' تھا۔ تقریب میں ان کو ''ثقہ حافظ'' کہا گیا ہے۔ (رجال صحیح البخاری، ۱/ ۵۸)

☆ ابن ابی عاصم، (م۲۸۷ھ) ان کا اصل نام ''احمد بن عمرو بن ابی عاصم الضحاک بن مخلد الشیبانی'' تھا۔ حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ اصبہان میں ۲۶۹-۲۸۲ھ تک قاضی کے عہدہ پر فائز رہے۔ (الآحاد والمثانی، ص، ۱)

☆ ابن الهاد، ان کا اصل نام ''یزید بن عبداللہ بن اسامہ'' ہے۔ کنیت ''ابوعبداللہ'' ہے۔ ''ثقہ'' ہیں اور مکثرین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ یہ زہری اور عبداللہ بن خباب سے روایت کرتے ہیں۔ (التاریخ الکبیر، ۸/ ۲۲۵، تقریب، ۲/ ۲۷۳)

☆ ابوبکر بن ابی شیبہ، (م۲۳۵ھ) ان کا اصل نام ''عبداللہ ابن محمد بن ابی شیبہ'' تھا۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ ''العجلی'' کہتے ہیں۔ ''وکان حافظاً للحدیث'' (تھذیب الکمال ۱۶/ ۳۴-۴۱)

☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدعوف بن عبدالحارث بن زھرہ بن کلاب، (م۹۴ھ) والدہ کا نام ''تماضر بنت الأصبغ'' تھا۔ آپ کا تعلق قریش کے مشہور خاندان ''بنوزھرہ'' سے ہے۔ آپ نامور حافظِ حدیث اور مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ ''ثقہ، لائق اعتماد عالم اور کثیر الحدیث'' ہیں۔ (الطبقات الکبریٰ، ۵/ ۸۰، ۸۱)

☆ ابوعاصم الضحاک بن مخلد بن الضحاک بن مسلم...... (م۲۲۱ھ) ''ابوعاصم النبیل البصری'' کے نام سے مشہور تھے۔ کثیر الحدیث اور فقیہ تھے۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۱۳/ ۲۸۱-۲۸۸)

☆ ابوعبدالرحیم خالد بن ابی یزید الحرانی، (م۱۴۴ھ) ان کو ''ابن ابی یزید'' بھی کہا جاتا ہے۔ ابن سماک بن رستم کے نام سے مشہور ہیں۔ یحییٰ بن معین اور دیگر محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۸/ ۲۱۸)

☆ ابومعاویہ، (م۱۹۴ھ) ان کا اصل نام ''محمد بن خازم التمیمی'' تھا۔ مشہور ''ابومعاویہ'' کے نام سے تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ ابوداؤد کا کہنا ہے کہ وہ ''مرجئہ'' میں سے تھے۔ ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۲۵/ ۱۲۳-۱۳۳)

☆ ابونعیم: الفضل بن دکین بن حماد بن زہیر، آل طلحہ بن عبیداللہ التیمی کے آزاد کردہ غلام ہیں ''ثقہ، مامون اور کثیر الحدیث'' ہیں۔ معتصم کے عہد خلافت میں وفات پائی۔ (الطبقات الکبریٰ، ۶/ ۵۵۰)

☆ ابویحییٰ محمد بن عبدالرحیم بن ابی زہیر، (م۲۵۵ھ) انکی کنیت ''ابویحییٰ'' تھی۔ لقب، ''عدوی، البغدادی

... کے نام سے معروف ہے۔ عبداللہ بن احمد اور نسائی نے انکو "ثقہ" کہا ہے۔ جبکہ ابو حاتم نے ان کو "صدوق" قرار دیا ہے۔ (رجال صحیح البخاری، ۲/۶۶۴)

☆ ابوالعباس محمد بن یعقوب بن یوسف بن معقل بن سنان الاصم: حاکم نیشاپوری کے شیخ ہیں اور "ثقہ" ہیں۔ ابن ملقن لکھتے ہیں کہ وہ اپنے وقت کے امام محدث تھے۔ (مختصر استدراک ۳/۱۵۹۷، ۳/۱۲۹۹)

☆ ابوالنعمان: محمد بن الفضل السدوسی، محدثین نے ان کو "ثقہ اور رجل الصالح" قرار دیا ہے۔ (تقریب. ۲/۲۰۹)

☆ احمد بن حنبل، (م۲۴۱ھ) ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ھلال بن اسد بن ادریس، ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ امام المحدثین تھے۔ کتاب "المسند" کے علاوہ کئی کتابوں کے مؤلف ہیں۔ بغداد میں وفات پائی۔ (وفیات الاعیان، ۱/۶۳، ۶۴)

☆ "احمد بن محمد بن نیزک بن حبیب البغدادی طوسی" کے نام سے مشہور تھے۔ ابن حبان نے "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تہذیب الکمال. ۱/۴۷۵، ۴۷۶)

☆ اعمش کاہلی کوفی، (م۱۴۸ھ) آپ کی کنیت "ابو محمد" نام "سلیمان بن مہران" اور "اعمش" لقب ہے۔ بنو کاہلہ کا مولی ہونے کیوجہ سے کاہلی کہلاتے ہیں۔ آپ کوفہ کے رہنے والے قابل اعتماد حافظ حدیث ہیں۔ حضرت انس بن مالک کو دیکھا اور ان سے حدیث کا سماع بھی کیا ہے۔ ابن مدینی کے مطابق آپ سے تقریباً "۱۳۰۰" احادیث مروی ہیں۔ آپ سب سے زیادہ کتاب اللہ کو پڑھنے والے سب سے زیادہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد رکھنے والے اور سب سے زیادہ علم میراث کو جاننے والے تھے۔ آپ علم نافع اور عمل صالح میں اونچے درجے پر فائز ہیں۔ ۸۷ سال عمر میں وفات پائی۔ (تذکرۃ الحفاظ. ۱/۱۵۴)

☆ بشر بن خالد، ابو محمد الفرائضی، (م۲۵۵ھ) ابو حاتم نے "شیخ" جبکہ نسائی نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تہذیب الکمال ۴/۱۱۷، ۱۱۸)

☆ بشر بن محمد، ابو محمد السختیانی المروزی، "صدوق" ہیں۔ انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے سماعت کی ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۲/۷۱؛ تقریب، ۱/۱۰۱، رجال صحیح البخاری، ۱/۱۱۱)

☆ حبیش بن خالد بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن حبیش، (م۸ھ) یہ خزاعی اور کعبی ہیں۔ کنیت "ابو صخر" اور ابو خالد ہے یہ ام معبد کے بھائی ہیں۔ اسلام لائے اور فتح مکہ میں رسول اللہ کے ہمراہ شریک ہوئے۔ فتح مکہ کے دن شہید ہوئے۔ (اسد الغابۃ، ۱/۶۸۴، ۶۸۷)

☆ حبان بن موسیٰ بن سوار اسلمی ابو محمد المروزی (م۲۳۳ھ) انہوں نے ابن المبارک اور داؤد بن عبدالرحمٰن سے سماعت کی ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا ہے۔ "لیس صاحب حدیث" ولا بأس به" (تہذیب الکمال،

☆ حشرج بن زیاد الاشجعی، یہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے ان کا تذکرہ ''کتاب الثقات'' میں کیا ہے۔ ابن حزم اور ابن القطان نے ان کو ''مجہول'' کہا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۳/۱۰۷: تھذیب الکمال، ۵۳۹/۴)

☆ حفص بن میسرہ، العقیلی، ابو عمر الصنعانی: عسقلان کے رہنے والے تھے۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ، صالح الحدیث لیس بہ بأس'' کہا ہے۔ یحییٰ بن معین نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (تاریخ اسماء الثقات، ص ۱۱۰)

☆ حکم بن مبارک، الباھلی (م۲۱۳ھ) ان کا تعلق بلخ سے تھا۔ محدثین نے انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔ یہ ابراہیم بن صدقہ حجاج بن محمد، حفص بن حمید، حماد بن زید، یحییٰ بن سعید وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ (تھذیب الکمال، ۷/۱۳۱-۱۳۳، تقریب ۱/۱۳۴، ۱۳۵)

☆ حماد بن سلمہ بن دینار، ابو سلمہ، (م۱٦۷ھ) بہت بڑے امام تھے۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ'' کہا ہے۔ (تھذیب، ۱/۴۸۱، ۴۸۲، الکاشف، ۱/۱۸۸)

☆ رافع بن سلمہ الاشجعی بن زیاد بن أبی الجعد الاشجعی: ان کا دادا ''زیاد بن ابی الجعد'' تھا۔ جو سالم بن ابی الجعد کے بھائی تھے۔ یہ ثابت البنانی، حشرج بن زیاد اور اپنے بھائی سلمہ بن زیاد سے روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے ''کتاب الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ٦/۱۰۵)

☆ ربیعہ بن عبدالرحمٰن بن حصن الغنوی، یہ اپنی صحابیہؓ دادی ''سراء بنت نبھان'' سے روایت کرتے ہیں۔ محدثین نے آپ کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (تھذیب الکمال ۹/۱۲۲، ۱۲۳)

☆ زہیر بن حرب بن اشتال، نسائی (م۲۳۴ھ) انکی کنیت ''ابو خیثمہ'' تھی۔ آپ بنو قریش بن کعب بن عامر کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ آپ نے مسند تصنیف فرمائی اور اس کی تمام صنفیں لکھیں۔ آپ نے بغداد میں ربیع الآخر میں وفات پائی۔ آپ ''ثقہ اور ثبت'' ہیں۔ (الطبقات الکبری، ۷/۱۷۱: التاریخ الکبیر، ۳۵۵/۳)

☆ زکریا بن یحییٰ بن عمر بن صالح بلخی، (م۳۳۰ھ) آپ کی کنیت ''ابو یحییٰ'' ہے۔ بصرہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث نامور فقیہ۔ حجت اور چوٹی کے عالم ہیں۔ آپ نے ابو مطیع۔ حکم بن عبداللہ۔ ابو اسامہ۔ عبداللہ بن نمیر اور ان کے طبقہ سے علم حدیث حاصل کیا اور ان سے امام بخاری۔ احمد بن سیار۔ یحییٰ بن منصور وغیرہ مستفید ہوئے۔ (تذکرۃ الحفاظ، ۲/۵۱۷، ۵۱۸)

☆ زید بن ابی انیسہ، (م۱۲۴ھ) ان کا تعلق ''کوفہ'' سے تھا۔ ٦۳ برس کی عمر میں وفات پائی۔ (التاریخ الکبیر، ۳۸۸/۳)

[illegible]۔ انہوں نے ثوری اور معاویہ بن صالح سے سماعت کی ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۳/۳۲۷، الطبقات الکبری، ۶/۵۵۲)

☆ سریج بن النعمان بن مروان الجوهری، ابوالحسین، (م۲۱۷ھ) ''ثقہ'' ہیں۔ (رجال صحیح البخاری، ۱/۳۳۶، تهذیب، ۳/۳۹۸)

☆ سلیمان بن عمرو بن الأحوص، ان کو ''الازردی الکوفی'' بھی کہا جاتا ہے۔ ابن حبان نے ان کا ذکر ''کتاب الثقات'' میں کیا ہے۔ اس سے ۱۴ احادیث مروی ہیں۔ (تهذیب الکمال، ۱۲/۴۹، ۵۰)

☆ سہل بن ابی حثمہ، ان کا نام ''عبداللہ'' تھا کنیت ''ابوعبدالرحمٰن'' تھی اور نام ''ابو یحییٰ'' تھا۔ صحابیؓ تھے۔ (تهذیب الکمال ۱۲/۱۷۷-۱۷۹)

☆ شعیب بن لیث بن سعد الفهمی: ''ابوعبدالملک'' کنیت تھی۔ ''ثقہ'' تھے اور ''فقیہ'' تھے۔ (تقریب: ۱/۲۴۵)

☆ صخر بن جویریہ، ابو نافع البصری، بنی تمیم یا بنی ھلال کے موالی ہیں۔ ''ثقہ'' ہیں۔ (الکاشف، ۲/۲۴: تقریب، ۱/۳۶۵)

☆ عاصم بن سوید بن عامر الانصاری، مدینہ کی بستی قبا کے رہنے والے تھے۔ یحیٰی بن معین سے ان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ''لا أعرفہ'' ابن حبان نے ''کتاب الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۱/۴۸۹، کتاب الجرح والتعدیل، ۶/۳۴۴، السخاوی، التحفة اللطیفة فی تاریخ المدینة الشریفه ۲/۳، تهذیب الکمال، ۱۳/۴۹۱)

☆ عامر بن صالح بن عبداللہ بن عروہ بن زبیر: امام احمد کا کہنا ہے ''ثقہ لم یکن یکذب'' جبکہ ابن معین نے ان کو ''کذاب'' کہا ہے۔ (الکاشف، ۲/۶۵)

☆ عباد بن عبداللہ بن زبیر بن العوام، یہ مشہور صحابی زبیر بن العوام کے پوتے اور عبداللہ بن زبیر کے صاحبزادے ہیں۔ ''ثقہ'' ہیں۔ انہوں نے حضرت اسماء بنت ابوبکر اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سماعت کی اور ان سے ابن ابی ملیکہ اور ھشام بن عروہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ (تهذیب الکمال، ۹/۴۱۲، ۴۱۳)

☆ عبدالرحمٰن بن قاسم، (م۱۲۶ھ) آپ کی کنیت ''ابومحمد'' اور نام ''عبدالرحمٰن'' ہے۔ سلسلہ نسب: ابو محمد عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر بن قحافہ ہے۔ حضرت عائشہؓ کی زندگی میں پیدا ہوئے۔ مدینہ کے رہنے والے نامور فقیہ ہیں۔ ثقہ، پرہیز گار اور جلیل القدر امام تھے۔ شام میں وفات پائی۔ (الطبقات الکبری، ۵/۲۳۴، ۲۳۵، تهذیب الکمال، ۱۷/۳۴۴-۳۵۲)

☆ عبدالعزیز بن مختار، انکی کنیت ''ابواسحاق'' تھی۔ انہوں نے ثابت البنانی، عبداللہ بن فیروز اور ھشام بن عروہ سے سماعت کی۔ اور ان سے معلی بن اسد اور مسدد نے روایت کیا ہے۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (رجال

☆ عبداللہ بن احمد بن حنبل الحافظ، ابوعبدالرحمٰن (م۲۹۰ھ) ۲۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ "ثقہ" ہیں (الکاشف، ۸۳/۲)

☆ عبداللہ بن المومل المخزومی المکی: ابن معین نے ان کو "صالح الحدیث" جبکہ ابو حاتم اور ابو زرعہ نے کہا ہے "لیس بقوی" (تاریخ اسماء الثقات، ص ۱۹۳)

☆ عبداللہ بن مبارک ابوعبدالرحمٰن الحنظلی، (م۱۸۱ھ) ۱۱۸ھ میں "مرو" میں پیدا ہوئے۔ یہ بے شمار خصائل و فضائل کے مالک تھے۔ علم، فقہ، ادب، نحو، لغت، شعر، فصاحت، زھد، قیام الیل، عبادت، شجاعت وغیرہ میں بے مثال تھے۔ (رجال صحیح البخاری، ۴۲۹/۱)

☆ عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب ابوعبدالرحمٰن المدینی، (م۲۲۱ھ) بصرہ کے رہنے والے تھے۔ "ثقہ" ہیں۔ مکہ میں محرم ۲۲۱ھ میں وفات پائی۔ (رجال صحیح البخاری، ۴۳۱،۴۳۰/۱)

☆ عبدالملک بن شعیب بن اللیث: مصر سے ان کا تعلق تھا۔ انکی کنیت "ابوعبداللہ" تھی "ثقہ" ہیں۔ انکی روایت کردہ احادیث صحیح مسلم واربعین، سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں موجود ہیں۔ (تقریب، ۳۶۷/۱)

☆ عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی ثور، یہ ابن عباس زہری اور محمد بن جعفر بن زبیر سے روایت کرتے ہیں محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (الکاشف ۲۶۲/۲)

☆ عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود الھذلی، (م۹۵ یا ۹۸ھ) مشہور "فقیہ" ہیں۔ "کثیر الحدیث" اور "شاعر" ہیں۔ ابوزرعہ نے ان کو "ثقہ مامون امام" قرار دیا ہے۔ (تھذیب الکمال ۷۳/۱۹-۷۶، الکاشف، ۲۰۰/۲)

☆ عبید بن اسماعیل، (م۲۵۰ھ) انکی کنیت "ابومحمد الکوفی" تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نام "عبداللہ" تھا مگر پہچانے عبید کے نام سے تھے۔ ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے ابو معاویہ اور ابو اسامہ سے سماعت کی ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۲۸۰/۵: تھذیب الکمال، ۱۸۷،۱۸۶/۱۹: الجرح والتعدیل، ۴۰۲/۵)

☆ عتبہ بن ودیعۃ، یہ الشموس بنت نعمان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا ذکر کتب اسماء الرجال میں مذکور نہیں۔ البتہ الاصابۃ میں ان کا ذکر موجود ہے کہ الشموس بنتِ نعمان ان سے روایت کرتی ہیں۔ (الاصابۃ، ۳۴۳/۴)

☆ عطا بن ابی رباح، ابومحمد القرشی، (م۱۱۴ھ) ان کا اصل نام "اسلم" تھا۔ "جند" میں پیدا ہوئے اور مکہ میں پلے بڑھے۔ "ثقہ حجۃ" ہیں۔ (التاریخ الکبیر، ۲۵۲/۶: رجال صحیح البخاری، ۵۶۶/۲)

☆ عقیل بن خالد بن عقیل: "ایکہ" کے رہنے والے تھے۔ محدثین نے ان کو "ثقہ ثبت" کیا ہے۔ پہلے مدینہ میں

(میزان الاعتدال ۵/۱۱۱، تقریب ۲/۴۰۷)

☆ علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح السعدی ابوالحسن ابن المدینی، (م۲۳۴ھ) ''علی بن المدینی'' کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ بصرہ میں پیدا ہوئے۔ ''صاحب التصانیف'' ہیں۔ (تهذيب الكمال، ۱۷/۵. ۳۴)

☆ علی بن مسہر ابوالحسن الکوفی، (م۱۸۹ھ) موصل کے قاضی رہے۔ محدثین نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (تهذيب الكمال، ۲۱/۱۳۵-۱۳۸)

☆ قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق، (م۱۰۶ھ) آپ کی کنیت ''ابوعبدالرحمٰن'' ہے۔ قریش کے مشہور قبیلہ ''بنو تمیم'' سے تعلق ہے۔ حضرت عائشہؓ کے بھتیجے ہیں۔ مدینہ منورہ کے ممتاز ''فقیہ'' ہیں۔ ان سے تقریباً ''۲۰۰'' احادیث مروی ہیں۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ مشلّل میں دفن کیے گئے۔ (الطبقات الكبرى، ۵/۹۵-۹۹، رجال صحيح البخاري، ۲/۶۱۶)

☆ کثیر بن ھشام، (م۲۰۷ھ) کنیت ''ابوسھل'' تھی۔ بغداد کے رہنے والے تھے۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (التاريخ الكبير، ۷/۲۱۸، تهذيب الكمال، ۲۴/۱۶۴. ۱۶۵)

☆ محمد بن جعفر بن زبیر الاسدی المدنی، (م۱۱۲ھ) ''ثقہ'' ہیں۔ ابن سعد ان کے بارے میں لکھتے ہیں ''كان عالماً وله احاديث'' (تهذيب، ۹/۹۳، التاريخ الكبير، ۱/۵۵، الكاشف، ۳/۱۹)

☆ محمد بن حاتم بن سلیمان الذمی ابوجعفر (م۲۴۷ھ) ''ثقہ'' ہیں۔ (تهذيب، ۹/۸۵)

☆ محمد بن سلام بن الفرج، (م۲۲۷ھ) کنیت ''ابوعبداللہ'' تھی ابو حاتم نے ان کو ''ثقہ صدوق'' قرار دیا ہے۔ (رجال صحيح البخاري، ۲/۶۵۳)

☆ محمد بن سلمہ بن عبداللہ (م۱۹۲ھ) آپ کی کنیت ''ابوعبداللہ'' ہے اپنے ماموں ''ابوعبدالرحیم خالد بن ابی یزید'' کے علاوہ خصیف، ابن عجلان، ہشام بن حسان، ابن اسحاق اور ایک دوسری جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں آپ ''ثقہ'' اور ''فاضل'' ہیں۔ علم حدیث کا درس دینے کے ساتھ ساتھ فتویٰ نویسی کا کام بھی کرتے تھے۔ (تهذيب الكمال ۲۵/۲۸۹-۲۹۱)

☆ محمد بن عیسیٰ بن الطباع، (م۲۱۴ھ) کنیت ''ابوجعفر'' تھی۔ شام کے رہنے والے تھے۔ احادیث کے عالم تھے۔ ''۴۰ ہزار'' احادیث یاد تھیں۔ (التاريخ الكبير ۱/۲۰۳، تهذيب الكمال ۲۶/۲۶۱-۲۶۳)

☆ محمد بن مثنیٰؒ بن عبید العنزی، (م۲۵۲ھ) آپ کی کنیت ''ابوموسیٰ'' ہے۔ بصرہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث اور حجت ہیں۔ ٹانگوں سے معذور اور ''محدث بصرة'' کے لقب سے مشہور تھے۔ (تقريب ۲/۵۵۰: تاريخ اسماء الثقات ص، ۳۹۵)

☆ محمد بن یحیٰ بن عبدالکریم بن نافع الازدی، (م۲۵۲ھ) ''ابوعبداللہ بن ابی حاتم البصری''، محدثین نے ان

(تهذيب الكمال، ۲۶/ ۶۲۳، ۶۳۶)

☆ محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد بن فارس، (م۲۷۸ھ) ابوعبداللہ نیشاپوری "امیر المومنین فی الحدیث" اوراپنے زمانے کے "آئمۃ العارفین، حفاظ المتقنین، ثقات آئمۃ المومنین" تھے۔ (الكاشف ۳/ ۹۴، تهذيب الكمال، ۲۶/ ۶۱۷-۶۲۹)

☆ محمد بن یوسف البخاری بن واقد بن عثمان، (م۲۱۲ھ) کنیت "ابوعبداللہ الفریابی" تھی ساحل شام کے قریب "قیساریہ" کے رہائشی تھے احمد بن حنبل نے کہا "كان الفريابى رجلاً صالحاً"۔ امام نسائی نے ان کو "ثقہ" کہا ہے۔ (تهذيب الكمال ۲۷/ ۵۲-۶۱)

☆ مسروق بن المرزبان بن مسروق بن معدان: ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابو حاتم لکھتے ہیں "ليس بقوى يكتب حديثة" (الطبقات الكبرى ۶/ ۵۵۷، تهذيب الكمال، ۲۷/ ۴۵۸، ۴۵۹)

☆ مصرف بن عمرو الیامی، (م۲۴۰ھ) ان کو "الایامی" بھی کہا جاتا ہے اور "ابوعمرو الکوفی" بھی۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (تهذيب الكمال، ۲۸/ ۱۶-۱۷)

☆ مطر بن عبدالرحمٰن الاعنق، کنیت "ابوعبدالرحمٰن البصری" تھی۔ ابو حاتم نے ان کو "صادق" قرار دیا ہے ابن حبان نے کتاب "الثقات" ان کا تذکرہ کیا ہے۔ (تهذيب الكمال ۲۸/ ۵۵، ۵۶)

☆ معلّٰی بن اسد، (م۲۱۸ھ) انکی کنیت "ابوالہیثم" تھی اور یہ بھز بن اسد کے بھائی ہیں حدیث کی سماعت انہوں نے وھیب، عبدالعزیز بن مختار اور عبدالواحد بن زیاد اور یزید بن زریع سے کی ہے۔ (رجال صحيح البخارى، ۲/ ۷۲۴)

☆ معمر بن راشد بصری، (م۱۵۳ھ) آپ کی کنیت "ابوعروہ" تھی۔ بصرہ کے رہنے والے چوٹی کے عالم تھے۔ معمر نے دس ہزار احادیث لکھی ہیں۔ ملک یمن میں حدیث لکھنے والے پہلے مصنف ہیں۔ ماہ رمضان میں وفات پائی۔ (الطبقات الكبرى، ۵/ ۳۵۴)

☆ معن بن عیسیٰ القزاز، (۱۹۸ھ) حدیث کے آئمہ میں سے تھے۔ "ثقہ، کثیر الحدیث، ثبت مامون" تھے۔ (ذكر اسماء التابعين، ۱/ ۳۴۴)

☆ موسیٰ بن اسماعیل المقری، ابوسلمہ التبوذکی البصری، (م۲۲۳ھ) "ثقہ اور کثیر الحدیث" ہیں۔ (الكاشف. ۳/ ۱۵۹: تهذيب، ۴/ ۱۶۹، ۱۷۰)

☆ ہشام بن جیش بن اشعر، ابو حاتم بن حبان کے مطابق یہ "صحابی" ہیں۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمرؓ سے سماع کیا۔ (اسد الغابة ۵/ ۳۷۱)

☆ ... (م ...ھ) بغداد کے رہنے والے تھے۔ کنیت "ابو احمد" تھی۔ حفص بن میسر، جراح بن ملیح، ابراہیم بن ادھم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ محدثین نے انکو "ثقہ" کہا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۱۰۴/۸، تھذیب الکمال، ۳۴۱/۱۹، ۳۴۰)

☆ یحییٰ بن حصین الاحمسی البجلی، محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ یہ "طارق بن شھاب" اور اپنی دادی "ام الحصین" سے روایت کرتے ہیں۔ (تھذیب الکمال ۲۷۱/۳۱، ۲۷۲)

☆ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ — (م۱۸۳ھ) ابن معین اور ابن المدینی وغیرہ نے ان کو "متقن ثبت صاحبِ سنۃ" کہا ہے۔ جبکہ ابوحاتم نے بھی ان کو "صدوق ثقہ" کہا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۳۰۵/۳۱-۳۱۱)

☆ یحییٰ بن سعید بن قیس بن عمرو بن سھل ابو سعید الانصاری، (م۱۴۴ھ) "مدنی، تابعی اور ثقہ" ہیں اور نیک انسان تھے۔ (رجال صحیح البخاری، ۷۹۱/۲، ۷۹۲)

☆ یحییٰ بن سعید قطعان بصری، (م۱۹۸ھ) آپ کی کنیت "ابو سعید" ہے۔ بصرہ کے رہنے والے چوٹی کے "عالم" اور "سید الحفاظ" ہیں۔ ۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے اہل زمانہ کے "امام" ہیں۔ ہر رات قرآن کریم ختم کرتے۔ "ثقہ، حجت، مامون اور اونچے مرتبہ کے حامل" تھے۔ ان کی یادداشت بہت اچھی تھی۔ (التاریخ الکبیر، ۱۵۷/۸ : میزان الاعتدال، ۱۸۲/۷)

☆ یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر بن العوام: عبداللہ بن زبیرؓ کے پوتے ہیں۔ ان کی والدہ "عائشہ بنت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ھشام" تھیں صحیح بخاری، مسلم میں ان کی روایات موجود ہیں۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (زبیر بکار جمھرۃ نسب قریش و اخبارھا، ص، ۷۱: تھذیب الکمال: ۲۹۳/۳۱، ۳۹۵)

☆ یزید بن ابی زیاد القرشی الھاشمی، "ابوعبداللہ" الکوفی کنیت تھی۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا ہے۔ یحییٰ بن معین نے ان کو "ضعیف الحدیث" جبکہ ابوزرعہ نے ان کو "لین الحدیث" کہا ہے۔ (تھذیب الکمال ۱۳۵/۳۲۰-۱۴۰)

☆ یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس بن شریق الثقفی المدنی، (م۱۲۸ھ) ابن سعد، ابن معین و ابو حاتم نسائی اور دار قطنی نے ان کو "ثقہ" کہا ہے۔ (تھذیب، ۳۴۱/۱۱)

☆ یعقوب بن محمد عیسیٰ بن عبدالملک بن حمید بن عبدالرحمٰن الزھری، (م۲۱۳ھ) دیکھیے صفحہ، ۱۳۵

☆ یونس بن بکیر بن واصل الشیبانی، (م۱۹۹ھ) دیکھیے صفحہ، ۱۳۵

☆ یونس بن یزید بن ابی النجاد، (م۱۵۲ھ) دیکھیے صفحہ، ۱۳۵

باب چہارم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شب و روز کے معمولات

فصل اول:

نبی کریم ﷺ کے صبح وشام کے معمولات

- ☆ معمولاتِ عبادات (وضو، نماز، روزہ، تلاوت وقرأت)
- ☆ دعائیں
- ☆ حضور اکرم ﷺ کے طعام
- ☆ پسندیدہ مشروب
- ☆ پسندیدہ لباس
- ☆ بسترِ استراحت

فصل دوم:

مکارمِ اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم

- ☆ انجیل میں نبی کریم ﷺ کی صفات
- ☆ حلیہ مبارک
- ☆ تبسم
- ☆ حیاء
- ☆ طرزِ گفتگو
- ☆ ہیبت ووقار
- ☆ عیادت
- ☆ خطاب عام میں اصلاح
- ☆ معاملات میں خوش معاملگی
- ☆ حزم واحتیاط
- ☆ طبِ نبوی ﷺ
- ☆ زہدِ نبوی ﷺ
- ☆ عدلِ نبوی ﷺ
- ☆ رحمۃ للعالمین
- ☆ معجزات

تعارف باب چہارم

آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہمہ جہت، ہمہ پہلو، عظیم و منفرد مجمع کمالات، پیکر اخلاق اور پوری انسانیت کے لیے دائمی نمونہ عمل اور عدیم النظیر ہے۔ اس لیے باری تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے لحہ لحہ کو امتِ مسلمہ کے لیے محفوظ رکھا۔ آپ ﷺ کی عبادات، دعائیں اور اخلاق پوری نسلِ انسانی کے لیے "اسوۂ حسنہ و اسوۂ کاملہ" ہیں۔ اس باب میں روایتِ صحابیاتؓ کی روشنی میں ان تمام احادیث کو شامل کیا گیا ہے۔ جن سے آپ ﷺ کے مقدس "لیل و نہار کے معمولات" اور "مکارمِ اخلاق" اُجاگر ہوتے ہیں۔

فصل اول:

نبی کریم ﷺ کے صبح وشام کے معمولات

- ☆ معمولات عبادات (وضو، نماز، روزہ، تلاوت وقرأت)
- ☆ دعائیں
- ☆ حضور اکرم ﷺ کے طعام
- ☆ پسندیدہ مشروب
- ☆ پسندیدہ لباس
- ☆ بستر استراحت

معمولات عبادات

عبادت دراصل اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کی حمد وثناء اور اس کے ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے طریق پر وابستگی اختیار کرنے کا نام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ''اسوۂ حسنہ'' تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر لحہ یادِ الٰہی میں مستغرق رہتے۔ دن ہو یا رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام وقت ذکرِ الٰہی میں صرف ہوتا تھا۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات میں تنوع تھا۔

نماز کے سلسلہ میں اسوۂ نبوی کا بیان

حدثنا الحسن بن عبد العزيز حدثنا عبدالله بن يحيى اخبرنا حيوة عن ابى الاسود سمع عروة ﴿عن عائشة رضى الله عنها، أن نبى صلى الله عليه وسلم كان يقوم من الليل حتى تتفطر قدماه فقالت عائشة: لم تصنع هذا يا رسول الله، وقد غفر الله لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال: افلا أحب أن أكون عبدًا شكوراً فلما كثر لحمه صلى جالساً فاذا أراد أن يركع قام فقرا ثم ركع﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس قدر کھڑے ہوتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پھٹ جاتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس قدر تکلیف اٹھاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں آپؐ نے فرمایا: کیا مجھے پسند نہیں کہ میں شکر گزار بندہ بنوں۔ پھر جب آپؐ کے جسم میں گوشت زیادہ ہوگیا تو آپؐ بیٹھ کر نماز پڑھتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو کر کچھ قرأت کرتے پھر رکوع کرتے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب التفسير، باب: سورة فتح، انا ارسلنک شاهداً و بشيراً و نذيراً (حديث:۴۸۳۷)، ص، ۸۵۲

مسجد میں داخل ہونے کے آداب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے ہوئے اور باہر لوٹتے ہوئے دعائیں کرتے تھے۔

حدثنا على بن حجر، حدثنا اسماعيل بن ابراهيم، عن ليث عن عبدالله بن الحسن، ﴿عن امه فاطمة بنت الحسين، عن جدتها فاطمة الكبرى قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل المسجد صلى على محمد وسلم وقال: ((رب اغفرلى ذنوبى

... وإذا خرج صلى على محمد وسلم وقال: ((رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک))﴾

عبداللہ بن حسن اپنی والدہ فاطمہ بنت الحسین اور وہ اپنی دادی فاطمہ کبریٰؓ سے نقل کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو درود پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے "رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک" اور جب مسجد سے باہر نکلتے تو درود شریف پڑھتے اور فرماتے "رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک"

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب الصلاۃ، باب، ماجاء ما یقول عنددخول المسجد (حدیث:۳۱۴) ص، ۸۲، (ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے اور اس کی سند متصل نہیں۔ کیونکہ فاطمہ بنت حسین، فاطمہ الکبریٰ کو پا نہ سکیں)السنن لابن ماجہ، کتاب المساجد، والجماعات، باب الدعا، عندد خول المسجد، (حدیث:۷۷۱) ص، ۱۱۰، المسند الامام احمد بن حنبل، (حدیث:۲۵۸۷۷)، ۲۰۲/۷

وضو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرتے ہوئے سر کا مسح اس طرح کرتے تھے۔

حدثنا قتیبة، حدثنا بکر بن مضر، عن ابن عجلان، عن عبدالله بن محمد ابن عقیل، ﴿عن الربیع بنت معوذ بن عفراء انها رأت النبی صلی الله علیه وسلم یتوضأ، قالت: مسح راسه ومسح ما اقبل منه وما ادبر وصدغیه واذنیه مرة واحدة﴾

حضرت ربیعؓ بنت معوذ بن عفراء سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ کہتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کا آگے اور پیچھے سے مسح کیا اور دونوں کنپٹیوں اور کانوں کا ایک بار مسح کیا۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب الطھارۃ، باب: ماجاء ان مسح الراس مرۃ (حدیث: ۳۴)ص، ۱۰،۱۱، السنن لابوداؤد، کتاب، الطھارۃ، باب، صفۃ وضوالنبی ﷺ (حدیث:۱۲۹)ص، ۲۹، تحفۃ الاشرف (حدیث:۱۵۸۳۸)۳۰۲/۱۱، السنن لابن ماجہ، کتاب الطھارۃ وسننھا، باب: الرجل یستعین علی وضوئه فیصب علیه (حدیث:۳۹۰) ص،۱۵۸

کیفیت نماز

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کا آغاز اور اختتام اس طرح فرماتے:

اخبرنا جعفر بن عون عن سعيد بن ابی عروبة ثنا بديل العقيلی عن ابی الجوزا

﴿عن عائشة: قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفتتح الصلاة بالتكبير ويفتتح القراة بالحمدلله رب العالمين ويختمها بالتسليم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا آغاز تکبیر تحریمہ سے، قرأت کا آغاز "الحمد لله رب العالمين" سے اور نماز کا اختتام سلام کے ساتھ فرماتے تھے۔

تخریج:

السنن للدارمی، باب فی افتتاح الصلاة (حدیث:۱۲۳۹)، ۲۸۱/۱

رکوع وسجدے کا بیان

رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔

حدثنا حفص بن عمر قال: حدثنا شعبة، عن منصور، عن ابی الضحی، عن مسروق،

﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: كان النبی صلى الله عليه وسلم يقول فی ركوعه وسجوده (سبحانك اللهم ربنا وبحمدك، اللهم اغفرلی)﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں فرمایا کرتے تھے۔ "سبحانك اللهم ربنا وبحمدك اللهم اغفرلی" اے اللہ تو پاک ہے۔ اے ہمارے پروردگار! ہم تیری ہی حمد بیان کرتے ہیں اے اللہ مجھے بخش دے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، كتاب الاذان، باب: الدعاء فی الركوع (حدیث:۷۹۴) ص، ۱۲۸، ۱۲۹، كتاب المغازی، (حدیث:۴۲۹۳) ص، ۷۲۶، كتاب التفسير، سورة اذا جاء نصر الله، باب (۲) (حدیث:۴۹۶۸) ص، ۸۹۰

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ بھی فرماتی ہیں:

﴿ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول فی ركوعه: سبوح قدوس رب الملائكة والروح﴾

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں فرمایا کرتے تھے: "سبوح قدوس رب الملائكة والروح"

تخریج:

المسند لامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۲۹۰۴)، ۲۵۲/۷

سجدہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کرتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو کھلا رکھتے تھے۔

حدثنا اسحاق بن ابراهیم ثنا مروان ثنا عبید الله بن عبدالله بن الاصم عن یزید بن الاصم ﴿عن میمونة زوج النبی صلی الله علیه وسلم قالت: كان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا سجد خوی بیدیه یعنی فتح حتی یری وضح ابطیه من ورائه واذا قعد اطمأن علی فخذه الیسری﴾

حضرت میمونہؓ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اتنا کھلا رکھتے تھے کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی اور جب بیٹھتے تھے تو اطمینان سے اپنی بائیں ران پر بیٹھتے تھے۔

تخریج:

السنن للدارمی، باب التجافی فی السجود (حدیث:۱۳۳۷) ۳۰۶/۱، السنن للنسائی، كتاب الصلاة باب التجافی فی السجود (حدیث:۱۱۱۰) ص، ۱۵۳

نمازِ فجر

حدثنا أبو الیمان قال: اخبرنا شعیب، عن الزهری قال: اخبرنی عروة بن الزبیر: ﴿ان عائشة قالت: كان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا سكت المؤذن بالاولی من صلاة الفجر، قام فركع ركعتین خفیفتین قبل صلاة الفجر، بعد ان یستبین الفجر، ثم اضطجع علی شقه الایمن، حتی یاتیه المؤذن للاقامة﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب موذن فجر کی اذان کہہ کر چپ ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے فرض سے پہلے بعد صبح ہو جانے کے دو رکعتیں ہلکی سی پڑھ لیتے تھے۔ پھر اپنے بائیں پہلو پر آرام فرماتے۔ جب مؤذن اقامت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا پھر آپ اٹھ جاتے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، كتاب الاذان، باب: من انتظر الاقامة (حدیث:۶۲۶) ص، ۱۰۳

...ام سلمۃ: قرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالطور﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں سورۂ طور تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الأذان، باب القرأة فی الفجر (حدیث:۷۷۱) ،ص ۱۲۴

جبکہ بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ''سورۃ الکافرون'' اور ''سورۃ الاخلاص'' فجر کی دو رکعتوں میں تلاوت فرماتے۔

اخبرنا سعید بن عامر عن ھشام بن محمد ﴿عن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يخفي ما كان يقرا فيهما وذكرت قل يا ايها الكافرون وقل هو الله احد قال سعيد في ركعتي الفجر﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتوں میں جو کچھ تلاوت فرماتے وہ مخفی ہوتا تھا اور وہ ذکر کرتی تھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''قل یایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد'' تلاوت فرماتے تھے۔ سعید بن عامر کہتے ہیں کہ فجر کی دو رکعتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم (ان دونوں سورتوں کی) تلاوت فرماتے تھے۔

تخریج:

السنن للدارمی، باب القرأة فی رکعتی الفجر، ۳۳۶/۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفر وحضر میں معمول رہا کہ فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان دو ہلکی رکعتیں پڑھتے۔

حدثنا ابو نعیم قال: حدثنا شیبان، عن یحیی، عن ابی سلمة، ﴿عن عائشة: كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي ركعتين خفيفتين، بين النداء والاقامة من صلاة الصبح﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح کے وقت اذان واقامت کے درمیان میں دو رکعتیں ہلکی سی پڑھ لیتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاذان، باب: الاذان بعد الفجر (حدیث:۶۱۹) ص،۱۰۲، الجامع الصحیح للمسلم، کتاب، صلاۃ المسافرین، باب: استحباب رکعتی سنۃ الفجر (حدیث:۷۲۴) ص، ۲۹۳، السنن للنسائی، کتاب الصلاۃ، باب تخفیف رکعتی الفجر، (حدیث:۹۴۷) ص، ۱۳۲

نمازِ فجر

حضرت حفصہؓ کی روایت سے مزید اسی بات کی توثیق ہو جاتی ہے۔

حدثنا عبدالله بن یوسف قال: اخبرنا مالک، عن نافع، عن عبدالله بن عمر قال: ﴿اخبرتنی حفصة: ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا اعتکف المؤذن للصبح، وبدا الصبح، صلی رکعتین خفیفتین قبل ان تُقام الصلاة.﴾

عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں: کہ مجھ سے حضرت حفصہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب مؤذن صبح کی اذان کہنے کھڑا ہو جاتا اور صبح کی اذان ہو جاتی تو ہلکی سی دو رکعتیں فرض کے قائم ہونے سے پہلے پڑھ لیتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاذان، باب: الاذان بعد الفجر (حدیث:۶۱۸) ص،۱۰۲، الجامع الصحیح للمسلم، کتاب صلاة المسافرین و قصرها، باب: استحباب رکعتی سنة الفجر (حدیث:۷۲۳)، المسند لامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۵۸۹۰)، ۲۰۲/۷

نمازِ ظہر

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز جلدی ادا فرماتے تھے۔

حدثنا هناد بن السری، حدثنا وکیع، عن سفیان، عن حکیم بن جبیر، عن ابراهیم، عن الاسود، ﴿عن عائشة قالت: ما رأیت احداً کان اشد تعجیلاً للظهر من رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا من ابی بکر ولا من عمر﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ میں نے ظہر کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جلدی کرنے والا نہیں دیکھا اور نہ ہی ابو بکر و عمر میں سے۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب الصلاة، باب ماجاء فی التعجیل بالظهر، (حدیث:۱۵۵) ص،۴۲، امام عیسیٰ کہتے ہیں یہ حدیث "حسن ہے": المسندللامام احمد بن حنبل، (حدیث:۲۵۲۸۱) ۳۰۸/۷

نمازِ عصر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز غروب آفتاب سے کافی پہلے پڑھ لیتے تھے جبکہ دن ابھی روشن ہوتا تھا۔

…براهيم بن المنذر قال: حدثنا انس بن عياض عن هشام عن ابيه ﴿ان عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى العصر، والشمس لم تخرج من حجرتها﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے جب دھوپ ان کے کمرہ کے اندر ہوتی تھی۔

تخریج:

الموطا کتاب وقوت الصلاۃ باب وقوت الصلاۃ (حدیث:۲) ص، ۹، اس میں الفاظ ہیں "کان یصلی العصر والشمس فی حجرتها قبل ان تظهر" الجامع الصحیح للبخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب: وقت العصر، (حدیث ۵۲۲-۵۲۵-۵۲۶) ص ۱۱۳

نمازِ ظہر وعصر کے معمولات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز جلدی ادا فرماتے تھے۔

حدثنا علی بن حجر، حدثنا اسماعيل ابن علية، عن ايوب، عن ابن ابی مليكة، ﴿عن ام سلمة: انها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اشد تعجيلاً للظهر منكم وانتم اشد تعجيلاً للعصر منه﴾

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے: کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں سے ظہر میں جلدی کرتے اور تم عصر میں اُن صلی اللہ علیہ وسلم سے جلدی کرتے ہو۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ما جاء فی تاخیر صلاۃ العصر، (حدیث:۱۶۱) ص،۵۰، ۴، ابوعیسیٰ کا کہنا ہے کہ یہی حدیث اسماعیل ابن علیۃ، ابن جریج، عن ابن ابی ملیکۃ، اور ام سلمہؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (تحفۃ الاشراف (حدیث:۱۸۱۸۴) ۱۳/ ۲۰-۲۱، المسند لأبی یعلی الموصلی، (حدیث:۶۹۵۶)

وتر کے معمولات

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کے نوافل عموماً تہجد کی نماز کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے اور رات کے تقریباً ہر حصے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی آسانی کے لیے نمازِ تہجد ادا فرمائی ہے۔ یعنی رات کے پہلے پہر، درمیانی حصے میں اور رات کے آخری حصے میں بھی وتر ادا فرمائے ہیں۔

حدثنا ابو اليمان قال اخبرنا شعيب عن الزهري قال حدثني عروه ﴿ان عائشة اخبرته ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلى احدى عشرة ركعة كانت تلك صلاته تعنى بالليل فيسجد السجدة من ذلك قدر ما يقرا احدكم خمسين آية قبل أن يرفع راسه ويركع ركعتين قبل صلاة الفجر، ثم يضطجع على شقه الايمن حتى ياتيه المؤذن للصلاة﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعتیں نماز پڑھتے تھے اور یہ نماز آپ کی رات کی نماز تھی۔ آپ سجدہ کرتے تھے اتنی دیر تک کہ تم میں سے کوئی شخص ان کے سر اٹھانے سے پہلے پچاس آیتیں پڑھ سکے اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے، پھر اپنے دائیں بازو پر لیٹ جاتے، یہاں تک کہ آپ کے پاس مؤذن نماز کیلئے بلانے کو آتا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، كتاب الوتر، باب ماجاء فی الوتر، (حديث:۹۹۴) ص ۱۶۰،

حدثنا عمر بن حفص قال حدثنا ابى قال حدثنا الاعمش قال حدثنى مسلم عن مسروق ﴿عن عائشة قالت: كل الليل اوتر رسول الله صلى الله عليه وسلم وانتهى وتره الى السحر﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وتر رات کے تمام حصوں میں پڑھا ہے اور ان کا وتر صبح تک ختم ہوتا تھا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، كتاب الوتر، باب ساعات الوتر (حديث:۹۹۶) ص ۱۶۰،

معمولاتِ تہجد

رات کے وقت اللہ تعالیٰ کا قرب خاص ہوتا ہے اور مناجات الٰہی کا خاص وقت ہوتا ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر وحضر میں نماز تہجد کا اہتمام فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ یہ تھی کہ شروع رات میں سو جاتے اور آرام فرماتے اور کبھی نصف شب یا اس کے دو تہائی گذرنے کے بعد اٹھتے اور نماز تہجد ادا فرماتے۔

حدثنا عبدان اخبرنا ابى عن شعبة عن اشعث قال سمعت ابى قال سمعت مسروق ﴿قال سألت عائشة رضى الله عنها: اى العمل كان احب الى النبى صلى الله عليه وسلم قالت: الدائم قال قلت: فاى حين كان يقوم قالت: كان يقوم اذا سمع الصارخ﴾

راوی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ کون سا عمل نبی کریم ﷺ کو زیادہ محبوب تھا، انہوں نے کہا وہ عمل جو ہمیشہ کیا جائے، مسروق کا بیان ہے، پھر میں نے پوچھا کہ تہجد کے لیے کس وقت اٹھتے تھے، انہوں نے کہا، آپؐ اس وقت اٹھتے جب مرغ کی اذان سنتے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الرقاق، باب، القصد والمداومة علی العمل (حدیث:۶۴۶۱) ص،۱۱۲۱

حدثنا عبید الله بن موسی قال: اخبرنا حنظلة، عن القاسم بن محمد، ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: کان النبی صلی الله علیه وسلم یصلی من اللیل ثلاث عشرة رکعة، منها الوتر ورکعتا الفجر﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات (تہجد) کی نماز میں ۱۳ رکعتیں پڑھتے تھے ان میں وتر اور دو رکعتیں فجر کی ہوتی تھیں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التهجد، باب: کیف کان صلاة النبی، وکم کان النبی یصلی من اللیل (حدیث:۱۱۳۹،۱۱۴۰) ص ۲۲۲، السنن لابوداؤد، کتاب الصلاة، باب فی صلاة اللیل، (حدیث: ۱۳۳۹) ص، ۱۹۹

نماز تراویح

حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شهاب قال اخبرنی عروة ﴿ان عائشة اخبرته ان رسول الله صلی الله علیه وسلم خرج ذات لیلة من جوف اللیل فصلی فی المسجد فصلی رجال بصلاته فاصبح الناس فتحدثوا فاجتمع اکثر منهم فصلوا معه فأصبح الناس فتحدثوا فکثر اهل المسجد من اللیلة الثالثة فخرج رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلوا بصلا ته فلما کانت اللیلة الرابعة عجز المسجد عن اهله حتی خرج لصلاة الصبح فلما قضی الفجر أقبل علی الناس فتشهد ثم قال اما بعد فانه لم یخف علیّ مکانکم لکنی خشیت ان تفرض علیکم فتعجزوا عنها﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار (رمضان میں)

... نماز پڑھی، تو لوگوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، لوگوں نے اسے صبح کو بیان کیا تو (دوسرے روز) اس سے زیادہ آدمی جمع ہو گئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، صبح کو لوگوں نے ایک دوسرے سے بیان کیا، تو تیسری رات میں اس سے بھی زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی، جب چوتھی رات آئی تو مسجد میں جگہ نہ رہی، یہاں تک کہ فجر کی نماز کے لیے باہر نکلے۔ جب فجر کی نماز پڑھ چکے، تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، پھر تشہد پڑھ کر فرمایا: اما بعد تم لوگوں کی یہاں موجودگی ہم سے مخفی نہیں تھی، لیکن مجھے خوف ہوا کہ کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اسے ادا نہ کر سکو۔

تخریج:

الموطا، کتاب الصلاۃ فی رمضان، باب الترغیب فی الصلاۃ فی رمضان (حدیث:۲۵۰) ص، ۴۲، آخر میں "وذلک فی رمضان" کا اضافہ ہے۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجمعۃ، باب من قال فی الخطبہ بعد الثناء أما بعد (حدیث:۹۲۴) ص، ۱۴۸

نمازِ کسوف

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج گرہن لگا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل نماز ادا فرمائی اور نماز سے فراغت کے بعد خطبہ دیا اور ان عقائد باطلہ کا رد فرمایا جو سورج گرہن کے لیے عرب میں رائج تھے۔

حدثنا عبداللہ بن مسلمۃ عن مالک عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ انھا قالت: خسفت الشمس فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالناس فقام فاطال القیام ثم رکع فاطال الرکوع ثم قام فاطال القیام وھو دون القیام الاول ثم رکع فاطال الرکوع وھو دون الرکوع الاول ثم سجد فاطال السجود ثم فعل فی الرکعۃ الثانیۃ مثل ما فعل فی الاولی ثم انصرف وقد انجلت الشمس فخطب الناس فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال: ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ لایخسفان لموت احد ولالحیاتہ فاذا رأیتم ذلک فادعوا اللہ وکبروا وصلوا تصدقوا ثم قال یا اُمۃ محمد واللہ ما من احد اغیر من اللہ ان یزنی عبدہ اوتزنی أمتہ یا امۃ محمد واللہ! لو تعلمون ما أعلم لضحکتم قلیلاً ولبکیتم کثیراً

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج گرہن میں لگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور کھڑے ہوئے تو دیر تک قیام کیا پھر رکوع

... کیا پھر کھڑے ہوئے تو دیر تک کھڑے رہے، لیکن وہ پہلے قیام سے کم تھا۔ رکوع کیا تو طویل رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سجدہ کیا تو طویل سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا۔ پھر نماز سے فارغ ہوئے تو آفتاب روشن ہو چکا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ سنایا تو اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا کہ آفتاب و ماہتاب دونوں خدا کی نشانیاں ہیں۔ کسی کی موت وحیات کے سبب سے گہن میں نہیں آتے، جب تم یہ دیکھو تو اللہ سے دعا کرو، تکبیر کہو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو پھر فرمایا: اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! خدا سے زیادہ غیرت مند کوئی شخص نہیں۔ اسے غیرت آتی ہے کہ اس کا بندہ یا اس کی لونڈی زنا کرے، اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جو میں جانتا ہوں اگر تم اسے جان لو تو بہت کم ہنسو اور بہت زیادہ روؤ۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الکسوف، باب الصدقة فی الکسوف (حدیث:۱۰۴۴) ص، ۱۶۷، مسلم، کتاب الکسوف، باب صلاة الکسوف، (حدیث:۲۰۰۵)

حدثنا محمود بن غیلان قال حدثنا ابو احمد قال حدثنا سفیان عن ﴿یحیی عن عمرة عن عائشة رضی الله عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم بهم فی کسوف الشمس أربع رکعات فی سجدتین الأول الأول أطول﴾

حضرت عمرہؓ، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سورج گرہن میں نماز پڑھائی اور چار رکعت دو سجدوں کے ساتھ پڑھیں، جن میں پہلی رکعت دوسری سے طویل تھی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الکسوف، باب الرکعة الأولی فی الکسوف أطول (حدیث:۱۰۶۴) ص، ۱۷۲

نماز پڑھنے کے بعد کا معمول

اخبرنا یزید بن هارون اباعاصم عن ابی الولید هو عبدالله بن الحارث ﴿عن عائشةؓ قالت: ما کان النبی صلی الله علیه وسلم یجلس بعد الصلاة. الاقدر ما یقول: اللهم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذوالجلال والاکرام﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد صرف اتنی

... السلام تبارکت یاذوالجلال والاکرام"

تخریج:

السنن للدارمی، ۱/۳۱۱

تلاوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب کی نماز میں سورۂ مرسلات پڑھا کرتے تھے۔

حدثنا هناد، حدثنا عبدة بن سليمان' عن محمد بن اسحاق، عن الزهری، عن عبيد الله بن عبدالله بن عتبه، عن ابن عباس، ﴿عن امه ام الفضلؓ قالت: خرج الينا رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو عاصب راسه فی مرضه فصلى المغرب فقرا بالمرسلات قالت: فما صلاها بعد حتى تفی الله﴾

عبداللہ بن عباسؓ اپنی والدہ ام الفضل سے روایت کرتے ہیں کہ انہوںؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیماری میں ہماری طرف تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں "سورۂ مرسلات" پڑھی اور اس کے بعد وفات تک یہ سورۂ نہ پڑھی۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب الصلاۃ: باب ماجاء فی القرأۃ فی المغرب. (حدیث:۳۰۸)ص،۸۲، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاذان باب: القراۃ فی المغرب، (حدیث:۷۶۳) ص، ۱۲۲: کتاب المغازی، باب: مرض النبی ووفاته (حدیث:۴۴۲۹) ص، ۷۵۳: الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الصلاۃ، باب: القراءۃ فی الصحیح (حدیث:۱۷۳)، ص،۱۹۳: السنن لابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب: قدر القرأۃ فی المغرب (حدیث:۱۸۰)ص، ۱۲۶: السنن للنسائی، کتاب الافتتاح، باب: القرأۃ فی المغرب (المرسلات (حدیث:۹۸۶) ص،۱۳۷: السنن لابن ماجه، کتاب: اقامة الصلاۃ، باب: القرأۃ فی صلاۃ المغرب (حدیث:۸۳۱) ص، ۱۱۸، المسند للابی عوانة بيان صفة القراۃ فی المغرب (حدیث:۱۷۶۳) ص، ۴۷۵

معمولاتِ تلاوت وقرأت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان شیریں اور باوقار تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے کہ

حدثنا محمود بن غیلان قال حدثنا وکیع قال حدثنا مسعر عن ابی العلای العبدی عن یحیی بن جعدة ﴿عن ام ھانی قالت: کنت اسمع قراته النبی صلی اللہ علیه وسلم باللیل وانا علی عریشی﴾

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد حرام میں قرآن شریف پڑھتے تھے اور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے کی آواز رات کو اپنے گھر کی چھت پر سے سنا کرتی تھی۔

تخریج:

الشمائل النبویة، (حدیث:۳۲۰) ص،۳۹۱، السنن للنسائی، کتاب الافتتاح، باب: رفع الصوت بالقرآن، (حدیث:۱۰۱۴) ص، ۱۲۱: السنن لابن ماجه، کتاب اقامة الصلوٰة والسنة فیها، باب: ماجاء فی القرأة فی صلاة اللیل (حدیث:۱۳۴۹)ص،۱۹۱

حدثنا علی بن حجر: حدثنا یحیی بن سعید الأموی، عن ابن جریج، عن ابن ابی ملیکة، ﴿عن ام سلمه رضی الله عنها. قالت: "کان النبی صلی الله علیه وسلم یقطع قراء ته یقول: (الحمد لله رب العالمین) ثم یقف، ثم یقول: (الرحمن الرحیم) ثم یقف، و کان یقراء (مالک یوم الدین)﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا کہتی ہیں: کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت میں ہر آیت کو جدا جدا کر کے علیحدہ علیحدہ اس طرح پڑھتے کہ (﴿الحمد لله رب العالمین﴾) پر ٹھہرتے پھر (﴿الرحمن الرحیم﴾) پر وقف کرتے پر ملک یوم الدین پڑھتے۔

تخریج:

الشمائل النبویة (حدیث:۳۱۸)ص،۳۸۸، السنن لابوداؤد، کتاب الحروف والقرأت، (حدیث:۴۰۰۱)، ص، ۵۲۲: الجامع للترمزی، کتاب القرأت، باب: فی فاتحة الکتاب، (حدیث:۲۹۲۷) ص، ۶۵۸

تلاوت

زمانۂ ضعف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوافل میں قران کریم بیٹھ کر تلاوت فرماتے تھے۔

حدثنا اسحاق بن موسی الانصاری قال حدثنا معن قال حدثنا مالک عن ابی النضر عن ابی سلمة ﴿عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلی جالساً فیقرا وھو

بقى من قراءته قدر ما يكون ثلاثين او اربعين اية قام فقرا وهو قائم ثم ركع وسجد ثم صنع فى الركعة الثانية مثل ذلك﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (زمانہ ضعف میں) نوافل میں قرآن شریف چونکہ زیادہ پڑھتے تھے۔ اس لیے بیٹھ کر تلاوت فرماتے اور رکوع میں تشریف لے جاتے اور کھڑے ہونے کی حالت میں رکوع فرماتے پھر سجدہ کرتے اور اسی طرح دوسری رکعت ادا فرماتے۔

تخریج:

الشمائل النبوية، باب ماجاء فى عبادة رسول الله صلى الله عليه وسلم (حديث:۲۸۰) ص، ۳۲۵،۳۲۶؛ الجامع الصحيح للبخارى، كتاب تقصير الصلاة، باب اذا صلى قاعداً ثم صح...... (حديث:۱۱۱۹) ص، ۱۶۹

روزہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت تھی کہ آپؐ اکثر روزے رکھتے اور پیر اور جمعرات کے روزے کا بطور خاص اہتمام فرماتے۔ کیونکہ ان دونوں دنوں میں اعمال کی پیشی اللہ تعالی کے حضور ہوتی ہے۔

حدثنا ابو حفص عمرو بن على الفلاس، حدثنا عبدالله بن داؤد، عن ثور ابن يزيد، عن خالد بن معدان، عن ربيعة الجرشى. ﴿عائشة قالت: كان النبى صلى الله عليه وسلم يتحرى صوم الاثنين والخميس﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کے روزے کا اکثر اہتمام فرماتے تھے۔

تخریج:

الجامع للترمذى، كتاب الصوم، باب: ما جاء فى صوم يوم الاثنين والخميس (حديث:۷۴۵) ص، ۱۸۸، ابوعیسٰی کے مطابق یہ حدیث حسن غریب ہے، السنن للنسائى، كتاب الصيام، باب: ذكر الاختلاف على خالد بن معدان فى هذا الحديث (حديث: ۲۱۸۸) ص،۳۰۶، تحفة الاشراف (حديث:۱۶۰۸۱)، ۳۹۶/۱۱

امت مسلمہ کی سہولت اور آسانی کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی عبادات میں تنوع کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔

حدثنا محمود بن غيلان، حدثنا ابو احمد و معاوية بن هشام قالا: حدثنا سفيان، عن منصور، عن خيثمة، ﴿عن عائشةؓ قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم من

... والاثنین، ومن الشهر الآخر: الثلاثاء، والاربعاء، والخميس

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینے ہفتے، اتوار اور پیر کا روزہ رکھتے اور دوسرے ماہ میں منگل، بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے۔

تخریج:

الجامع للترمذی، کتاب الصوم، باب: ماجاء فی صوم یوم الاثنین والخمیس (حدیث:۷۴۶) ص، ۱۸۸۷، ابو عیسیٰ کے مطابق یہ حدیث حسن ہے۔ اس کی اسناد میں "معاویہ بن ہشام القضاء ابوالحسن الکوفی" ہے۔ جس کے بارے میں "صدوق، اوہام" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ (تہذیب، ۱۰/۱۹۸)

بعض اوقات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفلی روزے کا پختہ ارادہ نہیں فرماتے تھے۔

حدثنا محمود بن غیلان قال حدثنا بشر بن السّری عن سفیان عن طلحة بن یحیی ﴿عن عائشة بنت طلحة عن عائشة ام المومنینؓ قالت: کان النبی صلی الله علیه وسلم یاتینی فیقول أعندک غدای فاقول لا قالت: فیقول انی صائم قالت: فاتانی یوما فقلت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم! انه اهدیت لنا هدیة قال: وماهی قلت: حیس قال أما انی اصبحت صائماً قالت: ثم اکل﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لا کر دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کچھ کھانے کو رکھا ہے؟ جب معلوم ہوتا کہ کچھ نہیں تو فرماتے کہ میں نے روزہ کا ارادہ کر لیا ہے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس ایک ہدیہ آیا ہوا رکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کھجور کا ملیدہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے روزہ کا ارادہ کر رکھا تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے تناول فرمایا۔

تخریج:

الشمائل النبویة، ص۔ ۲۲۱؛ ابوداؤد، کتاب الصیام، باب فی الرخصة فی ذلک (حدیث:۲۴۵۵) ص، ۱۳۵۲؛ الجامع للترمذی، کتاب الصوم، باب صیام المتطوع بغیر تبییت، (حدیث:۷۳۴) ص ۱۸۲؛ السنن للنسائی کتاب الصیام، باب السنة فی الصیام (حدیث:۲۳۳۲۔ ۲۳۳۴) ص، ۲۲۱، ۲۲۲؛ السنن للابن ماجه، کتاب الصیام، باب ماجاء فی فرض الصوم من اللیل والخیار فی الصوم، (حدیث:۱۷۰۱) ص، ۲۴۳

... رہا ہے۔ ایام جاہلیہ میں قریش اس روزے کا بطور خاص اہتمام کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت مدینہ سے پہلے بھی یہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور بعد میں بھی یہ روزہ رکھتے رہے۔

حدثنا مسدد حدثنا یحییٰ قال ھشام حدثنی ابی ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت کان عاشوراء یوماً تصومه قریش فی الجاهلیة. وکان النبی صلی الله علیه وسلم یصومه فلما قدم المدینة صامه وامر بصیامه فلما نزل رمضان کان من شاء صامه ومن شاء لایصومه﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عاشورہ کے دن قریش بھی روزہ رکھتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت کرکے) مدینہ تشریف لائے تو عاشورہ کا خود بھی روزہ رکھا اور اس کے روزے کا (دوسرے مسلمانوں کو) حکم بھی دیا۔ رمضان کے روزوں کی فرضیت نازل ہونے کے بعد جسکا جی چاہتا، عاشورہ کا روزہ رکھتا اور جس کا دل چاہتا نہ رکھتا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الانبیاء، باب: ایام الجاهلیة، (حدیث:۳۸۳۱) ص، ۶۴۳

تلبیہ

حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن الاعمش عن عمارة ﴿عن ابی عطیة عن عائشة رضی الله عنها قالت: انی لاعلم کیف کان النبی صلی الله علیه وسلم یلبی لبیک اللهم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک﴾

حضرت عائشہؓ نے کہا: کہ میں زیادہ جانتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح لبیک کہتے تھے۔ آپ فرماتے تھے لبیک اللهم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الحج، باب التلبیة، (حدیث:۱۵۵۰)ص، ۲۵۱، المسند للامام احمد بن حنبل، (حدیث: ۲۲۹۵۲)، ۲۵۹/۷

قربانی

حدثنا محمد بن یحی حدثنا عبدالرزاق انبانا سفیان الثوری عن عبدالله بن محمد بن عقیل بن ابی سلمة ﴿عن عائشة وعن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان

... كبشين عظيمين سمينين اقرنين املحين موجوئين فذبح احدهما عن امته لمن شهد لله بالتوحيد وشهد له بالبلاغ وذبح الاخر عن محمد وعن آل محمد صلى الله عليه وسلم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو بڑے موٹے سینگ دار، سفید و سیاہ رنگ کے خصی مینڈھے خریدتے۔ ان میں سے ایک اپنی امت کے ان افراد کی طرف سے ذبح کرتے جو اللہ کے ایک ہونے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پہنچانے کی شہادت دیں اور دوسری اپنی طرف سے اور اپنی آل کی طرف سے ذبح کرتے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، ابواب الاضاحی، باب اضاحی رسول الله صلى الله عليه وسلم (حدیث:۳۱۲۲) ص، ۲۰۵

دعائیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کو عبادت کا مغز قرار دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے مکرم کوئی چیز نہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح وشام کے ہر معمول کو دعا سے شروع فرماتے اور دعا پر ہی ختم کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر موقعہ پر دعا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعائیں کتب احادیث وسیر میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔

اخبرنا هناد عن ابى الاحوص عن حصين عن هلال عن فروة بن نوفل ﴿عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "اللهم انى اعوذبک من شر ما عملت ومن شر ما لم أعمل"﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صدیقہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے کہ پناہ مانگتا ہوں میں تیری برائی سے ان کاموں میں جو کہ کر چکا اور جو میں نے ابھی نہیں کیے۔

تخریج:

السنن للنسائی، کتاب الاستعاذه، باب: الاستعاذه من شرما عمل و ذکر الاختلاف على هلال (حدیث: ۵۵۲۶) ص، ۲۸۱

حدثنا موسى بن اسماعيل حدثنا سلام بن ابى مطيع عن هشام عن ﴿ابيه عن خالته

(...) ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یتعوذ اللهم انی اعوذبک من فتنة النار، ومن عذاب النار واعوذبک من القبر واعوذبک من عذاب القبر واعوذبک من فتنة الغنی واعوذبک من فتنة الفقر واعوذبک من فتنة المسیح الدجال﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح پناہ مانگا کرتے تھے اللهم انی اعوذبک من فتنة النار، ومن عذاب النار واعوذبک من القبر واعوذبک من عذاب القبر واعوذبک من فتنة الغنی واعوذبک من فتنة الفقر واعوذبک من فتنة المسیح الدجال

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الدعوات، باب: الاستعاذة من فتنة الغناء (حدیث:۶۳۷۶) ص، ۱۳۳۸

دعا کی قبولیت

حدثنا اسماعیل بن خلیل اخبرنا علی بن مسهر اخبرنا یحیی بن سعید اخبرنا عبدالله بن عامر بن ربیعة قال ﴿سمعت عائشة رضی الله عنها تقول: کان النبی صلی الله علیه وسلم سهر فلماقدم المدینة قال لیت رجلا من اصحابی صالحاً یحرسنی اللیلة اذ سمعنا صوت سلاح فقال: من هذا؟ فقال: انا سعد بن ابی وقاص جئت لاحرسک ونام النبی صلی الله علیه وسلم.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں ایک رات کو سوئے نہ تھے۔ جب مدینہ پہنچے تو نیند غالب تھی۔ آپؐ نے فرمایا، کہ کاش میرے اصحاب میں کوئی نیک مرد آج کی شب میری پاسبانی کرتا، یکایک ہم نے ہتھیار کی آواز سنی، فرمایا یہ کون ہیں، اس نے جواب دیا: سعد بن ابی وقاص، اس لیے آیا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کروں اس کے بعد آنحضرت سو رہے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجهاد والسیر، (حدیث: ۲۶۸۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہر لحہ اللہ کی یاد میں مشغول رہتے۔ حتیٰ کہ گھر سے باہر جاتے تو بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے نکلتے تھے۔

حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا عبدالرحمن قال حدثنا سفیان عن منصور عن الشعبی

﴿عن ام سلمة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا خرج من بیته قال: بسم الله رب اعوذبک من ان ازل اواضل او أظلم او اظلم اواجهل او یجهل علی

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت اپنے مکان سے نکلتے تو فرماتے ''نکلتا ہوں اللہ کا نام لے کر'' اے میرے پالنے والے! میں پناہ مانگتا ہوں تیری پھسلنے سے اور گمراہ ہونے سے اور ظلم کرنے سے یا مجھ پر ظلم ہونے سے یا جہالت کرنے سے یا مجھ پر جہالت ہونے سے۔

تخریج:

السنن للنسائی: کتاب الاستعاذہ۔ باب الاستعاذہ من دعاء لایستجاب (حدیث:۵۱۱۲)،
یہ حدیث صحیح ہے۔ صحیح سنن نسائی (حدیث:۵۱۱۲)، ۱۱۲۵/۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر آگ، قبر، مالداری، فقر، مسیح دجال کے فتن سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

حدثنا محمد اخبرنا معاویة اخبرنا هشام بن عروة عن ابیه ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت کان النبی صلی الله علیه وسلم یقول: "اللهم انی اعوذبک من فتنة النار وعذاب النار وفتنة القبر وعذاب القبر وشر فتنة الغنی وشر فتنة الفقر اللهم انی اعوذبک من شر فتنة المسیح الدجال اللهم اغسل قلبی بمای الثلج والبرد ونق قلبی من الخطایا کما نقیت الثوب الأبیض من الدنس وباعدبینی وبین خطایای کما باعدت بین المشرق والغرب اللهم انی اعوذبک من الکسل والمائم والمغرم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، ''یا اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں آگ کے عذاب سے اور آگ کے عذاب سے اور قبر کے فتنہ اور عذاب قبر سے، اور مال داری کے فتنہ کے شر سے اور فقر کے فتنہ کے شر سے، یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ کے شر سے، یا اللہ! میرے قلب کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دے اور میرے قلب کو گناہوں سے صاف کر دے، جس طرح تو نے سفید کپڑے کو گندگی سے صاف کیا اور اس کے درمیان اور میرے گناہوں کے درمیان ویسی ہی دوری کر دے جس طرح تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری کر دی ہے، یا اللہ تجھ سے پناہ مانگتا ہوں سستی اور گناہ اور قرض سے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الدعوات، باب: التعوذ من فتنة الفقر (حدیث: ۶۳۷۷)،

الجامع الصحيح لمسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب: الدعوات والتعوذ، (حديث: ٦٨٧١) ص، ١١٦٧، السنن لابن ماجه، كتاب الدعاء، باب ماتعوذ منه رسول الله (حديث:٣٨٣٨) ص، ٥٤٨، الجامع للترمذي، ابواب الدعوات، (حديث: ٣٤٩٥) ص، ٧٩٤

بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا

حدثنا محمد بن اسماعيل، حدثنا مالك بن اسماعيل، عن اسرائيل بن يونس، عن يوسف بن ابى بردة، عن ابيه، ﴿عن عائشة رضى الله عنها قالت: كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا خرج من الخلاء قال: (غفرانك)﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر نکلتے تو فرماتے "غفرانک"

تخریج:

الجامع للترمذى، ابواب الطهارة، باب مايقول اذا خرج من الخلاء، (حديث:٧)ص، ٣، السنن لابوداؤد، كتاب الطهارة باب مايقول اذا خرج من الخلاء (حديث:٣٠) ص ١٢، السنن لابن ماجه، كتاب الطهارة و سننها، باب، ما يقول اذاخرج من الخلا (حديث٣٠٠) ص،٢٦، السنن للدارمى، كتاب الصلاة والطهارة، باب ما يقول اذا خرج من الخلاء ١/١٧٤

عذابِ قبر سے پناہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی عذابِ قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

حدثنا الحميدى حدثنا سفيان حدثنا موسى بن عقبة قال ﴿سمعت ام خالد بنت خالد قال ولم اسمع احداً سمع من النبى صلى الله عليه وسلم غيرها قالت: سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يتعوذ من عذاب القبر﴾

حضرت امِ خالدؓ بنت خالد رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عذابِ قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب الدعوات، باب: التعوذ من عذاب القبر، (حديث:٦٣٦٤) ص، ١٣٣٦

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے پہلے "سورۂ اخلاص" اور معوذ تین پڑھ کر دم فرماتے۔

... بن ابی شیبۃ حدثنا المفضل بن فضالۃ عن عقیل عن ابن شہاب عن عروۃ ﴿عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا أوی الیٰ فراشہ کل لیلۃ جمع کفیہ ثم نفث فیھما فقرا فیھما قل ھو اللہ احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس ثم یمسح بھما ما استطاع من جسدہ یبدأ بھما علی راسہ ووجھہ وما اقبل من جسدہ یفعل ذلک ثلاث مرات

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر آرام فرماتے تو روزانہ رات کو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر ان پر سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر دم کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے تمام بدن پر پھیر لیتے، پہلے اپنے سر اور چہرے مبارک پر پھیرتے اس کے بعد اپنے تمام اوپر کے جسم پر جہاں تک کہ آپ کا ہاتھ پہنچتا اور یہ فعل آپ تین مرتبہ کرتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر، باب: فضل المعوذات (حدیث:۵۰۱۷) ص،۸۹۹، کتاب الطب باب: النفث فی الرقیۃ (حدیث: ۵۷۴۸) ص، ۱۰۱۵، السنن لابن ماجہ، کتاب الدعا، باب مایدعوبہ اذا اوی الی فراشہ (حدیث: ۳۸۷۵) ص، ۵۵۵

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ وعلی بن میمون الرقی وسھل بن ابی سھل قالوا حدثنا وکیع عن مالک بن انس عن الزھری عن عروۃ ﴿عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ینفث فی الرقیۃ﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دم کر کے پھونکا کرتے تھے۔

تخریج:

السنن لابن ماجہ، کتاب الطب، باب النفث فی الرقیۃ (حدیث:۳۵۲۸) ص ۵۰۸

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ حدثنا یزید بن المقدام بن شریح عن ابیہ المقدام عن ابیہ ﴿ان عائشۃ اخبرتہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا رای سحاباً مقبلاً من افق من الافاق ترک ما ھو فیہ وان کان فی صلاتہ حتی یستقبلہ فیقول: اللھم انا نعوذبک من شر ما ارسل بہ فان امطر قال: اللھم سیباً نافعا مرتین او ثلاثۃ وان کشفہ اللہ عزوجل ولم یمطر حمد اللہ علی ذلک﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی افق سے بادل آتا

[illegible] نماز ہی کیوں نہ ہو اور اس کی طرف منہ کر کے کہتے ''اللھم انا نعوذبک من شر ما ارسل به'' اے اللہ! ہم آپ کی پناہ میں آتے ہیں۔ اس شر سے جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا۔ اگر وہ برستا تو فرماتے ''اللھم سیبا: نافعاً مرتین او ثلاثة'' اے اللہ! جاری اور نافع پانی عطا فرما دو یا تین مرتبہ اور اگر اللہ کے امر سے بادل چھٹ جاتا تو اپ اس پر اللہ کا شکر بجالاتے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الدعاء، باب: مایدعوبه الرجل اذا رای السحاب والمطر (حدیث:۳۸۸۹) ص،۵۵۷

دیگر انبیاء(ا) کی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جہالت سے پناہ مانگی ہے۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا عبیده بن حمید عن منصور عن الشعبی ﴿عن ام سلمة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا خرج من منزله قال اللهم: انی اعوذبک ان اضل او ازل او اظلم او اظلم او أجهل او یجهل علی﴾

''حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ کہتے، اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں گمراہ ہونے سے پھسل جانے سے ظلم کرنے سے ظلم کئے جانے سے جہالت کرنے سے اور اس سے کہ میرے ساتھ کوئی جہالت کا برتاؤ کرے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الدعاء، باب مایدعوبه الرجل اذا خرج من بیته (حدیث:۳۸۸۴) ص،۵۵٦

حدثنا سهل بن ابی سهل قال حدثنا معن بن عیسی وحدثنا محمد بن یحیی حدثنا بشر بن عمر قالا حدثنا مالک عن ابن شهاب عن عروة ﴿عن عائشة أن النبی صلی الله علیه وسلم کان اذ اشتکی یقرأ علی نفسه بالمعوذات وینفث فلما اشتد وجعه کنت اقراء علیه وامسح بیده رجای برکتها﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو خود ہی معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیتے، پھونکتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدید ہوگئی تو میں دم پڑھتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا دست مبارک پھیرتی برکت کی امید سے۔

ا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: (﴿أَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ﴾) البقرہ، (۲:۶۷)

ری۔

السنن لابن ماجه، كتاب الطب، باب النفث في الرقية (حديث:۳۵۲۹) ص، ۵۰۸

حدثنا ابوبكر بن ابی شيبة حدثنا ابو اسامة حدثنا عبيد الله بن عمر عن محمد بن يحيى بن حبان عن الاعرج عن ابی هريرة ﴿عن عائشة قالت: فقدت رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة من فراشه فالت: فالتمسته فوقعت يدى على بطن قدميه وهو فى المسجد وهما منصوبتان وهو يقول: اللهم انى اعوذ برضاك من سخطك وبمعافاتك من عقوبتك واعوذبك منك لا احصى ثناى عليك انت كما اثنيت على نفسك﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پایا تو تلاش کیا۔ میرا ہاتھ (اندھیرے میں) آپ کے تلووں کو لگا۔ آپ مسجد میں تھے اور (سجدہ میں) آپ کے پاؤں کھڑے تھے۔ آپ یہ دعا مانگ رہے تھے۔ (اللهم انى اعوذ برضاك من سخطك وبمعافاتك من عقوبتك واعوذبك منك لااحصى ثناى عليك انت كما اثنيت على نفسك) اے اللہ! میں آپ کی رضامندی کی پناہ چاہتا ہوں۔ آپ کی ناراضگی سے اور آپ کے درگزر کی پناہ چاہتا ہوں آپ کی سزا سے اور میں آپ ہی کی پناہ چاہتا ہوں آپ سے۔ میں آپ کی تعریف پوری نہیں سکتا۔ آپ ایسے ہی ہیں جیسے آپ نے خود اپنی تعریف فرمائی۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب الدعا۔ باب ماتعوذ منه رسول اللهﷺ (حديث:۳۸۲۱) ص،۵۴۸،۵۴۹، الجامع للترمذى (حديث:۳۴۹۳) ابواب الدعوات، ص،۷۹۷

حدثنا ابو بكر بن ابى شيبة حدثنا جرير عن منصور عن ابى الضحى عن مسروق ﴿عن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا أتى المريض فدعا له قال اذهب الباس رب الناس واشف انت الشافى لا شفاى الا شفاؤك شفاى لا يغادر سقما﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار کے پاس آتے تو اس کے لیے دعا کرتے تو فرماتے (اذهب الباس رب الناس واشف انت الشافى لا شفاى الا شفاؤك شفاى لا يغادر سقما) اے انسانوں کے پروردگار! بیماری کو دور کردیجیے اور شفاء عطاء فرما دیجئے۔ آپ ہی شفاء دینے والے ہیں۔ شفاء وہی ہے جو آپ عطا فرمائیں۔ ایسی شفاء عطا فرمائیے کہ کوئی بیماری باقی نہ رہے۔

رح:

السنن لابن ماجه، كتاب الطب، باب ماعوّذبه النبى صلى الله عليه وسلم وما عوذبه (حديث:٣٥٢٠) ص، ٥٠٧

حدثنا ابو كريب حدثنا معاوية بن هشام عن حمزة الزيات عن حبيب بن أبى ثابت عن عروة ﴿عن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "اللهم عافنى فى جسدى وعافنى فى بصرى واجعله الوارث منى لا اله الا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم والحمد الله رب العالمين"﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا کیا کرتے تھے (اللهم عافنى فى جسدى عافنى فى بصرى واجعله الوارث منى لا اله الا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم والحمدلله رب العالمين) اے اللہ میرے جسم کو تندرستی اور میری بصارت کو عافیت عطا فرما اور اسے میرا وارث بنا اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو بردبار اور کریم ہے۔ اللہ کی ذات پاک ہے جو عرشِ عظیم کا مالک ہے اور تمام تعریفیں تمام جہانوں کے پالنے والے اللہ ہی کے لیے ہیں۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب [دعا: اللهم عافنى فى جسدى......] (حديث:٣٤٨٠) ص، ٧٩٢

بارش میں دعائے نبی

حدثنا محمد هو ابن مقاتل ابو الحسن المروزى قال اخبرنا عبدالله قال اخبرنا عبيد الله عن نافع عن القاسم بن محمد ﴿عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا رأى المطر قال اللهم صيباً نافعاً﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بارش دیکھتے تو فرماتے اے اللہ نفع پہنچانے والی بارش برسا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب الاستسقاء، باب رفع الامام يده فى الاستسقاء (حديث:١٠٣٢) ص، ١٦٦

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طعام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھجوریں بے حد مرغوب تھیں لیکن اس کے علاوہ دیگر اشیاء بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمائی ہیں۔ ان میں ''جو اور چقندر'' شامل ہیں۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا یونس بن محمد حدثنا فلیح بن سلیمان عن ایوب بن عبد الرحمن بن عبدالله بن ابی صعصعة ح و حدثنا محمد بن بشار حدثنا ابو عامر وابوداؤد قالا حدثنا فلیح بن سلیمان عن ایوب بن عبدالرحمن عن یعقوب بن ابی یعقوب ﴿عن ام المنذر بنت قیس الانصاریة قالت: دخل علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ومعه علی بن ابی طالب وعلی ناقة من مرض ولنا دوالی معلقة و کان النبی صلی الله علیه وسلم یاکل منها فتناول علی لیاکل فقال النبی صلی الله علیه وسلم مه یا علی انک ناقة قالت فصنعت للنبی صلی الله علیه وسلم سلقا وشعیراً فقال النبی صلی الله علیه وسلم یا علی من هذا فاصب فانه انفع لک﴾

حضرت اُم منذر بنت قیس انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علیؓ بن ابی طالب تھے جو ابھی بیماری سے صحت یاب ہوئے ہی تھے اور ہمارے ہاں کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان (خوشوں) سے تناول فرمارہے تھے۔ حضرت علیؓ نے بھی کھانے کے لیے لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی رک جاؤ۔ تم ابھی تو تندرست ہوئے (ضعف ہے، اس لیے معدہ ہضم نہ کر سکے گا) فرماتی ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چقندر اور جو تیار کیے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! یہ لو، اس سے تمہیں زیادہ فائدہ ہوگا۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب الطب، باب فی الحمية (حدیث:۳۸۵۶) ص، ۵۲۹، الجامع للترمذی، کتاب الطب باب: ماجاء فی الحمية، (حدیث:۲۰۳۷) ص، ۴۶۹، السنن لابن ماجه، کتاب الطب، باب: الحمية، (حدیث:۳۴۴۲) ص، ۴۹۶، الطبقات الکبری، ۸/۳۲۴،۳۲۵، الاستیعاب، ۴/۵۱۲، اسد الغابة، ۷/۳۸۹، المعجم الکبیر، ۲۵/۹۹

پسندیدہ سالن

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو سالن میسر آ جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تناول فرما لیتے اور کسی کھانے میں

حدثنا ابو كريب محمد بن العلاى قال حدثنا ابو بكر بن عياش عن ثابت ابى حمزة الثمالى عن الشعبى ﴿عن ام هانى قالت: دخل على النبى صلى الله عليه وسلم فقال: اعندک شيى فقلت: لا الاخبز يابس وخل فقال هاتى ما اقفربيت من ادم فيه الخل﴾

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا زاد بہن) فرماتی ہیں: کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ میں) میرے پاس تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے عرض کیا کہ سوکھی روٹی اور سرکہ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے آؤ وہ گھر سالن سے خالی نہیں جس میں سرکہ نہ ہو۔(۱)

تخریج:

الشمائل النبوية، ما جاء فى ادام رسول الله (حديث:۱۷۴) ص، ۲۳۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرکے کو پسند فرمایا۔ نیز اسے انبیاء کا سالن قرار دیا۔

حدثنا العباس بن عثمان الدمشقى حدثنا الوليد بن مسلم حدثنا عنبسة بن عبدالرحمن عن محمد بن زادان انه حدثه قال حدثنى ﴿ام سعد قالت دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم على عائشة وانا عندها فقال هل من غداى قالت: عندنا خبز و تمر وخل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نعم الادام الخل اللهم بارک فى الخل فانه كان ادام الانبياى قبلى ولم يفتقر بيت فيه خل﴾

حضرت ام سعدؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہؓ کے پاس آئے۔ میں بھی وہیں تھی۔ فرمایا کچھ کھانا ہے؟ فرمانے لگیں ہمارے پاس روٹی، کھجور اور سرکہ ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین سالن سرکہ ہے۔ اے اللہ! سرکہ میں برکت فرما کہ یہ مجھ سے پہلے انبیاء کا سالن ہے اور جس گھر میں سرکہ ہے وہ محتاج نہیں۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب الائتدام بالخل (حديث ۳۳۱۸)ص، ۴۸۰

روٹی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بغیر چھنے آٹے کی روٹی پسند فرماتے تھے۔

۱۔ فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانیؓ کے گھر تشریف لائے اور سوکھی روٹی اور سرکہ نوش فرمایا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکہ کو بے حد پسند فرمایا کیونکہ یہ بے حد نافع اور مفید چیز ہے اور پہلے انبیاء کا بھی یہ سالن رہا ہے۔

حدثنا يعقوب بن حميد بن كاسب حدثنا ابن وهب اخبرني عمرو بن الحارث اخبرني بكر بن سوادة ان حنش بن عبدالله حدثه ﴿عن ام ايمن انها غربلت دقيقاً فصنعته للنبي صلى الله عليه وسلم رغيفا فقال: ما هذا؟ قالت: طعام نصنعه بارضنا فاحببت ان اصنع منه لک رغيفا فقال رديه فيه ثم اعجنيه﴾

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آٹا چھانا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے روٹی تیار کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا ہمارے علاقہ میں یہ کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ اسی لیے میں نے چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی ویسی ہی روٹی بناؤں۔ فرمایا بھوسا آٹے میں ڈال کر دوبارہ گوندھو۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب الحوارى، (حديث:٣٣٣٦) ص، ٤٨٣

گوشت

گوشت تمام کھانوں سے بہتر ہے کیونکہ اس سے عقل و دانش بڑھتی ہے۔ رنگ صاف اور پرورش و افزائش اچھی ہوتی ہے۔ السنن ابن ماجہ میں گوشت کو دنیا اور آخرت والوں کے لیے تمام کھانوں کا سردار کہا گیا ہے۔ (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی پہلو کا بھنا ہوا گوشت تناول فرمایا کرتے تھے:

حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی قال حدثنا الحجاج بن محمد قال قال ابن جريج اخبرني محمد بن يوسف ان عطاء بن يسار اخبره ﴿ان ام سلمة اخبرته انها قربت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم جنباً مشوياً فاكل منه ثم قام الى الصلاة وما توضا﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے پہلو کا بھنا ہوا گوشت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا اور پھر بلا وضو کیے نماز پڑھی۔

تخریج:

الشمائل النبوية باب: ما جاء فی صفة ادام رسول الله (حديث: ١٦٣) ص، ٢١٢، الجامع للترمذی، كتاب الاطعمة، باب: ما جاء فی اكل الشواء (حديث:١٨٢٩) ص، ٤٣١، امام ترمذی کا کہنا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بونگ کا گوشت بھی پسند فرماتے تھے۔

حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی قال حدثنا يحيى بن عباد عن فليح بن سليمان قال

---

۱. السنن لابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب اللحم، (حديث: ٣٣٠٥)

...ی رجل من بنی عباد یقال له عبدالوهاب بن یحی بن عباد عن عبدالله بن الزبیر

﴿عن عائشة قالت: ما کانت الذراع احب اللحم الی رسول الله صلی الله علیه وسلم ولکنه کان لا یجد اللحم الا غبا وکان یعجل الیها لانها اعجلها نضجاً﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ بونگ کا گوشت کچھ لذت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پسند نہ تھا، بلکہ گوشت چونکہ گاہے گاہے پکتا تھا اور یہ جلدی گل جاتا ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پسند فرماتے تھے، تاکہ جلدی سے فارغ ہو کر اپنے مشاغل میں مصروف ہوں۔

تخریج:

الشمائل النبویة، باب: ماجاء فی صفة ادام رسول الله، (حدیث ۱۷۰) ص، ۲۱۷، الجامع للترمذی، کتاب الاطعمة باب: ماجا ای اللحم کان احب الی رسول الله صلی الله علیه وسلم (حدیث: ۱۸۳۸) ص، ۴۳۳

پائے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر عید الاضحیٰ کے موقعہ پر سنتِ ابراہیمی کو تازہ کرتے ہوئے قربانی کرتے تھے۔ اس موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف قربانی کا گوشت تناول فرماتے۔ بلکہ پائے بھی شوق سے کھاتے تھے۔

حدثنا محمد بن یحیی حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن عبدالرحمن بن عباس اخبرنی ابی ﴿عن عائشة قالت: لقد کنا نرفع الکراع فیاکله رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد خمس عشرة من الاضاحی﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم پائے اٹھا کر رکھ لیتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے پندرہ یوم بعد انہیں تناول فرماتے تھے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب القدید، (حدیث: ۳۳۱۳) ص، ۴۸۰

تربوز

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تربوز، تر کھجوروں کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔

حدثنا محمد بن یحیی قال حدثنا محمد بن عبدالعزیز الرملی قال حدثنا عبدالله بن یزید بن الصلت عن محمد بن اسحاق عن یزید بن رومان عن عروة ﴿عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم اکل البطیخ بالرطب﴾

... صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کو تر کھجوروں کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔

تربوز کی تاثیر ٹھنڈی جبکہ کھجور گرم ہوتی ہے۔ غالباً دونوں کو ملا کر کھانے کا مقصد یہ نظر آتا ہے کہ تربوز کی ٹھنڈک کو کھجور کی گرمی زائل کر دے گی۔

تخریج:

الشمائل النبویة، ص ۲۸۹: الجامع للترمذی، کتاب الاطعمة، باب ماجاء فی اکل البطیخ بالرطب، (حدیث:۱۸۴۳)ص، ۴۳۳، المسند للحمیدی، (حدیث:۲۵۵) ۱/۱۲۴

پانی پینے کا بیان

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے اور بیٹھے دونوں طرح پانی پیا ہے۔ البتہ آپ نے بیٹھ کر پانی پینے کو زیادہ افضل قرار دیا ہے۔ آبِ زم زم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر بھی نوش فرمایا۔ (۱)

حدثنا محمد بن الصباح انبانا سفیان بن عینیه عن یزید بن جابر عن عبدالرحمن بن ابی عمره ﴿عن جدة له یقال لها کبشه الانصاریه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم دخل علیها عندها قربة معلقة فشرب منها وهو قائم فقطعت فم القربه تبتغی برکة موضع فی رسول الله صلی الله علیه وسلم﴾

حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے۔ ان کے پاس مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے اسے منہ لگا کر پی لیا تو انہوں نے مشکیزہ کا منہ کاٹ لیا۔ جس جگہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک لگا تھا۔ اس سے برکت حاصل کرنے کے لیے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الاشربة، باب الشرب قائما (حدیث:۳۴۲۳) ص، ۴۹۲، اسد الغابة، ۷/۲۴۰، الاستعیاب، ۴/۲۶۰، المعجم الکبیر، ۲۵/۱۵، الجامع للترمذی، کتاب الاشربة، باب ۱۸ الرخصة فی ذلک (حدیث:۱۸۹۲)ص، ۴۴۲۰ (ابو عیسیٰ کہتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے) المسند للحمیدی، (۳۵۴) ۱/۱۷۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسندیدہ مشروب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دودھ کو بے حد پسند فرماتے۔

---

۱. الشمائل النبویة، باب ماجاء فی صفة شرب رسول الله صلی الله علیه وسلم (حدیث: ۲۱۲) ص۔ ۲۷۳

... زيد بن الحباب عن جعفر بن برد الراسبي ﴿حدثتني مولاتي ام سالم الراسبية قالت: سمعت عائشة تقول: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتى بلبن قال بركة او بركتان.﴾

ام سالم راسبیہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب دودھ پیش کیا جاتا تو ارشاد فرماتے: برکت ہے۔ یا فرماتے: دو برکتیں ہیں۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب اللبن، (حديث:۳۳۲۱) ص، ۴۸۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشروبات میں جہاں دودھ اور شہد کو پسند فرماتے۔ وہاں امہات المومنینؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھوہارے یا کشمش سے بھی مشروب تیار کرتی تھیں۔

حدثنا ابو بكر بن ابى شيبه حدثنا ابو معاويه ح و حدثنا محمد بن عبدالملك بن ابى الشوارب حدثنا عبدالواحد بن زياد قالا حدثنا عاصم الاحول ﴿حدثنا بنانه بنت يزيد العبشميه عن عائشة قالت: كنا نبذ لرسول الله صلى الله عليه وسلم فى سقاى فناخذ قبضة من تمر أو قبضة من زبيب فنطرحها فيه ثم نصب عليه الماى فنبذه غدوة فيشربه عشية ونبذه عشية فيشربه غدوة وقال ابو معاوية نهاراً فيشربه ليلا أو ليلا فيشربه نهاراً﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں: کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک مشکیزہ میں نبیذ تیار کرتیں۔ چنانچہ ہم مٹھی بھر چھوارے یا کشمش لے کر اس میں ڈال دیتیں پھر اس میں پانی ڈال دیتیں۔ صبح کو بھگوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم شام کو نوش فرماتے اور شام کو بھگوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو نوش فرماتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ رات کو بھگوتیں تو دن کو نوش فرماتے اور دن کو بھگوتیں تو رات کو نوش فرماتے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب الاشربة، باب صفة النبيذ و شربه (حديث:۳۳۹۸)ص، ۴۹۱

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا خاص اہتمام تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیوت سقیا (یہ ایک چشمہ تھا جو مدینہ منورہ سے دو دن کی مسافت پر تھا) سے میٹھا پانی لایا جاتا تھا۔(۱)

حدثنا ابن ابى عمر حدثنا سفيان، عن معمر، عن الزهرى، عن عروة، ﴿عن عائشة رضى

---

۱. السنن لابوداؤد، كتاب الاشربه، باب فى ايكاء الانية (حديث ۳۷۳۵)

كان احب الشراب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم الحلوا البارد"(۱)﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پینے کی سب چیزوں میں میٹھی اور ٹھنڈی چیز مرغوب تھی۔

تخریج:

الشمائل النبویہ، باب ما جاء فی صفۃ شراب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث:۲۰۲) ص، ۲۶۳، الجامع للترمذی، کتاب الاشربہ، باب ماجاء ای الشراب کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث: ۱۸۹۵) ص، ۴۴۳، المسند للحمیدی، (حدیث: ۲۵۷) ۱۲۵/۱، المسند للامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۳۵۸۰) ۵۸/۷

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میٹھی چیز اور شہد (۲) کو بھی پسند فرماتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شہد میں شفا رکھی ہے۔

حدثنا علی بن عبداللہ حدثنا ابو اسامۃ قال اخبرنی ھشام عن ابیہ ﴿عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ الحلوای والعسل﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کہتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی چیز کو اور شہد کو بہت زیادہ پسند فرماتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاشربۃ، باب شراب الحلواء والعسل (حدیث:۵۶۱۴) ص، ۹۹۵، الجامع للترمذی، کتاب اشربہ، باب ماجاء ای اشراب کان احب رسول اللہ (۱۸۹۵) ص، ۴۴۳ (کان احب الشراب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحلوا البارد)، الجامع للترمذی، کتاب الاطعمۃ۔ باب ماجاء فی حب النبی الحلوا والعسل یعجبہ کی جگہ "یحب" ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، مسند ابی یعلی الموصلی (حدیث:۴۸۷۱) ۲۷۰/۲، الشمائل النبویۃ، حدیث:۲۶۳ میں بھی لفظ "الحلوالبارد" ہے۔ المسند للحمیدی، ۱۲۵/۱

نظافت طبع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلیٰ درجے کے نظیف الطبع اور نفیس تھے۔ اسی نظافت پسندی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناگوار خوشبو والی اشیاء (پیاز، لہسن) تناول کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ ان اشیاء سے کراہت کی وجہ محض ان کی

۱۔ بعض لوگ "الحلو البارد" سے مراد شہد ملا پانی لیتے ہیں کیونکہ شہد میں شفا ہے۔ بعض اس سے مراد خالص دودھ لیتے ہیں۔ بعض دودھ میں پانی ملا کر پینا مراد لیتے ہیں۔

... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو ان اشیاء کے کھانے سے مطلقاً منع نہیں فرمایا۔ البتہ مساجد میں ان اشیاء کے کھانے سے منع فرمایا تا کہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا سفیان بن عینیه عن عبید الله بن ابی یزید ﴿عن ابیه عن ام ایوب قالت: صنعت للنبی صلی الله علیه وسلم طعاماً فیه من بعض البقول فلم یاکل وقال انی اکره ان أوذی صاحبی (۱)﴾

حضرت ام ایوب رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا۔ اس میں کچھ سبزیاں (لہسن، پیاز وغیرہ) ڈالی تھیں۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھانا تناول نہ کیا اور فرمایا "مجھے اپنے ساتھی (فرشتے) کو ایذاء پہنچانا پسند نہیں۔"

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب أکل الثوم والبصل والکراث (حدیث:۳۳۶۴) ص، ۴۸۷، الجامع للترمذی، کتاب الاطعمة، باب ماجاء فی الرخصة فی أکل الثوم مطبوخا (حدیث:۱۸۱۰) ص، ۴۲۸، ابوعیسی کا کہنا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، المسند للحمیدی، ۱/۱۶۲، معرفة الصحابه، ۵/۳۲۳، الاستعیاب، ۴/۴۷۹، اسد الغابة، ۷/۲۹۲، الاصابة، ۸/۳۶۲، المعجم الکبیر، ۲۵/۱۳۶

رزق کی قدر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رزق کی قدر فرماتے تھے۔

حدثنا ابراهیم بن محمد بن یوسف الفریابی حدثنا وساج بن عقبه بن وساج حدثنا الولید بن محمد الوقری حدثنا الزهری عن عروة ﴿عن عائشة قالت: دخل النبی صلی الله علیه وسلم البیت فرای کسرة ملقاة فاخذها فمسحها ثم أکلها وقال یا عائشة: اکرمی کریما فانها ما نفرت عن قوم قط فعادت الیهم﴾

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا بیان فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اٹھالیا اور صاف کر کے کھالیا اور فرمایا اے عائشہ! عزت والے (اللہ تعالیٰ کے رزق) کی عزت کرو کیونکہ اللہ کا رزق جب کسی قوم سے بھر جائے تو واپس نہیں آتا۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب النهی عن القاء الطعام، (حدیث:۳۳۵۳) ص، ۴۸۵

پسندیدہ لباس

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کپڑوں میں ''کرتا'' سب سے زیادہ پسند تھا کیونکہ کرتا اعضائے جسمانی کے لیے بہ نسبت تہبند اور چادر کے زیادہ ڈھانپنے والا اور ساتر ہوتا ہے۔

حدثنا محمد بن حميد الرازی قال حدثنا الفضل بن موسى وابو تميلة وزيد بن حباب عن عبدالمومن بن خالد عن عبدالله بن بريدة ﴿عن ام سلمة قالت كان احب الثياب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم القميص﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب کپڑوں میں ''کرتے'' کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔

تخریج:

الشمائل النبوية (حديث: ۵۳)ص،۱۰۱؛السنن لابوداؤد، كتاب اللباس، باب: ماجاء فی القميص، (حديث: ۴۰۲۶) ص، ۵۲۹، الجامع للترمذی، كتاب اللباس، باب: ماجاء فی القميص، (حديث: ۱۷۶۳) ص، ۴۱۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کرتہ زیب تن فرماتے تھے اس کی آستین پہنچے تک ہوتی تھی۔

عبدالله بن محمد بن الحجاج حدثنا معاذ بن هشام حدثنی ابی عن بديل العقيلی عن شهر بن حوشب ﴿عن اسماء بنت يزيد قالت: كان كم قميص رسول الله صلى الله عليه وسلم الى الرسغ﴾

حضرت اسماء بنت یزید فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ کی آستین پہنچے تک ہوتی تھی۔

تخریج:

الشمائل النبوية، باب ماجاء فی لباس رسول الله صلى الله عليه وسلم (حديث:۵۷) ص، ۱۰۲، السنن لابوداؤد، كتاب اللباس، باب ماجاء فی القميص (حديث:۴۰۲۷) ص،۵۲۹ ، الجامع للترمذی، كتاب اللباس باب ماجاء فی القميص (حديث:۱۷۶۵) ص،۴۱۹، السنن للنسائی، كتاب الزينة باب لبس القميص ۔ (حديث:۹۲۲۶)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بار سیاہ بالوں کی چادر بھی زیب تن کیے ہوئے دیکھا گیا۔

حدثنا احمد بن منيع يحيى بن زكريا بن ابی زائدة قال حدثنا ابی عن مصعب بن شيبة ﴿عن صفية بنت شيبة عن عائشة قالت: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات غداة وعليه مرط من شعر اسود﴾

... تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صبح کو مکان سے باہر تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر سیاہ بالوں کی چادر تھی۔

تخریج:

الشمائل النبویۃ (حدیث:۶۹)، ص، ۱۱۷، الجامع الصحیح للمسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب التواضع فی اللباس (حدیث:۲۰۸۱) ص، ۹۳۲ (اس میں "مرط مرحل" کا لفظ ہے، کتاب فضائل الصحابہ، فضائل اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث:۲۴۲۴) ص، ۱۰۶۷ مزید حدیث ہے: الجامع للترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی الثوب الاسود، (حدیث ۲۸۱۳) ص، ۶۳۳، امام ترمذی کے مطابق یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔ السنن لابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الصوف والشعر (حدیث: ۲۸۱۳) ص، ۶۳۳

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس زعفران سے رنگی ہوئی دو پرانی لنگیاں تھیں۔

حدثنا عبد بن حميد قال حدثنا عفان بن مسلم قال حدثنا عبدالله بن حسان العنبری ﴿عن جدتيه دحية و علیبة عن قيلة بنت مخرمة قالت: رايت النبی صلی الله عليه وسلم اسمال مليتين كانتا بزعفران وقد نفضته﴾

حضرت قیلہؓ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو پرانی لنگیاں تھیں جو زعفران میں رنگی ہوئیں تھیں۔ لیکن زعفران کا کوئی اثر ان پر نہیں رہا تھا۔

تخریج:

الشمائل النبویۃ، باب ماجاء فی لباس رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث:۲۲۰)ص، ۱۱۲، ۱۱۳، الادب المفرد، (حدیث:۱۱۸۳) السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب فی جلوس الرجل (حدیث: ۴۸۴۷) ص، ۶۸۵، اوصاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث:۶۴) ص، ۸۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے بال سیاہ گھنے اور خوشنما تھے اور ان کی لمبائی عموماً کانوں سے نیچے اور مونڈھوں سے اوپر ہوتی تھی۔

حدثنا عبدالرحمن بن ابراهيم حدثنا ابن ابی فديک عن عبدالرحمن بن ابی الزناد عن هشام بن عروه عن ابيه ﴿عن عائشة قالت: كان لرسول الله صلی الله عليه وسلم شعر

دون الجمة وفوق الوفرة﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں سے نیچے اور مونڈھوں سے اونچے تھے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب اللباس، باب اتخاذ الجمعة والذوائب (حديث:٣٦٣٥) ص، ٥٢٢

حدثنا ابو بكر بن ابی شيبة حدثنا سفيان بن عيينة عن ابن ابی نجيح عن مجاهد قال ﴿قالت: ام هانی: دخل رسول الله صلی الله عليه وسلم مكة وله اربع غدائر (١) تعنی ضفائر﴾

حضرت اُمِ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال چار حصوں میں تھے چوٹیوں کی طرح۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب اللباس. باب اتخاذ الجمة والذواب (حديث:٣٦٣١)ص، ٥٢٢، الجامع للترمذی، كتاب اللباس، باب (دخول النبی صلی الله عليه وسلم مكه)، (حديث:١٧٨١) دخل کی جگہ "قدم" ہے۔ الشمائل النبوية، باب ماجاء فی شعر رسول الله، (حديث:٢٨) ص، ٦٥،٢٢ (قدم رسول الله مكة قدمة وله اربع غدائر) السنن لابوداؤد، كتاب الرجل، باب فی الرجل يعقص شعره (٤١٩١)، ص ٥٨٨: یہاں پر غدائر کے بعد "تعنی عقائص" اور دخل کی جگہ "قدم" ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خضاب لگانا

حدثنا ابراهيم بن هارون قال: انبانا النضر بن زرارة، عن ابی جناب عن اياد بن لقيط، ﴿عن الجهدمة امرأة بشير ابن الخصاصية قالت: انا رايت رسول الله يخرج من بيته ينفض راسه، وقد اغتسل (وبراسه ردغ اوقال: ردغ من حنا﴾

حضرت جہد مہؓ جو بشیر بن خصاصیہ کی بیوی ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکان سے باہر تشریف لاتے ہوئے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرما رکھا تھا۔ اس لیے سر مبارک کو جھاڑ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر حنا کا اثر تھا۔

۱۔ الغدیرہ واحد ہے جسکی جمع "غدائر" آتی ہے۔ یہ بالوں کے اس گچھے کو کہتے ہیں۔ جس میں بال گندھے ہوئے تو ہوں مگر مڑے ہوئے نہ ہوں۔

ریج:

الشمائل النبوية، باب ماجاء فى خضاب رسول الله صلى الله عليه وسلم (حديث ٤٧) ص ٨٩۔٩٠، امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد ضعیف ہیں۔

پسینہ مبارک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک سے نہایت نفیس خوشبو پھوٹتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک عنبر اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ یہی وجہ تھی کہ صحابیاتؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کے مقدس پسینے کو محفوظ کر لیتیں اور وقتاً فوقتاً اسے بطور عطر استعمال کرتیں کیونکہ اس جیسا خوشبودار عطر روئے زمین پر نہیں ہو سکتا تھا۔

حدثنا ابو بكر بن ابى شيبة حدثنا عفان بن مسلم حدثنا وهيب حدثنا ايوب عن ابى قلابة عن انس ﴿عن ام سليم ان النبى صلى الله عليه وسلم كان ياتيها فيقيل عندها فتبسط له نطعاً فيقيل عليه وكان كثير العرق فكانت تجمع عرقه فتجعله فى الطيب والقوارير. فقال النبى صلى الله عليه وسلم: يا ام سليم! ما هذا؟ قالت: عرقك ادوف به طيبى﴾

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لاتے تھے اور آرام فرماتے تھے۔ ام سلیمؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چمڑے کا ایک ٹکڑا بچھا دیتی تھیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ بہت زیادہ آتا تھا۔ ام سلیمؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک اکٹھا کرتی تھیں اور اسے خوشبو اور شیشیوں میں ملا دیتی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیمؓ! یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک ہے جس کو میں اپنی خوشبو میں ملاتی ہوں۔

تخریج:

الجامع الصحيح للمسلم، كتاب الفضائل، باب: طيب عرقه، والتبرك به (حديث:٢٣٣٢) ص، ١٠٢٨

بستر استراحت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہراتؓ کے ہاں استراحت فرماتے تھے۔ کبھی چمڑے کا ہوتا تھا کبھی ٹاٹ کا اور کبھی صرف بوریا ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نرم بستر پسند نہیں فرماتے تھے کیونکہ نرم بستر کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولاتِ عبادت میں خلل پڑتا تھا۔

حدثنى احمد ابن ابى رجاى حدثنا النضر عن هشام قال اخبرنى ابى ﴿عن عائشة قالت

...ان فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم من ادم وحشوه من ليف﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا، جن کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب الرقاق، باب: كيف كان عيش النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه، وتخليهم عن الدنيا (حديث:٦٤٥٦) ص،١١٢٠،١١٢١، الجامع الصحيح للمسلم، كتاب اللباس والزينة، باب: التواضع فى اللباس،(حديث:٢٠٨٢)ص، ٩٣٢، الجامع للترمذى، كتاب اللباس، باب ما جاء فى فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم (حديث: ١٧٦١) ص، ٤١٩، السنن لابوداؤد كتاب اللباس، باب فى الفرش، (حديث: ٤١٢٦) ص، ٥٨٣، السنن لابن ماجه، كتاب الزهد، باب ضجاع آل محمد، (حديث:٤١٥١) ص، ٢٠٥

ٹاٹ کے بستر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوہرا کر کے نہ بچھانے دیتے۔ مبادا اس کی نرمی یادالٰہی میں مخل ہو۔

حدثنا ابو الخطاب زياد بن يحيى البصرى قال: حدثنا عبدالله بن ميمون قال حدثنا جعفر بن محمد عن ابيه قال: ﴿سئلت عائشة وسئلت حفصة: ما كان فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم فى بيتك؟ قالت: مسحا نثنيه ثنيتين فينام عليه فلما كان ذات ليلة قلت لو ثنيته اربع ثنيات لكان اوطا له فثنيناه له باربع ثنيات فلما أصبح قال: ما فرشتم لى الليلة؟ قالت قلنا هو فراشك الا انا ثنيناه باربع ثنيات قلنا هو اوطالك قال ردوه لحالته الاولى فانه منعتنى وطائته صلاتى الليلة﴾

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیسا تھا انہوں نے بتایا کہ ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے۔ ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو زیادہ نرم ہو جائے گا۔ میں نے ایسے ہی بچھا دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو دریافت کیا کہ میرے نیچے رات کو کیا چیز بچھائی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ وہی روزمرہ کا بستر تھا۔ رات کو اسے چوہرا کر دیا تاکہ زیادہ نرم ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو پہلے ہی حال پر رہنے دو، اس کی نرمی رات کو مجھے تہجد میں مانع ہوئی۔

تخریج:

الشمائل النبوية، باب ماجاء فى فراش رسول الله ﷺ (حديث:٣٣١) ص، ٢٠٢،٢٠٣

... حماد عن خالد الحذاء عن ابی قلابة ﴿عن بعض ال ام سلمة كان فراش النبی صلی الله علیه وسلم نحوا مما یوضع الانسان فی قبره و كان المسجد عند راسه﴾

حضرت ام سلمہ کے بعض گھر والوں سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر اس طرح بچھایا جاتا جس طرح انسان قبر میں رکھا جاتا ہے آپ کے سر مبارک کے سامنے قبلہ رخ مسجد نبوی ہوتی۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب: کیف یتوجه (حدیث:۵۰۴۴) ص،۷۰۹

راویوں کے احوال

☆ ابراہیم بن المنذر بن عبداللہ بن المغیرہ (م ۲۳۶ھ) ابو اسحاق الحزامی ابن حجر نے ''صدوق'' کہا ہے۔ (رجال صحیح البخاری، ۱/۵۸، ۵۹: میزان الاعتدال، ۱/۱۹۳)

☆ ابراہیم بن محمد بن یوسف الفریابی، ان کی کنیت ''ابو اسحاق'' تھی۔ یہ ابراہیم بن امین، ایوب بن سوید، زہیر بن عباد کثیر بن ولید اور وساج بن عقبہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے ابن ماجہ، احمد بن سیار، ولید بن حماد الرملی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابو حاتم نے ان کو ''صدوق'' کہا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۲/۱۹۲، ۱۹۳)

☆ ابراہیم بن ھارون البلخی، امام ترمذی نے ان کو ''ثقہ'' کہا ہے۔ (الکاشف، ۱/۵۰)

☆ ابراہیم نخعی، (م ۹۴ھ) ابو عمران کنیت، ''ابراہیم'' نام، فقیہ عراق لقب، پورا نسب یوں ہے۔ ''ابو عمران ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود''۔ آپ کوفہ کے ممتاز فقیہ ہیں۔ علقمہ، مسروق، اسود اور ایک دوسری جماعت سے علم سیکھا۔ ابراہیم علم حدیث کے نقاد تھے۔ شہرت سے بچتے تھے۔ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ علمی بحث میں کلام نہیں کرتے تھے۔ (تھذیب، ۱/۱۶۰-۱۶۱، العجلی تاریخ الثقات، ص ۵۶، الکاشف، ۱/۵۰)

☆ ابن ابی فدیک، (م ۲۰۰ھ) آپ کی کنیت ''ابو اسماعیل''۔ نام ''محمد بن اسماعیل'' اور لقب ''محدث المدینہ'' ہے۔ اپنے جد اعلیٰ ابو فدیک دینار کی طرف منسوب ہیں۔ بہت سے محدثین نے ان کو ''ثقہ'' ابن سعد ان کو ''کثیر الحدیث'' کہتے ہیں۔ ۹۹ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (تھذیب، ۹/۶۱)

☆ ابن ابی نجیح، عبداللہ بن ابی نجیح ، (م ۱۱۲ھ) ''ثقہ'' ہیں۔ (الکاشف، ۲/۱۲۲)

☆ ابن ابی ملیکۃ احول، (م ۱۱۸ھ) آپ کی کنیت ''ابوبکر''، اور ''ابو محمد''، ''عبداللہ'' نام اور ''عبید اللہ'' ولدیت ہے۔ سلسلہ نسب: عبداللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکۃ بن زہیر بن عبداللہ بن جدعان''۔ آپ کا تعلق قریش کے مشہور قبیلہ ''بنو تیم'' تھا۔ عبداللہ بن زبیر کی خلافت میں مکہ مکرمہ کے قاضی تھے۔ آپ حرمِ پاک کے مؤذن بھی رہے۔ اپنے دادا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام سلمہؓ، عبداللہ بن عمرو بن عاص، ابن عباس ابنِ عمر اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں فقہ حدیث میں امامت کے درجے پر فائز تھے۔ آپ بہت قادر الکلام، فصیح و بلیغ خطیب ہیں۔ آپ کی ثقاہت پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔ (الکاشف ۲۰/۹۵)

☆ ابن جریج، عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج، فقیہ ہیں۔ ''ثقہ فاضل'' ہیں۔ (تقریب، ۲/۴۸۲)

☆ ابن عجلان (م ۱۴۸ھ): ان کا اصل نام ''محمد'' تھا۔ محدثین نے ان کو ''صدوق'' کہا ہے۔ (تقریب، ۲/۵۳۹)

☆ ابن وھب، عبداللہ بن وھب بن مسلم، ابو محمد، کثیر العلم، ثقہ، رجل صالح اور صاحب آثار تھے۔ (رجال صحیح البخاری، ۱/۴۳۲)

ان کا اصل نام محمد بن عبداللہ بن زبیر بن عمر بن درہم الاسدیؔ" ہے۔کوفہ کے رہنے والے ہیں۔"ثقہ" ہیں۔ (التاریخ الکبیر ۱/۱۳۵،۱۳۶،تقریب،۲/۵۲۸)

☆ ابو الخطاب زیاد بن عیسیٰ المصری، (م۲۵۴ھ) "ثقہ" ہیں۔(الکاشف، ۱/۲۶۲، تقریب، ۱/۲۷۰)

☆ ابو الولید عبداللہ بن الحارث، کنیت "ابن سیرین" تھی اور یہی ان کا نام تھا۔ بصرہ کے رہنے والے تھے محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔(تقریب، ۱/۲۸۳)

☆ ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری، (م۱۰۴ھ) ان کا اصل نام "عامر" تھا۔"حارث" بھی کہا گیا ہے۔ آپ لائق اعتماد امام اور نامور فقیہ ہیں۔ آپ بہت بڑے عالم اور بہت بڑے حدیث بیان کرنے والے ہیں۔ "ثقہ" ہیں۔ (تاریخ الثقات، ص، ۴۸۵، تقریب ۲/۶۹۶: الکاشف، ۳/۲۷۳)

☆ ابو جعفر محمد بن علی الباقر، (م۱۱۸ھ) ۵۶ھ میں پیدا ہوئے۔"ثقہ اور کثیر الحدیث" ہیں۔ (الکاشف، ۳/۷۱)

☆ ابو جناب الکلبی، یحییٰ بن ابی حیۃ، (م۱۴۷ھ) محدثین کا کہنا ہے۔"لیس بالقوی"۔ان پر تدلیس کا الزام ہے۔(الکاشف، ۱/۲۲۳)

☆ ابو حفص عمرو بن علی الفلاس، (م۲۴۷ھ) ان کا اصل نام تو "عمرو بن علی" تھا۔مگر اپنی کنیت "ابو حفص" سے زیادہ مشہور ہوئے۔امام نسائی نے ان کو "ثقہ، صاحب حدیث اور حافظ" کہا ہے۔(تھذیب الکمال، ۲۲/۱۶۴-۱۶۵)

☆ ابو عمرو شعبی ہمدانی، (م۱۰۳ھ) آپکا نام "عامر بن شرجیل" ہے۔کوفہ کے رہنے والے ہیں اور شعب ہمدان سے تعلق رکھتے ہیں۔حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں ۱۷ھ میں پیدا ہوئے۔آپ فقہ حدیث میں امامت کے درجہ تک پہنچے ہوئے تھے۔حفظ واتقان میں بے نظیر تھے۔آپ امام ابوحنیفہ کے سب سے بڑے استاد ہیں۔ (الکاشف، ۲/۴۹)

☆ ابو قلابہ، عبداللہ بن زید بن عمر الجرمی، (م۱۰۵ھ) آپ کا اصل نام عبداللہ بن زید بن عمر ہے عرب کے قبیلہ "بنو جرہم" سے تعلق تھا۔بصرہ کے رہنے والے چوٹی کے علماء میں سے ایک ہیں ان کو جسمانی اور ذہنی لحاظ سے بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔مشہور امام اور کثیر الحدیث ہیں۔(السیوطی، طبقات الحفاظ، ص، ۴۳: الکاشف ۲/۷۹تھذیب الکمال، ۱۰/۱۵۵-۱۵۹)

☆ ابو معاویہ، محمد بن خازم الضریر الکوفی، (م۱۹۵ھ) دیکھیے صفحہ نمبر ۱۷۷

☆ ابو معاویہ، (م۱۹۵ھ) ان کا اصل نام محمد بن خازم التیمی تھا۔ابو معاویہ کے نام سے مشہور تھے۔

[illegible] عثمان، بشار ابن خدام وغیرہ سے روایت کرتے ہیں امام نسائی نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- جبکہ ابن حبان نے "کتاب الثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے- (تهذيب الكمال، ۱۲۳/۲۵-۱۳۳)

☆ ابونعیم الفضل بن دکین، (م۲۱۹ھ) حافظ، آل طلحہ کے موالی ہیں- "ثقہ" ہیں- (تاريخ الثقات، ص، ۳۸۳، الكاشف، ۳۲۸/۲)

☆ ابوالیمان حکم بن نافع بہرانی حمصی، (م۲۲۲ھ) آپ حمص کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث اور چوٹی کے اماموں میں سے ایک امام ہیں- ۱۳۸ھ میں پیدا ہوئے- ماموئی دور کے سرکردہ محدثین میں سے تھے- ان کی احادیث سب کتابوں میں مذکور ہیں- حریز بن عثمان، صفوان بن عمرو، ارطاۃ بن منذر، عفیر بن معدان جیسے علماء سے حدیث کا سماع کیا- (ميزان الاعتدال، ۳۴۷/۲-۳۴۹: تقريب، ۱۳۵/۱)

☆ ابوبکر بن ابی شیبہ، (م۲۳۵ھ) دیکھیے صفحہ نمبر ۱۷۷

☆ ابوبکر بن عیاش بن سالم الاسدی الکوفی، ان کا اصل نام "محمد یا عبداللہ" تھا- صدوق اور صاحب قرآن و خیر تھے- ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے- (تهذيب، ۴۹۲/۴-۴۹۴)

☆ ابی الجوزاء، (م۱۳۳ھ) ان کا نام "اوس بن عبداللہ الربعی" تھا- بصرہ کے رہنے والے تھے- محدثین نے ان کو "ثقہ" کہا ہے- (تقريب، ۶۱/۱، التاريخ الكبير، ۱۵/۲)

☆ ابی الضحی (م۱۰۰ھ): ان کا اصل نام "مسلم بن صبیح" تھا- اپنی کنیت "ابی الضحی" سے مشہور تھے- کوفہ ان کا وطن تھا- محدثین نے ان کو "ثقہ فاضل" کہا ہے- عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں وفات پائی- (تقريب ۵۸۲/۲، التاريخ الكبير، ۱۴۲/۷، الطبقات الكبرى، ۵۰۴/۶)

☆ ابی العلائ العبدی، ہلال بن خباب (م۱۴۴ھ): "ثقہ" ہیں- (الكاشف، ۲۰۰/۳: تهذيب الكمال، ۳۳۰/۳۰)

☆ ابی سلمۃ بن عبدالرحمٰن بن عوف (م۱۰۴ھ): آئمہ میں ان کا شمار کیا جاتا ہے- "تابعی" اور "ثقہ" ہیں- (الكاشف، ۳۰۲/۳، تاريخ الثقات، ص، ۴۹۹)

☆ ابی عطیہ الوادعی الھمدانی الکوفی، ان کا نام "مالک بن عامر" تھا- "ثقہ" ہیں- ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے- (تهذيب، ۱۵۲/۱۲-۱۵۳)

☆ ابی قلابہ، ان کا اصل نام عبداللہ بن سوادۃ بن حنظلہ العشیری تھا- یہ "ثقہ" ہیں- (الكاشف، ۸۴/۲)

☆ ابی یزید المکی، یہ عبیداللہ کے والد ہیں اور یہ عمر بن خطاب سباع بن ثابت اور ام ایوب انصاریہ سے روایت کرتے ہیں- ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے- (تهذيب، ۲۸۰/۱۲-۲۸۱)

☆ احمد بن رجائی، (م۲۳۲ھ) ان کا اصل نام "عبداللہ بن ایوب" تھا اور کنیت "ابوالولید" تھی-

... یحییٰ بن سعید القطان اور نضر بن شمیل وغیرہ سے کی۔ ''ثقہ'' ہیں۔ (رجال صحیح بخاری، ۱/۳۸-۳۷)

☆ احمد بن منیع البغوی، الحافظ، ابو جعفر الاصم، (م۲۴۴ھ) صاحب المسند ہیں۔ ''ثقہ حافظ'' ہیں۔ (الکاشف، ۱/۶۵)

☆ اسحاق بن ابراہیم بن مخلد الحافظ، (م۲۳۸ھ) کنیت ''ابو محمد'' تھی، ثقہ حافظ اور مجتہد ہیں۔ (میزان الاعتدال ۱/۳۳۳: تقریب۔ ۱/۴۱)

☆ اسحاق بن موسیٰ الخطمی، (م۲۴۴ھ) ان کا تعلق انصار سے تھا۔ ''ثقہ متقن'' ہیں۔ (الکاشف ۱/۱۱۴)

☆ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحٰق سبیعی، (م۱۶۲ھ) آپ کی کنیت ''ابو یوسف'' ہے۔ آپ کوفہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث، حجت، صالح، خاشع اور علم کا خزانہ تھے۔ یہ عالم باعمل اور انتہائی صالح تھے۔ (الطبقات الکبریٰ، ۶/۵۳۹)

☆ اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم لأسدی، (م۱۹۳ھ) ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ابن علیہ کے نام سے مشہور ہیں ان کا تعلق کوفہ سے تھا۔ یحییٰ بن معین کا کہنا ہے کہ وہ ''ثقہ، مامون، صدوق اور متقی'' ہیں۔ (تھذیب الکمال، ۳/۲۳-۳۲)

☆ اسماعیل بن خلیل الخزاز، (م۲۲۵ھ) کنیت ''ابو عبداللہ'' تھی۔ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ ''ثقہ'' ہیں۔ علی بن مسہر، یحییٰ بن زکریا وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ (التاریخ الکبیر، ۱/۳۳۰، ۳۳۱، تقریب، ۱/۵۰)

☆ اسماعیل بن علیہ بصری، (م۱۹۳ھ) آپ کی کنیت ''ابو بشر'' اور نام ''اسماعیل بن ابراہیم'' ہے۔ ''علیہ'' ان کی والدہ کا نام ہے۔ بصرہ کے رہنے والے نامور حافظِ حدیث اور چوٹی کے پختہ کار عالم ہیں۔ آپ ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ۔ متقی پرہیز گار اور سید المحدثین'' کہا ہے۔ آپ ذیقعدہ میں فوت ہوئے۔ (الکاشف، ۱/۶۹)

☆ اسود بن یزید نخعی، (م۷۵ھ) آپ کی کنیت، ''ابو عمرو'' اور ''اسود بن یزید'' نام ہے۔ سلسلہ نسب، ''ابو عمرو اسود بن یزید بن قیس نخعی'' ہے۔ آپ بہت بڑے فقیہ، عابد، زاہد، کوفہ کے عالم۔ حضرت علقمہ کے بھتیجے۔ نامور فقیہ ابراہیم نخعی کے ماموں اور عبدالرحمان بن یزید کے بھائی ہیں۔ حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبداللہ بن مسعود، حذیفہ، بلالؓ اور دیگر صحابہ سے علم حاصل کیا۔ کثرتِ عبادت و ریاضت کی وجہ سے لوگ ان کو جنتی کہتے تھے۔ (الاستیعاب، ۱/۱۸۵: تاریخ الثقات، ص ۶۷-۶۸)

☆ الاعرج المدنی، (م ۱۱۷ھ) آپ کی کنیت "ابوداؤد" اور نام عبدالرحمن بن ہرمز" ہے۔ کاتب مصاحف ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کے مولی ہونے کی وجہ سے ہاشمی کہلاتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ۔ ابوسعید خدری، عبداللہ سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ آپ "ثقہ، ثبت، عالم اور معلم قرآن" تھے۔ (الکاشف، ۱۶۷/۲)

☆ الحسن بن محمد بن الصباح الزعفرانی، (م ۲۶۰ھ) فقیہ تھے۔ امام نسائی نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (الکاشف، ۲۵۹/۱)

☆ الفضل بن موسیٰ، ابوعبداللہ الیسانی، (۱۹۱ھ) ابن حجر نے تقریب میں لکھا ہے۔ "ثقہ ثبت" (رجال صحیح البخاری، ۲۰۶/۲)

☆ الحمیدی، عبداللہ بن زبیر اسدی حمیدی، (م ۲۱۹ھ) کنیت "ابوبکر" ہے مکہ معظمہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور نامور فقیہ ہیں۔ امام شافعی کے کبار تلامذہ میں سے ہیں۔ کبار آئمہ دین میں شمار ہوتا ہے۔ مکہ معظمہ میں وفات پائی۔ (الکاشف ۷۷/۲)

☆ انس بن عیاض، (م ۲۰۰ھ) آپ کی کنیت "ابوحمزہ" ہے۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے قابل اعتماد عالم ہیں۔ ۱۰۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ابوحازم، اعرج، صفوان بن سلیم، ہشام بن عروہ اور دوسرے لوگوں سے علم حدیث حاصل کیا' ان کے شہر میں عالی سند ان پر ختم تھی۔ امام ابوزرعہ اور امام نسائی کہتے ہیں۔ "لا بـأس بـه" ۔ (تاریخ اسماء الثقات ص، ۲۷، تقریب، ۶۰/۱۰، الطبقات الکبریٰ، ۳۰۷/۵)

☆ ایوب بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی صعصعۃ انصاری، ابن حبان نے ان کا ذکر "ثقات" میں کیا ہے۔ (تھذیب، ۲۰۶/۱، الکاشف۔ ۹۴/۱)

☆ ایوب سختیانی، (م ۱۳۱ھ) آپ کی کنیت "ابوبکر"، "ایوب" نام اور آپ کے والد کا اسم گرامی "ابو تمیمہ کیسان" ہے۔ سلسلہ نسب: "ابوبکر ایوب بن ابی تمیمہ کیسان" ہے۔ آپ بصرہ کے رہنے والے نامور محدث اور چوٹی کے عالم ہیں۔ آپ آزاد شدہ غلام ہیں۔ علی بن مدینی کے مطابق آپ "۸۰۰" احادیث روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد کے مطابق آپ "ثقہ" حدیث میں پختہ کار، جامع الصفات، کثیر العلم عادل اور حجت ہیں۔ طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو کر ۶۳ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ (الکاشف، ۹۲/۱، ۹۳، الطبقات الکبریٰ، ۱۲۶/۷)

☆ بدیل العقیلی ابن میسرۃ البصری، (م ۱۲۵ھ) "ثقہ" ہیں۔ بدیل اور عبداللہ رومی نے ایک ہی دن وفات پائی۔ (التاریخ الکبیر، ۱۲۴/۲، ۱۲۵)

☆ بشر بن السری البصری، ابوعمر، (م ۱۹۵ھ) مکہ کے رہنے والے تھے اور ان کا نام "الأخوہ" تھا۔ یہ ابراہیم بن طھمان، ابراہیم بن مھدی، ابراہیم بن یزید اور سفیان ثوری و عبداللہ بن مبارک سے روایت کرتے

[illegible] قرار دیا ہے-(تہذیب الکمال، ۱۲۲/۴–۱۲۵)

☆ بکر بن حضر بن محمد بن حکیم بن سلیمان، (م۱۷۴ھ) ان کی کنیت "ابو محمد یا ابو عبدالملک" تھی- ربیعہ بن شرحبیل کے آزاد کردہ غلام تھے-۱۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور۱۷۴ھ میں وفات پائی- بے حد عبادت گزار تھے- محدثین نے انہیں "ثقہ" شمار کیا ہے-(الطبقات الکبری، ۲۳۹/۷: تہذیب، ۴۴۶/۱)

☆ بکر بن سوادۃ بن ثمامہ الجذامی، (م۱۲۸ھ) فقیہ اور مفتی تھے- ابن سعد نے ان کو "ثقہ" کہا ہے-(تہذیب الکمال: ۲۱۴/۴–۲۱۶)

☆ ثابت ابی حمزۃ الثمالی، ان کا اصل نام، "ثابت بن ابی صفیۃ" تھا- کوفہ کے رہنے والے تھے- عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو "ضعیف الحدیث" اور ابوزرعہ نے "لین" جبکہ امام نسائی نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- منصور کے زمانے میں وفات پائی-(الکاشف، ۱۱۶/۱، تہذیب الکمال، ۴۰۶/۱)

☆ ثور بن یزید الکلاعی: کنیت "ابو خالد" تھی- وہ خالد بن معدان، مکحول اور راشد بن سعد سے روایت کرتے ہیں- محدثین نے ان کو "ثقہ" کہا ہے-(الجرح والتعدیل، ۴۶۸/۲، ۴۶۹)

☆ جعفر بن بردالراسبی، ابو حاتم ان کے بارے میں لکھتے ہیں- "یکتب حدیثہ" (الکاشف، ۱۲۸/۱)

☆ جعفر بن عون بن جعفر بن عمرو بن حریث المخزومی، (م۲۰۷ھ) ابن معین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے اور ابو حاتم نے ان کو "صدوق" کہا ہے-(التاریخ الکبیر، ۱۸۰/۲، تقریب ۹۰/۱۰)

☆ جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی، (م۱۴۸ھ) ۸۰ھ میں پیدا ہوئے- یحیٰ بن معین نے ان کو "ثقہ" جبکہ عباس نے ان کو "مامون" قرار دیا ہے-(تہذیب الکمال، ۷۴/۵–۹۷: الکاشف، ۱۳۰/۱)

☆ حجاج بن محمد، الاعور الحافظ، (م۲۰۶ھ) محدثین نے ان کو "ثقہ ثبت" کہا ہے-(الکاشف ۲۳۵/۱–۲۳۶)

☆ حسن بن عبدالعزیز الجزامی المصری، (م۲۵۷ھ) فضل اور زہد میں لاثانی تھے (الکاشف، ۱۶۳/۱)

☆ حفص بن عمر بن الاحارث بن سنجرۃ الازدی النمری، بنی عدی کے موليٰ تھے- یہ شعبہ، بن سعد، ھشام بن عبداللہ، ہمام، ابی عوانہ ابراہیم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- ابو حاتم نے ان کو "صدوق متقن" اور بعض محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے-(تہذیب ۳۶۵/۲: تقریب ۱۳۱/۱)

☆ حفص بن غیاث بن طلق بن معاویہ.........ابو عمر الکوفی، (م۱۹۴ھ) بغداد کے قاضی تھے- حدیث کے عالم تھے- یحیٰ بن معین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- یہ ۱۱۷ھ میں پیدا ہوئے- اور جب وفات پائی- اس

... کوفہ ... ن بن حبان نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔(تهذيب الكمال، ٧/٥٦-٦٩، الكاشف، ١/١٨٠)

☆ حماد بن زید بن درهم الامام ابو اسماعیل الازدی، (م۱۷۹ھ) بہترین "حافظ اور فقیہ" تھے۔ (الكاشف، ١/١٨٧، ١٨٨)

☆ حنش بن عبداللہ السبائی: انہوں نے فضالہ بن عبید وغیرہ سے سماعت کی ہے۔ "ثقہ" ہیں۔ (كتاب الجمع بن رجال الصحيحين ١/١١٧)

☆ حنظلہ بن ابی سفیان بن عبدالرحمٰن بن صفوان، (م۱۵۱ھ) محدثین نے "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (الكاشف، ١/١٩٦: تهذيب الكمال، ٧/٤٤٣-٤٤٧)

☆ حیوۃ بن شریح مصری، (م۱۵۸ھ) آپ کی کنیت "ابوزرعہ" ہے۔ آپ مصر کے رہنے والے محدثین کے پیشوا اور دیار مصر کے شیخ ہیں۔ خشیت الٰہی سے ہر وقت روتے رہتے تھے۔ مستجاب الدعوات تھے۔ (الكاشف، ١/١٩٨)

☆ خالد بن معدان، (م۱۰۳ھ) آپ کی کنیت "ابو عبداللہ" ہے۔ عرب کے قبیلہ بنو کلاع کی طرف منسوب ہیں۔ حمص میں رہتے تھے اور اپنے وقت میں شہر کے سب سے بڑے عالم تھے۔ حضرت ثوبان، معاویہ، ابوامامہ، مقدام بن معدی کرب، جبیر بن نضیر اور دوسرے متعدد اہل علم سے علم حاصل کیا۔ یہ روز ۷۰ ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے۔ آپ "ثقہ اور قابلِ اعتماد" ہیں۔ لیکن تدلیس اور ارسال کے عادی تھے۔ ۱۰۳ھ میں روزے کی حالت میں یزید بن عبدالملک کے دور میں وفات پائی۔ (التاريخ الكبير، ٣/١٥٨، ١٥٩: الطبقات الكبرى، ٧/٢١٤)

☆ خالد بن مہران الحذاء ابو المنازل البصری، (م۱۴۱ھ) انہوں نے انس بن مالک کو دیکھا تھا محدثین نے "ثقہ ثبت" قرار دیا ہے۔ (تهذيب الكمال، ٨/١٧٧-١٨١)

☆ خیثمۃ بن ابی خیثمۃ البصری، بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ وہ حسن سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اعمش اور منصور روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (میزان الاعتدال، ۲/۳۶۳، التاریخ الکبیر، ۳/۱۹۰)

☆ دحيبة بنت علية العنبرية، یہ اپنی دادی حرملہ اور اپنی والدہ "قیلہ" سے روایت کرتی ہیں۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (الكاشف، ٣/٤٨٧)

☆ ربیعہ الجرشی، بعض لوگوں نے ان کو صحابی کہا ہے اور بعض نے اس سے انکار کیا ہے۔ شام سے ان کا تعلق تھا۔ ان سے خالد بن معدان نے روایت کی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ معاویہ کے زمانہ میں فقیہ تھے۔ (الجرح

... التاريخ الكبير، ۲۸۱/۲)

☆ زکریا بن ابی زائدہ الھمدانی، (م۱۴۹ھ) الوادعی، الحافظ، یہ شعبی اور سماک سے جبکہ ان سے القطان، ابونعیم وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ محدثین نے ان کے بارے میں لکھا ہے۔ ''ثقہ وکان یدلس'' (الکاشف، ۳۷۷/۱)

☆ سعید بن ابی عروبۃ، (م۱۵۷ھ) کنیت ''ابوالنضر'' تھی۔ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ ''ثقہ'' تھے۔ (تقریب، ۲۱۰/۱)

☆ سعید بن عامر الضبی، (م۱۲۲ھ) ۱۲۲ھ میں پیدا ہوئے یہ یونس بن عبید، حبیب بن شہید وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ بہت نیک انسان تھے۔ ابن معین نے ''ثقہ مامون'' قرار دیا ہے۔ (الکاشف، ۴۲۷/۱، تقریب، ۲۹۱/۱)

☆ سفیان بن عیینہ، (م۱۹۸ھ) آپ کی کنیت ''ابومحمد'' ہے۔ ضحاک بن مزاحم کے بھائی محمد مزاحم کے موٰلی ہیں۔ کوفہ کے رہنے والے بڑے عالم، شیخ الاسلام اور نامور حافظ حدیث ہیں۔ ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے آپ امام، حجت، حافظ حدیث، وسیع العلم اور جلیل القدر انسان تھے۔ ۷۰ حج کیے۔ رجب میں وفات پائی اور حجون میں دفن کئے گئے۔ (الطبقات الکبریٰ، ۳۳۳/۵)

☆ سفیان ثوری، (م۱۶۱ھ) آپ کی کنیت، ''ابوعبداللہ'' ہے۔ سلسلہ نسب: ''ابوعبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری'' ہے۔ کوفہ کے نامور فقیہ اور سیّد الحفاظ ہیں۔ امام شعبہ یحیٰ بن معین اور محدثین کی ایک جماعت نے آپ کو ''امیر المومنین فی الحدیث'' کا خطاب دیا ہے۔ ۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ نوعمری میں علم حاصل کیا۔ آپ کے والد کوفہ کے نامور عالم تھے۔ حق بات کہنے اور حکام پر تنقید کرنے میں بے حد بے باک تھے۔ (تاریخ الثقات، ص ۱۹۰، ۱۹۱، تقریب، ۲۱۶/۱)

☆ سلام بن ابی مطیع ابوسعید، (م۱۶۴ھ) عمر بن ابی وہب الخزاعی کے موٰلی ہیں۔ احمد اور ابو داؤد نے ان کو ''ثقہ'' جبکہ ابن عدی نے ان کو ''لیس بمستقیم الحدیث'' کہا ہے۔ (رجال صحیح البخاری، ۳۳۲/۱)

☆ سھل بن ابی سھل الرازی: ان کا اصل نام سھل بن زنجلۃ تھا۔ ابو حاتم نے ان کو ''صدوق'' کہا ہے۔ (الکاشف۔ ۳۲۵/۱، تھذیب الکمال ۱۸۶/۱۲، ۱۸۷)

☆ شعبہ بن حجاج بن ورد واسطی، (۱۶۰ھ) آپ کی کنیت ''ابوبسطام'' اور نام ''شعبۃ بن حجاج'' ہے۔ ''بنوازد'' کے ساتھ نسبت ولاء کی وجہ سے ازدی کہلاتے ہیں۔ آپ حجت اور نامور حافظِ حدیث ہیں۔ امام حسن بصری سے بہت سے مسائل سیکھے اور معاویہ بن قرہ، عمرو بن مرہ، حکم، انس بن سیرین، قتادہ وغیرہ سے علم حاصل

... ہزار احادیث روایت کی ہیں- سفیان ثوری انہیں "امیر المومنین فی الحدیث" قرار دیتے ہیں-
(التاریخ الکبیر ۲۰۴/۴)

☆ شعیب بن ابی حمزۃ الحمصی الکاتب، (م۱۶۳ھ) آپ کی کنیت "ابو بشر" ہے- بنوامیہ کی طرف نسبت ولاء کی وجہ سے اموی کہلاتے ہیں- فنِ حدیث میں حجت اور اسکو بہت ضبط کرنے والے ہیں- آپکا حافظہ بہت قوی اور تحریر بڑی پسندیدہ تھی- ان کی حدیث صحاح ستہ کی سب کتابوں میں موجود ہے-(الطبقات الکبری، ۲۱۹/۷، تھذیب الکمال، ۳۷۰/۸)

☆ شیبان بن عبدالرحمٰن التیمی، (م۱۶۴ھ) ابو معاویہ "کوفہ" کے رہنے والے تھے بعد میں "بغداد" میں آ گئے- "ثقہ اور صاحب کتب" ہیں-(تھذیب الکمال، ۵۹۲/۱۲-۵۹۶، الکاشف، ۱۵/۲)

☆ طلحہ بن یحییٰ بن النعمان بن ابی عیاش: ان کا لقب "الزرقی"، "الانصاری اور المدنی" تھا- امام بخاری، مسلم، ابو داؤد اور ترمذی ونسائی نے ان سے روایت کیا ہے- محدثین نے ان کو "صدق یھم" کہا ہے-(موسوعۃ رجال الکتب التسعۃ، ۲۰۸/۲)

☆ عابس بن ربیعہ النخعی، محدثین نے ان کو "ثقہ" کہا ہے-(الکاشف، ۴۴/۲)

☆ عاصم الاحول، (۱۴۲ھ) ان کا اصل نام "عاصم بن سلیمان" تھا- "ابوعبدالرحمٰن" کنیت تھی- مدائن کے "قاضی" بھی رہے- انہوں نے انس بن مالک، شعبی، محمد بن سیرین وجعفر بنت سیرین وغیرہ سے روایت کی ہے- محدثین نے ان کو "ثقہ" کہا ہے-(رجال صحیح بخاری، ۵۶۰/۲)

☆ عباس بن عثمان الدمشقی، (م۲۲۳ھ) معلم تھے اور "ثقہ" ہیں-(تھذیب، ۲۹۱/۲، ۲۹۲، الکاشف، ۶۰/۲)

☆ عبد بن حمید، ابو محمد الکسی، (م۲۴۹ھ) ان کا نام عبدالحمید تھا- حافظ اور صاحب تصانیف ہیں- "ثقہ حافظ" ہیں-(الکاشف، ۲۲۵/۲)

☆ عبدالرحمٰن بن ابراہیم، ابوسعید الدمشقی (م۲۴۵ھ): فلسطین اور اردن کے قاضی تھے- "حجۃ" ہیں-(الکاشف، ۱۳۷/۲)

☆ عبدالرحمٰن بن ابی زناد بن عبداللہ بن ذکوان، (م۱۷۴ھ) کنیت "ابو محمد" اور مدینہ منورہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث ہیں- اپنے والد کے علاوہ عمرو بن ابی عمرو سہل بن صالح- ہشام بن عروہ اور ان کے طبقہ سے علم حدیث حاصل کیا- آپ مفتی اور فقیہ بھی تھے- امام نسائی پر اہل السنن نے ان سے حجت پکڑی ہے- بغداد میں وفات پائی-(تھذیب، ۱۷۰/۶-۱۷۳، الدار القطنی، اسماء التابعین ومن بعدھم، ۴۴۱/۱)

... بن ابی نمرة الانصاری، ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ یہ اپنے دادا کی نسبت سے مشہور ہیں۔ "ثقہ مشہور" اور "کثیر الحدیث" ہیں۔ (ذکر اسماء التابعین، ۱/۲۱۲، الکاشف، ۲/۱۵۹، التاریخ الکبیر، ۵/۱۹۹)

☆ عبدالرزاق بن ہمام بن نافع، ابوبکر الحمیری، (م۲۱۱ھ) بہت بڑے عالم تھے۔ ابن حبان نے "کتاب الثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (رجال صحیح البخاری، ۲/۴۹۶)

☆ عبداللہ بن الحسن بن حسن بن علی بن ابی طالب، (م۱۴۵ھ) یہ اپنے والد، والدہ فاطمہ بنت الحسین سے روایت کرتے ہیں۔ "ثقہ" ہیں۔ (الکاشف، ۲/۷۱)

☆ عبداللہ بن بریدہ، بن الحصیب الأسلمی، (۱۲۵ھ) مرو کے "قاضی اور عالم" ہیں۔ "ثقہ" ہیں۔ (الکاشف ۲/۶۶)

☆ عبداللہ بن حسان التیمی، ابوالجنید العنبری، "مقبول اور ثقہ" ہیں۔ (تقریب، ۱/۳۸۸)

☆ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ عدوی عنزی، کنیت "ابوعبدالرحمٰن تھی۔ والدہ "دجاجہ بنت اسماء بن الصلت بن حبیب"۔ ہجرت کے چار سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے۔ ۷ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرة القضاء کے لیے مکہ تشریف لائے تو یہ تین سال کے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے منہ میں کھجور چبا کر اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈالا اور دعا کی۔ عبداللہ انتہائی شریف، سخی کریم اور بہت مال و اولاد والے تھے۔ ان کی وفات معاویہ کی خلافت سے ایک سال پہلے ہوئی۔ (الطبقات الکبری، ۵/۲۳-۲۶، التاریخ الکبیر، ۴/۳۳۱)

☆ عبداللہ بن عباس، (م۶۸ھ) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۳ سال تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں دین کی سمجھ عطا فرمائے اور قرآن حکیم کی تفسیر کا علم سکھائے۔ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا، "عبداللہ بن عباس قرآن کے بڑے اچھے مفسر ہیں۔ اگر ہماری عمر کے ہوتے تو علم دین میں کوئی ان کا مقابلہ کر سکتا۔ بصرہ میں امیر بن کر گئے تو وہاں قد و قامت، جمال و کمال، علم و ادب اور فنِ خطابت میں ان کا ہمسر کوئی عربی نہ تھا۔ ان کا ۶۸ھ میں طائف میں انتقال ہوا۔ محمد بن حنفیہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور کہا" آج دنیا سے اس امت کا عالم ربانی اٹھ گیا ہے"۔ (الاستیعاب، ۳/۶۶-۷۱، تھذیب، ۵/۲۴۵-۲۴۸)

☆ عبداللہ بن عمر بن خطاب، (م۷۴ھ) ام المومنین حفصہؓ کے حقیقی بھائی تھے اور مشہور فقیہ اور علم وفضل میں بلند پایہ تھے۔ غزوۂ خندق اور بیعت الرضوان میں شریک تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی اور ان کی نیکوکاری اور صلاحیت کی شہادت دی تھی۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیوانہ وار اتباع کرتے تھے۔ آپؓ کے بارے میں حضرت جابرؓ فرماتے تھے۔ بجز عبداللہ بن عمر ہم میں سے کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جسے دنیا

... (تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۷: تاریخ الصحابة، ص ۱۴۹)

☆ عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب الھاشمی، ان کی کنیت "ابو محمد" تھی۔ "ابن عقیل" کے نام سے مشہور ہیں۔ والدہ کا نام "زینب بنت علیؓ" تھا۔ کثیر العلم تھے۔ اپنے والد، ابن عمرؓ، انسؓ، جابرؓ اور ربیع بنت معوذ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ (لسان المیزان، ۹/۴۷۸، التاریخ الکبیر، ۵/۸۴، تقریب، ۱/۳۱۲، تھذیب، ۱۵/۶)

☆ عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب، ابو عبدالرحمٰن، (م۲۲۱ھ) "ثقہ" ہیں۔ (الکاشف، ۲/۱۱۷)

☆ عبداللہ بن میمون بن داؤد القلاح القرشی: امام بخاری ان کو "ذاھب الحدیث" ابوزرعہ "واھی الحدیث" اور ترمذی "منکر الحدیث" کہتے ہیں۔ (تھذیب الکمال، ۱۶/۱۹۹، ۲۰۰)

☆ عبداللہ بن یحییٰ بریلسی، (م۲۱۲ھ) مصر کے ساحلوں کے قریب ایک بستی "برلس" تھی۔ اس وجہ سے انہیں "بریلسی" کہا جاتا تھا۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا۔ (الکاشف ۲/۱۲۷، رجال صحیح للبخاری، ۱/۴۳۴)

☆ عبداللہ بن یزید بن الصلت الشیبانی، ابوزرعہ نے انہیں "منکر الحدیث" جبکہ ابو حاتم نے ان کو "متروک الحدیث" قرار دیا ہے۔ نسائی نے ان کو "ضعیف" کہا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۱۶/۳۰۴-۳۰۵)

☆ عبداللہ بن یوسف التنیسی، (م۱۹۹ھ) کنیت "ابو محمد الکلاعی" تھی۔ دمشق کے رہنے والے تھے انہوں نے سعید بن ، مالک، لیث، یحییٰ بن حمزہ وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ امام بخاری کہتے ہیں۔ کان من اثبت الشامیین ابو حاتم اور ابو یونس وغیرہ نے ان کو "ثقہ" کہا ہے۔ ان کی وفات ۱۹۹ھ میں ہوئی۔ (التاریخ الکبیر ۵/۱۲۹، سیئر اعلام النبلاء ۱/۳۵۸، ۳۵۷)

☆ عبدالمومن بن خالد الحنفی: "مرو" کے قاضی تھے۔ "صدوق" ہیں۔ (الکاشف، ۲/۱۹۱)

☆ عبدالواحد بن زیادہ، ابو بشر العبدی، (۱۷۹ھ) تفصیل کے لیے دیکھیے صفحہ ۱۳۲

☆ عبدالوھاب بن یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر، "مقبول" ہیں۔ ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (تقریب، ۱/۴۸۹)

☆ عبدان: عبداللہ بن عثمان بن جبلہ (۲۲۱ھ): "ثقہ" ہیں۔ (فتح الوھاب، ص ۹۴)

☆ عبدۃ بن سلیمان کلابی کوفی، (م۱۸۸ھ) آپ کی کنیت "ابو محمد" ہے کوفہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث ہیں۔ آپ نے عاصم احول، ہشام بن عروہ، اعمش، اسماعیل بن ابی خالد اور ایک دوسری جماعت سے علم حدیث حاصل کیا۔ ابن سعد اور امام احمد بن حنبل نے ان کو "ثقہ" اور قابل اعتماد قرار دیا ہے۔ ابن سعد

... میں ان کا انتقال ہوا۔ (الطبقات الکبری، ۶/۵۴۶، ۵۴۷، التاریخ الکبیر، ۵/۳۷۷)

☆ عبید اللہ بن ابی یزید، (م۱۲۶ھ) یہ آل قارظ بن شیبہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ وہ ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر، حسین بن علی۔ اپنے والد ابی یزید وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن المدینی، ابن معین، نسائی نے ان کو "ثقہ" جبکہ ابن سعد نے ان کو "کثیر الحدیث" کہا ہے۔ (تھذیب، ۷/۵۶، ۵۷)

☆ عبید اللہ بن عبداللہ بن الاصم العامری: محدثین نے "مقبول" کہا ہے۔ انہوں نے یزید بن الاصم سے اور ان سے مروان نے روایت کی ہے۔ (التاریخ الکبیر ۵/۲۴۱)

☆ عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود الھذلی المدنی، (م۹۸ھ) آپ کی کنیت "ابوعبداللہ" اور نام "عبید اللہ" ہے۔ آپ نابینا ہونے کے باوجود چوٹی کے عالم اور مدینہ منورہ کے فقہاء سبعہ کے ممتاز رکن ہیں۔ فقہ حدیث میں امامت کے درجے پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ آپ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے اتالیق ہیں۔ (التاریخ الکبیر، ۵/۳۴۰: الجرح والتعدیل، ۵/۳۱۹)

☆ عبید اللہ بن موسیٰ، ابومحمد: "صدوق" ہیں: شیعہ تھے۔ محدثین نے "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تاریخ الثقات، ص، ۳۱۹)

☆ عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب، (م۱۴۵ھ) ابوعثمان القرشی، مشہور فقیہ تھے اور "ثقہ" ہیں۔ (رجال صحیح البخاری، ۱/۴۶۶)

☆ عبیدہ بن حمید الکوفی، (م۱۰۹ھ) محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (الکاشف، ۲/۲۱۱)

☆ عثمان بن جبلہ بن ابی رواد العتکی المروزی: "ثقہ" ہیں۔ (الکاشف، ۲/۲۱۶)

☆ عطاءؒ بن یسار، ابومحمد المدنی، (م۱۰۳ھ) کبار تابعین میں سے تھے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ "ثقہ فاضل صاحب مواعظ وعبادۃ" (تقریب، ۲/۳۷، الکاشف، ۲/۳۰۸-۳۰۹)

☆ علی بن حجر، ابوالحسن المروزی السعدی، (م۲۴۴ھ) مرو کے رہنے والے "حافظ" ہیں۔ "ثقہ اور مامون ہیں"۔ (التاریخ الکبیر، ۶/۲۷۲، الکاشف ۲/۲۴۴)

☆ علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح السعدی، ابوالحسن ابن المدینی البصری، (م۲۳۴ھ) بصرہ میں پیدا ہوئے۔ صاحب التصانیف ہیں۔ (تھذیب الکمال، ۲۱/۵-۳۵، الکاشف، ۲/۲۵۱، رجال صحیح البخاری، ۲/۵۳۱)

☆ علی بن مسہر کوفی، (م۱۹۷ھ) آپ کی کنیت "ابوالحسن" ہے۔ نامور حافظِ حدیث اور شہر موصل کے

... اور "ثقہ" ہیں۔ آخری عمر میں نابینا ہو گئے۔ (تقریب، ۱/۴۱۹، الکاشف، ۲/۲۵۷)

☆ علی بن میمون الرقی العطار، (م ۲۴۶ھ) یہ ابن عیینہ اور ابی معاویہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں اور "ثقہ" ہیں۔ (الکاشف ۲/۲۵۸)

☆ عمرو بن الحارث بن یعقوب بن عبداللہ الانصاری، (م ۱۴۷ھ) قاری، فقیہ اور مفتی تھے۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" کہا ہے۔ (تھذیب الکمال ۲۱/ ۵۷۰-۵۷۷)

☆ عمارہ بن عمیر التیمی: "ثقہ" ہیں۔ سلیمان بن عبدالملک کے عہد میں وفات پائی۔ (الکاشف: ۲/۳۴۶)

☆ عمرو بن حفص بن غیاث بن طلق، ابو حفص الکوفی، (م ۲۲۲ھ) یہ اپنے والد "حفص بن غیاث اور سکین بن مکمر، عبداللہ بن ادریس اور ابی بکر بن عیاش" سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے امام بخاری مسلم، ابراہیم بن یعقوب، محمد بن عثمان بن کرام وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے "کتاب الثقات" میں ان کا تذکرہ کیا ہے جبکہ ابوحاتم نے ان کو "ثقہ" کہا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۲۱/ ۳۰۴-۳۰۶)

☆ عنبسہ بن عبدالرحمٰن بن عنبسہ بن سعید، ابو زرعہ نے ان کو "واھی الحدیث" اور "منکر الحدیث" جبکہ ابو حاتم نے ان کو "متروک الحدیث" جبکہ ازدی نے ان کو "کذاب" کہا ہے۔ (تھذیب، ۳/۳۳۳، ابن حبان البستی، کتاب المجروحین ۲/۱۷۰-۱۷۱)

☆ فروہ بن نوفل الاشجعی، صحابی ہیں۔ ابن عبدالبر کے مطابق یہ خوارج میں سے ہیں۔ (الکاشف، ۲/۳۲۶)

☆ فلیح بن سلیمان، (م ۱۶۸ھ) ان کا نام "عبدالملک" جبکہ لقب "فلیح" ہے۔ ابن معین ابو حاتم اور امام نسائی کہتے ہیں۔ "لیس بالقوی"۔ بعض نے ان کو "کثیر الخطا" کہا ہے۔ (تھذیب، ۳/۴۰۳، الکاشف، ۲/ ۳۳۲-۳۳۳)

☆ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق، (۱۰۸ھ) دیکھیے صفحہ ۱۸۲

☆ قتیبہ بن سعید بن جمیل بن طریف بن عبداللہ الثقفی، انہیں بھی ابورجاء کہا جاتا ہے کہ اس کا نام "یحیٰی بن سعید" جبکہ "قتیبہ" لقب تھا۔ محدثین نے ان "کو صدوق اور ثقہ" کہا ہے۔ (تھذیب الکمال: ۲۳/ ۵۲۳-۵۳۳)

☆ لیث بن سعد مصری، (م ۱۷۵ھ) آپ کی کنیت "ابوالحارث" ہے۔ بنوفہم کے ساتھ تعلق ولاء رکھتے ہیں۔ آپ مصر کے رہنے والے نامور اور بلند پایہ حافظِ حدیث ہیں۔ آپ دیارِ مصر کے شیخ، عالم اور رئیس تھے۔ عطا بن ابی رباح، نافع عمری، ابن ابی ملیکہ، زہری، مشرح، بن ہامان، جعفر بن ربیعہ اور دوسرے بہت سے لوگوں سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ آپ فنِ حدیث کے "امام"، "حجت" اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ نے جمعرات نصف شعبان میں وفات پائی۔ (میزان الاعتدال، ۵/ ۵۱۶-۵۱۷، تقریب، ۲/۴۹۷)

... ثقہ امام ہیں- کوفہ کے رہنے والے تھے- بے حد عبادت گزار تھے-
(میزان الاعتدال، ۲/۴)

☆ مالک بن انس، (م۱۷۹ھ) آپ کی کنیت ''ابوعبداللہ''، نام ''مالک'' اور لقب ''دارالہجرۃ'' ہے- سلسلہ نسب ''ابوعبداللہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث'' .... ہے- آپ مدینہ منورہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور امتِ مسلمہ کے نامور فقیہ ہیں- آپ سے نافع، مقبری، نعیم، محمد، زہری، ابن المنکدر، عبداللہ بن دینار وغیرہ نے علم حدیث حاصل کیا- آپ سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد شمار سے باہر ہے- آپ میں روشن دماغی، فہم وفراست، وسعتِ علم، دیانت، عدالت، اتباع سنت جیسی بے نظیر خصوصیات تھیں-
(الطبقات الکبریٰ، ۵/۲۸۷، تذکرۃ الحفاظ، ۲۰۶)

☆ مجاہد، (م۱۰۳ھ) آپ کی کنیت ''ابوالحجاج'' مجاہد نام ولدیت ''جبر'' ہے- نسب ''ابوالحجاج مجاہد بن جبر المخزومی المکی''- قریش کے مشہور قبیلہ بنو مخزوم کی طرف نسبت ولاء کی بناء پر ''مخزومی'' کہلاتے ہیں- مکہ معظمہ میں رہنے والے نامور معلم ومفسر قرآن حکیم اور مشہور حافظِ حدیث ہیں- اور تفسیر قرآن کے عالم ہیں-
(تہذیب، ۱۰/۴۲-۴۴، الکاشف، ۳/۱۰۶)

☆ محمد بن ابراہیم بن الحارث بن خالد بن صخر: ان کے دادا حارث اولین مہاجرین میں سے تھے- ''ثقہ'' اور ''کثیر الحدیث'' ہیں- (تہذیب، ۹/۶)

☆ محمد بن اسماعیل بن یوسف السلمی، ابواسماعیل الترمذی، (م۲۸۰ھ) مشہور حافظ ہیں اور بغداد کے رہنے والے ہیں- ''ثقہ'' ہیں- (لسان المیزان، ۹/۸۷)

☆ محمد بن الصباح بن سفیان بن ابی سفیان الجرجرائی، (م۲۴۰ھ) عمر بن عبدالعزیز کے موالی ہیں- ابوزرعہ نے ان کو ''ثقہ'' جبکہ ابوحاتم نے ان کو ''صالح الحدیث'' کہا ہے- (تہذیب الکمال، ۲۵/۳۸۴-۳۸۸: الکاشف، ۳/۴۸)

☆ محمد بن بشار بن عثمان العبدی، ابوبکر، (م۲۵۲ھ) ''ثقہ اور کثیر الحدیث'' ہیں- (تاریخ الثقات، ص، ۴۰۱، الکاشف، ۳/۲۱)

☆ محمد بن حمید الرازی (م۲۴۸ھ): زیادہ تر محدثین نے ان کو ''غیر ثقہ'' قرار دیا ہے- یعقوب بن شیبہ نے ان کو ''کثیر المناکیر'' کہا ہے- (الجوزجانی، احوال الرجال، ص، ۲۰۷، الکاشف، ۳/۳۲)

☆ محمد بن زادان المدنی، امام بخاری نے ان کو ''منکر الحدیث'' جبکہ ابوحاتم نے ان کو ''متروک الحدیث'' کہا ہے- (تہذیب، ۳/۵۶۳، الکاشف ۳/۳۸)

☆ محمد بن عبدالعزیز الرملی: ابن الواسطی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں- ابوزرعہ نے کہا ہے: ''لیس بقوی'' یعقوب بن

[illegible] نے ان کو "ثقہ" کہا ہے۔(تہذیب الکمال، ۲۶/۱۱-۱۲)

☆ محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب محمد بن عبداللہ بن ابی عثمان، (۲۴۴ھ) ان کا تعلق بصرہ سے تھا- یہ کثیر بن مسلم، عبدالعزیز ابن المختار، ابی عوانہ، عبدالواحد بن زیاد وغیرہ سے جبکہ ان سے ترمذی، عبداللہ بن محمد البغوی اور محمد بن جریر الطبری وغیرہ روایت کرتے ہیں- بصرہ میں وفات پائی- محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے-(تہذیب، ۹/۳۱۶)

☆ محمد بن مقاتل المروزی، (م۲۲۶ھ) مشہور فقیہ ہیں اور "ثقہ" ہیں-(الکاشف ۳/۸۷)

☆ محمد بن یحییٰ بن حبان بن منقذ بن عمرو الانصاری، ابوعبداللہ، (م۱۲۱ھ) محدثین نے "ثقہ" قرار دیا ہے-(رجال صحیح البخاری، ۲/۶۸۶: الکاشف، ۳/۹۳)

☆ محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد بن فارس (م۲۵۷ھ): ابوعبداللہ نیشاپوری، امیر المومنین فی الحدیث تھے- ثقہ اور مامون ہیں- امام احمد بن حنبل ان کی بے حد توصیف فرماتے تھے-(تہذیب الکمال، ۲۶/۶۱۷-۶۳۰، الکاشف، ۳/۹۴)

☆ محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان الضبی، (م۲۱۲ھ) "ثقہ" ہیں- ابن حبان نے اپنی "کتاب الثقات" میں ان کا تذکرہ کیا ہے-(تہذیب الکمال ۱۷/۱۹۴، الکاشف، ۲/۱۵۱)

☆ محمود بن غیلان، العدوی المروزی، (م۲۳۹ھ) بغداد کے رہنے والے تھے "ثقہ" ہیں- وہ وکیع، ابن عیینہ نضر بن شمیل، فضل بن موسیٰ البنانی ابی احمد الزبیری اور عبدالرزاق، معاویہ بن ہشام وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- محمود بن غیلان حج کے لیے ۲۳۹ھ میں گئے- پھر مرو کی طرف لوٹ آئے اور ذی القعدہ ۲۳۹ھ میں وفات پائی- (التاریخ الکبیر ۷/۲۸۱: تہذیب، ۱۰/۵۸)

☆ مروان بن معاویہ بن الحارث، (م۱۹۳ھ) "ابوعبداللہ الکوفی" جنہیں محدثین نے "ثقہ" کہا ہے-(تہذیب الکمال، ۲۷/۴۰۳-۴۰۹، تقریب، ۱/۷۷)

☆ مسعر بن کدام بن ظہیر بن عبیدہ بن الحارث، ابوسلمہ الکوفی (م۱۵۳ھ): "ثقہ" تھے- "ثبت فی الحدیث" تھے-(تہذیب الکمال، ۲۷/۴۶۱-۴۶۸، الکاشف، ۳/۱۲۱)

☆ مصعب بن شیبہ بن جبیر بن شیبہ، ابن عثمان بن عبدالدار خازن الکعبہ: بعض محدثین نے ان کو "ضعیف" جبکہ امام نسائی نے ان کو "منکر الحدیث" کہا ہے- (التاریخ الکبیر ۷/۲۲۹، الکاشف، ۳/۱۵۵)

☆ معاویہ بن ہشام، (م۲۰۵ھ) کنیت "ابوالحسن" تھی- کوفہ کے رہنے والے تھے- یہ سفیان ثوری، علی بن صالح، مالک بن انس، ہشام بن سعد، منہال بن خلیفہ، عمار بن زریق وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- ابن شاہین نے ان کا تذکرہ "ثقات" میں جبکہ احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ وہ "کثیر الخطا" ہیں-(تاریخ اسماء الثقات،

ص ... تہذیب ... /۱۶۹)

☆ مفضل بن فضالہ بن عبید، (۱۸۱ھ) آپ کی کنیت "ابو معاویہ" ہے۔ مصر کے رہنے والے نامور حافظِ حدیث اور مصر کے مشہور قاضی ہیں۔ مستجاب الدعوات تھے۔ ۷۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (الکاشف، ۱۵۱/۳)

☆ مقدام بن شریح بن ہانی، "صدوق" ہیں۔ (الکاشف ۱۵۲/۳)

☆ منصور بن معتمر السلمی الکوفی، م۱۳۲ھ) آپ کی کنیت "ابو عتاب" ہے۔ ممتاز حافظِ حدیث، حجت اور چوٹی کے عالم ہیں۔ صحابہؓ سے ان کے سماع کا ثبوت نہیں ملا۔ ابو وائل، ربعی بن خراش، ابراہیم، سعید بن جبیر، مجاہدؒ شعبی اور ان کے طبقے کے محدثین سے علم حدیث حاصل کیا۔ ان سے شعبہ، شعبان، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شریک، فضیل بن عیاض وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب، ۲۷۹/۱۰-۲۸۱)

☆ موسیٰ بن اسماعیل: ابوسلمہ التبوذکی۔ الحافظ۔ البصری۔ "ثقہ" ہیں۔ (الکاشف، ۱۵۹/۳: تقریب ۲۸۰/۲: تاریخ الثقات، ص، ۴۴۳)

☆ موسیٰ بن عقبہ اکسدی، (م۱۴۱ھ) آپ مدینہ منورہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث ہیں۔ آل زبیر بن عوام سے نسبت ولاء رکھتے ہیں۔ نامور فقیہ اور مشہور مفتی تھے۔ صالح اور "ثقہ" ہیں۔ شہرہ آفاق کتاب "کتاب المغازی" کے مصنف ہیں۔ (ذکر اسماء التابعین، ۳۵۰/۱، الکاشف ۶۵/۳، الجمع بین رجال الصحیحین، ۴۸۳/۲)

☆ نافع، (م۱۱۷ھ) آپ کی کنیت "ابو عبداللہ" ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر کا مولیٰ ہونے کی وجہ سے عدوی کہلاتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں سکونت رکھتے تھے۔ اپنے آقا حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابوہریرہؓ، ام سلمہؓ، رافع بن خدیج اور صحابہ کرام کی ایک دوسری جماعت سے علم حدیث حاصل کیا۔ امام بخاری اور دوسرے علماء کے مطابق سب سے زیادہ صحیح سند۔ "مالک عن نافع عن ابن عمر" ہے۔ ان کی زبان میں لکنت تھی یہ "ثقہ" اور "کثیر الحدیث" ہیں۔ ان کا انتقال ۱۱۷ھ میں ہوا۔ (التاریخ الکبیر ۳۹۰/۷-۳۹۹، رجال صحیح البخاری، ۷۴۶/۲)

☆ نضر بن زرارۃ بن عبدالاکرم الذھلی۔ ابوالحسن الکوفی: ابوحاتم نے ان کو "مجھول" جبکہ ابن حبان نے ان کو "ثقات" میں شمار کیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۳۷۸/۲۹: تقریب، ۳۰۱/۲)

☆ نضر بن شمیل مازنی، (م۲۰۴ھ) آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ بصرہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث ہیں۔ لغت کے ماہر ہیں۔ ثقہ اور متبع سنت ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ، ۱-۳۱۴/۲، ۳۱۵)

☆ وساج بن عقبہ بن وساج، وہ شعیب بن اسحاق عبدالحمید بن حبیب، مصعب بن ماھان اور ولید بن محمد الموقری سے

ابراہیم بن محمد الفریابی اور سلیمان بن عبدالحمید روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے "الثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۳۰/۴۴۱)

☆ وکیع بن جراح رواسی، (م۱۹۷ھ) آپ کی کنیت، "ابو سفیان" ہے۔ کوفہ کے رہنے والے ممتاز حافظِ حدیث اور چوٹی کے امام ہیں۔ پختہ کار عالم اور عراق کے محدث ہیں۔ ۱۱۹ھ میں پیدا ہوئے۔ وزیر مال تھے۔ ہمیشہ روزہ رکھتے اور ہر رات قرآنِ حکیم ختم کرتے تھے۔ ہمیشہ قبلہ رخ ہو کر بیٹھتے تھے۔ (تھذیب، ۱۱/۱۰۹-۱۱۴)

☆ ولید بن محمود الموقری، (م۱۸۲ھ) ان کی کنیت "ابو بشر البلقاوی" تھی۔ یہ ثور بن یزید، ضحاک بن مسافر اور ابن شھاب الزھری وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ محدثین نے ان کو "کذاب" اور "ضعیف" قرار دیا ہے۔ ابو زرعہ الرازی نے ان کو "لین الحدیث" کہا ہے۔ جبکہ نسائی نے ان کو "منکر الحدیث اور متروک الحدیث" قرار دیا ہے۔ ماہ رمضان میں وفات پائی۔ (الضعفاء والمتروکین، ص ۱۷۲، تھذیب الکمال، ۳۱/۷۶-۷۸)

☆ ولید بن مسلم الدمشقی، ابوالعباس، (م۱۹۸ھ) "ثقہ" ہیں۔ کئی کتب کے مصنف ہیں۔ (تاریخ الثقات، ص ۴۶۶، الکاشف ۳/۲۱۳)

☆ وھیب بن خالد الباھلی، (م۱۶۵ھ) کنیت "ابوبکر" اور قبیلہ "باہلہ" کے ساتھ نسبت ولا رکھنے کی وجہ سے انہیں "الباھلی" کہا جاتا ہے، عالم فاضل تھے۔ ابو حاتم نے ان کو "ثقہ" کہا ہے۔ (الکاشف، ۳/۲۱۶)

☆ ھلال بن یساف الاشجعی، ابوالحسن، کوفی ہیں۔ "تابعی اور ثقہ" ہیں۔ (تاریخ الثقات، ص ۴۶۰، الکاشف، ۳/۲۰۲)

☆ ھناد بن سری بن مصعب تمیمی دارمی، (م۲۴۳ھ) آپ کی کنیت "ابو السری" ہے۔ آپ بلند پایہ "حافظِ حدیث" اہل علم کے مقتداء بہت بڑے زاہد اور شیخ الکوفہ ہیں۔ امام بخاری کے سوا تمام اصحاب صحاح ستہ، ابو زرعہ، عبدان اور دوسرے لوگ مستفید ہوئے۔ "ثقہ" ہیں زندگی بھر شادی نہ کی لوگ انہیں راہب کوفہ کہتے ہیں۔ ۹۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (التاریخ الکبیر، ۸/۲۳۰: تھذیب، ۱۱/۶۲)

☆ یحییٰ بن ابی کثیر: امام ابونصر الیمامی "ثقہ" ہیں۔ حسن الحدیث ہیں۔ (تاریخ الثقات، ص ۴۷۵، الکاشف، ۳/۲۳۳)

☆ یحییٰ بن جعدہ بن ھبیرہ المخزومی: "ثقہ" ہیں۔ (الکاشف، ۳/۲۲۱: تھذیب الکمال: ۳۱/۲۵۳-۲۵۴)

☆ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ ابوسعید الوادعی، (م۱۸۳ھ) دیکھیے صفحہ ۱۸۴

آپ کی کنیت ابوسعید ہے۔ مدینہ منورہ کے انصاری قبیلے "بونجار" سے تعلق رکھتے تھے۔ مدینہ منورہ کے قاضی تھے۔ ان کا شمار حفاظ حدیث میں ہوتا ہے۔ ثقہ ہیں۔ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ قصبہ ہاشمیہ میں وفات پائی۔ (الطبقات الکبریٰ ۲۶۲/۵)

☆ یحییٰ بن عباد الضبعی، ابن حجر عسقلانی نے ان کو "صدوق" کہا ہے۔ جبکہ ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (الکاشف، ۲۸۲/۳)

☆ یزید بن الاصم العامری، ابوعوف (م۱۰۳ھ): حضرت میمونہؓ کے بھانجے تھے۔ "ثقہ" ہیں۔ (الکاشف۔ ۲۴۰/۳)

☆ یزید بن رومان (م۱۰۳ھ) ابوروح، زبیر بن العوام کے موالی تھے۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ "کثیر الحدیث" ہیں۔ (رجال صحیح البخاری، ۸۰۶/۲-۸۰۷)

☆ یزید بن مقدام بن شریح بن ھانی، ابوحاتم کہتے ہیں، یکتب حدیثه، جبکہ ابن حبان نے "کتاب الثقات" میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ (تہذیب الکمال ۲۴۸/۳۲، ۲۴۹)

☆ یزید بن ہارون ابا عاصم، (م۲۰۶ھ) مشہور حافظ اور "ثقہ محدث" ہیں۔ ۱۱۷ھ میں پیدا ہوئے۔ (تھذیب، ۳۲۰/۱۱: تقریب، ۶۷۷/۲)

☆ یزید بن یزید بن جابر الازدی، (م۱۳۳ھ) "ثقہ صالح" ہیں۔ (الکاشف، ۲۵۱/۳-۲۵۲)

☆ یعقوب بن ابی یعقوب المدنی، "ثقہ" ہیں۔ ابوحاتم نے ان کو "صدوق" کہا ہے۔ (تھذیب، ۴۴۸/۴، الکاشف، ۲۵۷/۳)

☆ یعقوب بن حمید بن کاسب، (م۲۴۱ھ) مکہ کے رہنے والے تھے۔ ابوحاتم نے ان کو ضعیف الحدیث کہا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۳۲۱/۳۲، ۳۲۲: الکاشف۔ ۲۵۴/۳)

☆ یوسف بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری، "کوفی اور ثقہ" ہیں۔ محدثین نے ان کو "مقبول" کہا ہے۔ (تاریخ الثقات، ص ۴۸۵: تقریب، ۶۸۳/۲، الکاشف، ۲۶۰/۳)

ابوتمیلۃ، یحییٰ بن واضح لانصاری، بعض محدثین نے ان کو "لیس بہ باس" اور بعض نے "ثقہ" کہا ہے۔ (تھذیب الکمال ۲۲/۳۲-۲۶)

فصل دوم:

مکارمِ اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم

- ☆ انجیل میں نبی کریم ﷺ کی صفات
- ☆ تبسم
- ☆ طرزِ گفتگو
- ☆ عبادت
- ☆ معاملات میں خوش معاملگی
- ☆ طب نبوی ﷺ
- ☆ عدلِ نبوی ﷺ
- ☆ معجزات
- ☆ حلیہ مبارک
- ☆ حیاء
- ☆ ہیبت و وقار
- ☆ خطاب عام میں اصلاح
- ☆ حزم واحتیاط
- ☆ زہد نبوی ﷺ
- ☆ رحمۃ للعالمین

مکارمِ اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم

محبوبِ رب العالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے جمالِ خَلق اور کمالِ خُلق سے متصف تھے جو حیطۂ بیان سے باہر ہے۔ دمکتا چہرہ گویا چاند، چمکتا رنگ، جمالِ جہاں تاب کے ساتھ ڈھلا ہوا پیکر۔ تابناک و پُر جمال۔ گفتگو میں چاشنی گویا لڑی سے موتی جھڑ رہے ہوں۔

کمالِ نفس اور مکارم اخلاق کے کیا کہنے۔ فصاحت و بلاغت میں ممتاز۔ جوامع الکلم، بردباری، قوتِ برداشت، حلیم و بردبار، غیض وغضب سے دور، پیکر جود وسخا، حیادار و پست نگاہ، عادل، پاک دامن، صادق، امین، عہد کے پابند، صلہ رحمی کرنے والے، نرم خو، باوقار، حاصل یہ کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم بے نظیر صفاتِ کمال سے آراستہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے نظیر ادب سے نوازا تھا۔ حتیٰ کہ باری تعالیٰ نے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فرمایا۔

(﴿وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾) (۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و خصائل کی بلندی تک رسائی پانا ناممکن ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کا جو مشاہدہ صحابیاتؓ نے کیا اور اس کو اس خوبصورتی سے الفاظ کا جامہ پہنایا کہ قیامت تک وہ خوبصورت الفاظ امر رہیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سعد بن ہشام نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے۔ آپؓ نے فرمایا۔ ﴿كان خلقه القرآن﴾۔ (۲)

حضرت صفیہ بنت حی فرماتی ہیں۔ "ما رايت احداً احسن خلقاً من رسول الله صلى الله عليه وسلم" (۳)

انجیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات

قرآن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے شمار صفات بیان کی گئی ہیں۔ اسی طرح انجیل میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔

حدثنا ابو العباس محمد بن يعقوب، ثناء احمد بن عبدالجبار، ثنا يونس بن بكير، ن يونس بن عمرو، عن عيز ارين حريث، ﴿عن عائشةؓ أن رسول صلى الله عليه وسلم مكتوب في الانجيل لافظ ولاغليظ ولاسخاب بالأسواق ولايجزى بالسئية مثلها بل يعفو يصفح﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انجیل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے

---

۱. القلم، ۶۸: ۴

۲. المسند للامام احمد بن حنبل (حديث: ۲۴۷۷۴) ۷/۲۳۳، الادب المفرد، ص، ۱۱۵

۳. مجمع الزوائد، كتاب علامات النبوة، (حديث: ۱۴۱۸۹)، ۸/۵۷۴

... نہ تو بدکلام تھے اور نہ ہی فحش گو، نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے اور نہ ہی برائی کا بدلہ اس کی مانند دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے اور درگزر فرماتے تھے۔

تخریج:

السیرۃ النبویۃ لابن اسحاق، ۱/۸۵، الطبقات الکبری، ۱/۱۲۳-۱۲۵، المستدرک ۲/۶۷۱، السیرۃ النبویۃ فی فتح الباری، ۳/۲۹۵

حلیہ مبارک

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور حسن و جمال، ظاہری نظافت و پاکیزگی سے چمک دمک میں اپنی مثال آپ تھا۔

عن ابی عبیدۃ بن محمد بن عمار بن یاسر قال: ﴿قلت: للربیع بنت معوذ بن عفرا: صفی لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت: یا بنی لو رایتہ رأیت الشمس طالعۃ﴾

ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے کہا کہ میں نے ربیع بنت معوذ ابن عفراء سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ہمارے سامنے بیان کیجئے۔ پس وہ فرمانے لگیں! اے میرے بیٹے اگر تم ان کی زیارت کرتے تو (گویا حسن وجمال میں) طلوع ہوتے ہوئے سورج کی زیارت کرتے۔

تخریج:

ألسنن للدارمی، باب فی حسن النبیﷺ، (حدیث:۶۱)، ۱/۳۱

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی حسین وخوبرو تھے۔

﴿حدثنا ابو کریب، ثنا معاویۃ بن ھشام، ثنا شیبان عن جابر عن ابی الطفیل قال: رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم فتح مکۃ فما أنسی شدۃ بیاض وجھہ مع شدۃ سواد شعرہ، قال: أن من الرجال من ھو اطول منہ ومنھم من ھو أقصر منہ یمشی ویمشون حولہ قال: فقلت لامی: من ھذا؟ فقالت: ھذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقلت: یا ابا الطفیل ما کان ثیابہ قال: لا أحفظہ﴾

حضرت ابی طفیلؓ سے روایت ہے کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ میں ان کا انتہائی سپید چہرہ اور انتہائی سیاہ بال فراموش نہیں کر سکتا۔ مزید کہا کہ ان کے گرد کچھ دراز قامت اور کچھ چھوٹے قد کے لوگ تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

... کہا کہ یہ کون ہے؟ پس انہوں نے فرمایا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں نے کہا اے ابوالطفیل: ان کے کپڑے کیسے تھے؟ انہوں نے فرمایا۔ مجھے یاد نہیں۔

تخریج:

الاحادو المثانی، ص ٢٧٠، ٢٧١ الاصابة(ام عامر بن واثله)، ٨/ ٢٢٧

عن قتاده عن مطرف ﴿عن عائشة قالت: اُهدی للنبی صلی الله علیه وسلم شملةً سوداء فلبسها وقال: کیف ترینها علی یا عائشة؟ قلتُ: ما احسنها علیک یا رسول الله تشرب سوادها بیاضک وبیاضُک بسوادها قالت: فخرج فیها الی الناس﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے کالی چادر حدیۃً دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہنا اور مجھ سے پوچھا۔ اے عائشہؓ یہ مجھ پر کیسی لگتی ہے؟ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت ہی اچھی لگ رہی ہے۔ اس کی سیاہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفیدی کے ساتھ اور آپ ﷺ کی سفیدی اس کی سیاہی کے ساتھ کھل گئی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اسی چادر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف چلے گئے۔

تخریج:

کنز العمال، کتاب الشمائل، باب فی حلیة، (حدیث: ١٨٥٢٢) ٧/ ٦٢: سبل الهدی، فی صفة لونه ٢/ ١١

تبسم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی قہقہہ نہیں لگایا بلکہ تبسم فرماتے تھے۔

حدثنا یحیی بن سلیمان قال حدثنی ابن وهب اخبرنا عمرو أن أبا النضر حدثه عن سلیمان بن یسار ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: ما رایت النبی صلی الله علیه وسلم مستجمعاً قط ضاحکاً حتی أری منه لهواته انما کان یتبسم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی سارے دانت کھول کر اس طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کا حلق نظر آنے لگے بلکہ آپ ﷺ صرف تبسم فرماتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الادب، باب: التبسم والضحک (حدیث:۲۰۹۲) ص،۱۰۶۳، الادب المفرد، باب التبسم (حدیث:۲۵۱) ص، ۹۷

اس حدیث سے مزید وضاحت ہو جاتی ہے۔

حدثنا احمد بن عیسی حدثنا ابن وهب اخبرنا عمرو ان ابا النضر حدثه عن سلیمان بن یسار ﴿عن عائشة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه وسلم قالت: ما رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم ضاحکاً حتی أری منه لهواته انما کان یتبسم قالت: وکان اذا رای غیماً أو ریحا عرف فی وجهه قالت: یا رسول الله ان الناس اذا راوا الغیم فرحوا رجای ان یکون فیه المطر واراک اذا رایته عرف فی وجهک الکراهیة فقال یا عاشة: ما یومنی ان یکون فیه عذاب عذب قوم بالریح وقد رای قوم العذاب فقالو هذا عارض ممطرنا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا جس سے حلق کھل جائے۔ آپ ؐ صرف تبسم فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ جب آپ ؐ ہوا یا بادل دیکھتے تو آپ کے چہرے سے فکر ظاہر ہوتا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ جب بادل کو دیکھتے ہیں تو اس امید میں خوش ہوتے ہیں کہ شاید اس میں بارش ہو اور میں آپ کو دیکھتی ہوں تو آپ کے چہرے سے ناگواری کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی طرف سے اطمینان نہیں ہوتا کہ اس میں عذاب ہو کون سی بات اس میں عذاب ہونے کی طرف سے مطمئن کرتی ہے۔ ایک قوم کو ہوا ہی کے ذریعہ عذاب دیا گیا ایک جماعت نے عذاب دیکھ لیا اور کہا کہ یہ بادل ہے جو ہم پر مینہ برسائے گا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر، باب، سورة الاحقاف، باب قوله، فلما، راوه عارضاً مستقبل اودیتهم (حدیث ، ۴۸۲۸،۴۸۲۹)، ص ، ۸۵۴

حیا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرم وحیا کا پیکر تھے۔ آپ ؐ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ بیعت لیتے ہوئے بھی خواتین سے زبانی بیعت لیتے۔ ہاتھ پر بیعت نہ لیتے تھے گویا آپ ہمیشہ اسلامی اقدار اور اسلامی تعلیمات کو ملحوظ رکھتے تھے۔

حدثنا اسحاق حدثنا یعقوب بن ابراهیم بن سعد حدثنا ابن اخی ابن شهاب عن عمه

اخبرنی عروۃ ﴿ان عائشۃ رضی اللہ عنہا زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمتحن من ھاجر الیہ من المومنات بھذہ الآیۃ بقول اللہ: یا ایھا النبی اذا جائک المومنات یبایعنک الی قولہ غفور رحیم قال عروۃ قالت: عائشۃ فمن أقر بھذا الشرط من المومنات قال لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد بایعتک کلاما ولا واللہ ما مسّت یدہ ید امراۃ قط فی المبایعۃ مایبایعھن الا بقولہ قد بایعتک علی ذلک.﴾

عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مومن عورتوں کا جو آپ کے پاس ہجرت کر کے آتیں آیت (﴿یاایھا النبی اذا جائك المومنات یبایعنك الی قولہ غفور رحیم﴾) تک کی بناء پر امتحان کر لیا کرتے تھے۔ عروہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ مومن عورتوں میں سے جو اس شرط کا اقرار کر لیتی تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ میں نے تجھ سے بیعت کر لی ہے آپ صرف گفتگو کے ذریعہ بیعت کرتے اور خدا کی قسم! بیعت میں کبھی آپ کے ہاتھ نے کسی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا۔ آپ ان عورتوں سے صرف زبانی بیعت کرتے اور فرماتے کہ میں نے تجھ سے اس پر بیعت کی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر، باب: اذا جاء کم المومنات مهاجرات۔ (حدیث: ۴۸۹۱) ص، ۱۰۵۱

طرزِ گفتگو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی خوش کلام تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو تدریج کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر فرماتے تھے۔ ہر لفظ واضح ہوتا اور سننے والا اس کو بآسانی محفوظ کر سکتا تھا۔

حدثنی الحسن بن صباح البزار حدثنا سفیان عن الزھری عن عروۃ ﴿عن عائشۃ رضی اللہ عنھا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یحدث حدیثاً لو عدہ العاد لاحصاہ وقال اللیث حدثنی یونس عن ابن شھاب انہ قال اخبرنی عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ: انھا قالت: ألا یعجبک ابو فلان جائ فجلس الی جانب حجرتی یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسمعنی ذلک وکنت اسبح فقام قبل ان اقضی سبحتی ولو

...ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن يسرد الحديث كسردكم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس طرح ٹھہر ٹھہر کر) بات کرتے تھے کہ اگر کوئی شمار کرنے والا (حروف) کو گننا چاہتا تو گن لیتا۔ لیث، یونس، ابن شہاب، عروہ بن زبیر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک دوسری روایت ہے انہوں نے کہا، فلاں شخص کے حال پر تمہیں تعجب نہیں ہوتا؟ وہ آیا اور میرے حجرہ کی طرف بیٹھ گیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مجھ کو سنا رہا تھا اور میں نماز میں مشغول تھی قبل اس کے کہ میں نماز تمام کروں وہ چلا گیا۔ اگر میں اس کو پاتی تو ضرور اس پر رد کرتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح اس قدر جلد جلد باتیں نہیں کرتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی صلى الله عليه وسلم (حديث: ٣٥٦٨، ٣٥٦٧) ص، ٦٠١، السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب: الهدى فى الكلام، (حديث: ٤٨٣٩) ص، ٦٨٤، الجامع للترمذی، کتاب المناقب، باب: فى كلام النبى صلى الله عليه وسلم (حديث ٣٦٣٩) ص، ٨٣٠

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرزِ گفتگو انتہائی دلنشیں تھا۔

حدثنا حميد بن مسعدة حدثنا حميد بن الاسود عن اسامة بن زيد عن الزهرى عن عروة ﴿عن عائشة قالت: ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسرد سردكم هذا ولكنه كان يتكلم بكلام بينه فصل يحفظه من جلس اليه﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واضح اور صاف باتیں کیا کرتے تھے تاکہ جو بیٹھا ہو یاد کر لے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، کتاب المناقب، باب: صفة النبی (حديث: ٣٥٦٧) ص، ٥٩٨، الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب: قول عائشة: كان يتكلم بكلام يبينه فصل (حديث: ٣٦٣٩) ص، ٨٣٠، السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب: الهدى فى الكلام (حديث: ٤٨٣٩) ص، ٦٨٤۔ اس میں الفاظ ہیں۔ "كان كلام رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلاً يفهمه كل من سمعه"، الشمائل النبوية باب كيف كان كلام رسول الله صلى الله عليه وسلم (حديث: ٢٢٣) ص، ٢٨١، ٢٨٢

... صلی اللہ علیہ وسلم ایسے باوقار انداز میں بات کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لہجہ انتہائی دھیما ہوتا تھا۔

حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن ابی اسحاق عن ابی عبد الله الجدلی واسمه عبد بن عبد ﴿عن عائشة انها قالت: لم یکن رسول الله صلی الله علیه وسلم فاحشاً ولا متفحشاً ولا صخاباً فی الاسواق ولا یجزی بالسیئة السیئة ولکن یعفو ویصفح﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو طبعاً فحش گو تھے نہ بتکلف فحش بات فرماتے تھے، نا بازاروں میں چلا کر (خلاف وقار) باتیں کرتے تھے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے، بلکہ معاف فرما دیتے تھے اور اس کا تذکرہ بھی نہ فرماتے تھے۔

تخریج:

الشمائل النبویة، (حدیث: ۳۴۹) ص، ۴۲۳، الجامع للترمذی، کتاب البر والصلة، ماجاء فی خلق النبی صلی الله علیه وسلم (حدیث:۲۰۱۶) ص، ۴۶۵

فصاحت و بلاغت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصاحت و بلاغت میں ممتاز تھے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں قصداً شعر نہیں کہا کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شایانِ شان نہ تھا۔ قرآن خود اس کی گواہی دیتا ہے (﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنبَغِي لَهُ﴾) (۱) یعنی نہ تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر سکھائے اور نہ ہی یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شایانِ شان ہے۔ اس کی وجہ یقیناً یہ ہے کہ شاعری بالعموم مبالغہ آمیز، افراط و تفریط اور محض تخیلات کی ندرت کاری ہوتی ہے اور عموماً اس کی بنیاد جھوٹ پر ہوتی ہے۔ مگر ایسے اشعار جو عقیدۂ توحید، عظمتِ الٰہی، دنیا کی بے ثباتی، شانِ رسالت اور کفار و مشرکین کی مذمت میں ہوں، پڑھے جا سکتے ہیں کیونکہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ، کفارِ مکہ نیز یہود و شعراء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو جب اشعار کے ذریعے کرتے تو سیدنا حسانؓ اپنے اشعار سے ان کا رد کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے۔

حدثنا اسماعیل بن موسیٰ الفزازی وعلی بن حجر، والمعنی واحد. قالا: حدثنا عبدالرحمن بن ابی زناد، عن هشام بن عروه عن ابیه، ﴿عن عائشةؓ قالت: کان رسول الله یضع لحسان بن ثابت (۲) منبراً فی المسجد یقوم علیه قائماً یفاخر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم او قال: ینافح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ویقول صلی

۱۔ یٰس: ۳۶/۶۹

۲۔ **حسان بن ثابت بن المنذر الانصاری**، انکی کنیت "ابوالولید" اور ابو الھشام تھی والدہ کا نام "فریعہ" تھا۔ جنکا تعلق خزرج سے تھا۔ حسان بن ثابت کو "شاعرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم" کہا جاتا ہے۔ (ابن قتیبه الدینوری، عبدالله بن مسلم، الشعر والشعراء (اوطبقات الشعراء، ص، ۱۷۳)

... عليه وسلم. ان الله يؤيد حسان بروح القدس ما ينافح أو يفاخر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم. ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھایا کرتے تھے، تا کہ اس پر کھڑے ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مفاخرت کریں۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فخریہ اشعار پڑھیں یا آپ کی طرف سے مدافعت کریں، یعنی کفار کے الزامات کا جواب دیں۔ یہ شک راوی کا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ جل شانہ روح القدس سے حسان کی امداد فرماتے ہیں۔ جب تک کہ وہ دین کی امداد کرتے ہیں۔

تخریج:

الشمائل النبوية، باب ماجاء فى صفة كلام رسول الله (حديث:٢٥٠) ص، ٣٠٢، السنن لابوداؤد، كتاب الادب، باب ماجاء فى الشعر (حديث:٥٠١٥) ص، ٧٠٥، الجامع للترمذى، كتاب الادب، باب ماجاء فى انشاد الشعر، (حديث:٢٨٤٦)

ہیبت ووقار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باری تعالیٰ نے ہیبت ورعب سے نوازا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میں ایک ایسا وقار تھا۔ کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان سے متاثر ہو جاتے۔

حدثنا عبد بن حميد قال حدثنا عفان بن مسلم قال حدثنا عبد الله بن حسان عن جدتيه ﴿عن قيلة بنت مخرمة انها رات رسول الله صلى الله عليه وسلم فى المسجد وهو قاعد القرفصاى(١) قالت: فلما رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم المتخشع فى الجلسة ارعدت من الفرق﴾ (٢)

حضرت قیلہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد (میں کچھ ایسی عاجزانہ صورت) میں گوٹ مارے بیٹھے دیکھا کہ میں رعب کی وجہ سے کانپنے لگی۔

۱۔ القرفصا: ایک مخصوص طریقے سے بیٹھنے کو کہتے ہیں۔ یعنی سرینوں پر بیٹھ کر اپنے ران پیٹ سے ملا دیے جائیں اور اپنے ہاتھوں سے پنڈلیوں کو باندھ لیا جائے۔ اس طرح سے بیٹھنے کو ''گوٹ مار کر بیٹھنا'' کہتے ہیں۔

۲۔ اس حدیث کا مزید حصہ ''المعجم الکبیر'' میں بیان ہوا ہے کہ حضرت قیلہؓ کی یہ حالتِ خوف دیکھ کر حاضرین مجلس میں سے کسی نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مسکینہ تو خوفزدہ ہو کر کانپنے لگی ہے۔ خود قیلہؓ کہتی ہیں کہ میں آپؐ کی پشت کے پیچھے تھی۔ آپؐ نے میری طرف رخ موڑے بغیر فرمایا اے مسکینہ! سکون اختیار کر آپ کا بس اتنا فرمانا تھا کہ سارا خوف و دہشت اور رعب ولرزہ مجھ پر طاری تھا کافور ہو گیا۔ (۹/۲۵)

تخریج:

الشمائل النبوية، باب ماجاء في جلسة رسول الله (حديث: ١٢٧) ص، ١٨٠، المعجم الكبير، ٩/٢٥

بیماری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل

حدثني سريج بن يونس ويحيى بن ايوب قالا حدثنا عباد بن عباد عن هشام بن عروة عن ابيه ﴿عن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مرض احد من اهله نفث عليه بالمعوذات فلما مرض مرضه الذى مات فيه جعلت انفث عليه وامسحه بيد نفسه لانها كانت اعظم بركة من يدى.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپؐ کے گھر والوں میں سے جب کوئی بیمار ہو جاتا تو آپؐ "الفلق" اور "الناس" پڑھ کر اس پر پھونک مارتے یعنی دم کرتے تھے جب آپؐ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں آپؐ کی وفات ہوگئی تو میں نے آپ کو دم کرنا چاہا اور آپؐ کے ہاتھ کو ہی آپؐ پر پھیرنا شروع کیا کیونکہ آپ کا ہاتھ میرے ہاتھ سے زیادہ بابرکت تھا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للمسلم، كتاب السلام، باب: رقية المريض (حديث: ٢١٩٢) ص، ٩٤٣

عیادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس سب کے لیے محبت وشفقت کا بحرِ بیکراں تھی۔ آپ کو بیماروں کا بہت خیال رہتا تھا۔ اگر کسی دوست یا کسی عزیز کی بیماری کی خبر ملتی تو اس کی عیادت کے لیے ضرور تشریف لے جاتے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرتے اور ان کو تسلی دیتے نیز اس کے لیے دعا بھی فرماتے۔

وحدثنا شيبان بن فروخ حدثنا ابو عوانة عن منصور عن ابراهيم عن مسروق ﴿عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا عاد مريضاً يقول اذهب الباس رب الناس اشفه انت الشافى لا شفاى الا شفاوك شفاى لا يغادر سقما﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کرتے تو (اذهب الباس رب الناس اشفه انت الشافى لا شفاى الا شفاؤك شفاى لا يغادر سقما) فرماتے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب السلام باب: استجاب رقیۃ المریض (حدیث:۲۱۹۱) ص، ۹۷۲

خطاب عام میں اصلاح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت طیبہ یہ تھی کہ جب نامناسب امور پر تنبیہ فرماتے تو عام انداز میں تقریر اور خطبہ فرماتے۔ خاص طور پر کسی کا نام نہ لیتے تاکہ وہ شرمندہ نہ ہو۔ مگر اس سے سمجھنے والا سمجھ جاتا کہ آپ اُسے نصیحت فرما رہے ہیں۔

حدثنا عثمان بن ابی شیبة حدثنا عبدالحمید یعنی الحمانی حدثنا الاعمش عن مسلم ﴿عن مسروق عن عائشة رضی الله عنها قالت: کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا بلغه عن الرجل الشی لم یقل ما بال فلان یقول ولکن یقول ما بال اقوام یقولون کذا و کذا.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی آدمی سے کوئی ناگوار بات پیش آتی تو آپ یہ نہ کہتے کہ فلاں کو کیا ہوگیا؟ (اس آدمی کا نام نہ لیتے) بلکہ یہ فرماتے تھے کہ ان لوگوں کیا ہوگیا جو اس طرح کہتے ہیں۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب: فی حسن العشرة (حدیث: ۴۷۸۸) ص، ۸۷۴، ناصر الدین البانی لکھتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ صحیح سنن ابی دائود، ۳/۹۰۹

معاملات میں خوش معاملگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے حد خوش معاملہ تھے۔ اپنے ملنے جلنے والوں کی ہمدردی کا ہمدردی اور احسان کا بدلہ احسان سے دیتے۔ کوئی شخص اگر آپ کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش فرماتا تو آپ جواباً اسے بہتر بدلہ عطا فرماتے۔

﴿حدثنا علی بن حشرم وغیر واحد قالو! حدثنا عیسی بن یونس عن هشام بن عروة عن ابیه ﴿ان عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یقبل الهدیة ویثیب علیها﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس پر بدلہ بھی دیا کرتے تھے۔

تخریج:

الشمائل النبویة، باب: ماجاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه وسلم (حدیث:۳۵۹)

حدثنا محمد بن حمید الرازی قال حدثنا ابراهیم بن المختار عن محمد بن اسحاق عن ابی عبیدة بن محمد بن عمار بن یاسر ﴿عن الربیع بنت معوذ بن عفرای قالت: بعثنی معاذ بن عفرای(۱) بقناع من رطب و علیه اجر من قثای زغب و کان النبی صلی الله علیه وسلم یحب القثای فاتیته به وعنده حلیة قد قدمت علیه من البحرین فلما یده منها فاعطانیه﴾

حضرت ربیع بنتِ معوذ فرماتی ہیں: کہ مجھے میرے چچا معاذ بن عفراءؓ نے تازہ کھجوروں کا ایک طبق جن پر چھوٹی چھوٹی روئیں دار ککڑیاں بھی تھیں، دے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ککڑی مرغوب تھی، میں جس وقت ککڑیاں لے کر حاضر خدمت ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے کچھ زیورات آئے ہوئے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں ایک ہاتھ بھر کر مجھے مرحمت فرمایا۔

اس سے آپ کی سخاوت اور خوش معاملگی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

تخریج:

الشمائل النبویة، (حدیث: ۲۰۲) ص، ۲۶۲،۲۶۱، المسند لاسحاق بن راهویه، ص، ۲۱۴، (ابوالولید، شریک حشام بن عبدالملک، عبداللہ بن محمد بن عقیل سے روایت ہے) المسند للامام احمد بن حنبل، (حدیث: ۲۶۴۸۰)، ۵۰۱/۷

لین دین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریق یہ تھا کہ آپ ہر شے کے لین دین میں ''دائیں جانب'' کا خیال رکھتے تھے اور آپ کی حتی الامکان کوشش ہوتی تھی کہ ہر کام کا آغاز دائیں جانب سے کریں۔

حدثنا حجاج بن منهال حدثنا شعبة قال اخبرنی اشعث بن سلیم سمعت ابی یحدث عن مسروق ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: کان النبی صلی الله علیه وسلم یحب التیمن فی طهوره و ترجله وتنعله﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو، کنگھی کرنے اور جوتی پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے۔(۱)

تخریج:

۱۔ **معاذ بن عفراءؓ** ان کا نسب ان کی والدہ، ''عفراء بنت عبید بن ثعلبه بن غنم'' سے منسوب ہے۔ ان کا اصل نام ''معاذ بن الحارث بن رفاعہ بن سواد'' ہے۔ غزوۂ بدر اور خندق میں شریک ہوئے۔ خلیفہ بن خیاط کے مطابق حضرت علیؓ کے عہد میں وفات پائی۔(الاستیعاب، ۱۴۰۸/۳)

بخاری، کتاب اللباس، باب یبدأ بالنعل الیمنی، (حدیث:۵۸۵۴)، ص ۱۰۳۱، السنن للنسانی، کتاب الزینه باب: التیافی الرجل (حدیث: ۵۲۴۲)، ص،۷۱۴، السنن النسائی للیسوطی، کتاب الزینة باب التیامن فی الترجل (کان یحب التیامن ما استطاع فی طهوره وتنعله وترجله، ص، ۸۷۴، الشمائل النبوية، ص ۱۳۷، میں یہ روایت ابو موسیٰ، محمد بن المثنیٰ، محمد بن جعفر، شعبہ سے مروی ہے، السنن لابن ماجه، کتاب الطهارة منها. التیمن فی الوضو (حدیث:۴۰۱) ص ۵۹

اخبرنا محمد بن معمر قال حدثنا ابو عاصم عن محمد بن بشر عن اشعث بن ابی الشعشای عن الاسود بن یزید ﴿عن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب التيامن ياخذ بيمينه ويعطي بيمينه ويحب التيمن في جميع اموره﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب سے آغاز فرمانے کو محبوب رکھتے تھے اور آپ ؑ دائیں جانب سے لیتے تھے اور دائیں جانب سے دیتے تھے اور ہر ایک کام میں دائیں جانب سے شروع فرمانا پسند فرماتے تھے۔

آپ ؑ نے اپنی امت کو بھی اس کی تلقین کی۔ قرآن مجید میں بھی اصحاب الیمین کو اصحاب الشمال پر فوقیت دی گئی ہے (۲)

تخریج:

السنن للنسانی كتاب الزينة، باب: التيامن فی الترجل (حدیث:۵۰۶۲) ص، ۶۹۴

اپنا کام خود انجام دینے کی عادت مبارکہ

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ کوشش فرماتے کہ اپنا کام خود کریں۔ آپ گھر کے کام کاج میں اپنی ازواج کا ہاتھ بٹاتے۔ کپڑوں میں پیوند لگاتے۔ گھر میں جھاڑو دیتے۔ دودھ دوہ لیتے۔ بازار سے سودا سلف لا دیتے۔ ڈول درست کر دیتے۔ اونٹ کو اپنے ہاتھ سے باندھ دیتے۔ غرض یہ کہ آپ کو کام کرنے میں کوئی عار محسوس نہ ہوتی تھی۔

محمد بن اسماعيل حدثنا عبدالله بن صالح قال حدثنا معاوية بن صالح عن يحيى بن سعيد ﴿عن عمرة قالت: قيل لعائشة ماذا كان يعمل رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيته؟ قالت: كان بشراً من البشر يفلي ثوبه ويحلب شاته ويخدم نفسه﴾

حضرت عمرةؓ کہتی ہیں: کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ اس حدیث میں تین چیزوں **(وضو، کنگھی، جوتا)** کا تذکرہ ہے۔ یہ پسندیدگی صرف ان تین اشیاء پر منحصر نہیں بلکہ آپ تقریباً ہر کام داہنی جانب سے شروع کرتے تھے مثلاً چیزوں کا لینا دینا، کپڑے پہننا، مسجد میں داخل ہونا، مسواک کرنا وغیرہ

۲۔ **الواقعہ:۵۶، ۲۷،** اصحاب الیمین جن کو اعمال نامے دائیں ہاتھ میں اور اصحاب الشمال جن کے اعمال نامے ان کے بائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے۔

بخاری: کتاب اللباس، باب یبدأ بالنعل الیمنی، (حدیث:۵۸۵۴)، ص ۱۰۳۱، السنن للنسائی، کتاب الزینہ باب: التیافی الرجل (حدیث: ۵۲۴۲)، ص، ۸۱۴، السنن النسائی للیسوطی، کتاب الزینة باب التیامن فی الترجل (کان یحب التیامن ما استطاع فی طھورہ وتنعلہ وترجلہ ، ص، ۸۷۴، الشمائل النبویة، ص ۱۳۷، میں یہ روایت ابوموسیٰ، محمد بن المثنی، محمد بن جعفر، شعبہ سے مروی ہے، السنن لابن ماجہ، کتاب الطھارة منھا۔ التیمن فی الوضو (حدیث:۴۰۱) ص ۵۹

اخبرنا محمد بن معمر قال حدثنا ابو عاصم عن محمد بن بشر عن اشعث بن ابی الشعثای عن الاسود بن یزید ﴿عن عائشة قالت: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یحب التیامن یاخذ بیمینه ویعطی بیمینه ویحب التیمن فی جمیع اموره﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب سے آغاز فرمانے کو محبوب رکھتے تھے اور آپؐ دائیں جانب سے لیتے تھے اور دائیں جانب سے دیتے تھے اور ہر ایک کام میں دائیں جانب سے شروع فرمانا پسند فرماتے تھے۔

آپؐ نے اپنی امت کو بھی اس کی تلقین کی۔ قرآن مجید میں بھی اصحاب الیمین کو اصحاب الشمال پر فوقیت دی گئی ہے (۲)

تخریج:

السنن للنسائی کتاب الزینة، باب: التیامن فی الترجل (حدیث:۵۰۶۲) ص، ۲۹۴

اپنا کام خود انجام دینے کی عادت مبارکہ

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ کوشش فرماتے کہ اپنا کام خود کریں۔ آپ گھر کے کام کاج میں اپنی ازواج کا ہاتھ بٹاتے۔ کپڑوں میں پیوند لگاتے۔ گھر میں جھاڑو دیتے۔ دودھ دوھ لیتے۔ بازار سے سودا سلف لا دیتے۔ ڈول درست کر دیتے۔ اونٹ کو اپنے ہاتھ سے باندھ دیتے۔ غرض یہ کہ آپ کو کام کرنے میں کوئی عار محسوس نہ ہوتی تھی۔

محمد بن اسماعیل حدثنا عبدالله بن صالح قال حدثنا معاویة بن صالح عن یحیی بن سعید ﴿عن عمرة قالت: قیل لعائشة ماذا کان یعمل رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بیته؟ قالت: کان بشراً من البشر یفلی ثوبه ویحلب شاته ویخدم نفسه﴾

حضرت عمرہؓ کہتی ہیں: کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ اس حدیث میں تین چیزوں **(وضو، کنگھی، جوتا)** کا تذکرہ ہے۔ یہ پسندیدگی صرف ان تین اشیاء پر منحصر نہیں بلکہ آپ تقریباً ہر کام داہنی جانب سے شروع کرتے تھے مثلاً چیزوں کا لینا دینا، کپڑے پہننا، مسجد میں داخل ہونا، مسواک کرنا وغیرہ

۲۔ **الواقعہ:۵۶، ۲۷**، اصحاب الیمین جن کو اعمال نامے دائیں ہاتھ میں اور اصحاب الشمال جن کے اعمال نامے ان کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔

[illegible] انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے۔ اپنے کپڑے میں خود ہی جوں تلاش کر لیتے تھے اور خود ہی بکری کا دودھ نکال لیتے تھے اور اپنا کام خود ہی کر لیتے تھے۔

تخریج:

الشمائل النبویہ، (حدیث: ۳۴۳) ص، ۲۸۲،۲۸۳، الادب المفرد، ص، ۱۹۰، الاحسان بترتیب، صحیح ابن حبان، (حدیث:۵۶۸۵، ۵۶۸۶، ۵۶۸۷)، ۷/۳۵۳، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الادب، باب من کان فی حاجة اهله فاقیمت الصلاة فخرج (حدیث:۶۷۶) الطبقات الکبری، ۱/۱۷۶

حزم واحتیاط

-- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ اوصاف سے متصف ہونے کے ساتھ ساتھ حزم واحتیاط کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔

حدثنا احمد بن محمد المروزی حدثنا عبدالرزاق اخبرنا معمر عن الزهری عن علی بن حسین ﴿عن صفية قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم معتكفا فاتيته ازوره ليلا فحدثته وقمت فانقلبت فقام معي ليقلبني وكان مسكنها في دار اسامة بن زيد فمر رجلان من الانصار فلما رايا النبي صلى الله عليه وسلم أسرعا فقال النبي صلى الله عليه وسلم: على رسلكما انها صفية بنت حيي قالا: سبحان الله يا رسول الله! قال: ان الشيطان يجري من الانسان مجرى الدم فخشيت ان يقذف في قلوبكما شيئا او قال شر﴾

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معتکف تھے۔ میں ایک رات آپ ﷺ کی زیارت کے لیے آئی۔ میں نے آپ ﷺ سے گفتگو کی پھر میں واپسی کے لیے کھڑی ہوئی اور واپس جانے کے لیے مڑی تو آپ ﷺ بھی میرے ساتھ کھڑے ہو گئے تا کہ مجھے روانہ کریں۔ اس زمانہ میں حضرت صفیہ کی رہائش گاہ اسامہ بن زید کے گھر میں تھی تو اس دوران انصار کے دو افراد گزرے۔ انہوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیزی سے آپ کے پیچھے ہو لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی رفتار اور چال اختیار کرو بے شک یہ صفیہ بنت حیی ہے۔ وہ دونوں کہنے لگے کہ سبحان اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کہ ہم آپ پر بدگمانی کریں) آپ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے ساتھ دوڑتا ہے۔ جس طرح خون (انسانوں کے رگوں

... دونوں کے دلوں میں کوئی کھٹکا یا برائی نہ ڈال دے۔

تخریج:

السنن لابوداؤد کتاب الادب، باب: فی حسن الظن، (حدیث:۴۹۹۴) ص، ۷۰۳، المسند للطحاوی، (حدیث ۹۱۱۴،۹۱۱۶ /۱) ۹ /۳۸۴

ولیمہ کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ

حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن منصور بن صفیة ﴿عن امه صفیة بنت شیبة قالت: أولم النبی صلی الله علیه وسلم علی بعض نسائه بمدین من شعیر﴾

حضرت صفیہ بنت شیبہؓ کہتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض بیویوں کا ولیمہ چار سیر جو ہی میں کر دیا تھا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، باب: من أولم بأقل من شاة (حدیث:۵۱۸۲) ص، ۹۲۴

طب نبوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زخم یا کانٹا چبھنے والی جگہ پر مہندی لگایا کرتے تھے۔ کیونکہ مہندی زخم کو تیزی سے مندمل کر دیتی ہے۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا زید بن الحباب حدثنا فائد مولی عبید الله بن علی بن ابی رافع حدثنی مولای عبید الله ﴿حدثنی جدتی سلمی ام رافع مولاة رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت: کان لایصیب النبی صلی الله علیه وسلم قرحة ولا شوکة الا وضع علیه الحنای﴾

حضرت سلمی ام رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ باندی ہیں۔ فرماتی ہیں: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زخم ہوتا یا کانٹا چبھتا تو آپؐ اس (زخم والی جگہ پر) پر مہندی لگاتے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الطب، باب الحنا، (حدیث:۳۵۰۲) ص، ۵۰۵

زہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تمام عمر زہد وتقویٰ میں گزاری۔

حدثنا يحيى بن يحيى حدثنا عبدالعزيز بن أبي حازم عن ابيه عن يزيد بن رومان عن عروة ﴿عن عائشة انها كانت تقول: والله يا ابن اختى ان كنا لننظر الى الهلال ثم الهلال ثم الهلال ثلاثة اهلة فى شهرين وما اوقد فى ابيات رسول الله صلى الله عليه وسلم نار قال: قلت يا خاله: فما كان يعيشكم؟ قالت: الاسودان التمر والماء انا انه قد كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم جيران من الانصار وكانت لهم منائح فكانوا يرسلون الى رسول الله صلى الله عليه وسلم من البانها فيسقيناه﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے فرماتی تھیں کہ اللہ کی قسم اے میرے بھتیجے ہم ایک چاند دیکھتے پھر دوسرا چاند دیکھتے پھر تیسرا چاند دیکھتے تو دو مہینوں میں تین چاند دیکھ لیتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں جلتی تھی۔ حضرت عروہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے خالہ پھر آپ کس طرح زندگی گزارتیں تھیں؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے فرمایا: کھجور اور پانی کے ساتھ سوائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ انصاری ہمسائے تھے اور ان کے دودھ والے جانور تھے۔ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان جانوروں کا دودھ بھیج دیتے تھے تو وہ دودھ آپ ہمیں پلا دیتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للمسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب: الدنيا سجن للمومن وجنة للكافر (حديث:٢٩٧٢) ص، ١٢٨٨، الجامع الصحيح للبخارى، كتاب الرقاق، باب كيف كان عيش النبى واصحابه وتخليهم من الدنيا (حديث:٦٤٥٩) ص، ١٣٦٥

حدثنى ابو الطاهر احمد اخبرنا عبدالله بن وهب اخبرنى ابو صخر عن يزيد بن عبدالله بن قسيط ح و حدثنى هارون بن سعيد حدثنا ابن وهب اخبرنى ابو صخر عن ابن قسيط عن عروة بن الزبير ﴿عن عائشة زوج النبى صلى الله عليه وسلم قالت: لقد مات رسول الله صلى الله عليه وسلم وما شبع من خبز وزيت فى يوم واحد مرتين﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور آپؐ نے ایک دن میں دو مرتبہ روٹی اور زیتون کا تیل تک سیر ہو کر

میں جائے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الزھد، والرقائق، باب: الدنیا سجن للمومن وجنته للکافر. (حدیث:۲۹۵۶) ص، ۱۲۸۸

عدل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی بھی معاشرہ جرائم سے پاک نہیں ہوتا اگر جرائم پر سزا نہ دی جائے تو معاشرتی امن بالکل تباہ ہو جائے چنانچہ جرائم کی سنگینی کے اعتبار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے مطابق سزا دیا کرتے تھے اور اس میں ہمیشہ عدل کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔

حدثنا احمد بن محمد بن حنبل حدثنا سفیان عن الزھری قال سمعته منه ﴿عن عمرة عن عائشة رضی الله عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یقطع فی ربع دینار فصا عداً﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دینار کے چوتھائی حصہ یا اس سے زائد کی چوری میں ہاتھ کاٹا کرتے تھے۔

تخریج:

السنن، لابوداؤد، کتاب الحدود، باب: مایقطع فیه السارق (حدیث:۴۳۸۳) ص، ۶۱۶،۶۱۷، السنن للنسائی، کتاب، قطع السارق، باب: الترغیب فی اقامة الحد (حدیث:۴۹۱۸) ص، ۲۴۰۵

حدود کے معاملے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی سفارش قبول نہ فرماتے تھے۔

حدثنا محمد بن یحیی بن فارس حدثنا ابو صالح عن اللیث قال حدثنی یونس عن ابی شهاب قال کان عروة یحدث﴿ ان عائشة رضی الله عنها قالت: استعارت امراة تعنی حلیا علی السنة اناس یعرفون ولا تعرف هی فباعته فاخذت فأتی بها النبی صلی الله علیه وسلم فامر بقطع یدها وهی التی شفع فیها اسامة بن زید(۱) وقال فیها رسول الله صلی الله علیه وسلم ما قال﴾

۱۔ **اسامہ بن زید بن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزیٰ:** غلاموں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت زید بن حارثہؓ کے صاحبزادے تھے۔ مکہ میں پیدا ہوئے۔ والدہ کا نام "ام ایمن" تھا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بے حد پیار کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین بھی ان کی بے حد تکریم کرتے تھے۔ امیر معاویہ کے عہد میں ۵۴ھ میں وفات پائی۔ (الطبقات الکبری ۴۲/۲، احمد بن حنبل، فضائل الصحابة، ۸۳۴/۲، ۸۳۷، فتح الباری، ۸۸/۷، ۸۹)

...رت ... رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک غیر معروف عورت نے چند مشہور و معروف اور معتبر لوگوں کے ذریعہ کچھ زیور مستعار لیا اور اسے فروخت کر ڈالا۔ اس عورت کو پکڑ کر لایا گیا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور یہ وہی عورت تھی جس کے بارے میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفارش کی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا جو فرمایا کہ پچھلی امتوں کو اسی وجہ سے ہلاک کیا گیا کہ وہ امراء کو چھوڑ دیتے تھے اور کمزوروں کو پکڑ لیا کرتے تھے۔

تخریج:

السنن ابوداؤد، کتاب الحدود، باب: فی القطع فی العارية اذا جحدت (حديث:۴۳۹۶) ص، ۲۱۸

عدل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزید وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے۔

حدثنا قتيبه بن سعيد حدثنا ليث عن ابن شهاب عن عروة ﴿عن عائشة رضى الله عنها ان قريشا اهمهم شان المراة المخزومية(۱) التى سرقت فقالوا ومن يكلم فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا ومن يجترى عليه الا اسامة بن زيد حب رسول الله صلى الله عليه وسلم فكلمه اسامة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتشفع فى حد من حدود الله ثم قام فاختطب ثم قال انما اهلك الذين قبلكم انهم كانوا اذا سرق فيهم الشريف تركوه واذا سرق فيهم الضعيف اقاموا عليه الحد وايم الله لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ (امرائے) قریش ایک مخزومی عورت کے معاملہ میں بہت ہی فکر مند تھے جس نے چوری کی تھی (اور آپؐ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا تھا) وہ لوگ کہنے لگے کہ اس سارقہ کے واقعہ کے متعلق کون شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کرے بعض لوگوں نے کہا اسامہ بن زید جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے ہیں اگر کچھ کہہ سکتے ہیں تو وہی کہہ سکتے ہیں ان لوگوں نے مشورہ کر کے اسامہ بن زید کو اس بات پر مجبور کیا چنانچہ اسامہؓ نے جرات کر کے اس واقعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جس پر آپؐ نے اپنے چہیتے

۱۔ یہ مخزومی خاتون **"فاطمہ بنت اسود بن عبدالاسد بن عمر بن مخزوم"** تھیں۔ یہ جلیل القدر صحابی حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسودؓ (جوام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے پہلے شوہر تھے) کی بھتیجی تھیں۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ چوری کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ کاٹا تھا۔ (الطبقات الكبرى، ۳۸۰/۸، ۳۸۱، عمدة القاری، ۴۲۹/۲۳، الاستیعاب، ۴۴۶/۴)

... کیا تم خدا کی قائم کردہ سزاؤں میں سے ایک حد کے قیام کے سفارشی ہو۔ یہ کہہ کر آپ کھڑے ہو گئے اور لوگوں کے سامنے خطبہ فرمایا کہ تم سے پہلی امتیں اس لیے ہلاک ہوئیں کہ ان میں جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور سزا نہ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے۔ قسم ہے خدا کی! اگر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ ڈالوں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ذکر اسامہ بن زید (حدیث: ۳۷۳۲، ۳۷۳۳) ص، ۶۲۲،۶۲۷، السنن، لابوداؤد، کتاب الحدود، باب فی الحدیشفع فیه (حدیث: ۴۳۷۳) ص، ۶۱۵: باب فی القطع فی العارية اذا جحدت، (حدیث ۴۳۹۷) ص، ۶۱۸

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاریکی کو پسند نہ فرماتے تھے۔

عن شفيق عن جابر عن ام محمد ﴿عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان لا یقعد فی بیت مظلم حتی یضاء له بسراج﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تاریکی میں نہیں بیٹھتے تھے یہاں تک کہ ان کے لیے چراغ روشن کیا جاتا تھا۔

تخریج:

کنز العمال، کتاب الشمائل، (حدیث:۱۸۷۱۶)، ۷/۸۸

رحمۃ للعالمین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا چنانچہ آپ ؐ کی رحمت ہر خاص و عام کے لیے یکساں تھی۔

حدثنا قتيبه بن سعيد عن مالک بن انس فيمها قرئ عليه ح و حدثنا يحيى بن يحيى قال قرات على مالک عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير ﴿عن عائشة زوج النبی صلی الله علیه وسلم انها قالت: ما خير رسول الله صلى الله عليه وسلم بين امرين الا اخذ ايسرهما ما لم يكن اثماً فان كان اثماً كان أبعد الناس منه وما انتقم رسول الله صلى الله عليه

وسلم نفسه الا ان تنتهک حرمة الله عزوجل﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو کاموں میں سے ایک کام کرنے کا اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ ان میں سے آسان کام کو اختیار فرماتے تھے۔ شرط یہ ہے کہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا ہو اور اگر گناہ کا کام ہوتا تو آپؐ سب لوگوں سے بڑھ کر اس کام سے دور رہتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سے اپنی ذات کی وجہ سے انتقام نہیں لیا لیکن اگر کوئی آدمی اللہ کے حکم کے خلاف کام کرتا تو آپؐ اسے سزا دیتے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الفضائل، باب مباعدته صلى الله عليه وسلم ......
(حدیث: ۲۳۲۷) ص، ۱۸۱۳/۴

معجزات نبوی ﷺ

اللہ تعالیٰ نے جس طرح دیگر انبیاء کو معجزات سے نوازا۔ اپنے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بے شمار معجزات سے نوازا ان سے ایک یہ ہے۔

وحدثنی سلمة بن شبیب حدثنا الحسن بن اعین حدثنا معقل عن أبی الزبیر عن جابر ان ام مالک کانت تھدی للنبی صلی الله علیه وسلم فی عکة لها سمنا فیاتیها بنوها فیسألون الادم ولیس عندهم شیء فتعمد الی الذی کانت تھدی فیه للنبی صلی الله علیه وسلم فتجد فیه سمنا فما زال یقیم لها ادم بیتها حتی عصرته فأتت النبی صلی الله علیه وسلم فقال عصرتیها قالت نعم قال لو ترکتیها ما زال قائماً﴾

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گھی کے ایک برتن میں گھی بطور ہدیہ کے بھیجا کرتی تھیں پھر اس کے بیٹے آتے اور اپنی والدہ سے سالن مانگتے لیکن ان کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو حضرت مالک کی والدہ اس برتن کے پاس جاتیں جس میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گھی بھیجا کرتی تھیں تو وہ اس برتن میں گھی موجود پاتیں تو اس طرح ہمیشہ ان کے گھر کا سالن چلتا رہا یہاں تک کہ ام مالکؓ نے اس برتن کو نچوڑ لیا پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے اس برتن کو نچوڑ لیا ہوگا تو اس نے کہا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کاش تو اسے اسی طرح چھوڑ دیتی تو وہ ہمیشہ قائم رہتا۔

حرن:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الفضائل، باب: فی معجزات النبی ﷺ (حدیث:۲۲۸۰) ص، ۱۷۸۴، اسد الغابة، ۷/۲۹۷

راویوں کے احوال

☆ ابا النضر، ھاشم بن القاسم بن مسلم بن مقسم اللیثی، حافظ، (م۲۰۷ھ) مصر کے رہنے والے اور ''ثقہ'' ہیں۔(الکاشف، ۱۹۲/۳، تھذیب، ۲۶۰/۴)

☆ ابراہیم بن المختار (۱۸۲ھ) ابو اسماعیل الرازی: ابو حاتم نے ان کو ''صالح الحدیث'' جبکہ ابن حبان اور ابن شاہین نے ان کو ''ثقات'' میں شمار کیا ہے۔(تھذیب، ۸۷/۱، الکاشف، ۴۷/۱)

☆ ابو العباس محمد بن یعقوب، (م۳۴۵ھ) محدثین نے ''صدوق'' قرار دیا ہے۔(تقریب، ۵۶۳/۲، الکاشف، ۹۷/۳)

☆ ابو صالح المصری الجھنی، اصل نام، ''عبداللہ بن صالح بن محمد بن مسلم'' تھا۔ یہ لیث کے کاتب ہیں۔ ابن حجر ان کے بارے میں لکھتے ہیں۔''صدوق، کثیر الغلط، ثبت فی کتابه و کانت فیه غفلة''۔ (لسان المیزان، ۳۹۵/۹، تقریب، ۱۷۷/۱)

☆ ابو صخر، (م۱۸۹ھ) ان کا اصل نام ''حمید بن زیاد'' تھا۔محدثین کا کہنا ہے کہ ''لیس به باس'' (الکاشف، ۱۹۲/۱، تھذیب، ۵۴۰/۴)

☆ ابو طاہر احمد بن سرح، ان کا اصل نام، ''احمد بن عمرو بن عبداللہ بن عمرو بن السرح'' تھا۔ ابو طاہر مصری کے نام سے مشہور تھے۔''ثقہ'' ہیں۔(تقریب، ۱۹/۱، ۳۶/۲ ۷)

☆ ابو عاصم، الضحاک بن مخلد، ابو عاصم الشانی، (م۲۱۲ھ) ''کثیر الحدیث'' اور ''ثقہ'' ہیں۔(تھذیب الکمال، ۴۷۸/۳، الکاشف، ۳۳/۲)

☆ ابو عوانہ وضاح بن خالد یشکری واسطی، (م۱۷۶ھ) آپ یزید بن عطاء یشکری سے نسبت ولا رکھتے ہیں۔''واسط'' کے رہنے والے مشہور حافظ حدیث اور قابلِ اعتماد عالم ہیں۔ بصرہ میں انتقال کیا۔(تذکرۃ الحفاظ، ۲۳۷/۱-۲۳۶)

☆ ابو کریب، ان کا اصل نام ''محمد بن العلاء'' تھا۔ کوفہ کے رہنے والے تھے۔''ثقہ اور حافظ'' ہیں۔(تقریب، ۵۴۵/۲)

☆ ابو محمد یا ابو اسحاق الکوفی، امام نسائی نے ان کے بارے میں لکھا ہے۔''لیس به باس'' جبکہ ابن حجر کے مطابق وہ ''صدوق مخطی'' ہیں۔ (تقریب، ۸۶/۱)

☆ ابی الطفیل، (۱۰۰ھ) ان کا اصل نام ''عامر بن واثلہ بن عبداللہ بن عمرو'' تھا۔ مگر زیادہ مشہور اپنی کنیت کی وجہ سے تھے۔ ۳ھ میں پیدا ہوئے۔ صحابہ کرام میں سے تقریباً سب سے آخر میں وفات پانے والے ہیں۔(تقریب، ۲۷۱/۱)

بن زید بن عبداللہ الازدی، ابو الشعثاء البصری، (م ۱۷۰ھ) "ثقہ" ہیں اور ان کے دور میں ان سا کوئی نہ تھا- (تھذیب الکمال، ۴/۵۲۴-۵۳۱، ذکر اسماء التابعین، ۱/۹۵، الکاشف، ۱/۳۰۵)

☆ ابی زبیر محمد بن مسلم بن تدرس، (م ۲۱۸ھ) آپ مکہ کے رہنے والے بہت بیان کرنے والے "حافظ حدیث" ہیں- مشہور صحابی حکیم بن حزام کے مولیٰ ہیں- ابن معین اور نسائی نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- (میزان الاعتدال، ۶/۳۳۱، ۳۳۲)

☆ ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر، دیکھیے صفحہ ۱۲۹

☆ احمد بن عبدالجبار بن محمد بن عمیر بن عطارد، ابوعمر الکوفی، (م ۲۱۷ھ) محدثین نے ان کو "ضعیف" اور "کذاب" قرار دیا ہے- (تھذیب الکمال - ۱/۳۷۸-۳۸۲)

☆ احمد بن عیسیٰ المصری، ابوعبداللہ العسکری، (م ۲۴۳ھ) ابو داؤد نے ان کو "کذاب" جبکہ ابو حاتم نے کہا ہے کہ "تکلم الناس فیہ" (تھذیب، ۱/۳۹، الکاشف، ۱/۲۵)

☆ احمد بن محمد المروزی، (م ۲۹۲ھ) حمص کے قاضی تھے- "ثقہ" ہیں- (الکاشف- ۱/۲۴، تقریب، ۱/۲۴)

☆ احمد بن محمد بن حنبل بن حلال، ابوعبداللہ المروزی، (م ۲۴۱ھ) محدثین نے ان کو "افضل زمانہ" اور "امام الدنیا" کہا ہے- حدیث میں "ثقہ ثبت" ہیں- (الکاشف، ۱/۲۶، تھذیب، ۱/۳۳، ۴۴)

☆ اسامہ بن زید اللیثی، کنیت ابوزید تھی- یحییٰ بن معین ان کو "ثقہ صالح" جبکہ نسائی کا کہنا ہے کہ "لیس بالقوی" (تھذیب الکمال، ۲/۳۴۷-۳۵۰، الکامل فی ضعفا الرجال، ۱/۳۸۵)

☆ اسحاق بن ابراہیم بن مخلد، (م ۲۳۸ھ) ابن راھویہ، مسلمانوں کے امام، عالم دین تھے- حفظ، صدق اور زہد میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا- طلبِ علم کی خاطر بے شمار سفر کیے- (تھذیب الکمال، ۲/۳۷۳-۳۸۷)

☆ اشعث بن سلیم بن الاسود، الشعثائی، المحاربی، ابویزید، (م ۱۲۵ھ) عبدالرحمٰن بن ابی الشعثاء کے بھائی تھے- محدثین نے ان کو "ثقات" میں شمار کیا ہے- "کثیر الحدیث" نہیں ہیں- (کتاب الجمع بین رجال الصحیحین، ۱/۴۴، ۴۵، تھذیب الکمال، ۳/۲۷۱، ۲۷۲، تاریخ اسماء الثقات، ص، ۳۶، الکاشف، ۱/۸۳)

☆ ام محمدؓ، زید بن جدعان کی بیوی تھی، ان کا اصل نام آمنہ یا "آمینۃ" تھا- (تھذیب، ۱۲/۳۵۳)

☆ جابر بن عبداللہ انصاری، (م ۷۸ھ) ان کی کنیت "ابوعبداللہ" ہے- بنی سلمہ سے تعلق تھا، فقیہ

اور آپ کے زمانہ میں مدینہ منورہ کے ... تھے- جنگِ بدر، جنگِ خندق اور بیعۃ الرضوان میں شرکت کی- طویل عمر پائی- (الاستیعاب، ۲۹۲/۱، ۲۹۳، تاریخ الصحابہ، ص ۵۸)

☆ جابر بن یزید الجعفی الکوفی، (م ۱۲۸ھ) کنیت ''ابو عبداللہ'' اور ''ابو یزید'' تھی- یہ شعیہ مذہب سے تعلق رکھتا تھا امام نسائی نے ان کو ''متروک الحدیث'' کہا ہے- ابن حجر نے اس کو ''ضعیف'' اور رافضی کہا ہے- (التاریخ الکبیر، ۱۹۳/۲) (تھذیب الکمال، ۳۰۴/۲-۳۰۷)

☆ حجاج بن منھال الانماطی، (م ۲۱۶ھ) کنیت ابو محمد تھی- ''ثقہ فاضل'' تھے- (ذکر اسماء التابعین، ۱۱۵/۱)

☆ حسن بن اعین الحرانی، (م ۲۱۰ھ) کنیت ''ابو علی القرشی'' ہے- ابنِ حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے- تقریب، ۱۱۹/۱)

☆ حسن بن صباح الواسطی، (م ۲۴۹ھ) ''صدوق، ثقہ'' ہیں- (الکاشف، ۱۶۲/۱)

☆ حمید بن اسود، ''ابوالاسود الکرابیسی'' کے نام سے مشہور تھے- ابو حاتم نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے- (تھذیب الکمال، ۳۵۰/۷، ۳۵۱، الکاشف، ۱۹۱/۱)

☆ حمید بن مسعدۃ بن مبارک، (م ۲۴۴ھ) ''ابو علی، ابو العباس''، کاتب القاضی تھے- کچھ عرصہ اصبھان میں گذار کر پھر بصرہ آئے- محدثین نے ان کو ''ثقہ'' کہا ہے- (تھذیب الکمال: ۳۹۶/۷، ۳۹۷)

☆ زید بن الحباب، (م ۲۰۳ھ) دیکھیے صفحہ ۱۸۰

☆ سریج بن یونس بن ابراہیم البغدادی، (م ۲۳۵ھ) انکی کنیت ''ابو الحارث'' تھی- امام احمد بن حنبل ان کو رجل ''صالح'' کہتے تھے- ابن سعد اور ابو داؤد نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے- ربیع الاول میں وفات پائی- (تھذیب الکمال، ۲۲/۷، تاریخ اسماء الثقات، ص ۱۶۲)

☆ سلمہ بن شبیب نیشاپوری المسمعی (م ۲۴۷ھ) انکی کنیت ''عبدالرحمٰن'' تھی- ان کا شمار مکثرین میں ہوتا ہے- نیشاپور کے رہنے والے تھے- بعد میں مکہ میں رہائش پذیر ہو گئے- ابن حبان نے اپنی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے- (تھذیب الکمال، ۴۳۹/۷، ۴۴۰)

☆ سلیم بن الاسود بن حنظلۃ، ابوالشعثاء، المحاربی الکوفی، (م ۸۲ھ) محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے- عبدالملک یا ولید کے زمانے میں وفات پائی- (تھذیب الکمال، ۳۴۰/۱۱-۳۴۲)

☆ سلیمان بن یسار الھلالی، (م ۱۰۷ھ) ام المومنین حضرت میمونہؓ کے آزاد کردہ تھے اور مدینہ کے فقہا میں ان کا شمار ہوتا ہے- ''ثقہ، مامون، عابد اور فاضل'' ہیں- (الکاشف، ۳۲۱/۱)

☆ شیبان بن عبدالرحمٰن النحوی، ''ابو معاویہ بصری'' کے نام سے بھی مشہور تھے- کوفہ کے رہنے والے تھے- ''ثقہ''

ہیں۔ اور صاحب کتاب ہیں۔(تقریب، ۱/ ۴۲۷، التاریخ الکبیر، ۴/ ۲۱۰)

☆ شیبان بن فروخ، (م۲۳۶ھ) آپ کی کنیت ''ابو محمد'' ہے۔ آپ قابل اعتماد راوی اور ''محدث بصرہ'' کے لقب سے ملقب ہیں ان کے پاس پچاس ہزار احادیث تھیں۔ ۹۶ سال کی عمر پا کر فوت ہوئے۔ (تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۴۴۳)

☆ صفیہ بنت علیہ، عبداللہ بن حسان کی دادی ہیں۔(الکاشف، ۳/ ۴۲۹)

☆ عباد بن عباد بصری، (م۱۸۱ھ) آپ کی کنیت ''ابو معاویہ'' اور نام ''عباد'' ہے۔ سلسلہ نسب، ابو معاویہ عباد بن عباد بن حبیب بن مہلب بن ابی صفرہ''...... ہے۔ آپ بصرہ کے رہنے والے صادق القول والفعل محدث ہیں۔ آپ انتہائی شریف، باوقار، جلیل القدر، قابل اعتماد اور عقلمند انسان تھے۔ ۱۸ رجب میں وفات پائی۔ (تھذیب الکمال، ۹/ ۴۰۹)

☆ عبد بن عبد، ابو عبداللہ الجدلی، محدثین نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔(الکاشف، ۳/ ۳۱۲)

☆ عبدالحمید ابن عبدالرحمٰن، ابو یحییٰ الحمانی الکوفی، (م۲۰۲ھ) محدثین کہتے ہیں ''لیس بالقوی'' جبکہ ابن حبان نے ان کو ''ثقات'' میں ذکر کیا ہے۔(الکاشف، ۲/ ۱۳۵، تھذیب، ۲/ ۴۷۸)

☆ عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری، (م۲۱۱ھ) ۱۲۶ھ میں پیدا ہوئے ابن شاہین نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔(تھذیب الکمال، ۱۸/ ۵۲-۶۲)

☆ عبدالعزیز بن ابی حازم المدنی، (م۱۸۴ھ) فقیہ اور ''ثقہ'' ہیں۔(الکاشف، ۲/ ۱۷۴، تاریخ اسماء الثقات، ص ۱۶۲)

☆ عبداللہ بن حسان التیمی العنبری، ''ثقہ'' ہیں۔(الکاشف، ۲/ ۷۱)

☆ عبداللہ بن صالح، انکی کنیت ''ابو صالح'' تھی۔ ''ثقہ و مامون'' ہیں۔ یہ موسیٰ ابن علی، معاویہ بن صالح، لیث بن سعد اور یحییٰ بن ایوب وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔(الجرح والتعدیل، ۵/ ۸۶)

☆ عبداللہ بن وھب بن مسلم، (م۱۹۷ھ) آپ کی کنیت ''ابو محمد'' ہے۔ قبیلہ ''بنو فہر'' سے نسبت ولا رکھتے ہیں۔ مصر کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث نامور فقیہ اور چوٹی کے اماموں میں سے ایک امام ہیں۔ ۱۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ ثقہ، حجت، حافظ اور مستقل مجتہد تھے۔ کسی کے مقلد نہیں تھے۔ ۳۶ حج کئے۔(الطبقات الکبریٰ، ۷/ ۲۳۹، تھذیب، ۶/ ۶۶-۶۸، التاریخ الکبیر، ۵/ ۱۱۷، ۱۱۸، تقریب، ۱/ ۳۲۰)

☆ عبد بن حمید، ابو محمد الکسی، (م۲۴۹ھ) ان کا اصل نام ''عبدالحمید'' تھا۔ حافظ اور صاحبِ تصنیف تھے۔ (الکاشف، ۲/ ۱۹۵)

☆ عبیداللہ بن علی بن ابی رافع المدنی: ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ محدثین نے ان کے بارے

میں "لا باس بہ" کہا ہے۔ (تہذیب الکمال، ۵/ ۱۵، الکاشف، ۲/ ۱۹۷)

☆ عثمان بن محمد بن ابراہیم بن عثمان، ابو الحسن بن ابی شیبہ الکوفی، (م ۲۳۹ھ) صدوق ہیں۔ ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ صاحب المسند اور تفسیر ہیں۔ (تہذیب، ۳/ ۷۸، الکاشف، ۲/ ۲۲۳)

☆ علی بن حجر، ابن ایاس، بغداد میں رہے پھر مرو میں "ثقہ حافظ ہیں"۔ (تقریب، ۱/ ۳۹)

☆ علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، ابو الحسین ابو الحسن، زین العابدین، (م ۹۴ھ) واقعہ کربلا میں اپنے والد کے ساتھ موجود تھے۔ اسوقت انکی عمر ۲۳ سال تھی۔ "ثقہ، مامون، کثیر الحدیث" تھے۔ اہل بیت میں ان جیسا کوئی نہ تھا۔ (تہذیب الکمال، ۲۰/ ۳۸۲۔ ۴۰۴)

☆ عیزار بن حریث: "ثقہ" ہیں۔ (تقریب، ۱/ ۴۶)

☆ فائد، مولی عبید اللہ بن علی بن ابی رافع: یحیٰی بن معین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (الکاشف، ۲/ ۳۲۵، تہذیب، ۳/ ۳۸۱)

☆ قتادہ بن دعامۃ بن قتادہ بن عزیز ...... ابو الخطاب السدوسی، (م ۱۱۷ھ) "ثقہ، مامون اور حجۃ فی الحدیث" تھے۔ قرآن اور فقہ کے بہت بڑے عالم تھے۔ (تہذیب، ۸/ ۳۰۷)

☆ قتیبہ بن سعید بن جمیل بن طریف بن عبد اللہ الثقفی، (م ۲۴۰ھ) دیکھیے صفحہ، ۲۳۹

☆ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ، البخاری، (م ۲۵۶ھ) انکی وجہ شہرت انکی مشہور کتاب "الجامع الصحیح" ہے۔ طلبِ حدیث کے لیے بے شمار سفر خراسان، عراق، حجاز، شام اور مصر میں گئے۔ ان سے بے شمار لوگوں نے روایت کی ہے۔ (تہذیب الکمال، ۲۴/ ۴۶۸۔ ۴۳۰)

☆ محمد بن بشار بن عثمان، ابو بکر العبدی، (م ۲۵۲ھ) ابو حاتم اور العجلی نے "ثقات" میں ان کا شمار کیا ہے۔ (الکاشف، ۳/ ۲۱، تہذیب الکمال، ۶/ ۲۴۷)

☆ محمد بن بشر بن الفرافصۃ بن المختار العبدی، ابو عبد اللہ الکوفی، (م ۲۰۳ھ) "ثقہ" ثبت ہیں۔ (تاریخ اسماء الثقات، ص، ۲۱۱)

☆ محمد بن جعفر غندر۔ ابو عبد اللہ (م ۱۹۳ھ) محدثین نے "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تہذیب الکمال، ۶/ ۲۶۵، الکاشف ۳/ ۲۶)

☆ محمد بن حمید الرازی، (م ۲۴۸ھ) حافظ، کچھ لوگوں نے ان کو "ثقہ" اور کچھ نے "ثقہ" قرار نہیں دیا۔ یعقوب بن شیبہ نے ان کو "کثیر المناکیر" کہا ہے۔ (الکاشف، ۳/ ۳۲)

☆ محمد بن معمر ربیع القیس، (م ۲۵۰ھ) بالجرائی کے نام سے مشہور ہوئے۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تقریب، ۳/ ۲۰۶، تہذیب الکمال، ۶/ ۵۲۳)

☆ محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد فارس بن ذویب الذہلی، ابو عبداللہ نیشاپوری، (م ۲۷۸ھ) ''ثقہ، مامون اور امیر المومنین فی الحدیث'' ہیں۔ (تہذیب الکمال، ۶۱۷/۲۶-۶۲۹، الکاشف، ۹۴/۳)

☆ مطرف بن عبیداللہ بن الشخیر، (م ۸۷ھ) ''ثقہ'' اور کبار تابعین میں سے تھے۔ (تہذیب، ۱۵۸/۱۰، ۱۵۹)

☆ معاویہ بن صالح بن قدیر بن سعید بن سعد بن فہر الحضرمی، انکی کنیت ''ابو عمر'' یا ''ابو عبدالرحمان'' تھی۔ یہ ارطاۃ بن المنذر، ازہر بن سعید، زیاد بن ابی سودہ، یحییٰ بن سعید انصاری سے جبکہ ان سے اسد بن موسیٰ، بشر بن السری اور عبداللہ بن صالح وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (تہذیب الکمال، ۱۸۶/۲۸-۱۹۴)

☆ معاویہ بن ہشام، (م ۲۰۴ھ) کنیت ''ابو الحسن'' تھی۔ بنی اسد کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ انہیں معاویہ بن ابی العباس بھی کہا جاتا تھا۔ (التاریخ الکبیر، ۲۱۴/۷، تقریب، ۵۹۳/۲، تہذیب الکمال، ۲۲۴/۱۸)

☆ معمر بن راشد ابو عروہ الازدی، (م ۱۵۳ھ) دیکھیئے صفحہ ۱۸۳

☆ مفضل بن عبیداللہ الجزری، ابو عبداللہ العنبسی، (م ۱۶۶ھ) عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو ''صالح الحدیث، ثقہ'' جبکہ یحییٰ بن معین نے ان کو ''ضعیف'' کہا ہے۔ (تہذیب الکمال، ۲۷۶/۲۸، الکاشف، ۱۱۴/۳)

☆ منصور بن عبدالرحمٰن بن طلحہ بن الحارث، (م ۱۳۸ھ) ان کی والدہ کا نام ''صفیہ بنت شیبہ'' تھا۔ ابو حاتم نے ان کو ''صالح الحدیث'' کہا ہے۔ ابن سعد نے ان کو ''ثقہ اور قلیل الحدیث'' کہا ہے۔ (تہذیب الکمال، ۳۹۶/۱۸)

☆ یحییٰ بن ایوب المقابری: بغداد کے رہنے والے انتہائی عبادت گزار انسان تھے۔ ''ثقہ'' ہیں۔ (تقریب، ۶۵۵/۲)

☆ یحییٰ بن سعید بن قیس بن عمرو بن سھل انصاری، (م ۱۴۴ھ) دیکھیئے صفحہ ۱۸۴

☆ یحییٰ بن سلیمان بن یحییٰ بن سعید بن مسلم بن عبید، ابو سعید الکوفی، (م ۲۳۷ھ) نسائی نے ان کو ''لیس بثقہ''، بعض محدثین نے ان کو ''منکر الحدیث'' جبکہ ابن حبان نے ان کو ''ثقات'' میں شمار کیا ہے۔ (تقریب، ۳۶۳/۴، الکاشف، ۲۲۶/۳)

☆ یحییٰ بن یحییٰ بن بکر التمیمی النیشاپوری، ابو زکریا، (م ۲۲۶ھ) ۱۴۲ھ میں پیدا ہوئے۔ بہت بڑے عالم تھے۔ ثبت، فقیہ اور صاحب حدیث تھے۔ (الکاشف، ۲۳۸/۳)

☆ یزید بن رومان، ابو روح، (م ۱۳۰ھ) دیکھیے صفحہ ۲۲۲

☆ یزید بن عبداللہ بن قسیط اللیثی المدنی الاعرج، (م۱۲۲ھ) ''ثقہ'' ہیں۔ (تاریخ اسماء الثقات، ص، ۲۵۵، الکاشف، ۲۴۶/۳)

☆ یعقوب بن ابراہیم بن سعد الزہری، ابو یوسف، (۲۰۸ھ) ''ثقہ'' اور ''صدوق'' ہیں۔ (تہذیب الکمال، ۳۰۹/۳۲-۳۱۱، الکاشف، ۲۵۴/۳)

☆ یونس بن بکیر بن واصل بن شیبانی، دیکھیے صفحہ ۱۳۵

باب پنجم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنِ معاشرت

فصل اول:

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت "سربراہِ خاندان"

☆ مثالی شوہر

☆ شفیق باپ

فصل دوم:

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عوام الناس سے تعلقات

☆ بچوں اور خواتین سے حسنِ سلوک

☆ غلاموں سے برتاؤ

فصل اول:

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ''سربراہِ خاندان''

☆ مثالی شوہر

☆ شفیق باپ

تعارف باب پنجم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم شخصیت نے جہاں حیاتِ انسانی کے ہر گوشے اور شعبے کو زریں اور رہنما اصول عطا فرمائے وہاں خود بھی اپنے اسوۂ حسنہ سے ان اصولوں کو اپنی ذات اقدس پر لاگو کر کے یہ ثابت کر دیا کہ جہاں آپؐ مدبر، مصلح، مقنن، خطیب، مفکر، رہبر و رہنما اور حکمران ہیں وہاں آپؐ بحیثیت سربراہ خاندان ایک "مثالی شوہر" اور "مشفق باپ" ہیں۔ آپؐ نے قرابتدار خواتین سے بھی حسن سلوک فرمایا اور غلام جو کسی بھی معاشرے کا سب سے کمزور طبقہ شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کو بھی معاشرے میں بہتر مقام دیا۔ اس باب میں وہ تمام روایات شامل کی گئی ہیں۔ جن سے "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ معاشرت کے تابناک پہلو" پر روشنی پڑتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ”سربراہ خاندان“

انسانیت کے سب سے بڑے محسن اور معلم رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مثالی خصائص کا جائزہ لیں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آپؐ نے ”بحیثیت سربراہِ خاندان“ وہ مثال قائم کی جسکی نظیر ملنا مشکل ہے۔

﴿عن عمرة بنت عبدالرحمن. رحمهما الله . قالت: سألت عائشة.رضی الله تعالیٰ عنها. كيف كان رسول الله صلی الله عليه وسلم اذا خلا مع نسائه، قالت: كان كرجل من رجالكم، الا انه كان اكرم الناس واحسن الناس خلقاً كان ضحاكا بسّاما صلی الله عليه وسلم﴾ (۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر (خلوت) میں اپنی بیویوں کے ساتھ کس طرح رہتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ بظاہر وہ تم مردوں کی طرح مرد تھے مگر انتہائی انس ومحبت سے پیش آنے والے گھل مل جانے والے اور انتہائی شگفتہ مزاج تھے۔ ان کے لبوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی۔

مثالی شوہر:

حضرت خدیجہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی زوجہ مطہرہ تھیں۔ جنھیں آپؐ نے عظیم شرفِ رفاقت عطا فرمایا۔ اور ۲۵ سال انتہائی خوشگوار منزلی زندگی کے مراحل طے فرمائے۔ انؓ کی رحلت کے بعد بھی ان کی یاد میں انکی سہیلیوں کو تحائف بھجواتے اور حضرت خدیجہؓ کی ہمیشہ بے حد تعریف فرماتے۔

حدثني عمر بن محمد بن حسن، حدثنا ابی حدثنا حفص عن هشام عن ابيه ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: ما غرت علی احد من نسای النبی صلی الله عليه وسلم ما غرت علی خديجة وما رأيتها ولكن كان النبی صلی الله عليه وسلم يكثر ذكرها وربما ذبح الشاة ثم يقطعها أعضای ثم يبعثها فی صدائق خديجة فربما قلت له كانه لم يكن فی الدنيا امراة الا خديجة فيقول: انها كانت وكانت وكان لی منها ولد﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے جتنا رشک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر آتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر نہیں آتا حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت ان کا ذکر فرماتے اور اکثر آپ کوئی بکری ذبح فرماتے۔ پھر اس کے ایک ایک عضو کو جدا فرماتے پھر اسے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ملنے جلنے والیوں میں بھیج دیتے اور کبھی میں آپؐ سے کہہ دیتی کہ دنیا میں خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا اور عورت ہے ہی

۱۔ سبل الهدیٰ، فی حسن خلقه صلی الله عليه وسلم ۶۹/۹

میں ۔۔ تو آپ فرماتے، ہاں وہ ایسی تھیں ایسی تھیں اور ان سے میرے اولاد ہوئی ہے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب: تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجة وفضلها (حدیث: ۳۸۱۸) ص، ۶۴۰، الاستیعاب، ۳۸۴/۴، السمط الثمین ص، ۴۹، مجمع الزوائد، ۳۶۱/۹

اہل خانہ سے محبت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اہل خانہ سے بے حد پیار تھا نا صرف اہل خانہ بلکہ ان سے ملنے والوں سے بھی تعلقات کا حق ادا فرماتے رہے۔ نیز اپنی مودّت کا اظہار کرنے کے لیے ان کو تحائف بھی بھجواتے۔

حدثنا سعید بن عفیر حدثنا اللیث قال کتب الی هشام ان ابیه ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: ما غرت علی امراة للنبی صلی الله علیه وسلم ما غرت علی خدیجة هلکت قبل ان یتروجنی لما کنت اسمعه یذکرها وامره الله ان یبشرها ببیت من قصبٍ وان کان لیذبح الشاة فیهدی فی خلائلها منها ما یسعهن﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے جتنا رشک حضرت خدیجہؓ پر آتا ہے۔ اتنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بی بی پر نہیں آتا (حالانکہ) وہ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں، اس وجہ سے کہ میں اکثر آپ کو ان کا ذکر کرتے ہوئے سنتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو حکم دیا تھا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنت میں موتی کے محل کی بشارت دیں اور آپ بکری ذبح کرتے تو خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملنے والوں کو اس میں سے بقدر کفایت بطور تحفہ بھیجتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب مناقب الانصار، باب: تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ وفضلها۔ (حدیث: ۳۸۱۶) ص، ۶۸۱، الجامع للترمذی، کتاب المناقب، باب فضل خدیجة رضی اللہ عنها (حدیث: ۳۸۷۵) ص، ۸۷۵

اہل خانہ سے مزاح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل خانہ سے نہایت اخلاق سے پیش آتے اور ان کو خوش وخرم رکھنے اور ان سے انس ومحبت کے لیے کبھی کبھی مزاح بھی فرمالیا کرتے تھے۔

حدثنا محمد بن عوف حدثنا سعید بن ابی مریم اخبرنا یحیی بن ایوب قال حدثنی

حفص ة بن عمرية ان محمد بن ابراهيم حدثه عن ابی سلمة بن عبدالرحمن ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: قدم رسول الله صلی الله علیه وسلم من غزوة تبوک او خیبر وفی سهوتها ستر فهبت ریح فکشفت ناحیة الستر عن بنات لعائشة لعب فقال: ما هذا یا عائشة؟ قالت: بناتی ورای بینهن فرسا له جنا حان من رقاع فقال: ما هذا الذی أری وسطهن؟ قالت: فرس قال وما هذا الذی علیه قالت: جناحان قال فرس له جناحان قالت: أما سمعت ان لسلیمان خیلا لها اجنحة قالت فضحک حتی رأیت نواجذه﴾

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک یا غزوۂ خیبر سے واپس تشریف لائے تو طاقچہ میں ایک پردہ پڑا تھا۔ جب ہوا چلی تو پردے کا ایک کنارہ کھل گیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کھیلنے کی گڑیاں نظر آنے لگیں تو آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ میری گڑیاں ہیں اور آپؐ نے ان گڑیوں کے درمیان ایک گھوڑا دو بازو والا دیکھا کترنوں کا بنا ہوا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ میں ان کے درمیان کیا دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ گھوڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس کے اوپر کیا ہے؟ میں نے کہا کہ دو پر ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ گھوڑے کے پر ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ کیا آپؐ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس ایسا گھوڑا تھا جس کے پر تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑے یہاں تک کہ میں نے آپ کے نواجذ (داڑھیں) دیکھ لیں۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب: اللعب بالبنات، (حدیث:۴۹۳۲) ص، ۶۹۵

خوشگوار ازدواجی زندگی کے لیے ضروری ہے کہ میاں بیوی میں ذہنی ہم آہنگی ہو اور وہ ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مزاج شناسی کا ملکہ بدرجۂ اتم موجود تھا۔

حدثنا محمد اخبرنا عبدة عن هشام بن عروة عن ابیه ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: انی لاعرف غضبک ورضاک قالت: قلت وکیف تعرف ذاک یا رسول اللهﷺ؟ قال: انک اذا کنت راضیة قلت بلی ورب محمد واذا کنت ساخطة قلت لا ورب ابراهیم" قالت: قلت اجل لست اهاجر الا اسمک﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہاری خوشی اور

... پہچان لیتا ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کس طرح پہچان لیتے ہیں، آپؐ نے فرمایا "تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو" لا ورب محمد اور جب ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو لا ورب ابراہیم (قسم ہے ابراہیم کے رب کی) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے کہا جی ہاں، میں صرف آپ کا نام چھوڑ دیتی ہوں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الادب، باب مایجوز من الهجران لمن عصی (حدیث:۶۰۷۸) ص۔ ۱۰۶۱: کتاب النکاح، باب: غیرة النساء ووجدهن (حدیث:۵۲۲۸) ص، ۱۱۳۴

بیویوں کی خواہش کا احترام کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عصر کے بعد باری باری تمام ازواج مطہراتؓ سے مختصر ملاقات اور مزاج پرسی کے لیے ان کے حجروں میں تشریف لے جاتے اس موقع پر بعض کسی مشروب سے آپؐ کی تواضع فرماتیں جسے آپؐ بہت شوق سے نوش فرماتے۔

حدثنا فروة بن ابی المغرای حدثنا علی بن مسهر عن هشام بن عروة عن ابیه ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یحب العسل والحلوای وکان اذا انصرف من العصر دخل علی نسائه فیدنو من احداهن فدخل علی حفصة بنت عمرؓ فاحتبس اکثر ماکان یحتبس فغرت فسالت عن ذلک فقیل لی اهدت لها امراة من قومها عکة من عسل فسقت النبی صلی الله علیه وسلم منه شربة فقلت: اما والله لنحتالن له فقلت لسودة بنت زمعة انه سیدنو منک فاذا دنا منک فقولی اکلت مغافیر فانه سیقول لک لا فقولی له ما هذه الریح التی اجدمنک فانه سیقول لک سقتنی حفصة شربة عسل فقولی له جرست نخله العرفط وساقول ذلک وقولی انت یا صفیة ذاک قالت تقول سودة فوالله ما هو الا ان قام علی الباب فاردت ان ابادیه بما امرتنی به فرقا منک فلما دنا منها قالت له سودة یا رسول الله اکلت مغافیر قال: لا قالت: فما هذه الریح التی اجد منک قال: سقتنی حفصة شربة عسل فقالت: جرست نخلة العرفط فلما دار الی قلت له نحو ذلک فلما دار الی صفیة قالت له مثل ذلک فلما دار الی حفصة قالت: یا رسول الله! الا اسقیک منه قال: لا حاجة لی فیه قالت: تقول سودة والله لقد حرمناه قلت لها أسکتی﴾

... صلی اللہ علیہ وسلم شہد اور میٹھی چیز پسند کرتے تھے، اور جب نمازِ عصر سے فارغ ہوتے تو اپنی بیویوں کے پاس تشریف لاتے اور ان میں سے کسی کے پاس جاتے، ایک دن حفصہ رضی اللہ عنھا کے پاس گئے اور معمول سے زیادہ ٹھہرے، مجھے رشک ہوا تو میں نے اس کے متعلق دریافت کیا، مجھے بتایا گیا کہ ان کے پاس ان کی قوم کی کسی عورت نے تھوڑا سا شہد تحفۃً بھیجا تھا اس میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوڑا پلایا، تو میں نے کہا: بخدا میں کچھ حیلہ کروں گی، میں نے سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ عنقریب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس تشریف لے جائیں گے جب تمہارے پاس آئیں تو کہنا کہ کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے۔ پھر تجھ سے کہیں گے کہ نہیں تو کہنا پھر کس چیز کی بو آ رہی ہے، آپ (یقینا) فرمائیں گے کہ مجھے حفصہ رضی اللہ عنھا نے تھوڑا شہد پلایا ہے، تم جواب دینا کہ شاید مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہوگا، میں بھی یہی کہوں گی اور اے صفیہ رضی اللہ عنھا! تم بھی یہی کہنا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں، سودہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کہ بخدا! نبی صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر تشریف لائے بھی تھے کہ میں نے تمہارے ڈر کے سبب سے وہ بات کہنی چاہی جس کا تم نے مجھے حکم دیا تھا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سودہ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچے تو سودہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپؐ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، سودہؓ نے عرض کیا: پھر یہ کس چیز کی بو آ رہی ہے؟ آپؐ نے فرمایا حفصہ رضی اللہ عنھا نے مجھے تھوڑا سا شہد پلایا ہے، سودہ رضی اللہ عنھا نے عرض کیا: شاید مکھیوں نے عرفط کا رس چوسا ہوگا۔ جب آپ میرے پاس آئے تو میں نے بھی یہی کہا: اور صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی کہا، جب آپؐ دوبارہ حفصہ رضی اللہ عنھا کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں آپ کو شہد نہ پلاؤں؟ آپؐ نے فرمایا مجھے اسکی ضرورت نہیں، سودہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں بخدا! ہم نے اس کو آپؐ پر حرام کرا دیا، میں نے سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا خاموش رہ (کہیں آپ کو خبر نہ ہو جائے)

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الطلاق، باب: لم تحرم ما احل اللہ لک (حدیث:۵۲۶۸) ص، ۱۱۴۲

صبح و شام ازواج سے ملاقات

ربط و محبت اور گھریلو دیکھ بھال کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام ازواج مطہرات سے ملنے صبح و شام جایا کرتے تھے اور سب کے پاس تھوڑی دیر رُکا کرتے تھے۔

... علی بن مسہر عن هشام ان ابیه ﴿عن عائشة رضی الله عنها کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا انصرف من العصر دخل علی نسائه فیدنو من احداهن فدخل علی حفصة فاحتبس اکثر مما کان یحتبس﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نماز عصر ادا کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نو بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور کسی کے پاس کچھ دیر ٹھہر جاتے تھے، ایک دن حضرت حفصہ رضی اللہ عنھا کے پاس تشریف لے گئے اور وہاں معمول سے زیادہ ٹھہرے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، باب: دخول الرجل علی نسائه فی الیوم (حدیث: ۵۲۱۶)، ص، ۱۱۳۲

اہلِ خانہ کے جذبات کا احترام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اپنی بیویوں کے جذبات کا احترام فرماتے اور ان پر زبردستی اپنی مرضی مسلط نہ فرماتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب آپؐ کے حبالۂ عقد میں آئیں تو ابھی نوعمر تھیں۔ اس عمر میں کھیل کود کی طرف انؓ کے فطری میلان سے آپؐ بخوبی باخبر تھے۔ اس وجہ سے آپؐ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے کھیل کود کے مشاغل جاری رکھنے سے منع نہ فرمایا۔

حدثنا مسدد حدثنا حماد عن هشام بن عروة عن ابیه ﴿عن عائشة قالت: کنت العب بالبنات فربما دخل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم عندی الجواری فاذا دخل خرجن واذا خرج دخلن﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آتے اور میرے پاس لڑکیاں بیٹھی ہوتی تھیں جب آپؐ داخل ہوتے تو وہ لڑکیاں نکل جاتیں اور جب آپ تشریف لے جاتے تو وہ داخل ہو جاتیں۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب: اللعب بالبنات (حدیث: ۴۹۳۱) ص، ۶۹۵، السنن لابن ماجه، کتاب النکاح، باب: حسن معاشره النساء، (حدیث: ۱۹۸۲) ص، ۲۸۳، (اس میں "فکان یسرب الی صواحباتی بلاعبنی" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جبکہ ابن ماجه حفص بن عمرو، عمر بن حبیب القاضی سے اور وہ ہشام بن عروہ سے روایت کرتے ہیں۔)

... صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خوش کرنے کے لیے ان کی پسند کے کھیل کھیلتے۔

حدثنا هشام بن عمار: حدثنا سفيان بن عيينه، عن هشام بن عروه عن ابيه، ﴿عن عائشة قالت: سابقني النبي صلى الله عليه وسلم فسبقته﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ دوڑے میں آپؐ سے آگے نکل گئی۔

تخریج:

ألسنن لابن ماجه، كتاب النكاح، باب حسن معاشرة النساء، (حديث:١٩٧٩) ص، ٢٨٣، المسند لامام احمد بن حنبل، (حديث: ٢٤٩٢٠)، ٢٦٠/٧

بیویوں کو پیار سے پکارنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اور کبھی کبھی اپنی اس محبت کے اظہار کے لیے انہیں ان کے اصل نام کی بجائے کسی اور نام سے پکارتے (١)

حدثني ابو سلمه ﴿أن عائشة رضى الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا عائش! هذا جبريل يقرئ عليك السلام، قالت: وعليه السلام ورحمة الله قالت: وهو يرى مالا أرى﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے عائش! یہ جبریل علیہ السلام ہیں، تمہیں سلام کہتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ وہ دیکھ سکتے ہیں، میں نہیں دیکھ سکتی۔

تخریج:

الادب المفرد (للبخارى) باب العاص (حديث:٨٢٧) ص، ٢٨٨، الجامع الصحيح للبخارى، كتاب الانبياء باب: فضل عائشة رضى الله عنها، سبل الهدى، فى اختصاره صلى الله عليه وسلم بعض اسماء اصحابه ٣٦٢/٩

١- کبھی کبھار آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کی سرخ وسفید رنگ کی وجہ سے حمیراً کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ ﴿عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت: قال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم: (يا حميراء ان ويحك وونسك رحمة﴾ (الآحاد والمثانى، ص، ٥٩٦)

بیویوں کی دلجوئی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں کی دلجوئی کرتے اور ان کا دل بہلانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے۔

حدثنا عبداللہ بن محمد حدثنا ھشام اخبرنا معمر عن الزھری عن عروۃ ﴿عن عائشة قالت: کان الحبش یلعبون بحر ابھم فسترنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا انظر فما زالت انظر حتی کنت انا انصرف فاقدرو اقدر الجاریة الحدیثة السن تسمع اللھو﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ چند حبشی چھری گنگا سے کھیل رہے تھے اور اپنا اپنا پٹا دکھلا رہے تھے، آپ بھی اس کو دیکھ رہے تھے، اور مجھے اپنے پیچھے کر لیا تھا، جب تک میرا جی چاہا میں دیکھتی رہی، پھر خود ہی اکتا کر لوٹ آئی، آپؐ نے منع نہ کیا، اب اس سے اندازہ کر لو کہ ایک کمسن لڑکی کتنی دیر کھیل کو دیکھ سکتی ہے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، باب: حسن المعاشرة مع الاھل، (حدیث:۵۱۹۰)، ص۔ ۱۱۲۶

ایک اور حدیث سے اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔

حدثنا الحسن بن صباح البزار حدثنا زید بن حباب عن خارجة بن عبداللہ بن سلیمان بن زید بن ثابت اخبرنا یزید بن رومان عن عروۃ ﴿عن عائشة قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالسا فسمعنا لغطا وصوت صبیان فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا حبشیة تزفن والصبیان حولھا فقال یا عائشة! تعالی فانظری فجئت فوضعت لحیی علی منکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعلت انظر الیھا ما بین المنکب الی راسه فقال لی: اما شبعت أما شبعت قالت: فجعلت اقول لا لانظر منزلتی عندہ اذ طلع عمر قالت: فارفض الناس عنھا قالت: فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انی لانظر الی شیاطین الانس والجن قد فروا من عمر قالت: فرجعت﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے شور وغل اور بچوں کی آواز سنی۔ آپ کھڑے ہوئے تو دیکھا کہ ایک حبشی عورت ناچ رہی ہے اور بچے اس کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا عائشہ! آؤ دیکھو، میں گئی اور تھوڑی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر تھوڑی رکھ کر اس عورت کو دیکھنے لگی۔ میری تھوڑی آپؐ کے کندھے

اور عمر کے درمیان تھی۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہارا جی نہیں بھرا؟ میں دیکھنا چاہتی تھی کہ آپ کے نزدیک میری کیا قدرو منزلت ہے۔ لہٰذا میں نے کہا: نہیں۔ اتنے میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور انہیں دیکھتے ہی سب بھاگ گئے اور آپؐ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں شیاطین جن وانس عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ پھر میں لوٹ آئی۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب :قوله صلى الله عليه وسلم ان الشيطان ليخاف منك يا عمر، (حديث:۳۶۹۱)، ص، ۸۴۰

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں کے لیے سراپا محبت تھے۔ ان سے لاڈ پیار کرنا اوران کی دلچسپی کے لیے نئے پہلو پیدا کرنا اپنا فرضِ اولین سمجھتے تھے۔

حدثنا اسماعيل قال حدثنى ابن وهب قال عمرو حدثنى ابو الاسود عن عروة ﴿عن عائشة رضى الله عنها دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعندى جاريتان تغنيان بغناى بعاث فاضطجع على الفراش وحول وجهه فدخل ابو بكر فانتهرنى وقال مزمارة الشيطان عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فاقبل عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: دعهما فلما غفل غمزتهما فخرجتا قالت: وكان يوم عيد يلعب السودان بالدرق والحراب فاما سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم واما قال تشتهين تنظرين فقالت نعم فاقامنى ورائه خدى على خده ويقول: "دونكم بنى أرفدة" حتى اذا مللت قال: حسبک قلت: نعم قال: فاذهبى.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ اس وقت میرے پاس دولڑکیاں تھیں، جو جنگ بعاث کے واقعات گا رہی تھیں، آپؐ بستر پر لیٹ رہے اور اپنا منہ پھیر لیا، پھر ابو بکرؓ آئے اور انہوں نے مجھے ڈانٹا، اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شیطانی باجہ کا کیا کام، لیکن آنحضرت ان کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا انہیں چھوڑ دو، جب آنحضرت ایک دوسرے کام میں مصروف ہو گئے تو میں نے ان دونوں کو اشارہ کر دیا، وہ نکل گئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ عید کے دن حبشی نیزے اور ڈھال کے ساتھ کھیلا کرتے تھے، پس میں نے آپ سے درخواست کی یا آپؐ نے مجھ سے فرمایا، کیا تم دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں؟ آپؐ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا، میرا رخسار آپ کے رخسار کے قریب تھا، اور آپؐ فرماتے جاتے تھے "دونکم بنی ارفدة" یہاں تک کہ جب میں تھک گئی، تو آپؐ نے فرمایا،

...میں نے چاہا تو آپ نے فرمایا اچھا اب جاؤ۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجهادوالسیئر، باب : الدرق (حدیث:۲۹۰۶،۲۹۰۷) ص، ۴۸۰، کتاب العیدین، باب الحراب والدرق یوم العید (حدیث:۹۴۹،۹۵۰)، ص، ۱۵۲، کتاب العیدین، باب: اذا اقامة العید یصلی رکعتین، (حدیث: ۹۸۷،۹۸۸) ص، ۱۵۹، کتاب العیدین، باب: سنة العیدین لاهل الاسلام، (حدیث:۹۵۲) ص، ۱۵۳

بیویوں کے ساتھ تحمل و بردباری کا مظاہرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیویوں کے ساتھ تحمل و بردباری سے پیش آتے تھے۔ غزوۂ بنو مصطلق سے واپسی پر پیش آنے والا ''واقعہ افک'' بہت پریشان کن واقعہ تھا۔ منافقین نے اپنی طرف سے مسلمانوں کی اخلاقی فوقیت و برتری پر وار کیا تھا مگر اس موقع پر بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر و تحمل کا طرز عمل اختیار کیا۔

حدثنا یحیی بن بکیر حدثنا اللیث عن یونس عن ابی شهاب قال اخبرنی عروة بن الزبیر وسعید بن المسیب وعلقمه بن وقاص و عبید الله بن عبدالله بن عتبة بن مسعود ﴿عن حدیث عائشة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه وسلم حین قال لها اهل الافک ما قالو فبراها الله مما قالوا و کل حدثنی طائفة من الحدیث و بعض حدیثهم یصدق بعضا وان کان بعضهم أوعی له من بعض الذی حدثنی عروة عن عائشة رضی الله عنها ان عائشة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه وسلم قالت: کان صلی الله علیه وسلم اذا اراد ان یخرج اقرع بین ازواجه فایتهن خرج سهمها خرج بها رسول الله صلی الله علیه وسلم معه قالت عائشة: فاقرع بیننا فی غزوة غزاها فخرج سهمی فخرجت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم بعدما نزل الحجاب فانا احمل فی هودجی وانزل فیه فسرنا حتی اذا فرغ رسول الله صلی الله علیه وسلم من غزوته تلک وقفل ودنونا من المدینة قافلین اذن لیلة بالرحیل فقمت حین اذنوا بالرحیل فمشیت حتی جاوزت الجیش فلما قضیت شانی أقبلت الی رحلی فاذا عقدلی من جزع ظفار قد انقطع فالتمست عقدی وحبسنی ابتغاوه واقبل الرهط الذین کانوا یرحلون لی فاحتملوا هودجی فرحلوه علی بعیری الذی کنت رکبت وهم یحسبون انی فیه وکان النسای اذ ذاک خفافا لم یثقلهن انما تاکل العلقه من الطعام فلم یستنکر القوم خفة الهودج حین

رضخوه و كنت جارية حديثة السن فبعثوا الجمل وساروا فوجدت عقدى بعدما استمر الجيش فجئت منازلهم وليس بها داع ولا مجيب فاممت منزلى الذى كنت به وظننت انهم سيفقدونى فيرجعون الى الجيش فادلج فاصبح عند منزلى فراى سواد انسان نائم فاتانى فعرفنى حين رانى وكان رانى قبل الحجاب فاستيقظت باسترِجاعه حين عرفنى فخمرت وجهى بجلبابى ووالله ماكلمنى كلمة ولاسمعت منه كلمة غير استر جاعه حتى اناخ راحلته فوطى على يديها فركبتها فانطلق يقود بى الراحلة حتى اتينا الجيش بعدما نزلوا موغرين فى نحر الظهيرة فهلک من هلک وكان الذى تولى الافک عبدالله بن ابى ابن سلول فقدمنا المدينة فاشتكيت حين قدمت شهراً والناس يفيضون فى قول اصحاب الافک لا اشعر بشى من ذلک وهو يريبنى فى وجعى انى لا اعرف من رسول الله صلى الله عليه وسلم اللطف الذى كنت ارى منه حين اشتكى انما يدخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فيسلم ثم يقول كيف تيكم ثم ينصرف فذاک الذى يريبنى ولا اشعر بالشر حتى خرجت بعدما نقهت فخرجت معى ام مسطح قبل المناصع وهو متبرزنا وكنا لا نخرج الا ليلا الى ليل وذلک قبل ان نتخذ الكنف قرباً من بيوتنا وامرنا امر العرب الاول فى التبرز قبل الغائط فكنا نتادى بالكنف ان نتخذها عند بيوتنا فانطلقت انا وام مسطح وهى ابنة ابى رهم بن عبد مناف وامها بنت صخر بن عامر خالة ابى بكر الصديق وابنها مسطح بن اثاثة فاقبلت انا وام مسطح قبل بيتى وقد فرغنا من شاننا فعثرت ام مسطح فى مرطها فقالت: تعس مسطح فقلت لها بئس ما قلت اتسبين رجلاً شهد بدراً قالت اى هنتاه اولم تسمعى ما قال قالت: قلت وما قال فاخبرتنى بقول اهل الافک فازددت مرضاً على مرضى فلما رجعت الى بيتى ودخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم تعنى سلم ثم قال كيف تيكم فقلت: اتاذن لى ان آتى ابوى قالت. وانا حينئذ اريد ان استيقن الخبر من قبلهما قالت فاذن لى رسول الله صلى الله عليه وسلم فجئت ابوى فقلت لامى: يا امتاه ما يتحدث الناس قالت: يا بنية هونى عليک فوالله لقلما كانت امراه قط وضيئة عند رجل يحبها ولها ضرائر الا كثرن عليها قالت: فقلت سبحان الله اولقد تحدث الناس بهذا قالت فبكيت تلک الليلة حتى اصبحت لا يرقا لى دمع ولا اكتحل بنوم حتى اصبحت ابكى فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم على بن ابى طالب واسامة بن زيد رضى الله عنهما حين استلبث الوحى

يستشيرهما فى فراق اهله قالت فاما اسامه بن زيد فاشار على رسول الله صلى الله عليه وسلم بالذى يعلم من برائة اهله وبالذى يعلم لهم فى نفسه من الود فقال: يا رسول الله اهلك ولا نعلم الا خيراً وأما على بن ابى طالب فقال يا رسول الله! لم يضيق الله عليك والنساى سواها كثير وان تسال الجارية تصدقك قالت: فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بريرة فقال: اى بريرة هل رأيت من شى يريبك قالت: بريرة لا والذى بعثك بالحق ان رايت عليها أمراً أغمصه عليها اكثر من انها جارية حديثة السن تنام عن عجين اهلها فتاتى الداجن فتاكله فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستعذر يومئذ من عبدالله بن ابى ابن سلول قالت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وهو على المنبر يا معشر المسلمين! من يعذرنى من رجل قد بلغنى أداه فى اهل بيتى فوالله ما علمت على أهلى الا خيراً ولقد ذكروا رجلاً ما علمت عليه انا خيراً وما كان يدخل على اهلى الا معى فقام سعد بن معاذ الانصارى فقال: يا رسول الله! انا اعذرك منه ان كان من الاؤس ضربت عنقه وان كان من اخواننا من الخزرج امرتنا ففعلنا أمرك قالت: فقام سعد بن عبادة وهو سيّد الخزرج وكان قبل ذلك رجلاً صالحاً ولكن احتملته الحمية فقال لسعد كذبت لعمر الله لا تقتله ولا تقدر على قتله فقام اسيد بن حضير وهو ابن عم سعد بن معاذ فقال لسعد بن عبادة كذبت لعمر الله لنقتلنه فانك منافق تجادل عن المنافقين فتثاور الحيان الاوس والخزرج حتى هموا ان يقتلوا ورسول الله صلى الله عليه وسلم قائم على المنبر فلم يزل رسول الله صلى الله عليه وسلم يخفضهم حتى سكتوا وسكت قالت فبكيت: يومى ذلك لا يرقا لى دمع ولا اكتحل بنوم قالت: فاصبح ابواى عندى وقد بكيت ليلتين ويوما لا اكتحل بنوم ولا يرقا لى دمع يظنان ان البكاى فالق كبدى قالت فبينما هما جالسان عندى وانا ابكى فاستأذنت على امراة من الانصار فاذنت لها فجلست تبكى معى قالت فبينا نحن على ذلك دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم جلس قالت: ولم يجلس عندى منذقيل ما قيل قبلها وقد لبثشهراً لا يوحى اليه فى شانى قالت: فتشهد رسول الله صلى الله عليه وسلم حين جلس ثم قال: اما بعد يا عائشة! فانه قد بلغنى عنك كذا وكذا فان كنت بريئة فسيبرنك الله وان كنت الممت بذنب فاستغفرى الله وتوبى اليه فان العبد اذا اعترف بذنبه ثم تاب الى الله تاب الله عليه قالت: فلما قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم

... دمعي حتى ما احس منه قطره فقلت لابى احب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما قال قال والله ما أدرى ما أقول لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت لامى اجيبى رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت: ما ادرى ما اقول لرسول الله صلى الله عليه وسلم قالت: فقلت وانا جارية حديثة السن لا اقراء كثيراً من القران انى والله لقد علمت لقد سمعتم هذا الحديث حتى استقر فى انفسكم وصدقتم به فلئن قلت لكم انى برئة والله يعلم انى برئة لا تصدقونى بذلک ولئن اعترفت لكم بامر والله يعلم انى منه برئة لتصدقنى والله ما احدلكم مثلا الا قول ابى يوسف قال ﴿فصبر جميل والله المستعان على ما تصفون﴾) قالت: ثم تحولت فاضطجعت على فراشى قالت وانا حينئذ اعلم انى بريئة وان الله مبرئى ببراتى ولكن والله ما كنت اظن ان الله منزل فى شانى وحياً يتلى ولشانى فى نفسى كان احقر من أن يتكلم الله فى بامر يتلى ولكن كنت ارجو ان يرى رسول الله صلى الله عليه وسلم فى النوم رويا يبرئنى الله بها قالت: فوالله ما رام رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا خرج احد من اهل البيت حتى انزل عليه فاخذه ما كان ياخذه من البرحاى حتى انه ليتحدر منه مثل الجمان من العرق وهو فى يوم شات من ثقل القول الذى ينزل عليه قالت: فلما سرى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم سرى عنه وهو يضحک فكانت اول كلمة تكلم بها يا عائشة! اما الله عزوجل فقد براک فقالت: امى قومى اليه قالت: فقلت له والله لا اقوم اليه ولا احمد الا الله عزوجل فانزل الله عزوجل ان الذين جاؤا بالافک عصبة منكم لا تحسبوه العشر الايات كلها فلما انزل الله هذا فى براتى قال ابوبكر الصديق رضى الله عنه وكان ينفق على مسطح بن اثاثة لقرابته منه وفقره والله لا انفق على مسطح شيئاً ابداً بعد الذى قال لعائشة ما قال فانزل الله (﴿ولا ياتل اولو الفضل منكم والسعة ان يوتوا اولى القربى والمساكين والمهاجرين فى سبيل الله وليعفوا وليصفحوا الا تحبون ان يغفر الله لكم والله غفور رحيم﴾) قال ابوبكر: بلى! والله انى احب ان يغفر الله لى فرجع الى مسطح النفقه التى كان ينفق عليه وقال: والله لانزعها منه ابداً قالت عائشة: وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسأل زينب ابنة جحش عن امرى فقال: يا زينب! ما ذا علمت او رايت فقالت: يا رسول الله! احمى سمعى وبصرى ما علمت انا خيراً قالت: وهى التى كانت تسامينى من ازواج رسول الله صلى الله عليه وسلم فعصمها الله بالورع وطفقت اختها

... فهلكت فيمن هلك من اصحاب الافك﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ میں جاتے وقت اپنی بیویوں کے نام کا قرعہ ڈالتے تھے اور جس کا نام نکلتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے تھے چنانچہ غزوۂ بنو مصطلق پر جاتے وقت جب قرعہ ڈالا گیا تو میرا نام نکل آیا اور میں آپؐ کے ساتھ گئی۔ یہ واقعہ پردہ کے حکم کے نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ میں ایک ہودج میں سوار رہا کرتی تھی اور اگر اترنے کی ضرورت ہوتی تو ہودج کے سمیت اتاری جاتی تھی۔ غرض ہم اسی طرح سفر کرتے رہے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی سے فارغ ہو کر واپس آئے اور جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو ایک رات یہ اتفاق ہوا کہ آپؐ نے روانگی کا حکم دیا۔ میں یہ حکم سن کر اٹھی اور لشکر سے دور رفع حاجت کے لئے چلی گئی۔ فارغ ہو کر لوٹی تو خیال آیا کہ میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر گر گیا ہے میں اس کو تلاش کرنے لگی۔ مجھے تلاش کرنے میں دیر لگ گئی۔ اس درمیان میں وہ لوگ آ گئے جو میرا ہودج اٹھا کر مجھے اونٹ پر سوار کیا کرتے تھے انہوں نے ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا اور یہ سمجھے کہ میں ہودج میں بیٹھی ہوں کیونکہ اس وقت عورتیں ہلکی اور مختی ہوا کرتی تھیں کیونکہ بہت کم کھاتی تھیں لہٰذا ان کو ہودج کے ہلکے اور بھاری ہونے کا کوئی احساس نہیں ہوا اور ایک بات یہ بھی تھی کہ میں اس وقت بہت چھوٹی تھی۔ غرض وہ ہودج لاد کر چلے گئے مجھے ہار تلاش کرنے میں اتنی دیر لگ گئی کہ جب واپس آئی ہوں تو وہاں لشکر کا نام ونشان بھی نہیں تھا نہ کوئی انسان کہ جس سے بات کی جائے۔ میں اسی جگہ جہاں کہ رات سو رہی تھی اس خیال سے بیٹھ گئی کہ جب آپ مجھے نہیں دیکھیں گے تو اس جگہ ضرور تلاش کرنے آئیں گے۔ مجھے بیٹھے بیٹھے نیند آنے لگی اور میں جھونکے کھانے لگی۔ لشکر کے پیچھے ایک آدمی گری پڑی چیز کی خبر رکھنے والا بھی تھا۔ جس کا نام صفوان بن معطل سلمی تھا۔ وہ پھرتا پھراتا اس جگہ آیا جہاں میں موجود تھی۔ اس نے مجھے پہچان لیا کیونکہ پردے کے حکم کے نازل ہونے سے پہلے اس نے مجھے دیکھا ہوا تھا تو وہ بلند آواز سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگے۔ اس کی آواز سے میں جاگ اٹھی اور فوراً دوپٹہ سے منہ چھپا لیا۔ خدا کی قسم! اس نے مجھ سے بات تک نہیں کی اور اپنی اونٹنی بٹھا دی اور اس کے پاؤں کو پاؤں سے دبائے رکھا۔ میں اونٹنی پر سوار ہو گئی اور وہ غریب پیدل چلا اور اونٹنی کو ہانکتا رہا۔ آخر میں لشکر میں اس وقت پہنچی جب کہ دھوپ بہت تیز ہو چکی تھی اور بہت سخت تھی قافلہ کے بعض لوگوں نے مجھے متہم کیا اور اپنی عاقبت خراب کر لی۔ ان میں پہلا شخص عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ مدینہ میں آ کر میں بیمار ہو گئی اور ایک ماہ تک برابر بیمار پڑی رہی اور لوگ یہ خبر برابر مشہور کرتے رہے اور مجھے اس واقعہ کے متعلق کوئی علم نہ تھا البتہ یہ چیز ضرور تکلیف دہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کی سی محبت مجھ سے نہیں

... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے دیکھنے اور حال معلوم کرنے کے لیے تشریف لاتے اور حال دریافت کر کے فوراً واپس تشریف لے جاتے۔ آپؐ کے اس وطیرہ سے میں نے خیال کیا کہ آپؐ مجھ سے ناراض ہیں۔ ایک ماہ کے بعد جب میں کچھ تندرست ہوگئی تو ایک دن ام مسطح کو اپنے ساتھ لے کر رفع حاجت کے لیے مناصع کی طرف گئی کیونکہ یہ لوگ حاجت رفع کرنے کے لئے جنگل ہی کی طرف جاتے تھے اور رات کے وقت ہی باہر نکلتے تھے۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب کہ گھروں میں بیت الخلا نہیں ہوتے تھے اور بدبو کی وجہ سے نہیں بناتے تھے۔ یہ رسم عربوں میں عرصہ سے چلی آ رہی تھی۔ غرض واپس آتے ہوئے راستہ میں ام مسطح کا پاؤں چادر میں الجھ کر رہ گیا اور وہ گرنے کے قریب ہوگئی اور کہنے لگی کہ مسطح مرے۔ میں نے کہا یہ کیا کہتی ہو۔ اس نے کہا: کہ تم بہت سیدھی اور بھولی ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ وہ کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا بتاؤ تو وہ کیا باتیں کہتا ہے؟ اس وقت ام مسطح نے مجھے اس جھوٹ بہتان اور اتہام کی ساری باتیں بتائیں۔ ایک تو میں پہلے ہی سے بیمار تھی پھر جب یہ سنا تو اور بیمار ہوگئی۔ واپس گھر میں آئی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھنے کو آئے تو دور سے ہی سلام کے بعد حال پوچھا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت دیجئے۔ میں ذرا اپنے والدین کے گھر جانا چاہتی ہوں۔ میرا خیال تھا کہ میں ان سے جا کر پوچھوں گی کہ یہ کیا مصیبت ہے؟ اور کیسا طوفان اٹھایا گیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی اور میں اپنے والدین کے گھر چلی آئی اور والدہ سے جا کر دریافت کیا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ والدہ نے جواب دیا کہ اے میری بیٹی! تم اتنا غم مت کرو۔ خدا کی قسم! اکثر ایسا معاملہ پیش آیا ہے کہ مرد کے پاس کوئی حسین بیوی ہوتی ہے اور وہ مرد کو محبوب بھی ہوتی ہے تو اس کی دوسری بیویاں اس طرح کی باتیں کیا کرتی ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا بات ہے۔ لوگوں نے اتنی بڑی بڑی باتیں کی اور آپ ان کو معمولی خیال کرتی ہیں۔ میں اس رات کو برابر روتی رہی نہ نیند آئی اور نہ ہی آنسو تھمے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا تا کہ میرے چھوڑ دینے کا مشورہ کریں۔ اس لئے کہ وحی آنے میں دیر ہو رہی تھی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کہ اہل بیت سے محبت کرتے تھے، کہا کہ اے اللہ کے رسول! عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت نیک ہیں اور ہم نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جو بری ہو مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کیوں فکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی تو نہیں ڈالی ہے بہت سی نیک عورتیں اور موجود ہیں آپ اس معاملہ میں بریرہ لونڈی سے بھی دریافت کیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلوا کر دریافت فرمایا کہ اے بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم عائشہ رضی اللہ

... کوئی ایسی بات دیکھی ہو جس سے تمہیں کچھ شبہ گزرا ہو۔ بریرہ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم! جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ میں نے کوئی بات ایسی نہیں دیکھی جسے چھپاؤں۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کم عمر بھولی اور سیدھی سادھی ہیں یہاں تک کہ آٹا گوندھ کر ویسے ہی چھوڑ کر سو رہتی ہیں اور بکری آ کر آٹا کھا لیتی ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ کوئی ہے جو عبداللہ بن ابی بن سلول سے اس بات کا بدلہ لے کہ اس نے تہمت لگا کر مجھے رنج پہنچایا ہے اور میرے اہل بیت کو بھی تکلیف میں ڈالا ہے۔ خدا گواہ ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اچھائی کے سوا کوئی برائی نہیں جانتا اور تہمت لگانے والوں نے اسے متہم کیا ہے جس کی برائی کبھی دیکھی نہیں گئی اور وہ شخص ہمیشہ میرے ہمراہ گھر جاتا تھا۔ آخر حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں اس سے بدلہ لوں گا اگر وہ قبیلہ اوس سے بھی تعلق رکھتا ہے تب بھی میں اسے تہہ تیغ کر دوں گا اور اگر ہمارے بھائی قبیلہ خزرج سے ہے تو پھر جو آپؐ سزا تجویز فرمائیں گے وہ دی جائے گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے حالانکہ یہ آج سے پہلے نیک اور صالح تھے مگر خزرج کا نام سن کر انہیں حمیت قومی نے ستایا اور سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم نے جھوٹ کہا ہے۔ اللہ کی قسم ہے کہ تم اس کو نہیں مار سکتے ہو۔ اس کے بعد سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا زاد بھائی اسید بن حضیر کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم نے جھوٹ کہا ہے۔ ہم ضرور اس کو ماریں گے۔ تم منافق معلوم ہوتے ہو اسی لیے تم منافق کی حمایت کرتے ہو۔ غرض کہ دونوں طرف سے سخت کلامی ہونے لگی۔ ممکن تھا کہ جنگ کی نوبت آ جاتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خاموش کرانے لگے آخر سب خاموش ہو گئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں اس دن بھی روتی رہی اور مجھے نیند نہیں آتی تھی میں دو دن ایک رات برابر روتی رہی تو صبح میرے والد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے اور اس خیال سے کہ کہیں روتے روتے میرا دل نہ پھٹ جائے وہ میرے پاس ابھی بیٹھے ہی تھے کہ انصاریہ عورت نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے اندر بلا لیا وہ آئی اور میرے ساتھ مل کر رونے لگی۔ اس کے بعد فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور میرے قریب بیٹھ گئے حالانکہ تہمت والے دن سے آج تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہیں بیٹھے تھے اور ایک مہینہ گزر چکا تھا کہ کوئی وحی بھی میرے معاملہ کے بارے میں آپ کو نہیں آئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اشھد ان لا الہ الا اللہ (یعنی میں اللہ کے معبود ہونے کی گواہی دیتا ہوں) پھر آپؐ نے ارشاد

... تمہاری وجہ سے مجھے بہت رنج اور تکلیف پہنچی ہے اگر تم بے قصور ہو تو تمہاری برات اور صفائی کے لیے اللہ تعالیٰ ضرور کوئی نہ کوئی حکم نازل فرمائے گا اور اگر تم سے واقعی غلطی ہو گئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور اس کی طرف توبہ کرو کیونکہ بندہ جب اپنے قصور پر نادم ہو کر توبہ و استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر عنایت فرماتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خاموش ہوئے اور اپنی بات پوری کر لی تو میں نے اپنے والد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ کو جواب دیجئے اور میرے آنسو بالکل خشک ہو چکے تھے میری والد نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیجیے۔ انہوں نے بھی کہا کہ میں نہیں جانتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں۔ آخر میں خود ہی بولی حالانکہ میں کم عمر تھی اور قرآن بھی اچھی طرح یاد نہیں ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ لوگوں کے کہنے سے آپ کے دلوں میں جو بات بیٹھ گئی ہے آپ نے اسے سچ جان لیا ہے، اب اگر میں یہ کہتی ہوں کہ میں بے قصور ہوں تو آپ کو یقین نہیں آئے گا اور اگر اقرار کر لوں تو اللہ جانتا ہے کہ میں بے قصور ہوں مگر آپ سچا خیال کریں گے۔ خدا کی قسم! مجھے سوائے اس مثال کے کوئی مثال یاد نہیں آئی کہ جو حضرت یوسف علیہ السلام کے والد کی مثال ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا (﴿فصبرٌ جميلٌ والله المستعان على ما تصفون﴾) یعنی میں اچھی طرح صبر کروں گا اور اللہ تعالیٰ مددگار ہے۔ جو تم بیان کرتے ہو۔ اس کے بعد میں نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی اور یہ خیال کرنے لگی کہ میں اس تہمت سے پاک ہوں اور اللہ ضرور میری نجات و برات کے لئے حکم ظاہر فرمائے گا۔ ساتھ ہی یہ خیال بھی آتا تھا کہ بھلا میں اس قابل کہاں ہوں کہ میرے لیے وحی نازل کی جائے ہاں یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملہ کی نجات و برأت دکھا دے گا۔ خدا گواہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی جانے کا قصد بھی نہیں کیا تھا اور گھر کے دوسرے لوگ بھی سب اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ پر وحی نازل ہونا شروع ہو گئی، پسینہ گرنے لگا اور وحی کی پوری کیفیت طاری ہو گئی اگرچہ سخت سردی کے دن تھے مگر وحی کی وجہ سے موتیوں کی طرح پسینہ کے قطرے آپ کی پیشانی سے گر رہے تھے۔ جب وحی نازل ہو چکی تو آپ مسکرائے اور سب سے پہلے بات فرمائی کہ اے عائشہ! اللہ نے تم کو اس گناہ کے الزام سے بری کر دیا۔ میری والدہ نے کہا کہ جاؤ جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرو اور ان کا شکریہ ادا کرو۔ میں نے کہا کہ میں تو صرف اپنے اللہ ہی کا شکریہ ادا کروں گی۔ اس کے بعد آپؐ نے یہ آیات پڑھیں کہ (﴿ان الذين جاؤوا بالافك عصبة منكم الخ سے رؤف رحيم تک﴾) یعنی دس آیات تک۔ پھر میرے والد ابو بکر صدیق رضی

... حضرت ... صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں مسطح بن اثاثہ کی غربت اور قرابت کی وجہ سے اسے نفقہ دیا کرتا تھا مگر اب میں ایسا نہیں کرسکتا اس لئے کہ اس نے عائشہؓ کو بہت بدنام کیا ہے۔اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں کہ (﴿ولا یاتل اولو الفضل سے غفور رحیم تک﴾) یعنی صاحب مال لوگوں کو نہ چاہیے کہ وہ کسی وجہ سے اس بات کی قسم کھالیں وہ غریب رشتہ داروں اور محتاجوں کو کوئی نان ونفقہ نہیں دیں گے بلکہ ان کو چاہیے کہ معاف کردیں اور ان کی خطا سے درگزر کریں کیا ان کو یہ پسند نہیں کہ اللہ انہیں بخش دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خدا کی قسم! میں یہی چاہتا ہوں کہ خدا مجھ کو بخش دے۔ میں اب آئندہ نفقہ بند نہیں کروں گا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی پوچھا کرتے کہ عائشہ کیسی ہے؟ مگر وہ یہی کہا کرتی تھیں کہ اے اللہ کے رسول! میں اپنے کان اور آنکھ کی خوب احتیاط رکھتی ہوں۔ میں نے تو عائشہؓ میں کوئی برائی نہیں دیکھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں حضرت زینبؓ ہی میرے برابر کی تھیں اور مجھ سے بڑھ چڑھ کر رہنا چاہتی تھیں مگر اللہ نے انکی پرہیز گاری کی وجہ سے انہیں بچالیا اور انکی بہن حمنہ بن جحش اپنی بہن کے لیے جھگڑا کرنے لگی پھر جس طرح دوسرے بہتان باندھنے والے ہلاک ہوئے یہ بھی ہلاکت میں پڑی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر، باب قوله ولولا اذسمعتموه قلتم مایکون لنا ...... هم الكذبون. (حديث :۴۷۵۰) ص، ۱۰۰۴

بیویوں کو تکلیف پہنچانے سے اجتناب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اس بات کا اہتمام فرماتے تھے کہ آپ کی کسی بات یا کسی طرزِ عمل سے کسی بیوی کو دکھ نہ پہنچے۔ آپؐ اپنی بیویوں کی بابت بھی یہ التزام فرماتے تھے کہ ان کی زبان اور کلام سے کسی بیوی کی دل شکنی نہ ہو۔

حدثنا موسى بن اسماعيل حدثنا حماد عن ثابت البناني عن سمية ﴿عن عائشة رضى الله عنها انه اعتل بعير لصفية بنت حيى وعند زينب فضل ظهر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لزينب اعطيها بعيراً فقالت: انا اعطى تلك اليهودية فغضب رسول الله صلى الله عليه وسلم فهجرها ذا الحجة والمحرم وبعض صفر﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ بنت حیی کا اونٹ بیمار ہوگیا اور حضرت

زینب کے پاس ایک سواری زائد از ضرورت تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینبؓ سے فرمایا کہ وہ اونٹ صفیہ کو دے دو۔ انہوں نے کہا کہ میں اس یہودیہ کو دیدوں۔ یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو گئے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین ماہ تک ذوالحجہ، محرم اور صفر تک چھوڑے رکھا۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب السنة، باب ترك السلام على أهل الاهواء (حدیث:۴۶۰۲) ص،۶۵۱، المسند لامام احمد بن حنبل، (حدیث:۲۴۴۸۱)، ۱۹۰/۷

مساوات

معلمِ انسانیت نے قیامت تک آنے والی نسلِ انسانی کی ہدایت کے لیے مثالی اور زرّیں اصول قائم فرمائے جس کی نظیر پوری تاریخ عالم میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ آپؐ نے مساوات کا وہ معیار قائم کیا۔ جس پر مسلم وغیر مسلم انگشت بدنداں ہیں۔

حدثنا حبان بن موسیٰ اخبرنا عبدالله اخبرنا عاصم الاحول عن معاذة ﴿عن عائشة رضی الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يستاذن فی یوم المراة منا بعد أن أنزلت هذه الاية "ترجی من تشای منهن وتووی الیک من تشای ومن ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیک" فقلت لها ما كنت تقولین؟ قالت: كنت اقول له ان كان ذاک الی فانی لا ارید یا رسول الله ان اوثر علیک احداً﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر باری والی بیوی کو چھوڑ کر کسی دوسری بیوی کے یہاں جانا چاہتے تھے تو باری والی سے اجازت لیا کرتے تھے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد یعنی (ترجی من تشای منهن وتووی الیک من تشای الخ) معاذہؒ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ سے اجازت لیتے تھے تو آپ کیا جواب دیتی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو کہتی تھی کہ میں یہی چاہتی ہوں کہ آپ میرے ہی پاس قیام فرمائیں۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، کتاب التفسیر، باب قوله، تخفی فی نفسک ما الله مبدیه وتخشى الناس والله احق ان تخشاه (حدیث:۴۷۸۹) ص، ۱۰۱۹

عدل بین الزوجین

انسانی نفسیات کے مطالعے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ایک سے زائد بیویاں رکھنے والے مرد، ان میں سے کسی ایک کی طرف اس طرح مائل ہو جاتے ہیں کہ دوسری بیویاں معلقہ ہو کر رہ جاتی ہیں۔ عدل بین النساء یعنی متعدد بیویوں میں عدل و انصاف قائم رکھنا اور ان میں سے ہر ایک کی دلجوئی اور ہر ایک کے ساتھ حسنِ سلوک میں ایسا توازن قائم کرنا کہ ہر بیوی اپنے شوہر کو آئیڈیل قرار دے۔ اور شوہر کی دوسری بیوی کو برداشت کرتے ہوئے کسی بھی صورت علیحدگی پسند نہ کرے ایک امر محال ہے۔ اسی لیے باری تعالیٰ نے انسان کی اسی سرشت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

(﴿فان خفتم الاتعدلوا فواحدۃ﴾) (۱)

اور اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم ان میں عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک پر ہی اکتفا کرو"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا یہ پہلو بھی حیرت انگیز طور پر مثالی ہے کہ اگر آپؐ نے ایک طرف "عدل بین النساء" کی ایک روشن مثال قائم فرمائی ہے دوسری طرف یہ کہ آپؐ جملہ ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کے لیے آئیڈیل ہیں۔ آپؐ ازواج مطہرات سے حسن معاشرت، حسنِ سلوک، دلجوئی اور عدل بین النساء کے معراج کمال پر نظر آتے ہیں۔ آپؐ نے عملی طور پر تمام ازواج کے ساتھ یکساں رویہ اپنا کر یہ ثابت کر دیا کہ بیویوں میں عدل کیسے کیا جائے۔

حدثنا ابو نعیم حدثنا عبدالواحد بن ایمن قال حدثنی ابن ابی ملیکۃ عن القاسم ﴿عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا خرج اقرع بین نسائہ فطارت القرعۃ لعائشۃ وحفصۃ وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ کان باللیل سار مع عائشۃ یتحدث فقالت حفصہ: الا ترکبین اللیلۃ بعیری وارکب بعیرک تنظرین وانظر فقالت: بلی فرکبت فجای النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی جمل عائشۃ وعلیہ حفصہ فسلّم علیہا ثم سار حتی نزلوا وافتقدتہ عائشہ فلما نزلوا جعلت رجلیہا بین الاذخر وتقول: یا رب سلط علیّ عقرباً او حیۃ تلدغنی ولا أستطیع ان اقول لہ شیئا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں باہر تشریف لے جاتے تو اپنے ساتھ لے جانے کے لیے اپنی بیویوں میں قرعہ ڈالتے۔ ایک سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہؓ کا نام نکل آیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب رات کو چلتے تو عائشہؓ سے باتیں کرتے ہوئے چلتے، حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آج کی رات تم میرے اونٹ پر بیٹھو اور میں تمہارے اونٹ پر بیٹھوں، تمہارے اونٹ کو میں دیکھوں اور میرے

۱۔ الاحزاب، ۳۳:۶

اونٹ کو (دیکھو) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اچھا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی طرف آئے حالانکہ اس پر حفصہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں۔ آپؐ نے حفصہؓ کو سلام کیا، پھر روانہ ہو گئے اور جب منزل پر اترے تو عائشہؓ نے آپ کو نہ پایا، عائشہؓ نے اپنے دونوں پاؤں اذخر (گھاس) میں ڈال دیئے اور کہنے لگیں اے اللہ! تو مجھ پر کوئی سانپ یا بچھو مسلط کر دے تا کہ وہ مجھ کو کاٹ لے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایات کرنے کی طاقت اور موقع مجھ کو نہ رہے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، کتاب النكاح، باب: القرعة بين النساء اذا اراد سفراً (حديث:٥٢١١) ص، ١١٣١، كتاب الشهادات، باب القرعة فی المشكلات (حديث:٢٦٨٨) ص، ٤٣٨، الجامع للترمذی، كتاب النكاح، باب ماجاء فی التسوية بين الضرائر (حديث:١١٤٠) ص، ٢٧٦، السنن لابوداؤد، كتاب النكاح باب فی القسم بين النساء (حديث:٢١٣٨) ص، ٣٠٩، مجمع الزوائد، كتاب المناقب، باب فضل عائشه (حديث:١٥٢٩٨)، ٩/٣٧٢

آزادی اظہار رائے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ آفاقی اور قیامت تک آنے والی نسلِ انسانی کے لئے دائمی نمونہ کمال ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے عیش و تنعم کی زندگی کو محض اس لیے اختیار نہ فرمایا کہ کہیں آنے والی نسلیں اسے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تصور نہ کر لیں۔ ایک بار غنائم اور خوشحالی کے موقعہ پر ازواجِ مطہرات نے آپؐ سے اخراجات میں اضافے کا مطالبہ کیا۔ اس مطالبے پر آپؐ نے ان سے علیحدگی اختیار فرمائی اور ایک ماہ گوشہ نشینی اختیار فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے اس عمل کی تائید میں آیات نازل فرمائیں اور دینوی راحت پر اخروی نعمتوں کو ترجیح دینے کے رویے کو اپنے حبیب ﷺ کے لیے مستحسن قرار دیا۔ اس موقعہ پر آپؐ نے ازواج مطہرات پر اپنی مرضی مسلط نہیں فرمائی۔ بلکہ ان کو آزادی دی کہ وہ چاہیں تو دینوی عیش و تنعم پسند کر لیں اور چاہیں تو اُخروی نعمتیں۔ تمام ازواج مطہرات نے بے ساختہ و بلا تردد فقر و فاقہ کی زندگی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اور خوشنودی حاصل ہو۔ اختیار فرمایا اور دینوی لذتوں اور آسائشوں کو ٹھکرا دیا۔

وقال الليث حدثنی يونس عن ابن شهاب قال اخبرنی ابو سلمة بن عبدالرحمن ﴿ان عائشة زوج النبی صلی الله عليه وسلم بتخير ازواجه بدابی فقال انی ذاكر لک امرا فلاعليک ان لاتعجلی حتی تستامری ابويک قالت: وقد علم ان ابوی لم يكونا يامر انی بفراقه قالت: ثم قال ان الله جل شانه قال: ﴿يايها النبی قل لازواجک ان كنتن تردن الحيوة الدنيا وزينتها الی اجر عظيما﴾ قالت: فقلت فی ای هذا استامر ابوی

... قالت: ثم فعل ازواج النبی صلی الله علیه وسلم مثل ما فعلت﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کا یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپؐ نے سب سے اول مجھ سے فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں، جواب میں جلدی مت کرنا بلکہ اپنے والدین سے پوچھ کر جواب دینا۔ یہ بات آپؐ نے اس غرض سے فرمائی کہ کہیں میں مال کو پسند نہ کرلوں کیونکہ والدین تو آخرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو پسند کریں گے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا عائشہؓ! اگر تم دنیا کے مال ومتاع کو پسند کرتی ہو تو پھر میں تم کو بہت سا مال دے کر خوشی سے رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ و رسول اور آخرت کو پسند کرتی ہو تو خدا تعالیٰ نے تمہارے لیے بڑا اجر مقرر کیا ہے مگر شرط یہ ہے کہ تم نیکی پر قائم رہو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ سے عرض کیا: ''میں اس کو والدین سے کیا پوچھوں میں تو اللہ و رسول اور آخرت کو پسند کرتی ہوں'' پھر یہی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری ازواج سے فرمائی اور سب نے بھی یہی جواب دیا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر، باب قوله، وانا کنتن تردن الله ورسوله والدار الاخره .... (حدیث:۴۷۸۶) ص، ۱۰۱۸،۱۰۱۹

بیویوں کے قرابتداروں سے حسنِ سلوک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے ساتھ ساتھ ان کے قرابتداروں سے بھی بے حد محبت فرماتے اور جہاں جہاں ان کو رہنمائی کی ضرورت پیش آتی۔ آپؐ ذاتی دلچسپی لیتے۔

حدثنی اسحق بن ابراهیم اخبرنا عیسیٰ بن یونس و حدثنا ابو کریب حدثنا ابو اسامه قالا حدثنا الولید بن کثیر حدثنی محمد بن عمرو بن عطای حدثنی محمد بن عمرو بن عطای ﴿حدثنی زینب بنت ام سلمة قالت: کان اسمی برة فسمّانی رسول الله صلی الله علیه وسلم زینب قالت: ودخلت علیه زینب بنت جحش واسمها برة فسمّاها زینب﴾

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنھا بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ میرا نام برّہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام زینب رکھ دیا۔ آپؐ کے پاس زینب بنت جحش آئیں ان کا نام بھی برہ تھا تو آپؐ نے اس کا نام زینب رکھ دیا۔

حزن:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الآداب، باب: استحباب تغیر الاسم القبیح الی حسن...... (حدیث:۲۱۴۲) ص، ۹۵۱

بیویوں کی تعلیم وتربیت کا اہتمام

انسانیت کے سب سے بڑے معلم اور محسن رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مثالی خصائص کا جائزہ لیں تو جہاں آپؐ نے فکر ونظر کا عظیم انقلاب برپا کیا اور انسانی زندگی کے ہر گوشے میں رہنما زریں اصول عطا فرمائے وہاں آپؐ کی منفرد خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپؐ نے اپنے فیضان تربیت سے صحابہ کرامؓ، صحابیاتؓ بشمول ازواج مطہرات کی ایک ایسی جماعت تیار فرمائی جو آپؐ کی ہدایت پر روشن ستاروں کی مانند چمکی۔ اس فیضانِ تربیت کا کثیر حصہ ازواج مطہرات کے حصے میں آیا۔ جنھوں نے شبانہ روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت، زہد و عبادت، آپؐ کے معمولات، آپؐ کے شمائل و خصائل اور اخلاق حمیدہ کا قریب سے مشاہدہ کیا اور منزلی زندگی میں آپؐ کے ارشادات کو توجہ سے سنا۔ حالات کے پس منظر میں صحیح طور پر ان کا فہم وادراک کیا، ان پر عمل پیرا ہوئیں اور پھر ان تعلیمات کو صحابہ کرامؓ صحابیات اور بعد میں آنے والی مسلم خواتین تک پہنچایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرام کو تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت دیتے تو ازواج مطہرات بھی آپؐ کے علم سے بھرپور استفادہ حاصل کرنے کی کوشش کرتیں۔

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثناء ابو عامر ثنا افلح بن سعید قال: ثناء عبداللہ بن رافع قال: ﴿کانت ام سلمۃ تحدث: انہا سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی المنبر وھی تمتشط: ایھا الناس، فقالت لما شطتھا: یعنی راسی، قالت: فقالت: مذتیک انما یقول: ایھا الناس، قلت: ویحک أولسنا من الناس؟ فلفت راسھا وقامت فی حجرتھا فسمعتہ﴾ (۱)

حضرت ام سلمہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آپؐ نے منبر پر (ایھا الناس) سے خطاب کا آغاز کیا۔ وہ اس وقت مشاطہ سے کنگھی کروا رہی تھیں آپؐ نے مشاطہ سے کہا میرے بال جلدی سے سمیٹ دو۔ عورت نے کہا ابھی تو (ایھا الناس) ہی ارشاد فرمایا ہے۔ تو ام سلمہؓ کہنے لگیں کیا ہم انسانوں میں سے نہیں؟ پس مشاطہ نے ان کے بال سمیٹ دیئے وہ اپنے حجرے میں کھڑی ہو کر خطبہ سننے لگیں۔

اس طرح حضرت شفاء بنت عبداللہؓ نے ام المومنین حضرت حفصہؓ کو کتابت سکھانے کے لیے اپنی شاگردی میں لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو پسند فرمایا۔

---

۱ المسند لامام احمد بن حنبل، حدیث ام سلمۃؓ (حدیث:۲۶۰۰۶) ص، ۳۲۲/۷

حدثنا عبدالله حدثني ابي ثنا ابراهيم بن مهدي قال ثنا علي بن مسهر عن عبدالعزيز بن عمر بن عبدالعزيز عن صالح بن كسيان عن ابي بكر بن عبدالرحمن بن سليمان بن ابي حثمة ﴿عن الشفاء بنت عبدالله قالت: لا دخل علينا النبي صلى الله عليه وسلم وانا عند حفصه فقال لي: الاتعلمين هذه رقية النملة كما علمتيها الكتابة﴾

حضرت شفا بنت عبداللہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور میں اس وقت حضرت حفصہؓ کے پاس تھی۔ پس آپؐ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم حفصہؓ کو چیونٹے کے کاٹے کا دم نہیں سکھاؤ گی؟ جس طرح تم اسے پہلے کتابت سکھا چکی ہو۔

تخریج:

المسند لامام احمد بن حنبل، حديث الشفاء بنت عبدالله (حديث :٢٦٥٥٥)، ٧/٥١٦،

السنن لابوداؤد، كتاب الطب، باب في الرقى (حديث :٣٨٨٧) ص، ٥٥٢

مشفق باپ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ کاملہ ایک ''مشفق باپ'' کی حیثیت سے بھی اوجِ کمال پر نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ کی پہلی بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ تھیں اور آپ ﷺ کی تمام اولاد اطہار (سوائے حضرت ابراہیم علیہ السلام) کے حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تھی۔

﴿یروی عن نفیسه أخت یعلی بن منیة: تزوج النبی ﷺ خدیجة بنت خویلد مرجعه من الشام وهو ابن خمس و عشرین سنة فولدت القاسم والطاهر و زینب ورقیة و ام کلثوم و فاطمه﴾

حضرت یعلی بن منیہ کی بہن نفیسہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شام سے واپس لوٹنے کے بعد حضرت خدیجہؓ سے شادی کی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر ۲۵ برس تھی اور حضرت خدیجہؓ کے بطن سے قاسمؓ، طاہرؓ، زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور فاطمہؓ پیدا ہوئیں۔ (۱)

ان میں سے بیٹے شیرخوارگی میں ہی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ (۲) جبکہ آپ ﷺ کی بیٹیوں میں سے ہر ایک نے اسلام کا زمانہ پایا۔ سب نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کے شرف سے مشرف ہوئیں۔ حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کے علاوہ باقی سب بیٹیوں نے آپ کی زندگی میں وفات پائی۔ آپ ﷺ نے مرض الموت میں ہی یہ فرما دیا تھا۔

﴿عن فاطمه رضی الله عنها أن رسول الله ﷺ قال لها: انت اول أهلی بی لحوقا﴾ (۳)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میرے گھر والوں میں سے تم سب سے پہلے مجھ سے ملوگی۔

چنانچہ حضرت فاطمہؓ کی وفات آپ ﷺ کی رحلت کے چھ ماہ بعد ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ اپنے اہل وعیال پر بے حد مہربان تھے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے:

﴿مارایت احداً ارحم بالعیال من رسول الله صلی الله علیه وسلم﴾ (۴)

یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ اپنے اہل عیال پر کسی کو مہربان نہیں دیکھا۔

جان گلب پاشا آپ ﷺ کی خوشگوار زندگی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں:

۱- التاریخ الاوسط، قصة خدیجة بنت خویلد (حدیث: ۳۶) ۱-۲/۱۰، التاریخ الصغیر، ۱/۴۳

۲- جمهرة انساب العرب، ص، ۱۶

۳- الآحادوالمثانی، ص ۵۸۴، الاستعیاب، ۴/۴۵۲

۴- ابنِ عساکر، تهذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱/۲۹۵

… رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کی۔ رسول اللہ ﷺ خاموش اور تنہائی پسند تھے۔ اس کے باوجود ذات اقدس ﷺ کو اپنے بچوں سے بڑا ہی پیار تھا۔ جب بھی وقت ملتا اپنے بچوں کے ساتھ گزارتے۔ ازدواجی زندگی بہت ہی خوشگوار اور کامیاب ترین رہی۔ اپنے بیوی بچوں کا ہر طرح سے خیال رکھتے تھے۔ ان سے ہمیشہ خوش مزاجی سے پیش آتے تھے۔" (۱)

آپ کی سب سے بڑی بیٹی حضرت زینب الکبریٰ تھیں۔(۲) آپ ﷺ ان سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ سیرت نگار لکھتے ہیں۔

﴿و کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محباً فیھا﴾ (۳)

ہجرت کی جانگداز مشکلات کا سامنا کرنے اور مصائب برداشت کرنے کے بعد جب وہ دربار رسالت میں پہنچیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

﴿ھی افضل بناتی اصیبت فی﴾ (۴)

یعنی یہ میری بیٹیوں میں سب سے اچھی بیٹی ہے جسے میری وجہ سے بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔

جب انؓ کا انتقال ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی لختِ جگر کے غسل اور کفن دفن کا بطور خاص اہتمام فرمایا اور غسل دینے والی خواتین کو غسل کا طریقہ بتایا۔

حدثنا محمد حدثنا عبدالوھاب الثقفی عن ایوب عن محمد ﴿عن ام عطیة رضی اللہ

۱- حیات وعہد نبوی ﷺ، مترجم حبیب حیدر آبادی، ص۸۲

۲- **حضرت زینب الکبریٰ:** سرور کونین حضرت محمد ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں- ان کا نسب: زینب بنت محمد رسول اللہ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ...... تھا-(نسب قریش ۱/۲۱) دس سال کی عمر میں انکی شادی ابوالعاص بن الربیع کے ساتھ ہوئی جو قریش بنی عبدشمس کے چشم وچراغ تھے-(جمھرة انساب العرب، ص ۱۶) آنحضور ﷺ جب منصب نبوت پر فائز ہوئے تو حضرت زینبؓ نے بھی فوراً اسلام قبول کرلیا- مگر ابوالعاص بن الربیعؓ اپنے سابقہ دین پر ثابت قدم رہے-(الطبقات الکبریٰ، ۲۵۸/۸) قریش مکہ نے کوشش کی کہ حضرت زینبؓ کو طلاق دلوا دیں مگر ناکام رہے-(السیرة النبویة لابن ھشام، ۲/ ۲۶۳)، غزوۂ بدر میں ابوالعاص بن الربیعؓ جب اسیر جنگ ہوئے تو انہوں نے حضرت زینبؓ کو مدینہ بھجوانے کا وعدہ کیا- دوران ہجرت حضرت زینبؓ کو زخم لگا- جس کا زہر اندر ہی اندر پھیلتا رہا- ۷ھ میں ابوالعاص بن الربیعؓ نے بھی اسلام قبول کرلیا-(الطبقات الکبریٰ، ۲۵۹/۸) حضرت زینب کے دو بچے تھے- ایک صاحبزادہ جسکا نام "علی" اور ایک صاحبزادی جسکا نام "امامہؓ بنت ابی العاصؓ" تھا-(الاستعیاب ۴/ ۴۱۰: الروض الانف، ۳/ ۱۰۳) حضرت زینبؓ الکبریٰ نے ۸ھ میں وفات پائی-(الطبقات الکبریٰ، ۲۵۹/۸: المستدرک، ۴/ ۴۶)

۳- الاستعیاب، ۴/ ۴۱۰، سیر اعلام النبلاء، ۱/ ۳۳۵

۴- معرفة الصحابة، ۵/ ۱۳۱، محب الطبری، ذخائر العقبی، ۱۵۷

...قالت: دخل علينا رسول الله ﷺ ونحن نغسل ابنته فقال: اغسلنها ثلاثا أو خمسا أو اكثر من ذلك بماء وسدر واجعلن فى الآخرة كافوراً فاذا فرغتن فآذننى فلما فرغنا آذناه فالقى الينا حقوه فقال أشعرنها اياه فقال ايوب وحدثتنى حفصه بمثل حديث محمد وكان فى حديث حفصة اغسلنها وتراً وكان فيه ثلاثا أو خمسا أو سبعًا وكان فيه انه قال ابدئوا بميامنها ومواضع الوضوء منها وكان فيه ان ام عطية قالت: ومشطناها ثلاثة قرون﴾

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہم لوگ آپ ﷺ کی صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو، اور آخر میں کافور ملاؤ جب تم لوگ فارغ ہو جاؤ تو ہمیں خبر کر دینا۔ جب ہم فارغ ہوئے تو آپ کو اطلاع دی آپ ﷺ نے ہم کو اپنا تہبند دیا اور فرمایا کہ اس کا انا بنا دو اور ایوب نے بیان کیا کہ مجھ سے حفصہ ؓ نے محمد کی حدیث کے مثل روایت کیا اور حفصہ ؓ کی حدیث میں تھا کہ اس کو طاق مرتبہ غسل دو اور اس میں یہ بھی تھا کہ تین یا پانچ یا سات مرتبہ غسل دو اور یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: داہنی طرف سے اور مقاماتِ وضو سے شروع کرو اور حضرت اُم عطیہ ؓ نے کہا کہ ہم نے کنگھی کر کے بالوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔

تخریج:

الموطاء كتاب الجنائز، باب غسل الميت، (حديث:٥١٨) ص، ١٣٥، الجامع الصحيح للبخارى، كتاب الجنائز، باب مايستحب ان يغسل وتر (حديث:١٢٥٤)ص، ٢٠١، المسند لاسحاق بن راهوية (حديث: ٢٥٢) ص، ٢٤٦، السنن لابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء فى غسل الميت (حديث:٢٠٩) ص، ٢٠٩، الجامع الصحيح للمسلم، كتاب الجنائز، باب فى غسل الميت، ص، ٣٤٨، السنن النسائى (للسيوطى) كتاب الجنائز، باب غسل الميت اكثر من خمس، (حديث: ١٨٨٥)، باب الكافور فى غسل الميت، (حديث: ١٨٨٩) ص، ٣٢٩، ٣٣٠، المسند للحميدى، (حديث:٣٦٠)، ١/ ١٤٣

حضرت رقیہ ؓ(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منجھلی صاحبزادی تھیں۔ جو حضرت عثمان ؓ کے نکاح میں تھیں۔

۱۔ **حضرت رقیہ** حضرت زینب ؓ کی ولادت کے تین سال بعد ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ ؓ کے بطن مبارکہ سے پیدا ہوئیں اور انہیں کے پر شفقت دامن میں پرورش پائی۔ حضرت رقیہ ؓ بچپن ہی سے اپنی خوبصورتی اور ذہانت کی وجہ سے اپنی بیٹیوں اور دوستوں میں ممتاز تھیں۔ آپ ؓ کا نکاح پہلے عتبہ بن ابی ابولہب سے ہوا مگر رخصتی سے پہلے ہی عتبہ نے عداوتِ اسلام کی وجہ سے یہ رشتہ ختم کر دیا۔ پھر آپ ؓ کا نکاح حضرت عثمان بن عفان ؓ سے ہوا اور ان کے ساتھ آپ ؓ نے بے حد اچھی ازدواجی زندگی بسر کی۔ ۲ ھ میں وفات پائی۔ (المستدرک، ۴/ ۵۰، ذخائر العقبیٰ، ص، ۱۶۲، نسب قریش، ۱/ ۲۲: الاستیعاب، ۴/ ۲۹۹، اسد الغابة، ۵/ ۴۵۶، الاصابة، ۴/ ۳۰۵)

...حضرت رقیہ کو خسرہ کی بیماری لاحق ہوئی۔(۱) تو رسول اللہ ﷺ بے حد پریشان ہوئے۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو انکی تیمارداری کے لیے مدینہ میں مقیم رہنے کا حکم دیا۔(۲)

حدثنی عبید، ثنا أبو اسامة، عن هشام، عن أبيه، ﴿عن عائشة: خرج النبی صلی الله علیه وسلم الی بدر و خلف عثمان علی ابنة رسول الله ﷺ و كانت مريضة وتخلف معه أسامة بن زيد، فماتت ليلاً فغدوا بها فدفنوها فسمعوا الجة التكبير فارسل عثمان أسامة فاذا هو بأبيه، زيد جاء بشير علی ناقة النبی صلی الله عليه وسلم فما صدقوا حتی رأوهمْ اتی بهم﴾

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بدر کے لیے (مدینہ منورہ) سے روانہ ہوئے تو اپنے پیچھے حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھ اسامہ بن زیدؓ کو اس لیے چھوڑ گئے۔ کہ آپ ﷺ کی بیٹی (حضرت رقیہؓ) بیمار تھیں۔ پس رات کو وہ انتقال فرما گئیں تو اگلے دن ان کو دفنایا گیا۔ پس اسی دوران انہوں (حضرت عثمانؓ وغیرہ) نے تکبیر کی آواز سنی تو حضرت عثمانؓ نے حضرت اسامہؓ کو بھیجا پس وہ ان کے والد زید بن حارثہؓ تھے۔ جو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر فتح کی بشارت دینے کے لیے آئے تھے۔ پس کسی نے اس (خبر) کو سچ نہ جانا جب تک کہ حضرت زید بن حارثہ کو اپنی نگاہوں سے نہ دیکھ لیا۔

تخریج:

التاریخ الاوسط للبخاری، ۱/۲۰۱۱

حضرت ام کلثومؓ (۳) جو رسول اللہ ﷺ کی تیسری صاحبزادی تھیں۔ حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد حضرت عثمانؓ سے ان کا نکاح ہوا۔ آپ ﷺ ان سے بھی بے حد پیار فرماتے تھے۔ غزوۂ تبوک کے بعد شعبان ۹ھ میں یہ بہت زیادہ علیل ہونے کے بعد وفات فرما گئیں۔ نبی کریم ﷺ نے انکی وفات کے بعد ان کے غسل اور کفن کے انتظامات اپنی نگرانی میں کروائے۔

۱- شبة النمیری، تاریخ المدینة المنورة، ۱/۷۰، الاستیعاب، ۴/۴۰۰

۲- المستدرک، ۴/۵۱

۳- **حضرت ام کلثومؓ** آپ ﷺ کی پیاری صاحبزادی تھیں- عہدِ شباب میں ادب، کردار، تربیت اور اخلاق کے اعتبار سے قریش کی بہترین لڑکیوں میں ان کا شمار ہوتا تھا- (احمد خلیل جمعه، نساء اهل البیت، ص، ۵۱۲) پہلے ان کا نکاح ابولہب کے چھوٹے بیٹے عتیبہ بن ابولہب سے ہوا- مگر رخصتی سے پہلے ہی ان کو عداوتِ اسلام کی بناء پر طلاق دے دی گئی- (الطبقات الکبری، ۸/۲۶۲، اسد الغابة، ۵/۴۵۶، الاصابة، ۴/۳۰۴) حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد ان کا نکاح ربیع الاول ۳ھ میں حضرت عثمانؓ سے کر دیا گیا- (التاریخ الصغیر، ۱/۳۳، نسب قریش، ۳/۱۰۱)، ام کلثومؓ سے حضرت عثمانؓ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی- (اسد الغابة، ۵/۱۱۲)

... ثنا یعقوب بن ابراهیم، ثنا ابی عن ابن اسحاق، حدثنی نوح بن حکیم الثقفی وکان قارأً للقرآن عن رجل من ولد عروة بن مسعود یقال له: داود وقد ولدته أم حبیب بنت أبی سفیان ﴿عن لیلی بنت قانف الثقفیة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: کنت فیمن غسل أم کلثوم بنت رسول الله ﷺ عند وفاتها، فکان أول ما أعطانا رسول الله ﷺ الحقو ثم الدرع ثم الخمار ثم الملحفة ثم أدرجت بعد فی الثوب الآخر قالت: ورسول الله ﷺ عند الباب معه کفنها یناولنا ثوباً ثوباً﴾

لیلی بنتِ قانف ؓ فرماتی ہیں کہ میں حضرت ام کلثوم ؓ کی وفات کے وقت ان کو غسل دینے والوں کے ساتھ شریک تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے ایک چادر پھر ایک قمیض اور پھر ایک اوڑھنی اور اس کے بعد ایک چادر دی اور پھر ایک بڑی چادر میں تمام جسم کو لپیٹ دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ مکان کے دروازے پر تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کے پاس کفن کے یہ کپڑے تھے۔ جو آپ ﷺ نے ایک ایک کر کے ہمیں دیئے۔

تخریج:

الآحاد والمثانی، ص، ۶۳۱، المسند لامام احمد بن حنبل، (حدیث: ۲۶۵۹۴)، ۷/۵۲۴، التاریخ الصغیر، ۱/۴۴، تاریخ الخمیس، ۱/۲۷۷، المعجم الکبیر، ۲۵/۲۹

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی تمام بیٹیوں سے بے حد پیار تھا۔ حضرت زینب ؓ، حضرت رقیہ ؓ اور حضرت ام کلثوم ؓ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ ؓ(۱) (جو آپ کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی صاحبزادی تھیں) ہی آپ کی توجہ کا مرکز بن گئیں۔ وہ تشریف لاتیں تو آپ نہایت محبت سے ان کو خوش آمدید کہتے اور ان ؓ سے راز و نیاز فرماتے۔

حدثنا ابو نعیم حدثنا زکریای عن فراس عن عامر الشعبی عن مسروق ﴿عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: اقبلت فاطمة تمشی کان مشیتها مشی النبی صلی الله علیه وسلم فقال النبی صلی الله علیه وسلم: مرحبا بابنتی ثم اجلسها عن یمینه او عن شماله ثم أسر الیها حدیثا فبکت فقلت لها: لم تبکین ثم أسر الیها حدیثا فضحکت فقلت: ما رأیت کالیوم فرحا أقرب من حزن فسألتها عما قال فقالت: ما کنت لافشی سر رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی قبض النبی صلی الله علیه وسلم فسالتها فقالت: اسرَّ الی ان جبریل کان یعارضنی القرآن کل سنة مرة وانه عارضنی العام مرتین ولا اراه الا حضر اجلی وانک اول اهل بیتی لحاقاً بی فبکیت فقال: أما ترضین ان تکونی سیدة نسای اهل الجنة او نسای المومنین فضحکت لذلک﴾

۱۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (دیکھیے صفحہ ۷۷، ۷۸)

... فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اور ان کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال کی طرح تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیٹی خوش آمدید۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے انکو اپنی داہنی طرف یا اپنی بائیں طرف بٹھا لیا پھر آہستہ آہستہ سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں۔ میں نے ان سے پوچھا تم کیوں روتی ہو؟ پھر ایک بات ان سے آپ ﷺ نے آہستہ سے کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے کہا: آج کی طرح میں نے خوشی کو رنج سے اس قدر قریب نہیں دیکھا۔ میں نے دریافت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ فاطمہ رضی اللہ عنھا نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشاء کرنا پسند نہیں کرتی۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو میں نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے پوچھا تو انہوں نے مجھ سے کہا: آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام ہر سال مجھ سے ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے، اس سال انہوں نے مجھ سے دو بار دور کیا ہے، اس سے میرا خیال ہے کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا اور تم میرے تمام گھر والوں میں سب سے پہلے مجھ سے ملو گی تو یہ (سن کر) میں رونے لگی پھر (دوسری مرتبہ) فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمام جنتی عورتوں کی یا ساری مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو گی۔ اس وجہ سے مجھے ہنسی آ گئی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب، باب: علامات النبوۃ فی الاسلام (حدیث:۳۶۲۳)ص، ۶۲۲، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الادب، باب قول الرجل مرحبا، (ص، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰)، الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب ماجاء فی فضل فاطمةؓ (حدیث:۳۸۷۲) ص، ۸۷۲

حضور ﷺ کو اپنی اولاد سے بے پناہ محبت تھی۔ نا صرف اولاد بلکہ انکی اولاد سے بھی بے پناہ قلبی لگاؤ تھا۔ اس قلبی لگاؤ کا اکثر آپ ﷺ اظہار تحائف کی صورت میں کرتے۔ (۹)

حدثنا ابن نفیل حدثنا محمد بن سلمة عن محمد بن اسحق قال حدثنی یحیی بن عباد عن ابیه عباد بن عبدالله ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: قدمت علی النبی صلی الله علیه وسلم حلیة من عند النجاشی اهداها له فیها خاتم من ذهب فیه فص حبشی قالت: فاخذه رسول الله ﷺ بعود معرضا عنه او ببعض اصابعه ثم دعا امامة ابنة ابی العاص ابنة ابنته زینب فقال تحلی بهذا یا بنیة﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس نجاشی کی طرف سے زیورات جو اس نے ہدیہ کیے تھے، آئے۔ ان میں ایک سونے کی انگوٹھی بھی تھی، جس میں حبشی پتھر کا نگینہ تھا۔

… نے اسے ایک لکڑی سے چھوایا اپنی بعض انگلیوں سے چھوا اس سے منہ پھیرتے ہوئے پھر آپ ﷺ نے امامہ بنت ابو العاص ؓ (۱) کو بلایا جو حضور ﷺ کی صاحبزادی زینب کی بیٹی تھیں اور فرمایا کہ اے میری بیٹی اس سے زینت اختیار کر۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب الخاتم، باب: ماجاء فی الذهب النساء (حدیث:۴۲۳۵)ص، ۵۹۳، صحیح سنن لابو داؤد، ۷۹۷/۲، الاصابة، ۲۳۲/۴، المسند لامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۴۳۵۹)، ۱۷۲/۷

۱- **امامہ بنت ابی العاص**، نسب: ''امامہ بنت ابی العاص بن الربیع بن عبدالعزی بن عبدشمس......'' جبکہ والدہ ''حضرت زینب بنت رسول ﷺ'' ہیں۔ انکی ولادت بعثت نبوی ﷺ کے بعد مکی دور میں ہوئی۔ حضرت فاطمہ ؓ کے انتقال کے بعد حضرت علی ؓ سے نکاح ہوا۔ اس کے بعد مغیرہ بن نوفل سے نکاح کیا۔ حضور ﷺ کو ان سے انتہائی محبت تھی۔ (الطبقات الکبری، ۲۶۲/۸، الاستیعاب، ۳۶۱/۴، الاصابة، ۱۲۸/۱۱،۲، ۱۲۹، منتخب من کتاب ازواج النبی ﷺ، ص، ۲۹، ۳۰)

راویوں کے احوال

☆ ابن النفیل، عبداللہ بن النفیلی، ابو جعفر النفیلی، (م۲۳۴ھ) صاحب الحدیث تھے۔ ''ثقہ مامون'' تھے۔ (تہذیب، ۴۲۶/۲)

☆ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف القرشی، (م۱۰۴ھ): ان کا نام 'عبداللہ' یا ''اسماعیل'' بتایا جاتا ہے۔ والدہ کا نام ''تماضر بنت الاصبغ ابن عمرو بن ثعلبہ'' تھا۔ ''عالم، ثقہ اور کثیر الحدیث'' ہیں۔ (تہذیب الکمال، ۳۷۶-۳۷۰/۳۳، الکاشف، ۳۰۲/۳)

☆ ابوالاسود، محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل بن الاسود، ابوالاسود المدنی، یتیم عروہ، (م۱۰۳ھ) محدثین نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (تہذیب الکمال، ۶۴۸-۶۴۵/۲۵، الکاشف، ۶۲/۳)

☆ اسحٰق بن ابراہیم، (م۲۳۸ھ) آپ کی کنیت ''ابو یعقوب'' ہے۔ مرو کے رہنے والے تھے۔ پھر نیشاپور میں رہائش پذیر ہوئے۔ ''ابن راہویہ'' کے نام سے مشہور ہیں۔ خشیتِ الٰہی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ یہ ''ثقہ، مامون اور امام'' تھے۔

☆ اسماعیل بن ابی خالد، (م۱۴۵ھ) ان کا اصل نام سعید ابو عبداللہ البجلی تھا۔ ''ثقہ'' ہیں۔ (رجال صحیح البخاری، ۶۸/۱)

☆ ثابت بن اسلم البنانی، ابو محمد البصری، (م۱۲۳ھ) ''ثقہ'' عابد ہیں۔ (تقریب، ۱۱۵/۱، رجال صحیح البخاری، ۱۳۰/۱)

☆ حبان بن موسیٰ بن سوار السلمی، (م۲۳۳ھ) دیکھیے صفحہ، ۱۷۸

☆ حسن بن صباح البزار: بغداد کے رہنے والے عابد اور فاضل ہیں ''صدوق'' ہیں۔ ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (تقریب، ۱۶۸/۱)

☆ حفص بن غیاث، نخعی الکوفی ابو عمر، (م۱۹۴ھ) ۱۱۷ھ میں پیدا ہوئے۔ کوفہ کے رہنے والے نامور حافظ حدیث ہیں۔ پہلے بغداد اور پھر کوفہ کے قاضی رہے۔ نخی تھے اور ''ثقہ'' ہیں۔ (الطبقات الکبری، ۵۴۶/۶)

☆ حماد بن زید بن درھم الامام، ابو اسماعیل الازدی، (م۱۷۹ھ) احادیث کو پانی کی طرح یاد کرتے تھے۔ حافظ بہت اچھا تھا۔ فقہ میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ (الکاشف، ۱۸۸-۱۸۷/۱، تہذیب الکمال، ۲۵۲-۲۳۹/۷)

☆ خارجہ بن عبداللہ بن سلیمان بن زید بن ثابت، (م۱۶۵ھ) امام احمد بن حنبل نے ان کو ضعیف، جبکہ ابن معین نے ''لیس بہ باس'' کہا ہے۔ (الکاشف، ۳۱۰/۱)

☆ زید بن وہب، ابو سلیمان الہمدانی، "ثقہ" ہیں۔ (رجال صحیح البخاری، ۱/۲۵۸)

☆ سعید بن ابی مریم حکم بن محمد، (م۲۲۴ھ) الحافظ ابو محمد الجمحی "ثقہ" ہیں۔ (الکاشف، ۱/۲۸۳)

☆ سعید بن کثیر بن عفیر بن مسلم بن یزید، ابو عثمان المصری، (م۲۲۶ھ) انساب، تاریخ وایام العرب کے بارے میں علم رکھتے تھے۔ فصیح اللسان تھے۔ محدثین نے ان کو "صدوق" "لیس بالثبت" کہا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۱۱/۳۶۔۴۱، الکاشف، ۱/۲۹۴)

☆ عاصم بن سلیمان الاحول، (م۱۴۲ھ) کنیت "ابو عبدالرحمٰن البصری" تھی۔ وہ انسؓ، عبداللہ بن سرجس، عمرو بن ابی سلمہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ "حافظ حدیث" اور "ثقہ" ہیں۔ ابی جعفر کے زمانے میں مدائن کے قاضی رہے ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (تھذیب، ۵/۴۲، ۴۳)

☆ عامر بن شراحیل، ابو عمرو الشعبی، (م۱۰۴ھ) بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے۔ عجلی کا کہنا ہے کہ "مرسل الشعبی صحیح"۔ "ثقہ" ہیں۔ (تاریخ الثقات، ص، ۲۴۴، الکاشف، ۲/۴۹)

☆ عبداللہ بن سرجس المزنی، بصرہ کے رہنے والے تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عمر اور ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے عاصم الاحول، قتادہ، عثمان بن حکیم وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے اپنی کتاب "الثقات" میں تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (تھذیب، ۵/۲۳۲، ۲۳۳)

☆ عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن ابی فروۃ القرشی الاموی، ابو علقمہ الفروی، (م۱۹۰ھ) آل عثمان بن عفان کے موالی ہیں "ثقہ اور "قلیل الحدیث" ہیں۔ (تھذیب الکمال، ۱۶/۶۳۔۶۵)

☆ عبدالواحد بن ایمن المکی، بنی مخزوم کے موالی ہیں اور "ثقہ" ہیں۔ (الکاشف، ۲/۱۹۱)

☆ عبدالوہاب الثقفی، (م۱۹۴ھ) ان کا مکمل نام "عبدالوھاب بن عبدالمجید بن الصلت بن عبید اللہ بن حکم" تھا۔ کنیت "ابو محمد البصری" تھی۔ ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ حمید الطویل، ایوب سختیانی اور داؤد بن ابی مقعد وغیرہ سے روایت کرتے ہیں جبکہ ان سے محمد بن عبداللہ بن شیث، محمد بن یحییٰ روایت کرتے ہیں محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تھذیب، ۶/۴۴۹۔۴۵۰)

☆ عبدہ بن سلیمان الکلابی، (م۱۸۸ھ) انکی کنیت "ابو محمد" الکوفی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نام "عبدالرحمٰن بن سلیمان بن حاجبن زرارۃ بن عبدالرحمٰن" ہے۔ یہ اسماعیل بن ابی خالد، یحییٰ بن سعید الانصاری، عاصم الاحول، ھشام بن عروہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے احمد، اسحاق، ابراہیم بن موسیٰ، محمد بن العلاء، محمد بن عبداللہ بن نمیر اور ھناد السری وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" قرر دیا ہے۔ (الطبقات الکبری، ۶/۵۴۶، تھذیب، ۶/۴۵۸۔۴۵۹)

☆ علی بن مسہر، (م۱۸۹ھ) دیکھیے صفحہ ۱۳۲

☆ عمارہ بن غزیہ بن الحارث بن عمرو بن غزیہ، (م۱۳۰ھ) "کثیر الحدیث" اور "ثقہ" تھے- یہ انس بن مالک، اپنے والد غزیہ بن الحارث اور عباس بن سہل اور محمد بن ابراہیم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- (تہذیب ۴۲۲/۲)

☆ عمر بن محمد بن حسن بن الزبیر الاسدی، (م۲۵۰ھ) کنیت "ابوحفص" تھی- وہ اپنے والد وکیع، یحییٰ بن یمان وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- جبکہ ان سے امام بخاری اور امام نسائی روایت کرتے ہیں- ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا تذکرہ کیا ہے- (تہذیب، ۴۹۵/۷)

☆ عمرو بن الحارث بن یعقوب، ابوامیہ الانصاری، (م۱۴۸ھ) دیکھیے صفحہ، ۲۳۹

☆ عیسیٰ بن یونس، بن ابی اسحاق، (م۱۸۷ھ) کنیت "ابوعمرو" تھی- آپ کوفہ کے رہنے والے، محدثین کے پیشوا اور نامور حافظ حدیث ہیں- ایک سال حج کرتے اور ایک سال جہاد میں مصروف رہتے تھے- ۴۵ جنگوں میں شرکت کی اور ۴۵ حج کیے- "ثقہ" اور پختہ کار تھے- (تقریب، ۴۶۶/۱، الکاشف، ۳۱۹/۲، ۳۲۰)

☆ فراس بن یحییٰ الھمدانی الخارفی الکوفی، (م۱۲۹ھ) "ثقہ" ہیں- (تاریخ الثقات، ص، ۳۸۲، الکاشف، ۳۲۶/۲)

☆ فروہ بن ابی المغراء، (م۲۲۵ھ) دیکھیے صفحہ، ۱۳۲

☆ محمد بن ابراہیم بن الحارث بن خالد بن صخر، (م۱۲۰ھ) ان کے دادا "حارث" اولین مہاجرین میں سے تھے- یہ ابی سعید خدریؓ جابر بن عبداللہؓ اور انس بن مالکؓ، ابی سلمہ بن عبدالرحمٰنؓ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- ابن سعد نے ان کو "ثقہ اور کثیر الحدیث" قرار دیا ہے- (تہذیب، ۶۱۵/۹)

☆ محمد بن حسن بن الزبیر الاسدی، (م۲۰۰ھ) کنیت "ابوعبداللہ" تھی- کوفہ کے رہنے والے ہیں- یہ اپنے والد فطر بن خلیفہ اور سلیمان بن المغیرہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- ابن شاہین نے انہیں "ثقات" میں شمار کیا ہے- (تہذیب، ۱۱۷/۹، ۱۱۸)

☆ محمد بن سلمہ بن عبداللہ الباہلی، ابوعبدالہ الحرانی، (م۱۹۲ھ) "ثقہ عالم" تھے- (الکاشف، ۴۳/۳، تہذیب الکمال، ۲۸۹/۲۵-۲۹۱)

☆ محمد بن عبداللہ بن حوشب، پہلے طائف میں رہے- پھر "کوفہ" میں چلے گئے- وہ عبدالوہاب الثقفی، ابراہیم بن سعد اور ابی بکر بن عباس سے روایت کرتے ہیں- ان سے امام بخاری اور محمد بن مسلم نے روایت کی ہے- ابن شاہین نے انہیں "ثقات" میں شمار کیا ہے- (تہذیب، ۲۵۳/۹)

☆ محمد بن عبداللہ بن نمیر، (م۲۳۴ھ) کنیت ''ابوعبدالرحمن'' تھی۔ وہ اپنے والد، سفیان بن عیینہ، مروان بن معاویہ عبدہ بن سلیمان وغیرہ سے جبکہ ان سے امام بخاری، مسلم، ابوداؤد ابن ماجہ، ترمذی اور نسائی روایت کرتے ہیں ''کثیر الحدیث اور ثقہ'' ہیں۔ (تہذیب، ۹/۲۸۲، ۲۸۳)

☆ محمد بن عمرو بن عطای بن عیاش بن علقمہ بن عبداللہ بن ابی قیس، کنیت ''ابوعبداللہ المدنی'' تھی۔ عامر بن لوئی سے نسبت ولا رکھتے تھے۔ ابوزرعہ، ابوحاتم اور نسائی نے ان کو ''ثقہ'' کہا ہے۔ ھشام بن عبدالملک کے عہد میں وفات پائی۔ (تہذیب الکمال، ۱۷/۱۱۱، ۱۱۲، التاریخ، ۱/۱۹۰)

☆ محمد بن عوف بن سفیان الطائی، ابوجعفر الحمصی، (م۲۷۲ھ) اپنے زمانے کے مشہور حافظ تھے۔ انہوں نے موسیٰ بن ایوب، یعقوب بن کعب، عثمان بن سعید بن ابی مریم وغیرہ سے روایت کی ہے۔ جبکہ ان سے ابوداؤد، نسائی، ابوزرعہ الرازی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (تہذیب، ۹/۳۸۳-۳۸۴)

☆ مسدد بن مسرھد بن مسربل البصری الاسدی، (م۲۲۸ھ) کنیت ''ابوالحسن'' تھی۔ وہ عبداللہ بن یحییٰ، ہشیم، یزید بن زریع، عیسیٰ بن یونس، عبدالواحد بن زیاد، وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے امام بخاری اور امام ابوداؤد نے روایت کی ہے۔ ابن معین نے ان کو ''صدوق'' جبکہ باقی محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (تہذیب، ۱۰/۱۰۷، ۱۰۸، الکاشف، ۳/۱۱۹، ۱۲۰)

☆ موسیٰ بن اسماعیل، ابوسلمہ التبوذکی، (م۲۳۲ھ) حافظ ہیں۔ ''ثقہ ثبت'' ہیں۔ (الکاشف، ۳/۱۵۹، ۱۶۰)

☆ ولید بن کثیر بن سفان المزنی الکوفی، انکی کنیت ''ابوسعید'' تھی۔ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ محدثین نے ان کو ''مقبول'' کہا ہے۔ انہوں نے ضحاک بن عثمان سے سماعت کی اور عبداللہ بن سعید الاشج وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۸/۴۲، تقریب، ۲/۶۴۹، الکاشف، ۳/۲۱۲)

☆ ھشام بن عمار، ابوالولید السلمی الدمشقی، الحافظ، (م۲۴۵ھ) دمشق کے عالم اور خطیب ہیں۔ ابن معین نے ان کو ''ثقہ'' ابوحاتم نے ''صدوق قد تغیر'' جبکہ امام نسائی نے ان کو ''لاباْس بہ'' کہا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۸/۹۰، الکاشف، ۳/۲۲۲)

☆ یحییٰ بن ایوب الغافقی، ابوالعباس المصری، (م۱۶۸ھ) نسائی نے ان کو ''لیس بالقوی'' جبکہ ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (تہذیب الکمال، ۳۱/۲۳۳-۲۳۶)

☆ یزید بن رومان، (م۱۳۰ھ) دیکھیے صفحہ ۲۴۴

فصل دوم:

- ☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عوام الناس سے تعلقات
- ☆ بچوں اور خواتین سے حسنِ سلوک
- ☆ غلاموں سے برتاؤ

خواتین اور بچوں سے حسن سلوک

اسلام سے قبل دیگر تہذیبوں میں عورتوں کے حقوق کے حوالے سے بہت ابتر اور پریشان کن تصویر سامنے آتی ہے ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ مگر آپؐ نے تاریخ میں پہلی دفعہ خواتین کو وہ حقوق عطا فرمائے جن سے انکی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا۔

آپؐ نے عورتوں سے نہایت شفقت آمیز سلوک کیا اور ان کو نازک آبگینوں سے تشبیہ دی۔ (۱)

وحدثنا یحیی بن یحیی اخبرنا یزید بن زریع عن سلیمان التیمی عن انس بن مالک و حدثنا ابو کامل حدثنا یزید حدثنا التیمی ﴿عن انس بن مالک قال کانت ام سلیم مع نسای النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھن یسوق بھن سواق فقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ای انجشۃ! رویداً سوقک بالقواریر﴾

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ نبی کی ازواج مطہراتؓ کے ساتھ تھیں اور ایک ہنکانے والا ان کے اونٹوں کو ہنکا رہا تھا تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انجشہ آہستہ آہستہ شیشوں کو لے کر چل۔

خواتین کو سلام کرنا

حدثنا الحمیدی قال: سفیان قال: ابن ابی حسین عن شھر بن حوشب ﴿عن اسماء بنت یزید بن سکن انہ سمعھا تقول: مربّی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا فی نسوۃ فسلم علینا ......﴾

حضرت اسماءؓ بنتِ یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے میں اس وقت خواتین میں (بیٹھی) تھی۔ آپؐ نے ہم سب کو سلام کیا۔

تخریج:

المسند للحمیدی، احادیث اسماء بنت یزید بن سکن، (حدیث:۳۶۶) ۱۷۹/۱، سبل الھدی، فی سیرتہ صلی اللہ علیہ وسلم مع النساء غیر زوجاتہ، ۳۷۰/۹، المسند لامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۷۰۱۴)، ۶۰۶/۷

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریبی رشتہ دار خواتین کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ حدثنا عفان بن مسلم حدثنا وھیب حدثنا ایوب عن ابی قلابۃ عن انس ﴿عن ام سلیم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاتیھا فیقیل عندھا فتبسط لہ

۱۔ الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الفضائل، باب رحمۃ النبی ﷺ للنساء وامر بالسواق مطایا ھن بالرفق بھن (حدیث:۲۳۲۳) ص، ۱۰۱۳

... كثير العرق فكانت تجمع عرقه فتجعله فى الطيب والقوارير،
فقال النبى صلى الله عليه وسلم: يا ام سليم! ما هذا؟ قالت: عرقک ادوف به طيبى ﴾

حضرت ام سلیمؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لاتے تھے اور آرام فرماتے تھے ام سلیمؓ آپؐ کے لیے چمڑے کا ایک ٹکڑا بچھا دیتی تھیں اس پر آپ کا پسینہ مبارک اکٹھا کرتی تھیں اور اسے خوشبو اور شیشوں میں ملا دیتی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیم! یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگیں: یہ آپ کا پسینہ مبارک ہے جس کو میں اپنی خوشبو میں ملاتی ہوں۔

تخریج:

الجامع الصحيح للمسلم، كتاب الفضائل باب: طيب عرق النبى ﷺ والتبرك به (حديث:۲۳۳۲) ص، ۱۰۱۵، المسند للامام احمد بن حنبل، (حديث: ۲۶۵۷۲)، ۷/ ۵۲۱

اپنی قربت اور محبت کا احساس دلانے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابیاتؓ کی شادیوں میں بھی شرکت فرماتے۔

حدثنا مسدد حدثنا بشر بن المفضل حدثنا خالد بن ذكوان قال: قالت: الربيع بنت معوذ بن عفراء جاء النبى صلى الله عليه وسلم فدخل حين بنى على فجلس على فراشى كمجلسک منى فجعلت جويريات لنا يضربن بالدف ويندبن من قتل من آبائى يوم بدر اذ قالت احدا هن وفينا نبى يعلم ما فى غد فقال: دعى هذه وقولى بالذى كنت تقولين﴾

ربیع بنت معوذ بن عفراءؓ کہتی ہیں کہ جب میری رخصتی ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بستر پر آ کر اس طرح بیٹھ گئے جیسے تو میرے سامنے بیٹھا ہے اور چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجا بجا کر شہدائے بدر کا مرثیہ گانے لگیں، ایک ان میں پڑھنے لگی: ”ہم میں ایک نبی ﷺ ہیں جو کل کا حال جانتے ہیں کہ کل کو کیا ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا: اس شعر کو چھوڑ دو اور جو پہلے کہہ رہی تھی وہی کہے جاؤ“۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب النكاح، باب: ضرب الدف فى النكاح والوليمة (حديث:۵۱۴۷) ص، ۱۱۱۷، المسند لامام احمد بن حنبل، (حديث:۲۶۴۸۱)، ۷/ ۵۰۱

بچوں سے پیار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس بچوں کے لیے محبت وشفقت کا بحر بیکراں تھی۔ آپؐ کے پاس جب بچے آتے تو آپؐ ان سے اظہار محبت وشفقت کرنے کے ساتھ ساتھ تحائف دیتے۔ تعریف فرماتے اور بچوں سے ان کی سمجھ

بچوں سے ان کی زبان میں بات کرتے۔ جیسے ام خالد بنت خالد جب حبشہ(۱) سے آئیں اور آپ نے ان کو چادر دے کر اسی کی زبان میں "حسنہ" کی بجائے فرمایا۔ سناہ۔ سناہ۔

حدثنا الحمیدی حدثنا سفیان حدثنا اسحاق بن سعید السعیدی عن ابیه ﴿عن ام خالد بنت خالد قالت: قدمت من ارض الحبشة وانا جویریة فکسانی رسول الله صلی الله علیه وسلم خمیصة لها أعلام فجعل رسول الله صلی الله علیه وسلم یمسح الأعلام بیده ویقول: "سناه سناه" قال الحمیدی یعنی حسن حسن﴾

ام خالد بنت خالد فرماتی ہیں کہ میں چھوٹی بچی تھی جب حبشہ سے آئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک چادر اوڑھنے کے لیے دی جس میں درختوں وغیرہ کی تصویریں تھیں تو آنحضرت ﷺ ان پر ہاتھ پھیر کر فرما رہے تھے: "کیسے اچھے ہیں کیسے اچھے ہیں"؟ حمیدی کہتے ہیں سناہ بمعنی حسن (اچھے) ہیں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب مناقب الانصار، باب هجرة الحبشه (حدیث:۳۸۷۴) ص، ۷۹۲، کتاب الجهاد والسیر، باب من تکلم بالفارسیة......، المسند لامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۶۵۱۷)، ۵۰۷/۷، اس میں امام احمد بن حنبل عبداللہ سے اور وہ ابوالنضر سے روایت کرتے ہیں: المسند للحمیدی، (حدیث:۳۳۷)، ۱۶۲/۱، سبل الهدی، فی سیرته صلی الله علیه وسلم فی الاطفال، ۳۶۹/۹

صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں اپنے بچے لاتے تھے۔ آپؐ ان بچوں سے محبت وشفقت کا اظہار کرتے ہوئے ان کو گود میں لیتے تھے۔

حدثنا یحیی بن یحیی التمیمی وابوبکر بن أبی شیبة و عمروالناقد وزهیر بن حرب وابن ابی عمر واللفظ لزهیر قال یحیی اخبرنا وقال الآخرون حدثنا سفیان بن عیینه عن الزهری عن عبیده الله بن عبد الله ﴿عن ام قیس بنت محصنؓ اخت عکاشة بن محصن(۲) قالت: بابن لی علی رسول الله ﷺ لم یاکل الطعام، فبال علیه. فدعا بماء فرشه﴾

حضرت ام قیس بنت محصنؓ اخت عکاشہ حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن محصن کی بہن سے روایت

۱۔ **حبشہ یمن** کے مغرب میں واقع ہے اور ان کے درمیان سمندر حائل ہے۔ اس کا دارالخلافہ "ادیس بابا" ہے۔ یہاں زیادہ تر عیسائی لوگ آباد ہیں۔ مسلمانوں نے پہلی ہجرت حبشہ کی طرف کی۔ (عاتق بن غیث، معجم المعالم الجغرافیه فی السیرة النبویة، ص، ۹۱، ۹۲)

۲۔ **عکاشہ بن محصن بن حرثان بن قیس بن مرۃ بن کثیر**...... کنیت "ابو محصن" تھی۔ مدینہ ہجرت کی اور تمام غزوات میں حصہ لیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونے کی بشارت دی۔ (اسد الغابة، ۶۵/۴)

... کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ کھانا نہ کھاتا تھا۔ اس نے آپؐ پر پیشاب کر دیا آپؐ نے پانی منگوا کر اس پیشاب والی جگہ پر بہا دیا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب السلام، باب التداوی بالعود الہندی...... (حدیث:۲۸۷) ۴/۱۷۳۴: المسند لامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۶۴۵۶) ۷/۴۹۶: الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الوضو، باب، بول الصبیان، (حدیث:۲۲۳) ص، ۵۱

گود میں لینے کے ساتھ ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بچوں کے لیے دعا فرماتے اور اگر کوئی بچہ آپؐ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیتا تو آپ کبیدہ خاطر نہ ہوتے بلکہ پانی منگوا کر کپڑے صاف فرما لیتے تھے۔

حدثنا عبدان اخبرنا عبدالله اخبرنا هشام بن عروة ﴿عن ابيه عن عائشة رضى الله عنها قالت: كان النبى صلى الله عليه وسلم يؤتى بالصبيان فيدعولهم فاتى بصبى فبال على ثوبه فدعا بماى فاتبعه اياه ولم يغسله﴾

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس بچے لائے جاتے تھے اور آپ ان کے لیے دعا کرتے تھے، چنانچہ ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپؐ پر پیشاب کر دیا، آپؐ نے پانی منگوا کر اس پر بہا دیا، اور اس کو دھویا نہیں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الدعوات، باب الدعا للصبیان بالبرکۃ ومسح رؤسہم (حدیث:۶۳۵۵) ص، ۱۳۴۴

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ اطہر میں نومولود بچوں کے لیے گوشۂ خاص تھا۔ لوگ جب نومولود بچے آپؐ کے پاس گھٹی دینے کے لیے لائے جاتے تو آپؐ ان کو اٹھاتے پیار کرتے۔ خیر و برکت کی دعا فرماتے اور کھجور وغیرہ چبا کر ان کے منہ میں ڈالتے۔

حدثنا ابو بكر بن ابى شيبة حدثنا عبدالله بن نمير حدثنا هشام يعنى ابن عروة عن ابيه ﴿عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يوتى بالصبيان فيبرك عليهم ويحنكهم﴾

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بچے لائے جاتے تھے آپؐ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے اور انہیں گھٹی دیتے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الآداب، باب: استجاب تحنیک المولود عند ولادته...... (حدیث:۲۱۴۷)ص، ۹۵۳، سبل الھدی، فی سیرة صلی اللہ علیه وسلم فی الاسماء، والکنی، ۳۶۱/۹

حضرت عبداللہ بن زبیر پہلے بچے تھے جو ہجرت مدینہ کے بعد مسلمان کے ہاں پیدا ہوئے آپؐ ان کی پیدائش پر بہت خوش ہوئے۔

﴿حدثنا ابو کریب محمد بن العلای حدثنا ابو اسامة عن ھشام عن ابیه ﴿عن اسمای انھا حملت بعبد اللہ بن الزبیر بمکة قالت: فخرجت و انا متم فأتیت المدینة فنزلت بقبای فولدته بقبای ثم اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فوضعه فی حجره ثم دعا بتمرة فمضغھا ثم تفل فی فمه فکان اول شی دخل جوفه ریق رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم حنکه بالتمرة ثم دعا له وبرک علیه و کان اول مولود ولد فی الاسلام﴾

حضرت اسماء سے روایت ہے کہ وہ مکہ میں عبداللہ بن زبیر سے حاملہ تھی: جب میں مکہ سے نکلی تو میں نے اسے قباء میں جنم دیا پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپؐ نے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا۔ پھر کھجوریں منگوائیں اور ان کو چبا کر بچہ کے منہ میں لعاب ڈالا اور سب سے پہلی چیز جو اس کے پیٹ میں گئی وہ رسول اللہ ﷺ کا لعاب مبارک تھا پھر آپؐ نے انہیں کھجور کی گھٹی دی پھر اس کے لیے برکت کی دعا کی اور یہ سب سے پہلے بچے تھے جو مسلمانوں کے ہاں پیدا ہوئے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الآداب، باب: استجاب تحنیک المولود عند ولادته...... (حدیث:۲۱۴۶)، ۱۲۹۱/۳: الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الانبیاء، باب الھجرة النبی ﷺ واصحابه الی المدینة (حدیث:۳۹۰۹)، (زکریا بن یحیٰی سے مروی ہے اور اس میں "بمکة" کا لفظ نہیں ہے)۔

حضرت زید بن حارثہؓ کے بیٹے اسامہ بن زیدؓ سے حضور ﷺ کو خصوصی لگاؤ تھا۔ اس کا اندازہ اس روایت سے لگایا جا سکتا ہے۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبه: حدثنا شریک عن العباس بن ذریح، عن البھی ﴿عن عائشة قالت: عثر أسامة بعتبة الباب، فشبح فی وجھه فقال: رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم "امیطی عنه الاذی" فتقذرته. فجعل یمص عنه الدم ویمجه عن وجھه ثم قال: لو کان اسامة جاریة لحلیة و کسوته حتی انفقه﴾

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اُسامہ بن زیدؓ دروازے کی چوکھٹ پر گر پڑے ان کے سر میں زخم لگا۔

نے فرمایا: "زخم پر سے گرد و غبار دور کر دو" میں نے زخم صاف کر دیا۔ آپ ان کا خون زخم سے نچوڑنے لگے اور ان کے منہ سے خون صاف کرنے لگے پھر آپؐ نے فرمایا: "اگر اسامہؓ لڑکی ہوتا تو میں اس کو زیور پہناتا اور کپڑے پہناتا یہاں تک کہ اس کا نکاح کر دیتا"۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب النكاح، باب الشفاعة فى التزويج (حديث:١٩٧٦)ص،٢٨٣،

المسند لابن اسحاق بن راهويه (حديث:٢٣٢) ص، ٢٢٠

غلاموں سے برتاؤ

اسلام سے قبل عرب معاشرہ میں غلامی کا عام رواج تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے احکامات و ہدایات جاری فرمائیں کہ جن سے ان کو معاشرہ میں باوقار مقام ملا۔ آپؐ نے غلاموں کو ان کے جائز اور فطری حقوق عطا کیے جانے کی تبلیغ فرمائی۔ اور اپنے اسوۂ حسنہ سے اسکو ثابت بھی کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات کے لیے کبھی کسی خادم سے انتقام نہیں لیتے تھے اور نہ ہی کبھی کسی سے ناراض ہوتے تھے۔

حدثنا ابو کریب حدثنا ابو اسامة عن هشام عن ابیه ﴿عن عائشة قالت: ما ضرب رسول الله صلی الله علیه وسلم شیئا قط بیده ولا امراة ولا خادماً الا أن یجاهد فی سبیل الله وما نیل منه شئی قط فینتقم من صاحبه الا أن ینتهک شئی من محارم الله فینتقم لله عزوجل﴾

سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا اور نہ ہی کسی عورت کو اور نہ ہی کسی خادم کو مارا سوائے اس کے کہ اللہ کے راستے میں جو جہاد کیا جاتا ہے اور جس نے بھی آپؐ کو کوئی تکلیف پہنچائی تو آپؐ نے اس سے بدلہ نہیں لیا سوائے اس کے کہ جس نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی تو آپؐ نے اللہ ہی کے لیے اس سے انتقام لیا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم کتاب الفضائل، باب: مباعدته صلی الله عله وسلم لاثام...... (حدیث:۲۳۲۸) ص، ۱۰۱۳، المسند لامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۵۳۹۲)، ۳۲۷/۷

منتقم مزاج نہ ہونے کی مزید وضاحت اس حدیث سے ہو جاتی ہے۔

حدثنا قتیبه بن سعید عن مالک بن انس فیما قری علیه وحدثنا یحیی قال قرات علی مالک عن ابن شهاب عن عروة بن الزبیر ﴿عن عائشة زوج النبی صلی الله علیه وسلم انها قالت: ما خیر رسول الله صلی الله علیه وسلم بین أمرین الا أخذ أیسر هما ما لم یکن اثماً فان کان اثماً کان أبعد الناس منه وما انتقم رسول الله صلی الله علیه وسلم لنفسه الا ان تنتهک حرمه الله عزوجل﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو کاموں میں سے ایک کام کرنے کا اختیار دیا جاتا تو آپؐ ان میں سے آسان کام کو اختیار فرماتے تھے۔ شرط یہ ہے کہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا ہو اور اگر گناہ کا کام ہوتا تو آپؐ سب لوگوں سے

... اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی سے اپنی ذات کی وجہ سے انتقام نہیں لیا لیکن اگر کوئی آدمی اللہ کے حکم کے خلاف کرتا تو آپؐ اسے سزا دیتے۔

تخریج:

الموطاء، کتاب حسن الخلق، باب ماجاء فی حسن الخلق (حدیث:۱۶۷۱)، الجامع الصحیح للمسلم کتاب الفضائل، باب: مباعدته صلی الله علیه وسلم لآثام...... (حدیث:۲۳۲۷) ص، ۱۰۱۴

غلاموں کے حق میں دعا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غلاموں سے بے حد ہمدردی تھی۔ آپؐ ان سے شفقت کا برتاؤ فرماتے۔ ان کے جائز اور فطری حقوق کا خیال رکھتے اور ان کے لیے دعائیں فرماتے۔

حدثنی محمد بن بشار حدثنا غندر حدثنا شعبة قال سمعت قتادة عن انس ﴿عن ام سلیم انها قالت: یا رسول الله انس خادمک ادع الله له قال: اللهم اکثر ماله وولده وبارک له فیما أعطیته﴾

حضرت ام سلیمؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا خادم ہے آپ اللہ سے اس کے حق میں دعا فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا، یا اللہ اس کے مال اور اولاد میں زیادتی عطا کر اور جو کچھ تو نے اسے دیا اس میں برکت عطا فرما۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الدعا، باب الدعا بکثرة المال ...... (حدیث:۶۳۷۹) ص، ۱۳۴۹، الاحادو المثانی، ۲۴۹، (اس میں محمد بن المثنی، محمد بن جعفر، اور شعبۃ سے روایت ہے)

خواتین وغلاموں پر ہاتھ نہ اٹھانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کے اس اعلیٰ درجہ پر فائز تھے کہ آپؐ نے معاشرے کے کمزور طبقے یعنی خواتین اور غلام دونوں پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا۔ اور اپنے حسنِ سلوک سے یہ واضح کر دیا کہ ان محکوموں پر ہاتھ اٹھانا کم ظرفی ہے۔

حدثنا مسدد حدثنا یزید بن زریع حدثنا معمر عن الزهری عن عروة ﴿عن عائشة قالت: ما ضرب رسول الله صلی الله علیه وسلم خادماً ولا امراة قط﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہ خادم کو مارا اور نہ ہی عورت کو مارا۔ (کیونکہ خادم اور عورت دونوں محکوم ہوتے ہیں اور محکوم پر ہاتھ اٹھانا بڑی ہی کم ظرفی کی

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب: فی التجاوز فی الأمر (حدیث:۴۷۸۶) ص، ۶۷۸، سبل الھدی، ۴۰۰/۹، السنن لابن ماجه، کتاب النکاح، باب: ضرب النساء، (حدیث:۱۹۸۴) ص، ۲۸۴، (اس میں "ولا ضرب بیده شیا" کا اضافہ ہے۔ اس میں ابوبکر بن ابی شیبہ، وکیع سے اور وہ ہشام بن عروہ سے روایت کرتے ہیں)۔

غیر مسلموں سے سلوک

عرب کے ساتھ یہود کے تعلقات حضرت سلیمانؑ کے زمانے سے تھے۔ مختصر تعداد میں یہ لوگ تیما، خیبر، مدینہ، طائف، یمن اور عمان وغیرہ میں آباد تھے۔ مدینہ منورہ میں انکی نصف آبادی تھی اور یہ تین قبائل بنوقینقاع، بنونضیر اور بنو قریظہ میں منقسم تھے۔ یہاں علمی اور معاشی اعتبار سے ان کی جڑیں خاصی مضبوط تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی آمد سے انہوں نے یہ محسوس کیا کہ اس سچے مذہب کی وجہ سے ہمارا سارا اثر و رسوخ ختم ہو جائے گا چنانچہ انکی ناراضگی بڑھ گئی اور اس ناراضگی کا اظہار وہ کئی طریقے سے کرتے مگر نبی رحمت ﷺ پھر بھی نرمی کو ہی پسند فرماتے تھے۔

وحدثنی عمرو الناقد و زهیر بن حرب واللفظ لزهیر قالا حدثنا سفیان بن عینیه عن الزهری عن عروة ﴿عن عائشة قالتْ: استاذن رهط من الیهود علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا: السام علیکم فقالت: عائشة بل علیکم السام و اللعنة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا عائشة! ان الله یحب الرفق فی الأمر کله قالت: الم تسمع ما قالوا قال قدقلت "وعلیکم"﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ یہودیوں کے ایک گروہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے ''السام علیکم'' کہا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے کہا بلکہ تم پر موت اور لعنت ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہؓ! اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتے ہیں۔ عائشہؓ نے عرض کیا، کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہیں سنا انہوں نے کیا کہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں ''وعلیکم'' کہہ چکا ہوں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب السّلام، باب النهی عن ابتداء اهل الکتاب بالسلام وکیف یردعلیهم (حدیث:۵۶۵۵) ص، ۹۶۳، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاستیذان، باب: کیف الردعلی اهل الذمة بالسلام، (حدیث:۶۲۵۶) ص، ۱۳۲۵: المسند للامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۳۵۷۰)، ۵۷/۷

راویوں کے احوال

☆ ابن ابی حسین، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، ابن حجر نے ان کو "ثقہ، عالم یا بالمناسک" کہا ہے۔ (الکاشف، ۱۲۰/۲)

☆ ابی قلابہ (م۱۰۴ھ) دیکھیے صفحہ، ۲۲۹

☆ اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص، (م۱۷۶ھ) بنو امیہ سے ان کا تعلق تھا۔ یہ اپنے والد عکرمہ بن خالد، ابو داؤد الطیالسی وکیع وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ امام نسائی نے ان کو "ثقہ" جبکہ بعض محدثین نے ان کے بارے میں "لیس بہ باس" کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ (تھذیب، ۱۰/۲۳۳، ۲۳۴)

☆ البھی، عبداللہ بن یسار مولی مصعب بن زبیر، "ابو محمد"، کوفہ میں رہے اور ان سے بہت سے کوفیوں نے روایت کی۔ (الطبقات الکبری، ۱۴۹/۵، کتاب الثقات، ۴۶/۱)

☆ الحمیدی، عبداللہ بن زبیر بن عیسیٰ، (م۲۱۹ھ) دیکھیے صفحہ، ۲۳۱

☆ بشر بن المفضل بصری، (م۱۸۶ھ) آپ کی کنیت "ابو اسماعیل" ہے۔ بصرہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظِ حدیث قابل اعتماد اور عبادت گزار ہیں۔ ہر روز ۴۰۰ رکعت نماز پڑھتے۔ محدثین نے "ثقہ" کہا ہے۔ (رجال صحیح البخاری، ۱۱۲/۱، ذکر اسماء التابعین، ۷۹/۱)

☆ خالد بن ذکوان، ابو الحسن المدنی "ثقہ" ہیں۔ ابو حاتم نے ان کو "قلیل الحدیث" اور "صالح الحدیث" کہا ہے۔ (ذکر اسماء التابعین، ۱۲۶/۱، الکاشف، ۲۰۳/۱، رجال الصحیح البخاری، ۲۲۴/۱، ۲۲۵)

☆ زھیر بن حرب ابوخیثمۃ نسائی، (م۲۳۴ھ) بغداد کے رہنے والے ہیں "ثقہ" ثبت ہیں۔ (الکاشف، ۲۵۵/۱ : کتاب الجمع بین رجال الصحیحین، ۱۵۴/۱، رجال صحیح البخاری، ۲۷۳/۱)

☆ سعید السعیدی، ان کا نام سعید بن عمرو بن سعید بن العاص بن سعید بن العاص تھا۔ ابوعنبسہ الاموی کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ یہ اپنے والد، "ابی ھریرہؓ، عائشہؓ اور ام خالد بنت خالد" وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابو زرعہ اور نسائی نے ان کو "ثقہ" جبکہ ابو حاتم نے ان کو "صدوق" کہا ہے۔ یہ کوفہ کے علماء قریش میں شمار کیے جاتے تھے۔ (تھذیب، ۶۸/۴)

☆ سلیمان التیمی ابوکامل، (م۱۴۳ھ) آپ کی کنیت "ابوالمعتمر" ہے۔ اور نام "سلیمان بن طرخان" ہے۔ بصرہ کے رہنے والے جلیل القدر "حافظِ حدیث" ہیں۔ بنو تیم میں رہنے کی وجہ سے "تیمی" مشہور ہو گئے۔ انتہائی عبادت گزار اور سخی تھے۔ تقریباً ۲۰۰ احادیث آپ سے مروی ہیں۔ (ذکر اسماء التابعین، ۱۵۸/۱)

☆ شریک بن عبداللہ، ابوعبداللہ النخعی القاضی، (م۱۷۷ھ) ابن معین نے ان کو "ثقہ" نسائی نے "لیس بہ باس" جبکہ ابن حجر نے ان کو "صدوق یخطی کثیراً" کہا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۱۹۹/۴، الکاشف، ۱۴/۲)

☆ ...ر بن وہب النسائی، (م ۱۱۱ھ) امام نسائی نے ان کو ''لیس بقوی'' جبکہ ابن معین نے ان کو ''ثقہ'' کہا ہے۔(الکاشف، ۲/۲۱)

☆ عباس بن ذریح الکلبی، ''صدوق'' ہیں۔ ابن حجر نے ان کو ''ثقہ'' کہا ہے۔(التاریخ الکبیر، ۶/۳۱۹، تقریب، ۱/۳۷۷)

☆ عبداللہ بن مبارک مروزی، (م ۱۸۱ھ) آپ کی کنیت ''ابو عبدالرحمٰن'' ہے۔ مرو کے رہنے والے علم کے سمندر اور نامور حافظ حدیث ہیں۔ والد ''ترک'' اور والدہ ''خوارزمیہ'' تھیں۔ ۱۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ''ثقہ اور ثبت'' ہیں حدیث، فقہ، لغتِ عرب، جنگی امور کی معرفت، شجاعت اور سخاوت جیسی عظیم الشان صفات کے حامل تھے۔(تھذیب، ۵/۳۸۲-۳۸۷)

☆ عبدان، (م ۲۲۱ھ) کنیت ''ابو عبدالرحمٰن'' نام عبداللہ بن عثمان ہے۔ عبدان اس کا لقب ہے۔ ۱۴۰ھ میں پیدا ہوئے۔ بلند پایہ حافظِ حدیث اور ممتاز عالم اور ''ثقہ'' ہیں۔ (تھذیب، ۵/۳۱۳-۳۱۴)

☆ عفان بن مسلم بن عبداللہ، (م ۲۲۰ھ) آپ کی کنیت ''ابوعثمان'' ہے۔ انصار سے نسبت ولا کی وجہ سے انصاری کہلاتے ہیں۔ بلند پایہ حافظِ حدیث، پختہ کار عالم اور بغداد کے مشہور محدث ہیں۔ ۱۲۰ھ کے بعد پیدا ہوئے۔ (الطبقات الکبریٰ، ۷/۱۶۴)

☆ عمرو الناقد بغدادی، (م ۲۳۲ھ) آپ کی کنیت ''ابو عثمان'' ہے۔ سلسلہ نسب، ''ابوعثمان عمرو بن محمد بن بکیر بن شاپور البغدادی'' ۔ آپ بغداد کے رہنے والے ہیں۔ ''ثقہ اور امین'' ہیں۔ حافظِ حدیث ہیں۔ (الطبقات الکبریٰ، ۷/۱۷۳، الکاشف، ۲/۲۹۴)

☆ محمد بن العلاء، ابو کریب، ھمدانی الکوفی، (م ۲۴۸ھ) ان کو ابو حاتم نے ''صدوق'' نسائی نے ''لاباس بہ'' اور بہت سے لوگوں نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔(رجال صحیح البخاری، ۲/۶۷۲، ۶۷۳)

☆ محمد بن بشار، بن عثمان، ابوبکر العبدی، (م ۲۵۲ھ) ابو حاتم اور العجلی نے ان کو ''ثقہ'' نسائی نے صالح جبکہ بعض نے ان کو ''ضعیف'' کہا ہے۔(الکاشف، ۳/۲۱)

☆ محمد بن جعفر غندر ہذلی، (م ۱۹۳ھ) کنیت ''ابو عبداللہ'' ہے۔ بصرہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث ہیں۔ فن تجوید میں کمال رکھتے تھے۔ ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے تھے۔(الکاشف، ۳/۲۶)

☆ مسدد بن مسرھد بن مسربل الأسدی البصری، ابوالحسن، (م ۲۲۸ھ) ابن معین اور ابو حاتم نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔(الکاشف، ۳/۱۲۰)

☆ وھیب بن خالد بن عجلان البصری، (م ۱۶۵ھ) دیکھیے صفحہ ۳۴۳

☆ یحییٰ بن یحییٰ، (م ۲۲۶ھ) آپ کی کنیت ''ابوزکریا'' ہے۔ نامور حافظِ حدیث اور شیخ خراسان ہیں۔ ۱۴۲ھ میں پیدا ہوئے۔ محدثین نے انہیں صداقت و امانت میں ''محدثین کا سردار'' قرار دیا ہے۔ امام شافعی سے آٹھ

... (رجال، صحیح البخاری، ۲/۸۰۲)

☆ یزید بن زریع، الحافظ، ابو معاویہ البصری، (م ۱۸۲ھ) بنی عیس سے ان کا تعلق تھا- ان کو "ریحانة البصرہ" کہا جاتا تھا- "ثقہ امام" ہیں- (الکاشف، ۳/۲۴۳، تہذیب الکمال، ۳۲/۱۲۴-۱۳۰)

خلاصہ بحث

خلاصۂ بحث

اللہ ربّ العزت نے اپنے جلیل القدر انبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعا (﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ العَزِيزُ الحَكِيمُ﴾) (البقرہ،۲:۱۲۹) کو قبول فرماتے ہوئے امتِ مسلمہ کو رسول اللہ ﷺ کی صورت میں ایسی نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز کیا جو انکی دعا کی عملی تصویر تھا وہ رسولِ رحمت ﷺ معلمِ کتاب بھی تھا اور معلمِ حکمت بھی، قوم کو گناہوں کی آلودگیوں سے پاک بھی کرتا تھا اور شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں گھری سسکتی انسانیت کو توحید کے نور سے منور بھی کرتا تھا۔ یہ روحانیت کا ایسا آفتاب تھا جس کی روشنی نے کفر کی تاریکیاں مٹا کر آسمانِ ہدایت کے لاکھوں ستاروں کو ماند کر دیا۔

آپ کی روشنی سے منور مزین صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ بھی سیرت و کردار کے اعتبار سے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ انہوں نے آپؐ کے کردار و جمالِ آراء سے اپنا وجود روشن کیا اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی کا شعار بنا کر اپنی زندگیاں اسی سانچے میں ڈھالیں جس میں ڈھلنے کا ان کے پیارے رسول ﷺ نے حکم دیا تھا۔ اس عمل میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ صحابیاتؓ بھی شامل تھیں انہوں نے خوشنودئ باری تعالیٰ اور اطاعت و اتباع اور عشقِ رسولؐ کی خاطر اپنے والدین اور اہل و عیال کی جدائی برداشت کی۔ وطن چھوڑا اور دینِ حق کی سربلندی کی خاطر ہر طرح کے مصائب و آلام برداشت کیے۔ انہیں ہستیوں سے باری تعالیٰ راضی ہوا اور انہیں جنت اور مغفرت کی خوشخبری دنیا میں ہی سنا دی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيراً وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْراً عَظِيماً﴾) (الاحزاب،۳۳:۳۵)

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں، صابر مرد اور صابر عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والیاں، خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

انہیں صحابیاتؓ مکرمات کی اہمیت ''معلماتِ امّت'' کے حوالے سے اور زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ آپؐ کی ذاتِ بابرکات کے بے شمار پہلو امتِ مسلمہ کے سامنے صحابیاتؓ کے بیان سے مستنیر ہوئے۔ انؓ کے بیان سے ہم بخوبی اندازہ لگا

ہوئی۔ آپ کی پیدائش کے وقت پورے عرب کا تقریباً ہر گھر اور ہر دل بتوں کا مسکن تھا حتیٰ کہ خانہ کعبہ میں بھی "۳۶۰" بت موجود تھے۔ اس شرک سے آلودہ معاشرے میں آپ ؐنے ایک ایسے خاندان میں آنکھ کھولی جس کا ہر فرد عزت وحشمت اور عفت وعصمت میں اپنی مثال آپ تھا۔ بچپن اور اہلِ شباب میں یتیمی کے باوجود آپ ؐشرک کی پرچھائیوں سے بھی دور رہے اور جب معاشی جدوجہد کی تو ایک صادق اور امین تاجر کی حیثیت سے عرب میں مشہور ہوئے۔ پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہؓ سے شادی کے بعد اپنے بچوں کے ہمراہ ایک بھرپور ازدواجی زندگی بسر کی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ آہستہ آہستہ خلوت کی طرف مائل ہوتے گئے اور غارِ حرا میں تحنث فرماتے۔ غارِ حرا کی انہی تنہائیوں میں جب باری تعالیٰ نے آپ کو تحفۂ نبوت سے سرفراز کیا تو ساتھ ہی قوم کی ہدایت ورہنمائی کا اہم فریضہ بھی آپ کو سونپ دیا گیا۔ جیسے جیسے آپ ؐاپنی قوم کو راہِ ہدایت کی طرف بلاتے گئے ویسے ویسے قوم آپ کی دشمن بنتی چلی گئی۔ اپنے بیگانے ہو گئے۔ بالآخر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ کو اذنِ ربی اپنا عزیز از جان وطن "مکہ" چھوڑ کر "مدینہ منورہ" کو اپنا وطن بنانا پڑا۔ اس دور میں بے شمار مشکلات ومصائب، غزوات وسرایا پیش آئے مگر اسلام کی خاطر آپ ؐکے پایۂ استقلال میں لغزش تک نہ آئی حتیٰ کہ ۶۳ سال کی عمر میں آپ ؐوصال فرما گئے۔ اس مکی ومدنی دور میں آپ ؐرضائے الٰہی کی خاطر صبر، مستقل مزاجی، حوصلے اور برداشت کا ایک ایسا مینارۂ نور نظر آتے ہیں جس کی روشنی سے آئندہ آنے والے اپنی منزل کا تعین کر سکتے ہیں۔

زندگی کے ان دونوں ادوار (مکی ومدنی) میں آپ ؐایک طرف تو بہترین مبلغ اور سپہ سالار کی حیثیت سے تبلیغ ودفاعِ اسلام کرتے نظر آتے ہیں جبکہ دوسری طرف آپ ؐکی زندگی کا لمحہ لمحہ ذکرِ الٰہی میں بسر ہو رہا ہے۔ فرضی ونفلی نمازوں کی سفر وحضر میں بروقت ادائیگی ہو رہی ہے۔ تلاوتِ قرآن پاک، فرضی ونفلی روزے، عمرہ، حج، قربانی ان سب کا اہتمام بھی ساتھ ساتھ جاری ہے اور ہر موقعہ پر تقربِ باری تعالیٰ کی خاطر کی جانے والی دعائیں امتِ مسلمہ کو یہ سبق دے رہی ہیں کہ ایک مسلمان اپنی زندگی کا ہر لحہ ذکرِ الٰہی میں گزارے تاکہ اس دنیا میں آنے کا اصل مقصد پورا ہو سکے۔ اس دنیائے رنگ وبو میں آپ کا سادہ لباس، سادہ طعام اور بسترِ استراحت وغیرہ امتِ مسلمہ کے لیے ایک مثال ہیں کہ محبوبِ رب العالمین ؐہونے کے باوجود کس طرح آپ ؐنے زہد وتقویٰ کی زندگی بسر کی۔

جہاں تک اخلاق کا تعلق ہے تو ایک طرف قرآن آپ کو خلقِ عظیم (﴿ن والقلم، ۶۸: ۴﴾) کے مرتبے پر فائز کرتا ہے تو دوسری طرف حضرت عائشہؓ آپ کو مجسمِ قرآن قرار دیتی ہیں۔

اسی طرح ہم مثالی شخصیت میں آپ کا "بحیثیت سربراہ خاندان" (مثالی شوہر، مشفق باپ) ہونا فرزندانِ توحید کے لیے خصوصاً اور نوعِ انسانی کے لیے عموماً بے شمار دینی، روحانی، اخلاقی، معاشرتی وتمدنی اور قومی وملی اسباق کی طرف ہمیں دعوتِ فکر وعمل دے رہا ہے۔ حضور ﷺ نے ازواجِ مطہرات کے ساتھ حسنِ سلوک کا اہتمام فرمایا۔ ان کے لیے مثالی دینی ماحول مہیا کیا، ان کو فیضانِ تربیت سے مستنیر کیا۔ ان کی ضروریاتِ زندگی کی کفالت کے ساتھ ساتھ ان کی دلجوئی اور دلنوازی فرمائی اور عدل بین النساء کا وہ مثالی نمونہ پیش فرمایا کہ پوری تاریخِ عالم میں اسکی مثال ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔

رحمت دو عالم کی سیرت طیبہ صرف مومنین کے لیے ہی مخصوص نہیں بلکہ دیگر اقوامِ عالم کے لیے بھی کامل نمونہ ہے موجودہ دور جو مسلسل تنزل کی طرف بڑھ رہا ہے۔

... میں اخلاقی و ذہنی انحطاط کی بدولت دینی، روحانی اقدار پامال ہو چکی ہیں۔ زندگی کے تمام شعبے معاشی، معاشرتی، سیاسی بگاڑ کا شکار ہیں۔ ہر شعبے میں ظلم واستبداد کا راج ہے۔ زندگی کے مختلف پہلو توازن کھو چکے ہیں۔ تبلیغی جماعتیں حصول نتائج میں مایوس ہوگئی ہیں۔ عالمِ اسلام زوال پذیر ہے۔ مستشرقین آپؐ کے متعلق زہر افشانی کر رہے ہیں۔ اس دورِ تنزل میں صاحب قرآن کی سیرت و حیات مقدس کا مطالعہ ہی تمام بنی نوع انسان کے تمام امراضِ قلوب اور عللِ ارواح کا علاج ہو سکتا ہے۔ کیونکہ قرآن متن ہے اور سیرۃ اسکی تشریح۔ قرآن علم ہے اور سیرۃ اسکا عمل۔ الغرض آج کی غیر اسلامی زندگی میں ہمارا فرض ہے کہ ہم ارشاداتِ الٰہیہ، ہدایت کا نسخہ اور مغفرت کا وسیلہ ڈھونڈنے کے لیے شریعت مطہرہ کو فروغ دیں اور آپؐ کی سیرت و کردار کو مشعل راہ بنا کر اپنے آپ کو اس سانچے میں ڈھالیں جس پر زمین و آسمان رہتی دنیا تک فخر کرتے رہیں۔

فہارس

اشاریہ آیات

اشاریہ آیات

آیات	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
(﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾)	الفاتحہ (١)	١–٣	١٩١، ٢٠١، ٣١٢
(﴿أَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ﴾)	البقرة (٢)	٦٧	٢١٠
(﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً﴾)	البقرہ (٢)	١٢٩	٢٣٦
(﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ﴾)	آل عمران (٣)	٣١	١٠
(﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ﴾)	آل عمران (٣)	١٦٤	٥
(﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾)	النساء (٤)	٨٠	٤٣
(﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِيْنٌ﴾)	المائدہ (٥)	١٥	٦
(﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾)	المائدہ(٥)	٦٧	١٠
(﴿وَالَّذِيْنَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا﴾)	الانفال (٨)	٧٤	٣٣
(﴿الَّذِيْنَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا﴾)	التوبہ (٩)	٢٠	٣١
(﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ﴾)	التوبة (٩)	٢٤	٣٦
(﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ﴾)	التوبة (٩)	١٠٠	٢٨
(﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ﴾)	التوبة (٩)	١٢٨	٥
(﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ﴾)	اليوسف (١٢)	١٨	٢٨٩، ٢٩٣
(﴿وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا﴾)	النحل (١٦)	٤١	٢٧
(﴿إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْراً﴾)	بنی اسرائیل (١٧)	٨٧	١٠
(﴿سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَى﴾)	طٰہٰ (٢٠)	٢١	١٤
(﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَاؤُوا بِالْإِفْكِ﴾)	النور(٢٤)	١١	٢٨٩
(﴿وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا﴾)	النور (٢٤)	٥٤	٤٣
(﴿وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِيْنَ﴾)	الشعراء (٢٦)	٨٤	٨
(﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾)	الشعراء (٢٦)	٢١٤	١٢٣
(﴿فان خفتم الا تعدلوا فواحدة﴾)	النساء (٤)	٣	٢٩٦
(﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ﴾)	الاحزاب (٣٣)	٢٣	٣٣
(﴿قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ﴾)	الاحزاب (٣٣)	٢٨	٢٩٧
(﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾)	الاحزاب (٣٣)	٢١	١٩

(﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ﴾)	الاحزاب (٣٣)	٣٥	٣٢٦
(﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيراً﴾)	الاحزاب (٣٣)	٤٦،٤٥	٦
(﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ﴾)	الاحزاب (٣٣)	٥٦	٦
(﴿يس ○ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ﴾)	يسين (٣٦)	١-٣	٧
(﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ﴾)	يسين (٣٦)	٦٩	٢٥٢
(﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾)	محمد (٤٧)	٣٣	٤٢
(﴿وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْراً عَزِيزاً﴾)	الفتح (٤٨)	٣	١٠
(﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيراً﴾)	الفتح (٤٨)	٩،٨	٧
(﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ﴾)	الحجرات (٤٩)	٧	٢٩
(﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى﴾)	النجم (٥٣)	٢،١	٧
(﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ - أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ﴾)	واقعه (٥٦)	١٠-١٢	٢٨
(﴿لَا تَجِدُ قَوْماً يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾)	المجادله (٥٨)	٢٢	٢٨
(﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾)	الحشر (٥٩)	٧	٥١
(﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو﴾)	الجمعة (٦٢)	٢	٦
(﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً﴾)	التحريم (٦٦)	٨	٣٢
(﴿ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ - مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ﴾)	ن والقلم (٦٨)	١-٤	٧
(﴿وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾)	ن والقلم (٦٨)	٤	٢٤٦،١٠
(﴿وَالضُّحَى ○ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى﴾)	الضحىٰ (٩٣)	١-٣	٧
(﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾)	الم نشرح (٩٤)	١	٨
(﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾)	الم نشرح (٩٤)	٤	٨
(﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾)	علق (٩٦)	١-٤	١١٩

اشاریہ احادیث

اشاریہ احادیث

اشاریہ اعلام

اشاریہ اعلام

اشاریہ اماکن

اشاریہ اماکن

اشاریہ قبائل

اشاریہ قبائل

مصادر و مراجع

مصادر و مراجع

القرآن الحکیم

آلوسی، آفندی، ابی الفضل، شہاب الدین (م۱۲۷۰ھ)، **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی**، دارالفکر، بیروت ۱۹۹۷ء، داراحیاء التراث العربی بیروت، س ن۔

ابن ابی حاتم الرازی، **کتاب الجرح والتعدیل**، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۵۳ء، ۱۳۷۲ھ

ابن ابی عاصم (م۲۸۷ھ)، **الآحاد و المثانی**، دارالرایۃ، السعودیۃ، الریاض، ۱۹۹۱ء

ابن اثیر، عز الدین، ابی الحسن، علی ابی المکرم (م۶۳۰ھ) **اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ**، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۹۴ء

ابن اثیر، **الکامل فی التاریخ**، دارالکتاب العربی، ۱۹۹۹ء

ابن اسحق، (محمد بن اسحاق) بن یسار (م۱۵۱ھ) **السیرۃ النبویۃ**، دارالکتب الاسلامیۃ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۴ء

ابن الجوزی، **المنتظم فی التواریخ الملوک والامم**، دارالفکر، بیروت، لبنان ۱۹۹۵ء

ابن الجوزی، **الوفا باحوال المصطفیٰ**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۸ء

ابن الجوزی، **تلقیح فھوم الاثر فی عیون التاریخ والسیر**، ادارۃ احیاء السنۃ گرجاکھ

ابن الجوزی، **صفۃ الصفوۃ**، مطبعۃ دارالمعارف، مدینۃ منورۃ ۱۳۵۵ھ

ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمن (م۶۴۲ھ) **المقدمۃ فی علوم الحدیث دارالکتب العلمیۃ**، بیروت لبنان، ۱۹۷۸ء، ۱۹۹۹ء

ابن العماد الحنبلی ابی الفلاح، عبدالحی، (م۱۰۸۹ھ) **شذرات الذھب فی اخبار من ذھب**، دارالمسیر، بیروت، ۱۹۷۹ء، دارابن کثیر دمشق بیروت، ۱۹۸۶ء

ابن الفارس بن زکریا، ابی الحسین (م۳۹۵ھ) **معجم مقاییس اللغۃ**، داراحیاء التراث العربی، ۲۰۰۱ء، ۱۴۲۲ھ

ابن الوردی، علی بن مظفر، (م۷۴۹ھ) **تاریخ ابن الوردی**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۶ء

ابن حبان البستی، **کتاب المجروحین من المحدثین**، دار الصمیعی، ۲۰۰۷ء، ۱۴۲۸ھ

ابن حبان البستی، (م۳۵۴ھ) **تاریخ الصحابة الذین روی عنهم الاخبار**، دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان، ۱۹۸۸ء

ابن حبان البستی، (م۳۸۴ھ) **کتاب الثقات**، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۹۸ء، ۱۴۱۹ھ

ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی بن محمد، شهاب الدین (م۸۵۲ھ)، **الاصابة فی تمییز الصحابة**، مکتبة الکلیات الازهریة، الازهر ۱۹۲۸ء، مکتبة المثنی، بغداد ۱۳۲۸ھ دار الکتب العلمیة ۱۹۹۵ء

ابن حجر العسقلانی، **تقریب التهذیب**، دار المعرفة، بیروت، لبنان ۲۰۰۱ء، ۱۴۲۲ھ

ابن حجر العسقلانی، **تهذیب التهذیب**، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۴ء

ابن حجر العسقلانی، **فتح الباری شرح صحیح البخاری**، دار الفکر، ۱۹۹۶ء، دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان، ۲۰۰۰ء

ابن حجر العسقلانی، **لسان المیزان**، مؤسسة الاعلمی للمطبوعات، بیروت لبنان، ۱۹۷۱

ابن حزم، ابی محمد، علی بن احمد بن سعید (م۴۵۶ھ) **الاحکام فی اصول الاحکام**، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، س ن،

ابن حزم، **الفصل فی الملل والاهواء النحل**، دار الکتب العلمیة، بیروت لبنان، ۱۹۹۹ء

ابن حزم، **جمهرة انساب العرب**، دار الکتب العلمیة، بیروت لبنان، ۱۹۹۸ء

ابن سعد، محمد منیع الزهری (م۲۳۰ھ) **الطبقات الکبریٰ**، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ، ۱۹۵۸ء، ۱۹۹۶ء

ابن سیّد الناس، فتح الدین ابو الفتح محمد، (م۷۳۲ھ) **عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر**، دار احیا التراث العربی، ۱۹۸۲ء، ۱۴۰۲ھ، دار القلم، بیروت، لبنان، ۱۹۹۳ء

ابن عبد ربه الاندلسی، **العقد الفرید**، دار مکتبة الهلال، بیروت، لبنان، ۱۹۹۹ء

ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبدالله (م۴۶۳ھ) **الدرر فی اختصار المغازی والسیر**، احیاء التراث الاسلامی، القاهره، ۱۹۹۴ء

ابن عبد البر، **الاستیعاب فی معرفة الاصحاب**، دار الجیل بیروت، ۱۹۹۲ء، دار الکتب

ابن عدی الجرجانی، ابی احمد، **الکامل فی ضعفا الرجال**، دارالفکر، بیروت، س ن

ابن عساکر، علی بن الحسن (م۵۷۳ھ)، **تهذیب تاریخ دمشق الکبیر**، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، س ن

ابن قتیبه الدینوری، عبدالله بن مسلم (م۲۷۶ھ) **الشعر والشعراء أو طبقات الشعراء**، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۲۰۰۰ء، ۱۴۲۱ھ

ابن قدامه، **الاستبصار فی نسب الصحابة من الانصار**، دارالفکر بیروت، ۱۹۷۱ء، ۱۳۹۱ھ

ابن قدامه، المقدسی، موفق الدین ابی محمد عبدالله بن احمد (م۶۲۰ھ)، **التبیین فی انساب القرشیین**، عالم الکتب، مکتبة النهضة العربیة، بیروت، ۱۹۸۸ء

ابن کثیر، **السیرة النبویة**، دارالکتب العربی، ۱۹۹۹ء

ابن کثیر، **الفصول فی سیرة الرسول**، دار ابن کثیر، دمشق، دارالتراث، المدینة المنورة، ۱۹۸۵ء

ابن کثیر، محمد بن اسماعیل (م۷۷۴ھ) **شمائل الرسول ودلائل النبوة وفضائله و خصائله**، دارالمعرفة، بیروت، س ن

ابن کثیر، **البدایة والنهایة**، المطبعة العربیة، ۱۹۸۴ء، دارالفکر، ۱۹۹۸ء، دارالمعرفة، ۱۹۹۷

ابن ماجه، ابو عبدالله، محمد بن یزید (م۲۷۳ھ)، **السنن**، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء

ابن ملّقن، عمر بن علی (م۸۰۴ھ) **مختصر استدراک الحافظ الذهبی علی مستدرک ابی عبدالله الحاکم** **دارالعاصمة**، الریاض، ۱۴۱۱ھ

ابن همام، کمال الدین، محمد بن عبدالواحد (م۸۶۱ھ) **شرح فتح القدیر**، درالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۲۰۰۳ء

ابن هشام، عبدالملک (م۲۱۸ھ)، **السیرة النبویة**، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۳۶ء، ۱۹۹۵ء

ابن خلکان، احمد بن محمد (م۶۸۱ھ) **وفیات الاعیان وانباء الزمان**، دارصادر، بیروت، ۱۹۷۸ء، ۱۳۹۸ھ

ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم، **لسان العرب**، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان،

ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث بن اسحاق الأزدی (م۲۷۵ھ)، **السنن**، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۹۹۹ء

ابو زید البلخی (م۳۲۲ھ)، **کتاب البدء والتاریخ**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، ۱۹۹۷ء

ابو نعیم، الاصبهانی، **دلائل النبوۃ**، عالم الکتب، س ن

ابو نعیم، الاصبهانی، **کتاب تاریخ اصبهان**، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء

ابو نعیم، الاصبهانی، **معرفۃ الصحابۃ**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۲ء

ابو نعیم، الاصبهانی، احمد بن عبداللہ بن احمد (م۴۳۰ھ) **حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۷ء

ابو نعیم، الاصبهانی، **کتاب الضعفاء**، دارالثقافۃ، ۱۹۸۴ء، ۱۴۰۵ھ

ابی البقاء، محمد بن احمد (م۸۵۴ھ) **تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام والمدینۃ الشریفۃ**، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۴ء

ابی عوانۃ، یعقوب بن اسحاق الاسفرائینی (م۳۱۶ھ) **المسند**، دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸ء

ابی یعلی موصلی (م۳۰۷ھ)، **المسند**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، ۱۹۹۸ء

الاجری، محمد بن الحسین (م۳۶۰ھ)، **الشریعۃ**، مؤسسۃ قرطبۃ، ۱۹۹۶ء

احمد بن حنبل، ابی عبداللہ، (م۲۴۱ھ) **فضائل الصحابہ**، مؤسسۃ الرسالۃ، مرکز البحث العلمی واحیاء التراث الاسلامی، ۱۹۸۳ء

احمد بن حنبل، **العلل والمعرفۃ الرجال**، المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان، ۱۹۸۸ء، ۱۴۰۸ھ

احمد بن حنبل، **المسند**، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان ۱۹۹۳ء اور دارالحدیث، قاهرۃ، ۲۰۰۵ء

احمد خلیل جمعہ، **نساء اهل البیت فی ضوء القرآن والسنۃ**، الیمامۃ، دمشق، بیروت، ۱۹۹۴ء

احمد خلیل جمعہ، **نساء من عصر النبوۃ**، دارابن کثیر، دمشق، بیروت ۲۰۰۰ء

ادریس کاندھلوی، محمد، **سیرتِ المصطفیٰؐ**، مکتبہ عثمانیہ، ۱۹۹۲ء، ۱۴۱۲ھ

الازرقی، ابی الولید، محمد بن عبداللہ بن احمد، (م ۲۴۰ھ) **اخبار مکہ**، مکتبۃ الثقافیۃ، مکۃ المکرمۃ، ۲۰۰۲ء، دارالاندلس، ۱۹۶۹ء

اسحٰق بن راھویہ، (م۲۳۸ھ) **المسند**، دارالکتاب العربی، ۲۰۰۰ء

اطہر مبارکپوری، **تدوین سیرو مغازی**، قدیمہ اسلامک پریس لاہور، ۲۰۰۵ء

النووی، یحییٰ بن شرف، **شرح صحیح مسلم**، مترجم نعمانی کتب خانہ، ۱۹۸۱ء

بائبل – کلام مقدس، پاکستان بائبل سوسائٹی، ۲۰۰۷ء

الباجی، سلیمان بن خلف، ابو الولید (م ۴۷۴ھ)، **التعدیل والجرح**، دار اللواء للنشر والتوزیع ۱۹۸۶ء

الالبانی، **صحیح سنن ابی داؤد**، مکتبۃ التربیۃ العربی، ۱۹۸۹ء، ۱۴۰۹ھ

الالبانی، محمد ناصر الدین، **صحیح سنن النسائی**، مکتب التربیۃ العربی، المکتب الاسلامی، ۱۹۹۸ء، ۱۴۰۹ھ

البخاری، **الادب المفرد**، مکتبہ ابوھریرہ، تخریج احادیث (محمد فواد عبدالباقی) س ن

البخاری، **التاریخ الاوسط**، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۲۰۰۴ء، ۱۴۲۴ھ

البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، (م۲۵۶ھ) **الجامع الصحیح**، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء

البخاری، **التاریخ الصغیر**، دارالمعرفۃ بیروت، لبنان، ۱۹۸۶ء، ۱۴۰۶ھ

البخاری، **التاریخ الکبیر**، المکتبۃ الاسلامیہ، س ن

البلاذری، احمد بن یحییٰ بن جابر (م۲۷۹ھ)، **انساب الاشراف**، دارالفکر، ۱۹۹۶ء، دارالمعارف، س ن

البیھقی، ابی بکر، احمد بن الحسین، (م۴۵۸ھ) **دلائل النبوۃ**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۵ء

الترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، الامام (م۲۷۹ھ) **الجامع**، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۹۹۹ء

الترمذی، **الشمائل النبویۃ والخصائل المصطفویۃ**، المکتبۃ التجاریہ، مکۃ المکرمۃ، ۱۹۹۳ء، ۱۴۱۳ھ

[illegible] **اصطلاحات الفنون**، سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۹۹۳ء

جان گلب پاشا، جنرل، **حیات وعہد النبی ﷺ**، پرنٹنگ پریس، لاہور ۲۰۰۳ء

جواد علی، الدکتور، **المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام**، دار العلم، بیروت، ۱۹۸۰ء

الجوزجانی، ابی اسحاق، ابراهیم بن یعقوب (م۲۵۹ھ) **احوال الرجال**، المکتبة سانگله هل، شیخوپوره، س ن

الجوهری، ابی الفراء، اسماعیل بن حماد، (م۳۹۶ھ) **الصحاح**، داراحیاء التراث العربی، ۱۹۹۹ء

حاکم النیشابوری، ابی عبدالله محمد بن عبدالله، (م۴۰۵ھ) **المستدرک علی الصحیحین**، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۰ء، ۱۹۹۶ء، دارالفکر، ۲۰۰۲ء، ۱۴۲۲ھ

حسین عبدالله بالسلامة، **حیلة سید العرب و تاریخ النهضة الاسلامیة مع العلم و المدینة**، مؤسسة علوم القران، ۱۹۹۲ء

حماد بن الانصاری، **فتح الوهاب فیمن اشتهر من المحدثین بالألقاب**، مؤسسة الرسالة، ۱۹۸۵ء

الحمیدی، ابی بکر عبدالله بن زبیر، **المسند**، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۸۸ء

الخازن، عبدالله بن محمد (م۷۲۵ھ) **لباب التاویل فی معانی التنزیل**، دار الکتب العلمیة، بیروت ۱۹۹۵ء

الخرکوشی نیشاپوری، عبدالملک بن ابی عثمان، (م۴۰۶ھ) **مناحل الشفاء و مناهل الصفا بتحقیق کتاب شرف المصطفیٰ**، دارایشائر الاسلامیة، ۲۰۰۳ء، ۱۴۲۴ھ

الخطابی، حمد بن محمد (م۳۸۸ھ) **اعلام الحدیث فی شرح صحیح البخاری**، مرکز احیاء التراث الاسلامی، ۱۹۸۸ء، ۱۴۰۹ھ

الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی (م۴۶۳ھ) **الکفایة فی علم الروایة دارالکتب العلمیة**، بیروت لبنان، ۲۰۰۶ء

خلیفه بن خیاط (م۲۴۰ھ)، **کتاب التاریخ**، دارالقلم، دمشق بیروت، ۱۹۷۷ء، دارالکتب العلمیة، ۱۹۹۵ء

الدار القطنی، علی بن عمر، (م۳۸۵ھ) **کتاب الضعفاء والمتروکین**، المکتبة الاثریة، سانگلہ ہل، شیخوپورہ پاکستان، رمضان، ۱۴۰۲ھ

الدارالقطنی، عمر بن احمد (م۳۸۵ھ) **ذکر اسماء التابعین ومن بعدهم**، مؤسسة الکتاب الثقافة، ۱۹۸۵ء

الدارمی، ابو محمد، عبدالله بن عبدالرحمن (م۲۵۵ھ)، **السنن**، داراحیاء السنة النبویة، س ن

الدیار بکری، حسین بن محمد بن الحسن (م۹۲۰ھ) **تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس**، مؤسسة شعبان، بیروت، س ن

ڈاکٹر شوقی عبدالخلیل، **اطلس سیرت نبوی ﷺ** (ترجمہ حافظ محمد امین) دارالفکر دمشق۔س ن

الذهبی، ابو عبدالله شمس الدین (م۷۴۸ھ) **تذکرة الحفاظ**، داراحیاء التراث العربی، ۱۳۷۴ھ، دارالفکر العربی، س ن

الذهبی، **العبر فی خبر من غبر**، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۸۵ء

الذهبی، **الکاشف**، دارالکتاب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۸۳، ۱۴۰۳ء، دارالحدیث، قاهره، ۲۰۰۸ء

الذهبی، **المستدرک مع التلخیص**، مکتبة المعارف، الریاض، س ن

الذهبی، **تاریخ اسلام ووفیات المشاهیر والاسلام**، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۹۹۹ء، دارالکتاب اللبنانی، بیروت، ۱۹۹۰ء

الذهبی، **میزان الاعتدال فی نقد الرجال**، المکتبة الاثریة، سانگلہ ہل، پاکستان، س ن

الذهبی،، **سیر اعلام النبلاء**، مؤسسة الرسالة، بیروت دارالکتب العلمیة، ۱۹۹۵ء، ۱۹۸۶ء، ۱۹۹۰ء، ۱۹۹۹ء

الرازی، فخر الدین محمد بن ضیاء (م۶۰۶ھ) **تفسیر الکبیر**، الکتب العلمیة طهران، س ن

زبیر بن بکار (م۲۵۶ھ) **منتخب من کتاب ازواج النبی ﷺ لمحمد الحسن بن زبالہ** (م۱۹۹ھ) مطبعة الجامعة الاسلامیة، مدینه منوره، ۱۹۸۱ء

الزرقانی، محمد بن عبدالباقی (۱۱۲۲ھ) **شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیة**، دارالمعرفة، ۱۹۹۲ء

الزمخشری، محمود بن عمر بن احمد (م۵۳۸ھ) **اساس البلاغة**، دارالکتب العلمیة بیروت،

لبنان، ۱۹۹۸ء، ۱۴۱۹ھ

الزیات، احمد حسن واحبابہ، **المعجم الوسیط**، دارالدعوۃ - القاھرہ، ۱۹۷۲ء، ۱۹۸۹ء

السخاوی، محمد عبدالرحمن (م۹۰۴ھ) **التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ**، دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان، ۱۹۹۳ء، ۱۴۱۴ھ

السعود بن عبداللہ، الدکتور، **مرویات ام المومنین فی التفسیر**، مکتبۃ التوبۃ، الریاض ۱۹۹۲ء

السمعانی، ابی سعد، عبدالکریم بن محمد ابن منصور التمیمی، (م۵۶۲ھ) **الانساب**، دارالجنان، ۱۹۸۸ء

السمھودی، نور الدین (م۹۱۱ھ)، **وفاء الوفاء**، داراحیاء، التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۹۷ء

سمیع عباس، **اوصاف النبی ﷺ لامام الترمذی**، مکتبۃ دارالخیل القاھرہ، ۱۹۸۷ء، ۱۴۰۷ھ

السھیلی، ابی القاسم عبدالرحمن بن عبداللہ بن احمد (م۵۸۱ھ) **الروض الانف**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۷ء

السیوطی، **تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی**، مطبعۃ حسان - س ن

السیوطی، **طبقات الحفاظ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان**، ۱۹۸۳ء

السیوطی، **الدر المنثور فی التفسیر المأثور**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۰ء، س ن

السیوطی، **السنن للنسائی**، داراحیاء التراث العربی، ۲۰۰۱ء

السیوطی، جلال الدین عبدالرحمن ابی بکر (م۹۱۱ھ)، **الخصائص الکبری**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۳ء

شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، (م۱۳۳۲ھ)، **سیرۃ النبی ﷺ**، دارالاشاعت، لاھور ۱۹۸۵ء

شبۃ النمیری البصری ابوزید، (م۲۶۲ھ) **تاریخ المدینۃ المنورۃ**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۶ء

الشوکانی، **فتح القدیر**، دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان ۱۹۹۷ء

الشوکانی، محمد بن علی (۱۲۵۰ھ) **درالسحابۃ فی مناقب القرابۃ والصحابۃ**، دارالفکر،

الصالحی الشامی، محمد بن یوسف، (م۹۴۲ھ) **سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرة خیر العباد** ، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۳ء

الصنعانی، حسن بن محمد، **العباب الزاخر واللباب الفاخر**، مطبعة نشار آرٹ پریش، ۱۹۹۴ء

طاہرالقادری، **شمائل مصطفیٰ ﷺ**، منہاج القرآن پبلیکشنز، ۲۰۰۹ء

طاہرالقادری، محمد، **حسن سراپائے رسول ﷺ**، منہاج القرآن پبلیکیشنز، ، ستمبر ۲۰۰۶ء

الطبرانی، ابی القاسم، سلیمان بن احمد (م۳۶۰ھ)، **المعجم الکبیر** ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۲۰۰۲ء

الطبری، **جامع البیان علی تاویل آی القرآن**، دارالفکر ۱۹۸۸ء، داراحیاء التراث العربی، س ن

الطبری، محمد بن جریر (م۳۱۰ھ) **تاریخ الامم والملوک** ، مؤسسة العلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸ء

الطحاوی، احمد بن محمد بن سلامہ، **المسند**، مکتبة الحرمین ۲۰۰۵ء، ۱۴۲۶ھ

عاتق بن غیث البلادی، **معجم المعالم الجغرافیة فی السیرة النبویة** ، دار مکہ، ۱۹۸۲ء، ۱۴۰۲ھ

عبدالباقی بن نافع البغدادی، **معجم الصحابة**، دارالفکر، ۲۰۰۴ء

عبدالحق محدث دہلوی، **مدارج النبوة**، مکتب نوریہ رضویہ پریس فالکن ، ۱۹۷۷ء

عبدالحکیم محمود، الدکتور، **القرآن والنبی ﷺ**، دارالمعارف قاہرہ، س ن

عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، (م۲۱۱ھ) **المصنف**، منشورات المجلس العلمی، س ن

العجلی، احمد بن عبداللہ (م۲۶۱ھ) **تاریخ الثقات** ، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۸۴ء، ۱۴۰۵ھ

العراقی، **التقیید والایضاح**، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۹۹ء

العراقی، عبدالرحیم بن الحسین، (م۸۰۶ھ) **فتح المغیث شرح الفیة الحدیث** ، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۲۰۰۱ء

علامہ اقبال، **بال جبریل**، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۸۹ء

علی بن بلبان الفارسی، (م۷۳۰ھ) **الاحسان صحیح ابن حبان**، المکتبة النجاریہ دارالفکر،

علی محمد البجاوی، محمد ابو الفضل، **ایام العرب فی الاسلام**، دار الفکر، ۱۹۷۳ء، ۱۳۹۳ھ

عمر بن احمد بن عثمان (م۳۸۵ھ) **تاریخ اسماء الثقات ممن نقل عنهم العلم**، دار الباز مکة المکرمة، ۱۹۸۶ء

عمر رضا کحاله، **اعلام النساء**، مؤسسة الرسالة بیروت، ۱۹۷۷ء

عمر رضا کحاله، **معجم قبائل العرب القدیمة والحدیثة**، الطبعة الهاشمیة دمشق، ۱۹۴۹ء، ۱۳۶۸ھ

العینی، بدر الدین، احمد علی بن احمد، (م۸۵۵ھ) **عمدة القاری شرح صحیح البخاری**، مکتبه رشیدیه کوئٹه بلوچستان، س ن

الفاسی المکی، تقی الدین، محمد بن احمد الحسنی (م۸۳۲ھ) **العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین**، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸ء، مؤسسة الرسالة، بیروت، ۱۹۸۶ء

فیروز الدین، مولوی، **فیروز اللغات**، فیروز سنز لاہور، س ن

القاضی عیاض بن موسیٰ، الاندلسی، (م۵۴۴ھ) **الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ**، دار الکتبالعلمیة، س . ن

القزوینی، احمد بن خلیل الخلیلی، (م۴۴۶ھ) **الارشاد فی معرفة علماء الحدیث**، مکتبة الرشد، الریاض، ۱۹۸۹ء، ۱۴۰۹ھ

القسطلانی، احمد بن محمد (م۹۲۳ھ)، **المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة**، المکتب الاسلامی، ۱۹۹۱ء

الکرمانی، محمد ابن یوسف، **شرح البخاری**، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، ۱۹۸۵ء

الکلاباذی، ابی نصر، احمد بن محمد، (م۳۹۸ھ) **رجال صحیح البخاری**، دار المعرفة بیروت لبنان، ۱۹۸۷ء، ۱۴۰۷ھ

الکلاعی الاندلسی، ابن الربیع سفیان بن موسیٰ، (م۶۳۴ھ) **الاکتفاء بما تضمنه من مغازی رسول اللهؐ**، عالم الکتب ۱۹۹۷ء

المتقی الهندی، (۹۷۵ھ) **كنز العمال**، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، ۱۹۹۸ء

محب الطبری، **السمط الثمین فی مناقب امهات المؤمنین**، المکتبة النهضية القاهره، س ن

محب الطبری، احمد بن عبدالله، (م۶۹۴ھ) **ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ**، دارالمعرفة، بيروت، لبنان، ۱۹۹۲ء

محدث دهلوی، شاه عبدالعزیز، **عجالة نافعه اصول حدیث**، در مطبع مجتبائی، ۱۳۴۸ھ

محمد احمد جاد، علی محمد البجاوی، **ایام العرب فی الجاهلية**، دارالفکر، ۱۹۴۲ء، ۱۹۶۱ء

محمد الامین بن محمد، **السيرة النبوية فی فتح الباری**، مكتبة دارالبيان، كويت، ۲۰۰۱ء

محمد الغزالی، **فقه السيرة**، عالم المعرفة، س ن

محمد الیاس، عبدالغنی، **بیوت الصحابة رضی الله عنهم حول المسجد النبوی الشریف**، حرکة طيبة للطبعة فی المدينة النبوية، ۱۹۹۸ء

محمد بن جعفر بن حیان (م۳۶۹ھ) **طبقات المحدثين باصبهان والوردين عليها**، مؤسسة الرسالة بيروت، ۱۹۹۲ء، دارالكتب العلمية بيروت، ۱۹۸۹ء

محمد بن حبیب (م۲۴۵ھ) **كتاب المحبر**، دارالنشر الكتب الاسلامية، س ن

محمد راجی حسن کناس، **صحابیاتؓ حول الرسول**، دارالمعرفة، ۲۰۰۵ء، ۱۴۲۶ھ

محمد سعید رمضان البوطی، **فقه السيرة النبوية**، المطبعة التعاونية، دمشق، ۱۹۹۱ء

محمد صادق سیالکوٹی، **جمال مصطفیٰ ﷺ**، نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار، لاہور، س ن

محمد طفیل (مدیر)، **نقوش رسولؐ نمبر**، اداره فروغ اسلام لاهور

محمد عبدالحکیم شرف قادری، مقالاتِ سیرتِ طیبہ ﷺ، امیر ملت پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۰۰ء

محمد علی قطب، **زوجات النبی ﷺ**، دارالدعوة الاسكندرية، ۲۰۰۶ء

محمود احمد غازی، **محاضراتِ سیرت**، الفیصل ناشران، ۲۰۰۷ء

محمود طعمة حلبی، **المائة الاوائل من صحابيات الرسول**، دارالمعرفة بيروت، لبنان ۲۰۰۴ء، ۱۴۲۵ھ

محمود مغراوی، **منهج النقد عند الحافظ ابی نعیم الاصبهانی**، دار ابن حزم ۲۰۰۷ء، ۱۴۲۸ھ

المزی، جمال الدین، یوسف بن عبدالرحمن (م ۷۴۲ھ) **تهذیب الکمال**، دارالفکر، ۱۹۹۴ء،
مؤسسة الرسالة، ۱۹۹۲ء، ۱۴۱۳ھ

المزی، عبدالرحمن بن یوسف، **تحفة الاشراف**، المکتب الاسلامی بیروت، لبنان، ۱۹۸۳ء،
۱۴۰۳ھ

مسلم بن حجاج القشیری (م ۲۶۱ھ) **الجامع الصحیح**، دارالسلام، الریاض، ۲۰۰۰ء

مصطفیٰ محمد الطحان، **امهات المومنینؓ فی مدرسة النبوة**، دارالوفاء، ۲۰۰۶ء

مصعب الزبیری، ابی عبدالله المصعب بن عبدالله (م ۲۳۶ھ)، **نسب قریش**، دارالمعارف،
القاهرة، س ن

المقدسی، ابن القیسرانی، (م ۵۰۷ھ) **کتاب الجمع بین رجال الصحیحین**، دارالکتب
العلمیة، بیروت لبنان، ۱۴۰۵ھ

المقریزی، تقی الدین احمد بن علی، (م ۸۴۵ھ) **امتاع الاسماع**، دارالکتب العلمیة، بیروت،
لبنان، ۱۹۹۹ء

النسائی، ابی عبدالرحمن بن احمد بن شعیب (م ۳۰۳ھ) **السنن**، دارالسلام، الریاض،
۱۹۹۹ء

النووی، یحییٰ الدین شرف النووی، (م ۶۷۶ھ) **تهذیب الاسماء واللغات**، دارالفکر، ۱۹۹۶ء

وارث سرہندی، **علمی اردو لغات**، علمی کتاب خانہ، ۲۰۰۳ء

الهندی، محمد طاهر بن علی، (م ۹۸۶ھ) **المغنی فی ضبط اسماء الرجال**، دارالکتاب العربی،
بیروت، ۱۹۸۲ء، ۱۴۰۲ھ

الهیثمی، نور الدین، علی بن ابی بکر (م ۸۰۷ھ)، **مجمع الزوائد و منبع الفوائد**، دارالفکر،
بیروت، لبنان، ۱۹۹۴ء، دارالکتب، بیروت لبنان، ۲۰۰۱ء، ۱۴۲۲ھ

الیافعی الیمنی، ابی محمد عبدالله بن اسعد بن علی بن سلیمان (م ۷۶۸ھ) **مرآة الجنان
وعبرة الیقظان**، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۷ء

یاقوت الحموی، شهاب الدین ابی عبدالله (م ۶۲۹ھ)، **معجم البلدان**، دارالکتب العلمیة،
بیروت لبنان، ۱۹۵۷ء، ۱۳۷۶ء، ۱۹۹۰ء، ۱۴۱۰ھ

[illegible]، **موسوعة رجال الكتب التسعة**، دار الكتب العلمية، بيروت
لبنان، ۱۹۹۳ء، ۱۴۱۳ھ

محمد سعيد بيض، **موسوعة حياة الصحابيات**، مكتبة الغزالي، ۱۹۹۰ء،

English Book

Edward William Lane,مـد الـقـامـوس **An Arabic English Loxicon.** Beirute. 1968.